سلسلۂ انجمن ترقی اردو نمبر (۵)

# امرائے ہنود

یعنی اُن ہنود و اُمرا کے حالات جو کہ

سلطنت مغلیہ

میں ممتاز عہدوں پر سرفراز رہے

جس کو منشی محمد سعید احمد صاحب مارہروی نے

حسب فرمائش انجمن ترقی اردو

تالیف کیا

§ * §

سنہ ۱۹۳۲ ع

§ * §

با ہتمام محمد صدیق حسن منیجر انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن کے مطبع میں چھپ کر شائع ہوئی

طبع دوم قیمت فی جلد مجلد

# قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو
## اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانچ سو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھ پیش کی جائیں گی)

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں۔ (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی)

(۳) رکن مدامی وہ ہیں جو ڈھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی)

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کئے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں۔ (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی)

# فہرست مضامین

## تمہید

صفحہ مضمون



باب سوم



باب چہارم

| مضمون | صفحہ |
|---|---|

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحه |
|---|---|

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|

| مضمون | صفحہ |
|---|---|

| مضمون | صفحه |
| --- | --- |

خاص خاص کتابوں کی فہرست جن سے یہ کتاب ماخوذ ہے

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف یا مولف کا نام | زبان | مطبوعہ یا قلمی |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | مآثر الامرا - | میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہ نواز خاں خوافی اورنگ آبادی - | فارسی | مطبوعہ |
| ۲ | اکبر نامہ - | علامی ابوالفضل - | " | " |
| ۳ | آئین اکبری - | " " | " | " |
| ۴ | توزک جہانگیری - | شہنشاہ جہانگیر | " | " |
| ۵ | اقبال نامہ جہانگیری - | معتمد خاں بخشی | " | قلمی |
| ۶ | بادشاہ نامہ - | ملا عبد الحمید لاہوری | " | مطبوعہ |
| ۷ | عمل صالح - | محمد صالح کنبوہ | " | قلمی |
| ۸ | عالمگیر نامہ - | محمد کاظم - | " | مطبوعہ |
| ۹ | مآثر عالمگیری - | محمد ساقی مستعد خاں | " | " |
| ۱۰ | منتخب اللباب - | محمد ہاشم خاں خوافی (خافی خاں) | " | " |
| ۱۱ | منتخب التواریخ - | ملا عبد القادر بدایونی | " | " |

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف یا مولف کا نام | زبان | مطبوعہ یا قلمی |
|---|---|---|---|---|
| ۱۲ | مفتاح التواریخ - | تامس ولیم بیل صاحب | فارسی | مطبوعہ |
| ۱۳ | سیر المتاخرین - | میر غلام حسین | " | " |
| ۱۴ | رقعات عالمگیری - | شہنشاہ عالمگیر | " | " |
| ۱۵ | رقعات ابوالفضل - | علامی ابوالفضل - | " | " |
| ۱۶ | خلاصۃ التواریخ - | بندرابن داس بہادر شاہی | " | قلمی |
| ۱۷ | تاریخ فرشتہ - | ملا محمد ابوالقاسم فرشتہ | " | مطبوعہ |
| ۱۸ | تاریخ آگرہ - | منشی سیل چند | " | قلمی |
| ۱۹ | وقائع نعمت خان عالی - | نعمت خان عالی | " | مطبوعہ |
| ۲۰ | جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ - | نعمت خان عالی | " | " |
| ۲۱ | خزانہ عامرہ - | میر غلام علی آزاد بلگرامی | " | " |
| ۲۲ | دربار اکبری - | شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد | اُردو | " |
| ۲۳ | ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر - | خلیفہ محمد حسین | " | " |

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف یا مولف کا نام | زبان | مطبوعہ یا قلمی |
|---|---|---|---|---|
| ۲۴ | دکن میں موسیو تھیونوایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلہ آصفیہ جلد دوم ـ | | اردو | مطبوعہ |
| ۲۵ | تاریخ دکن حصہ اول (سلسلہ آصفیہ جلد سوم) | مولوی عبدالغفور صاحب رامپوری | " | " |
| ۲۶ | ایضاً حصہ دوم ـ | ایضاً | " | " |
| ۲۷ | ایضاً حصہ سوم (سلسلہ آصفیہ جلد ہشتم) | ایضاً | " | " |
| ۲۸ | سفر نامہ ابن بطوطہ ـ | مترجمہ نوازش علی خاں ـ | " | " |
| ۲۹ | ہندوستان گذشتہ و حال ـ | رائے بہادر بابو بیجناتھ ـ | " | " |
| ۳۰ | تاریخ جدوایہ ـ | خادم علی فاروقی | " | " |
| ۳۱ | مخزن التواریخ ـ | منشی قمرالدین خاں اکبر آبادی | " | " |
| ۳۲ | دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام | مترجمہ محمد عنایت اللہ بی-اے | " | " |
| ۳۳ | رسائل شبلی ـ | شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی ـ | " | " |

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف یا مولف کا نام | زبان | مطبوعہ یا قلمی |
|---|---|---|---|---|
| ۳۴ | بشارت احمدی - | مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی - | " | مطبوعہ |
| ۳۵ | ترجمہ تاریخ فرخ آباد | | " | " |
| ۳۶ | ترجمہ تاریخ ہندوستان مولفہ آنریبل الفنسٹن صاحب | مترجمہ سین ٹیفک سوسائٹی علیگڈہ | " | " |
| ۳۷ | تاریخ ہندوستان جلد اول - | شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ خان | " | " |
| ۳۸ | ایضاً جلد دوم - | ایضاً | " | " |
| ۳۹ | ایضاً جلد سوم - | ایضاً | " | " |
| ۴۰ | ایضاً جلد چہارم - | ایضاً | " | " |
| ۴۱ | اورینٹیل بایوگریفکل ڈکشنری ۱ | ٹامس ولیم بیل صاحب | انگریزی | " |

(§——$——§)

# تمہید

## باب اول

### ہندوستان میں ہندو ایرین فاتحوں کا اپنے مفتوحوں سے برتاؤ

ہندوستان کے اصلی باشندے اور ایرین فاتح

حکماے فرنگ نے مختلف علامتوں اور نشانوں سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے اصلی باشندے اور لوگ تھے جو جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے اور شکار کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے - اس کے بعد جیحوں اور سیحوں کے میدانوں سے ایک زبردست قوم نے آکر آہستہ آہستہ کل ملک پر اپنا قبضہ کرلیا اور یہاں کی سرسبزی اور زرخیزی دیکھکر یہیں زمین گیر ہوئے - اس قوم کا نام ایرین ( آریا ) تھا - یہ نہایت ذہین اور طباع اور اس زمانے کی حیثیت کے بموجب اعلی درجے کی مہذب اور تعلیم یافتہ قوم تھی - ان لوگوں نے علم 'الہی' - 'فلسفہ' - 'حکمت' - 'نجوم' - 'ریاضی' - وغیرہ میں قابل قدر ترقی کی - جنگلوں کو کاٹ کاٹ کر زراعت کے قابل بنایا - 'تجارت' 'صنعت' و حرفت میں نام پیدا کیا - غرض کہ ہر قسم

کی تہذیب و شایستگی پھیلا کر ہندوستان کو جنت نشان بنایا —

ہمیں اس مقام پر صرف یہ دکھانا مد نظر ہے کہ اس فاتح قوم کا اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاو تھا ۔ سخت تعجب ہے کہ باوجود تہذیب و شایستگی کے ان کا برتاؤ اپنے مفتوحین کے ساتھ سخت ظالمانہ تھا - جب ان لوگوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ملک کے اصلی باشندے کچھہ تو لڑتے لڑتے مارے گئے باقی جنگلوں اور پہاڑوں میں گھس گئے - گونڈ - بھیل وغیرہ جنگلی قومیں انھیں کی نسل سے بتائی جاتی ہیں - کچھہ لوگ فتحیابوں کی غلامی اور خدمتگاری کے کام میں آے ان کو انھوں نے ایسی ذلیل حالت میں رکھا کہ خود ان کو شودر (خدمتگار) ذلیل کے لقب سے عار نہیں رہا —

**قوانین منو**

اس فاتح قوم کے مشہور و معروف مجموعہ قوانین میں جو 'قوانین' منو کے نام سے موسوم اور حضرت عیسیٰ سے نوسو برس پیشتر کا لکھا ہوا خیال کیا جاتا ہے سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ لوگوں کو چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کیا ہے - اول متبرک (برہمن) دوم سپاہی (چھتری) سوم لفتی (ویش) چہارم خدمتی (شودر) ان میں برہمنوں کو غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور شودروں کو نہایت درجے کی ذلت و خواری دی گئی ہے - اگرچہ فاتح قوم کے

تینوں فرقوں میں بھی برابری قائم نہیں رکھی گئی لیکن ہر ایک کو عزت حاصل ہے اور بعض مذہبی رسموں میں تینوں فرقے شریک ہوتے ہیں - اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں تینوں فرقوں کے انتظام کے واسطے یہ قانون بنایا گیا ہے - چوتھے فرقے سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہے جس قدر کہ ان تینوں برتر فرقوں کی خدمت سے علاقہ رکھتا ہے —

برھمنوں کی فوقیت

تمام احکام سیاست میں بھی برھمن اور فرقوں پر برتری رکھتا ہے اسی طرح چھتری ویش فرقے پر فوقیت رکھتا ہے - نہایت سخت جرموں میں بھی برھمن سخت سزا پانے سے آزاد * ہے - اور فرقوں پر جو کچھہ جبر و تعدی وغیرہ برھمن سے ظہور میں آوے اُس کی پاداش میں کچھہ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے † - لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچھہ جرم اُس کی نسبت واقع ہو اُس کی دہ چند سزا معین کی گئی ہے —

شودر فرقے کا مختصر فرض یہ بیان کیا گیا ہے کہ اور فرقوں کی وہ خدمت کیا کریں ‡ - لیکن اُس کا بڑا

---

* باب ۸ - اشلوک - ۳۸۰ — † باب ۸ - اشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹ — باب ۸ - اشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ - اور باب ۱۱ - اشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶ — ‡ باب ۱۰ - اشلوک ۹۱ —

فرض برهمنوں کی خدمت کرنا * ہے - یہ بھی اجازت ہے
اگر وہ نان و نفقہ کا محتاج ہو اور برہمنوں کی خدمت
حاصل نہ ہو سکے تو چھتریوں کی خدمت اختیار کرے
اور اگر ان کی بھی خدمت میسر نہ آوے تو کسی مالدار
ویش کی خدمت کرے † - اگر اس فرقے کے لڑکوں کو
یہ معمولی کام نہ مل سکے تو وہ دستکاری کے کام
مثل معماری - نجاری - مصوری - محرری کے اختیار
کر لے ‡ —

شودر کو بید شاستر اور مذہبی کتابیں پڑھنے کی
اجازت نہیں البتہ هوم کرنے کی اجازت ہے § لیکن برہمن
کا اُس سے هوم وغیرہ کروانا ایسا سخت گناہ ہے کہ کفارہ
دینا پڑتا ہے $ - برہمن کو شودر کے روبرو بھی بید کا
پڑھنا درست نہیں ¶ - شودر کو دھرم شاستر کے مسئلے
سکھانا یا اس کے گناہ کے کفارہ کا طریق بتانا برہمن
کو اس دوزخ میں ڈالتا ہے - جس کو "آسم ورتا" کہتے
ہیں اس کو دنیا کے کام میں بھی نصیحت کرنا ممنوع
ہے ** - برہمن کو ایسی سخت اور مکرر سکرر تنبیہ اور

---

* باب ۹ - اشلوک ۳۳۴ — † باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۱ —
‡ باب ۱۰ - اشلوک ۹۹ - و ۱۰۰ — § باب ۱۰ - اشلوک
۱۲۷ - و ۱۲۸ — $ باب ۱۰ - اشلوک ۱۰۹ - لغایت ۱۱۱ -
و باب ۱۱ - اشلوک ۴۲ و ۴۳ — ¶ باب ۴ اشلوک ۹۹ —
** باب ۴ - اشلوک ۸۰ و ۸۱ —

تاکہ کسی اور جرم پر نہیں کی گئی جیسی شودر سے لڑ ر اور بھیلت لینے کی ممانعت میں کی گئی ہے اور اِس جرم کا کفارہ جب تک کہ وہ اُس دچھنا کو واپس نہ کر دے تیرتھ جاترہ سے بھی نہیں ہو سکتا *۔ اگر کوئی برھمن فاقے سے جان بلب ہو تو شودر سے خشک اناج لے لینا جائز ہے مگر اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز نہیں۔ شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے پالا جاوے اور اُترے ہوے پھٹے پرانے کپڑے پہنے †۔ شودر کو اگر کچھہ مقدور بھی ہو تو بھی دولت جمع کرنے کی اِس وجہ سے اجازت نہیں کہ وہ دولتمند ہوکر شاید کسی برھمن کو رنج پہنچاوے ‡ اگر کوئی شودر کسی اعلی فرقے کے آدمی کو گالی دے تو اُس کی زبان کاٹ لیجاوے §۔ اگر برھمن کے پاس ایک ہی فرش پر بیٹھہ جاوے تو اس کے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے $ اگر شودر برھمن کو دھرم کی باتیں بتائے تو اس کے منہ اور کانوں میں کھولتا ہوا تیل ڈالیں **۔ شودر کے قتل کا کفارہ بھی مذھب کی رو سے وھی ہے جو بلی۔ کتے۔ چھپکلی۔ مینڈک اور بہت سے قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفارہ ہے ††۔ اگر شودر کو اُس کا مالک آزاد بھی کردے

---

* باب ۱۱ - اشلوک ۱۹۳ - لغایت ۱۹۷ - و باب ۱۰ - اشلوک ۱۱۱ - † باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۵ - ‡ باب ۱۰ اشلوک ۱۲۹ - § باب ۸ اشلوک ۲۷۰ - $ باب ۸ اشلوک ۲۸۱ - ** باب ۸ - اشلوک ۲۷۲ - †† باب ۱۱ - اشلوک ۱۳۱ -

تو بھی وہ خادم کا خادم ھی رھتا ہے - مخدوم نہیں بن سکتا کیونکہ جو حالت اُس کو خالق نے بخشی ھے اُس میں سے کون اسے نکال سکتا ھے * —

اسی طرح کے اور بھی بہت سے قانون ھیں جن سے نہایت بیرحمی ظاھر ھوتی ھے اور اعلی فرقوں کی رعایت سے شودر پر نہایت سختی روا رکھی گئی ھے —

مفتوحین کے ساتھہ اس قسم کا برتاؤ صرف ایرین قوم ھی پر محدود نہ تھا بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں فاتح قوموں نے ھمیشہ مفتوحین کو جانوروں سے بدتر سمجھا ہے رومن نے تمام مفتوحہ قوموں کو غلام بنا رکھا تھا - ھندوستان میں شودروں کی حالت پھر بھی کسی قدر غنیمت تھی - چنانچہ انفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ھندوستان میں تحریر فرماتے ھیں - " بھر کیف شودر فرقے کی حالت قدیم زمانے کی جمہوری سلطنتوں کے غلاموں یا متوسط زمانہ کے پاجیوں اور ھر خادم فرقوں کی حالت سے جن کو ھم جانتے ھیں بہتر تھی " اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ھی اس عام رواج کو دفعتاً مٹا دیا — اور مفتوحین کے ساتھہ مساوات کا درجہ قائم کرکے دنیا کو سکھا دیا کہ حقوق عامہ میں جس قدر آدمی آسمان کے نیچے ھیں سب برابر ھیں - آج جن قوموں کو اپنے تمدن و تہذیب پر ناز ھے ان کا دعوی ھے کہ انھوں نے مساوات

---

* باب ۸ - اشلوک ۴۱۴ —

کو قائم رکھا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ آج تک
وہ اسلام کی فیاضی کا مقابلہ نہیں کر سکے —

مسلمان جب ہندوستان میں آئے تو اس وقت بھی
مندرجۂ بالا قوانین جاری تھے چنانچہ مشہور مورخ
البیرونی نے جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان
میں آیا تھا برہمنوں کی نسبت لکھا ہے " برہمن مجرموں
کے ساتھ بہت نرمی کی جاتی تھی مثلاً اگر کوئی برہمن کسی
دوسری ذات کے آدمی کو مار ڈالتا تھا تو اُس کو کچھ
برت اور خیرات اور پوجا کرنے کی سزا دی جاتی تھی "
اِس کے مقابلہ میں ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے اپنے
مفتوحین کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا اُس کو ہم آئندہ
بابوں میں بیان کرتے ہیں —

## باب دوم

### اسلامی عہد میں مذہبی آزادی

جس زمانے میں کہ دنیا کے تمام ملکوں خصوصاً یورپ
میں مذہبی آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا
تھا اسلامی ممالک میں غیر قوموں کو ہر قسم کی
مذہبی آزادی حاصل تھی —

**سندھ میں مذہبی آزادی**

ہندوستان میں سب سے پہلے سندھ
کو مسلمانوں نے فتح کیا - اُس وقت
مشہور سپہ سالار محمد قاسم نے ملک میں منادی

کرادی کہ کسی کے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کیجاویگی - ہر شخص کو اختیار ہے کہ نہایت آزادی سے اپنے مذہبی رسم بجا لائے - اس کے بعد برہمنوں کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے مندر تعمیر کرالیں ملک کے محاصل سے فیصدی تین روپیہ جو ہمیشہ سے مندروں کے خرچ کے واسطے ملتا آیا ہے بدستور ملتا رہیگا * —

| ہندوستان میں مذہبی آزادی | جب خاص ہندوستان میں مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ چمکا تو یہاں بھی |
|---|---|

اُنھوں نے مذہبی آزادی کے اُصول کو نہایت فیاضی سے قائم رکھا - اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اکثر مسلمان فاتحوں نے ابتدائی حملوں کے جوش خروش میں یا کسی متعصب مسلمان بادشاہ نے کسی ہندو راجہ یا رعایا کی بغاوت پر برافروختہ ہوکر اکثر مندروں کو لوٹا اور مورتوں کو توڑا - لیکن اس کے زمانے میں کبھی ایسا فعل جائز نہیں رکھا گیا بلکہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے مندروں کے اخراجات اور پوجاریوں کے وظائف کے واسطے بہت سی جاگیریں دے رکھی تھیں - باوجود اس کے کہ یورپین مورخوں اور سیاحوں نے مسلمانوں کے عہد کی تاریخیں نہایت متعصبانہ نظر سے لکھی ہیں لیکن اس سے وہ بھی انکار نہیں کرسکے

---

* شمس العلماء ذکاءاللہ خاں کی تاریخ ہندوستان —

اس کی نسبت ذیل میں هم اُن کی تحریر کا اقتباس درج کرتے هیں —

**مندروں کا وقف**

مسلمان بادشاهوں کی طرف سے مندروں کے واسطے اراضی کا وقف هونا اگرچه شاذ و نادر تھا لیکن یه دعوی نهیں که بالکل معدوم هو * —

اگرچه مذهبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیاده ترقی هوئی هندؤں کے مذهب کے ساتھه اکثر برتا جاتا تھا - یہاں تک که شاهی اوقات جو مندروں کے لئے مقرر هوتے تھے اُن کا لحاظ هوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے هندؤں کے مذهب میں دست اندازی نه کرنے کی حکمت سکھادی تھی † —

**نئے مندر**

مسلمان فرمان رواؤں کی نسبت یه اعتراض بھی پیش کیا جاتا هے که اُن کے عهد میں نئے مندر بننے کی اجازت نه تھی - لیکن یه سرا سر غلط هے - دهلی - آگره - متھره - بٹ - ایشر - وغیره میں جو اسلامی قوت اور سطوت کے خاص مرکز تھے بہت سے مندر شاهان اسلام کے عهد کے تعمیر شده اس وقت تک موجود هیں چنانچه بندرا بن کے مشہور مندر

---

* کرنیل یول کا مار کو پولو جلد ۲ صفحة ۳۱۰ —

† سر رچرڈ ٹمپل کی کتاب هندوستان مطبوعة لندن سنه ۱۸۸۱ ع صفحة ۱۶۴ —

"گوبند دیوجی" گوپی ناتھ جی - مدھن موھن دی - مہا پربھو چیتن جی (سنہ ۱۴۸۶ ع لغایت سنہ ۱۵۲۷ ع) کے چیلے روپ سناتن گوشائیں نے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ھے کہ پہلے مسلمان تھے مسلمانوں ھی کے عہد میں بنوائے تھے * —

اب ھم مذھبی آزادی کی نسبت مختلف تاریخوں کی تحریروں اور سیاحوں کے چشم دید حالات کو جو اُنھوں نے اپنے سفر ناموں میں لکھے ھیں شہادت میں پیش کرتے ھیں —

دکن میں مذھبی آزادی اور رسم ستی | دکن کے شاھان سلف کے زمانے میں غیرمذھب والوں کو ھر قسم کی آزادی حاصل تھی † — ڈ اکٹر بر نیر نے اپنے سفر نامہ میں ستی کے بیان میں لکھا ھے جو بیانات ستی کے بابت لکھے گئے ھیں - اُن میں بلاشک مبالغہ کیا گیا ھے اور آج کل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ھوگئی ھے کیونکہ مسلمان جو اِس ملک کے فرمان روا ھیں اس

---

* ھندستان کی شکفتہ حال مصنفۂ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶ —

† بمبئی گزیٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲ و جلد ۱۶ صفحہ ۷۵

وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں اور اگرچہ اُس کے استداع کے واسطے کوئی مقررہ قانون نہیں ہے - کیونکہ اُن کی تدبیر مملکت کا یہ ایک جزو ہے کہ ہندؤں کی خصوصیات میں جنکی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ اُن کے مذہبی رسم کے بجالانے میں اُن کو آزادی دیتے ہیں - تا ہم ستی کی رسم کو بعض ایچ پیچ کے طریقوں سے روکتے رہتے ہیں - یہاں تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبے کے حاکم کے ستی نہیں ہوسکتی اور صوبے دار ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک کہ قطعی طور پر اس امر کا یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے ارادے سے ہرگز باز نہ آویگی * "—

**میلہ سورج گہن**

اسی سفر نامے میں دہلی کے سورج گہن (سنہ ۱۶۶۶ ع) کے اشنان اور پوجا پاٹ کے حال میں لکھا ہے - " سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن اِن پرانی رسموں کے آزاد طور پر بجا لانے کو یا تو اس خیال سے منع نہیں کرتے کہ ہندؤں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہیں یا دست اندازی کی جراءت نہیں رکھتے " † —

**بنگالہ میں عیسائی**

بنگالہ کے حال میں لکھا ہے " بہت سے پرتگیز اور دوغلے یوروپین اور

---

* ترجمہ سفر نامۂ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۱۷۲

۱۷۳ - † جلد دوم صفحہ ۱۵۷ —

عیسائیوں نے جن کو تج لوگوں نے ان کی مختلف آبادیوں سے نکال دیا ہے اس زرخیز ملک میں آکر پناہ لی ہے - چنانچہ فرقہ جیسوئٹ اور اگسٹن کے لوگوں نے جن کی بڑی بڑی مذہبی جماعتیں ہیں اور جو اپنے مذہبی اعمال کو آزادانہ اور بلا دقت عمل میں لا سکتے ہیں مجھے اس بات کا یقین دلایا کہ صرف ہگلی میں آٹھ ہزار سے نو ہزار تک عیسائی بستے ہیں - اور اِس ملک کے اور حصوں میں تو اُن کی تعداد پچیس ہزار سے بھی زیادہ ہے * —

موسیو تھیو نیو فرانسیسی سیاح نے جس نے سنہ ۱۶۵۵ ع سے سنہ ۱۶۶۸ ع تک ہندوستان کی سیاحت کی اپنے سفرنامے میں لکھا ہے - " اکثر بستیوں میں مندر بنے ہوے تھے - ہندو گاڑیوں میں جاتے ہوے جا بجا ملتے تھے جو ان مندروں میں اپنی پوجا کے واسطے آئے تھے † —

اسی سیاح کے سفرنامے سے ظاہر ہوتا ہے مغلوں کے صوبۂ بالا گھاٹ اور سلاطین دکن کے قلمرو میں عیسائیوں کے بہت سے کالج' خانقاہیں موجود تھیں اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے برابر آتے جاتے

---

* ترجمۂ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دویم صفحہ ۱۲۲

† دکن میں موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلہ آصفیہ جلد دوم صفحہ ۲۸ و ۲۹ —

تھے اور نہایت آزادی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ راے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب اپنی کتاب "ھندوستان گذشتہ و حال" میں مسلمانوں کی حکومت کے طریقے کے بیان میں لکھتے ھیں۔ "ھندو کسی قدر حقارت کے ساتھہ دیکھے جاتے تھے مگر سواے جزیہ لئے جانے اور ایک دو اور معاملات میں امتیاز اٹھے جانے کے اور کوئی مداخلت اُن کے مذھب میں نہیں کی جاتی تھی نہ اُن سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ھوتا تھا۔ بہت سے ھندو حساب اور مال کے محکموں میں نوکر ھوتے تھے۔ 'مبارک خلجی' کے وقت میں کل گورنمنٹ کا طریقہ ھندوانہ تھا ھندو لوگ اپنے مذھب کو کم تبدیل کرتے تھے * —

**واعظین ھنود**

اسلامی عہد حکومت میں مذھبی آزادی کا اِس سے زیادہ کیا ثبوت ھو سکتا ھے کہ ھندؤں کے بڑے بڑے واعظ اصلاح کنندگان اور موجدان مذھب نہایت آزادی سے اپنے مذھب اور طریقے کی اشاعت میں سرگرم تھے۔ اور کوئی ان کو نہ روکتا تھا۔ اور جب تک کوئی شخص ملک کے پولٹیکل معاملات سے الگ تھلگ رھتا کبھی اُس کے مذھبی معاملات میں دست اندازی نہ کی جاتی تھی۔ چنانچہ گرو راما نند بابا کبیر داس۔ گرونانک۔ مہاپربھو چیتن جی روپ سناتن گوشائیں۔ بلبھ آچاریہ جی۔ بابا سور داس جی

* ھندوستان گذشتہ و حال مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۰۳ع صفحہ ۱۰۲

گوشائین تلسی داس ۔ بابا توکا رام وغیرہ کے حالات اِس کے ثبوت میں موجود ہیں اور ہندؤں کی طرح تعلیم یافتہ مسلمان بھی ان کو عزت و حرمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں —

جزیہ کی بحث

غیر مذہب والے اسلام پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اُس نے غیر مذہب والوں پر کافر ہونے کا ٹیکس جزیہ کے نام سے لگا کر مسلمانوں اور غیر مذہب والوں میں نہایت متعصبانہ اور نا مناسب تفرقہ قائم کیا ہے ۔ اور یہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کے لئے غیر قومیں اسلام قبول کرنا گوارا کر لیتی تھیں ۔ علامہ زماں شمس‌العلماء مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی نے ایک مستقل رسالہ الجزیہ کے نام سے لکھکر اِس الزام کی بخوبی تردید کر دی ہے اور نہایت قوی اور متعین دلیلوں اور مستند تاریخی روایتوں سے ثابت کردیا ہے کہ جزیہ در اصل فارسی کے لفظ گزیہ کا جس کے معنی خراج کے ہیں معرب ہے اور سب پہلے نوشیروان نے جو دنیا میں عادل لقب سے مشہور ہے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے ۔ اور عموما اہل فوج کو اِس ٹیکس سے بری رکھا تھا ۔ اسلام نے جو انتظام قائم کیا اُس کی رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کے واسطے مجبور کیا جا سکتا تھا ۔ جب غیر مذہب والوں پر اسلام کی حکومت ہوئی اور اُن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑی تو چونکہ اُن کو

فوجی خدمت پر مجبور کرنے کا اسلام کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ نہ وہ لوگ ایسی پر خطر خدمات کے واسطے بہ خوشی راضی ہوسکتے تھے۔۔ اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کے لئے کوئی معاوضہ دیں۔۔ اسی معاوضہ کا نام جزیہ تھا —

جزیہ کی علم شرح تین روپیہ اور چھ روپیہ سال تھی۔ خاص خاص حالتوں میں زیادہ تعداد بیس روپیہ سالانہ تھی۔ کسی کے پاس لاکھوں روپیہ ہوں تو اس سے زیادہ نہیں دینا پڑتا تھا۔ بیس برس سے کم عمر اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے، اور عورتیں، مفلوج معطل العضو، نابینا، مجنون، اور مفلس لوگ جن کے پاس دو سو درہم سے کم ہوں۔ جزیہ سے مستثنیٰ تھے۔ کیا کوئی شخص خیال کرسکتا ہے کہ ایسے ہلکے ٹیکس سے بچنے کے لئے دنیا میں ایک شخص نے بھی اپنا مذہب چھوڑا ہوگا —

یہاں پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح یہ فوجی ٹیکس صرف غیر مذہب والوں سے لیا جاتا تھا اسی طرح صرف مسلمانوں سے زکواۃ اور عشر کا ٹیکس اس سے بہت زیادہ تعداد میں وصول کیا جاتا تھا —

یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اگر کسی غیر قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اسی طرح جزیہ سے بری رہی جس طرح خود مسلمان ہندوستان

میں۔ بعض بعض مسلمان بادشاہ ہندؤں سے جزیہ لیتے رہے۔ سلطنت کے انقلابوں میں کبھی ساقط ہو جاتا تھا - کبھی مقرر ہو جاتا تھا - اکبر کے وقت میں جب ہندؤں نے فوجی ملازمت اختیار کرلی تو سنہ ۲۵ جلوس مطابق ۹۸۸ ھ میں عام طور سے جزیہ معاف کردیا گیا - اورنگ زیب نے ست نرائنی فرقہ اور دیگر ہندؤں کی بغاوت سے بر افروختہ ہوکر سنہ ۲۲ جلوس مطابق ۱۰۹۰ ھ میں پھر جزیہ مقرر کردیا لیکن جو ہندو فوجی ملازمت میں تھے جزیہ سے مستثنیٰ رہے - چنانچہ راجپوتانہ کے جملہ راجہ جو فوجی خدمات انجام دیتے تھے جزیہ سے بری تھے - صرف رانا اودے پور جو فوجی خدمت بجا نہ لاتا تھا جزیہ ادا کرتا تھا - اور جزیہ کے عوض میں اس نے اپنے دو پرگنے مانڈل پور اور بدل پور بادشاہ کے حوالے کردئے تھے —

مسلمان بادشاہ اور اشاعت اسلام

ہندوستان میں بادشاہوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے ہندؤں کو جبراً مسلمان کیا اور ہندوستان میں مذہب اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا اس غلط اور متعصبانہ الزام کی تردید غیر مذہب والونکی تحریروں سے کیجاتی ہے —

سرالفرڈ لائل نے لکھا ہے کہ جو فاتحین اسلام شمالی ہند میں شاہی خاندانوں کے بانی ہوے یا جنہوں نے دکن میں اسلامی سلطنتیں قائم کیں ان کو مذہب کی کچھہ پروا نہ تھی - ان میں اکثر ایسے تھے جن کو

تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نہیں ملی کیوں کہ یا تو ملک کے فتح کرنے میں ان کا وقت صرف ہوا - یا خانہ جنگیوں سے اُن کو فرصت نہ ہوئی -- یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مغل یا تاتاری ہوتے تھے - پیغمبر عرب کے دین پر خود اُن کو استحکام نہ تھا - اور وہ جوش اور واولہ جو سام ابن نوح کی اولاد کا خاصہ ہے اور جس کا نمونہ عرب کے قدیم عام برادران اسلام نے دکھایا تھا چھو بھی نہ گیا تھا -- جو سلطنت انھوں نے قائم کی اس کی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی * —

ہندوستان کے مسلمان فاتحوں کے دل میں کوئی ایسا خیال جس کو دوسروں کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال کہتے ہیں موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل میں ہوا کرتا ہے - اور جس نے خود اسلام کی اشاعت میں بڑے بڑے کام کئے - خلجی - تغلق - لودی لڑائیوں میں عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کی ترقی دینے کی مہلت نہ ہوئی - لوگوں کو مسلمان کرنیکی جگہہ ملکوں سے خراج وصول کرنیکا ان کو زیادہ خیال رہا + —

خاندان مغلیہ میں اورنگ زیب اور جلوبی ہند میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان پر مذہبی سختی اور ہندؤں

---

* سر الفرڈ لائل ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ - مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ ع —

+ دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام - مصنفہ - ٹی - ڈبلو- آرنلڈ صاحب بی - اے —

کو جبراً مسلمان کرنیکے الزام بہت لگائے جاتے ہیں ۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں اس کی نسبت تین چار مقامی روایتیں بیان کر کے لکھا ہے ۔ " ان باتوں کے پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی شہادت میں صرف مقامی اور خاندانی روایتیں ہیں لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتاب تواریخ میں جہاں تک مجھے کو پتہ چلا ہے بجبر مسلمان کرلینکا کہیں ذکر نہیں - اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جس کی طبیعت میں مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے نسبت ہندؤں کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونیکی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دیں - اور یہ وجہ ایسی ہے جس کے بتانے میں کچھہ دقت نہیں ہوتی ہے - اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے جو قریب زمانے کے مشہور بادشاہ گذرے ہیں اس بات میں شہرت حاصل کی کہ انہوں[1] نے بہت سے ہندو خاندانوں اور ہندو رعایا کے بعض حصوں کو زبردستی مسلمان کرلیا حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہوں کے عہد سے بہت پہلے کا واقع ہے * —

اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش میں نو مسلموں کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی - لیکن اس نے غیر

---

* گزیٹیر صوبہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲ و جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲ -

مذہب کے لوگوں پر مذہبی باتوں میں سختیاں نہیں کیں *—

اشاعت اسلام کا مختصر حال

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے مختصر حالات اگر اس موقع پر لکھے جائیں تو غالباً بے موقع نہ خیال کئے جاوینگے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری قائم ہونے سے پہلے داعیان اسلام کے ذریعے سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ داعیان اسلام ہندوستان کے مختلف دور و دراز ملکوں اور راجپوتانہ کے ریگستانی حصوں میں پہنچ گئے تھے۔ اور نہایت سلامت روی سے اسلام کی اشاعت میں مصروف تھے۔ چنانچہ جہاں جہاں اِن نیک نیت داعیان اسلام کا قدم پہنچا۔ اسلام کو اپنی اشاعت میں بلا جبرواکراہ بڑی اور مستقل کامیابی حاصل ہوئی۔ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور فرمان رواوں سے لیکر مفلسوں تک میں سے لاکھوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ بہت سی قومیں جو صدہا سال سے ہندوں کے طبقے سے خارج اور نہایت ذلت و خواری سے اپنے دن کاٹ رہی تھیں۔ ان کو اسلام نے اپنے اخوت کے دائرے میں لیکر عزت کے اعلی درجہ پر پہنچا دیا۔ سلطنت اسلامیہ کے قائم ہونے کے بعد اگرچہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ملکی غلبہ حاصل ہو گیا۔ اور مذہب اسلام کی اشاعت میں کسی کو مجال مزاحمت

---

* تاریخ ہند مترجمہ الگزنڈرڈاو جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ مطبوعۂ لندن سنہ ۱۸۱۲ ع —

کی نرھی تھی - لیکن عام طور سے اِن بادشاھوں اور ان کے امیروں کا رویہ ایسا برا تھا کہ غیر مذھب والے ان کے اسلام کی حالت دیکھہ کر مذھب اسلام کو کبھی اچھا تصور نہ کرسکتے تھے - اکثر بادشاہ شراب و کباب عیش و عشرت کے متوالے تھے - اور انھوں نے تمام فرائض مذھبی کو بالائے طاق رکھہ دیا تھا - یہی وجہ ھے کہ اسلام کو ان مقامات میں جہاں اسلامی عملداری اور اقتدار نہ تھا بہ نسبت ان مقامات کے جہاں ان کی حکومت مدتوں تک نہایت شان و شوکت اور عظمت سے قائم رھی بہت زیادہ کامیابی حاصل ھوئی - چنانچہ دھلی اور آگرہ کے قرب و جوار میں جہاں اسلامی قوت اور سطوت کا صدیوں تک مرکز رھا مسلمانوں کی تعداد بہت کم ھے برخلاف اِس کے جنوبی هندوستان اور مشرقی بنگالہ میں جہاں مسلمانوں کی پولٹیکل قوت بہت ھی ضعیف تھی ان کی اوسط تعداد اِن ممالک سے بہت زیادہ ھے —

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبۂ بنگال میں حاصل کی - اُس کی نظیر کسی دوسرے صوبے میں نہیں ملتی - سنہ ۱۴۰۵ع میں جت مل کا باپ راجہ کانس مرگیا تو اُس نے راج کے تمام سرداروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے مسلمان ھونے کا قصد ظاھر کیا اور کہا کہ ایسی حالت میں اگر تمھیں میری سلطنت

سے انحراف ہو تو میں بہت خوشی سے اپنے چھوٹے بھائی کو راج کا مالک کردوں گا۔ تمام سرداروں نے متفق ہوکر جواب دیا۔ کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں۔ امور دنیوی میں مذہب اور دین کا کچھہ کام نہیں ہے۔ جتمل نے علماے لکھنوتی کو طلب کرکے مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام جلال الدین رکھا۔ اِس کے زمانۂ حکومت میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوے۔ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی ساڑھے پانچسو برس کی حکومت میں صرف اِسی نومسلم بادشاہ کا عہد ایسا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہندوں پر ظلم ہوے۔ بنگالی نو مسلموں کی کثرت ایسے شہروں میں نہیں جو کسی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہا ہے بلکہ اُن کی جس قدر کثرت ہے وہ دیہات یا ایسے اضلاع میں ہے جہاں مغربی صوبوں کے نو آباد مسلمانوں کا نشان تک نہیں* —

اسی طرح عالم گیر عہد میں کشتوار (صوبہ کشمیر) کے راجپوت راجہ نے حضرت شاہ فریدالدین (رح) کے کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا۔ اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی† —

---

* دعوت اسلام - تاریخ فرشتہ — † دعوت اسلام بحوالہ ایف ڈریور جموں اور کشمیر کی ریاستیں صفحہ ۱۷ مطبوعۂ لندن سنہ ۱۸۷۵ ع

ہیں اور جو تمام امر و نہی اور واقعات گذشتہ اور آئندہ کا مجموعہ ہے - اور ایک فرشتہ برھما کے ذریعے سے جو ایجاد عالم کا واسطہ ہے نازل کی - اس زمانے کے علماے مجتہدین نے اس کتاب سے چھہ مذھب استنباط کر کے عقائد کی بنیاد ان پر قائم کی اس فن کو دھرم شاستر کہتے ہیں - جس سے علم کلام مراد ہے - اسی طرح چار قومیں قرار دیں - اور چار طریقے اس کتاب سے مستنبط کر کے ہر طریق کے لئے ایک مسلک خاص مقرر کیا - اور تمام اعمال اور افعال کی بنیاد انہیں طریقوں پر قائم کی - اس فن کو کرم شاستر کہتے ہیں جس سے علم فقہ مراد ہے -

چونکہ یہ لوگ احکام میں نسخ و تبدیل کے قائل نہیں ہیں اور عقل اس کو تجویز کرتی ہے کہ ہر زمانے میں انسانی طبائع کے لحاظ سے اعمال و احکام میں تغیر و تبدل ہو - اس لئے انھوں نے زمانے کی چار تقسیمیں کیں - اور ہر ایک کا نام جگ مقرر کر کے ہر ایک کے لئے اس کتاب سے ایک دستورالعمل مرتب کیا - اس کے بعد متاخرین نے جو کچھہ تصرف کیا ہے وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے -

ان کے تمام فریق خدا کی وحدت کو تسلیم کرتے ہیں - اور تمام عالم کو حادث اور مخلوق مانتے ہیں اور نظام عالم اور حشر و نشر جسمانی اور نیک و بد کی سزا اور جزا کا اقرار کرتے ہیں - اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور ریاضت و مجاہدات اور تحقیق معارف و مکاشفات

میں جس قدر ان کو مہارت و ید طولی حاصل ہے وہ ان کے کتب خانوں سے جو اب تک موجود ہیں معلوم ہو سکتا ہے - اور یہ بت پرستی کی رسم بغرض عبودیت اور شرک نہیں - بلکہ اس سے دوسری غرض ہے - ان کے مذہب کے عقلا نے انسانوں کی عمر کے چار حصے مقرر کئے ہیں - (۱) علوم و آداب کی تحصیل کے لئے (۲) معاش اور اولاد کے لئے (۳) درستی اعمال اور تہذیب نفس کی غرض سے (۴) ترک دنیا اور تجرد کی مشق میں جو انسان کی ترقی کا اعلی معیار ہے اور نجات کبری جس کو مہا مکت کہتے ہیں اسی پر موقوف ہے -

الحاصل ان کے اُصول مذہب میں ایک ایسا نظم و نسق پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین بڑی مرتب لیکن منسوخ شدہ ہے —

ہماری شریعت میں ادیان منسوخہ میں سے سوائے یہود و نصاری کے کسی دین کا ذکر نہیں کیا گیا - حالانکہ اس کے علاوہ بہت سے دین منسوخ ہو چکے ہیں - اور بہت سے مذاہب اس صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئے - پس غور کرنا چاہئے کہ یہ آیۂ کریمہ و ان من اُمۃ اِلا خلا فیہا نذیر و لکل اُمۃ رسول سے معلوم ہوتا ہے کہ ممالک ہند میں بھی رہنما و پیغمبر بھیجے گئے ہیں جن کے احوال ان کی کتابوں میں موجود ہیں - اور ان کے اخبار اور آثار سے جو ہنوز باقی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ

ذی رتبہ اور صاحب کمال تھے - اور خدا کی رحمت نے اس وسیع سر زمین میں بھی ھندؤں کے مصالح و اغراض کو ملحوظ رکھا ھے —

مشہور ھے کہ جناب خاتم الرسل سے پہلے ھر قوم میں ایک نبی بھیجا گیا - اور اس قوم پر اسی نبی کی اطاعت واجب ھوتی تھی - دوسری قوم کے نبی سے ان کو غرض نہ ھوتی - لیکن ھمارے پیغمبر خاتم المرسلین کے ظہور کے بعد جو تمام دنیا کے نبی بنا کر بھیجے گئے - اور جن کا دین تمام ادیان کا ناسخ ھے - کوئی شخص شرق و غرب میں اس بات کا مجاز نہیں کہ آپ کی اطاعت سے باھر قدم رکھہ سکے - اس لئے اب صرف وھی لوگ کافر ھوں گے جو آپ کی ابتدائے بعثت سے آج تک جس کو ایک ھزار ایک سو اسی (۱۱۸۰) سال ھوتے ھیں - آپ پر ایمان نہ لائیں نہ وہ لوگ جو اس مدت سے پہلے رحلت کر چکے —

اور جب کہ ھماری شریعت حسب تصریح منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک اکثر انبیاء کے حال سے ساکت ھے تو ھم کو بھی ان لوگوں کے حق میں سکوت اختیار کرنا چاھئے - نہ ھم کو ان کے مقلدین کے کفر و الحاد پر ایمان واجب ھے - نہ اُن کی نجات پر اعتقاد فرض ھے - لیکن اگر تعصب نہ ھو تو احتمال حسن ظن موجود اور متحقق ھے - اسی طرح اھل فارس

بلکہ تمام امم ماضیہ کے حق میں جو جناب ختم المرسلین سے پہلے گذر چکی ہیں۔ اور شریعت ان کے حق میں ساکت ہے یہی اعتقاد رکھنا چاہئے۔ اور بے نص قطعی کسی کو کافر نہ کہنا چاہئے —

بت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ بعض فرشتے جن کا تصرف جناب باری کے حکم سے اس عالم میں جاری ہے۔ یا بعض کاملین کی روحیں جن کا تصرف اس قالب کے چھوڑنے کے بعد اس عالم میں باقی ہے۔ یا بعض زندہ افراد جو اُن کے اعتقاد میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح تا ابد زندہ رہیں گے۔ یہ لوگ ان کی تصویریں بنا کر توجہ کرتے ہیں اور ایک مدت کی مشق میں اُس صاحب صورت سے مناسبت پیدا کراتے ہیں۔ اور اُسی نسبت سے تمام حوائج معاش و معاد کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل ذکر رابطہ سے مشابہت رکھتا ہے جو تمام صوفیان اسلام کے یہاں معمول بہ ہے۔ کیونکہ وہ اسی صورت شیخ کا تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے شیخ کے کمالات کو حاصل کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر رہجاتا ہے کہ حضرات صوفیہ شیخ کی تصویر نہیں بناتے اِس اعتبار سے یہ عقیدہ کفارہ عرب سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کفارہ عرب بتوں کو تصرف آلہی کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کو بلا واسطہ موثر اور متصرف خیال کرتے تھے۔ اور اُن کو خدائے زمین اور خدا کو خدائے آسمان کہتے تھے اور یہی

شرک ھے —

اور یہ سجدے کی رسم اُن میں بغرض عبودیت نہیں ھے - بلکہ یہ سجدہ سجدۂ تحیت ھے کیونکہ اِن کے یہاں ماں اور باپ اور پیر اور اُستاد کے لئے بجائے سلام کے بھی سجدہ معمول یہ ھے جس کو ڈنڈوت کہتے ھیں - اور اعتقاد تناسخ مستلزم کفر نہیں ھے —

مشہور مورخ البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھہ ھندوستان میں آیا تھا ھندؤں کی نسبت لکھتا ھے " - ھندو گو بت پرست کہے جاتے ھیں مگر بت پرستی عوام الناس میں ھے عقلاء میں نہیں ھے وہ ایک خدا کو جسکی ابتدا اور انتہا نہیں ھے جو اپنی مرضی سے جو چاھتا ھے کرتا ھے - جو قادر مطلق ھے - جو دانائے کل ھے - جو سارے میں موجود ھے - زندگی بخشتا ھے - حکومت کرتا ھے - اور سب کی حفاظت کرتا ھے - جو اپنی بادشاھی میں نرالا ھے جس کی مشابہت کسی چیز سے نہیں ھو سکتی - مانتے ھیں * "

فاضل بے نظیر علامی ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتے ھیں-

میں ھندو عقلمندوں کی صحبت میں بہت رہا ھوں - اور میں نے اُن کے ھر فرقے اور مذھب کے مسائل معلوم

---

ھندوستان گذشتہ و حال صفحہ ۹۱ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۰۴ ع

کر کے اس کتاب میں اس غرض سے لکھے ہیں - کہ آئندہ
کے عقلمند افلاطوں و ارسطو اور صوفیوں کے مسائل سے اُن کا
مقابلہ کر کے بلا دخل دینے تعصب کے یہ معلوم کرسکیں
گے - کہ حقیقت کیا چیز ہے - ہندؤں کی کتابوں میں
نہایت بے بہا اور اعلیٰ ہدایتیں ہیں - میں اپنے مضمون
کو کیسے ادا کروں جب کہ میں کار دنیا میں غرق ہوں
.......... ( ہندو ) خدا کو خوش کرنے کی غرض سے
اپنی زندگی کو بخوشی دیدیتے ہیں - سب لوگ خدا
کو ایک مانتے ہیں - اور اگر لوگ پتھر اور لکڑی کی
مورت یا کسی اور چیز کی تعظیم کرتے ہیں تو اُس
کو بیوقوف آدمی تو بت پرستی جانتا ہے مگر میں نے
بہت سے عقلمندوں سے معلوم کیا ہے - کہ اُنھوں نے بعض
خدا پرستان مقبول بارگاہ کی تصویر کو وسیلہ اپنی دل
جمعی کا مقرر کیا ہے تاکہ اُن کا دل دوسری طرف منتشر نہ
ہو اور وہ خدا کی عبادت ضروری سمجھتے ہیں - اور
تمام اپنی عبادات اور عادتوں میں اُسی سے مدد مانگتے
ہیں - اور اُسی کو سب سے بر تر سمجھتے ہیں - اور برھما -
کو کہ جس کا کچھہ ذکر اس کتاب کے شروع میں ہوچکا ہے
اپنا خالق اور بشدو کو پالنے والا اور قائم رکھنے والا مخلوق کا
جانتے ہیں - اور رور کو جنھیں مہادیو بھی کہتے ہیں نیست
ونابود کرنے والا مانتےہیں - ایک گروہ کا خیال ہے کہ خدا نے ان
تینوں پاک مورتوں میں اس طرح جلم لیا ہے کہ

قطعی ناپاک نہ ہوا - اور یہ مثال بعینہ ایسی ہے کہ جس طرح
نصاریٰ مسیح کو بزرگی دیتے ہیں - اور ایک گروہ اس
بات پر ہے کہ انسان اپنی نفاست اور خدا پرستی اور
نیک عادتوں سے اعلیٰ رتبے پر پہونچتا ہے - غرض کہ
خدا پرستی اور نفس کشی اِن لوگوں میں اس قدر ظاہر
ہوتی ہے کہ اور کسی ولایت میں نہیں ہے *

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی (رح) سے جو بڑے پایہ
کے محدث اور عالم تھے ایک شخص نے دریافت کیا کہ
حضور ,, کنھیاجی " کے حق میں کیا فرماتے ہیں - آپ
نے فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ ان کے حق میں چپ
رہنا چاہئے لیکن بھاگوت سے جو ہندوں کی معتبر کتاب
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ,, کنھیاجی " اولیاء میں سے
تھے - اور ان کے مقام متھرا وغیرہ بلا شک عشق انگیز
ہیں یعنی ان مقاموں میں اللہ کا عشق دل سے جوش
کرتا ہے حضرت " شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی " فرماتے
تھے کہ جب میں حج کو جاتا تھا کانھیا جی کے مقاموں
میں سے ہوکر گذرا - ان کی روح میرے سامنے حاضر ہوئی
اور پانچ اشرفیاں نذر کیں کہ مکیشر یعنی مکۂ شریف
کو آپ جاتے ہیں اِس کو خرچ کیجئے - میں نے قبول نہ
کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں - اللہ کے سوا اور کسی
سے مدد نہیں چاہتا - اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

*ہندوستان گذشتہ و حال و آئین اکبری -

"کنھیا جی" نجات والوں میں سے ھیں *

مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی مصنف بشارت احمدی اپنی کتاب کے آخر میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ھیں کہ اُن کو لازم ھے کہ "راجہ رام چندر" اور "کنھیا جی" وغیرہ اگلے بزرگوں کو برا کہنے سے توبہ کریں البتہ جو ھندو اُن کو خدا سمجھہ کر پوجتے ھیں اُن کے رسموں اور میلوں اور تماشوں سے لاکھوں کوس بھاگیں † —

یہی نہیں کہ ھمارے مذھبی پیشواوں اور عالموں نے ھندوں کے مذھب کی نسبت اس قسم کی بے تعصبی کے خیالات ھی ظاھر کئے ھوں بلکہ جب کسی متعصب بادشاہ نے کسی بات پر جوش میں آ کر ھندوں کے مذھبی فرائض کے ادا کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا - انھوں نے نہایت آزادی سے اس کی مخالفت کی - اور اگر کسی موقع پر ظالم بادشاہ کے خوف سے جرءات نہ کر سکے تو اس کے مرنے کے بعد اس کی تلافی پر آمادہ ھوگئے —

**میلہ تھانیسر کی نسبت ایک مسلمان عالم کی رائے**

تھانیسر ھندوں کا متبرک مقام ھے وھاں ھر سال اشنان کا میلہ نہایت دھوم دھام سے ھوتا ھے سلطان سکندر لودھی نے جس نے سپہ سالار مسعود غازی (رح) کے نیزہ کا مشہور میلہ بھی بند کردیا تھا اس میلے کے بھی بلکہ

---

* بشارت احمدی مطبوعۂ مطبع یوسفی لکھنو صفحہ ۱۱ -

† بشارت احمدی صفحہ ۱۱۷ —

کرنے کا ارادہ ظاہر کیا - میاں عبد اللہ اجودھی نے جو بڑے مشہور عالم اور بزرگ تھے اس معاملہ میں بادشاہ کی سخت مخالفت کی - اور نہایت آزادی سے فرمایا - کہ بت خانے کو ویران کرنا کسی طرح جائز نہیں - اور جس حوض یا دریا میں قدیم سے غسل ہوتا آیا ہے - اُس کی ممانعت کرنا کسی طرح روا نہیں ہے - یہ جواب سن کر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور خنجر ہاتھ میں لیکر اُن کی طرف دوڑا اور کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے - اُنھوں نے اُسی آزادی سے پھر جواب دیا کہ جو کچھہ شرع شریف کا حکم ہے وہ بتاتا ہوں ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے - یہ جواب سن کر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا - اور وہ اِس خیال سے در گذرا * —

سلطان زین العابدین کی بے تعصبی

سلطان سکندر والی کشمیر کے عہد میں "سیہ بٹ" نام ایک برھمن مسلمان ہو گیا - اور ترقی پاکر وزارت کے درجے پر پہنچ گیا - اِس نو مسلم نے ہندؤں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - چونکہ بادشاہ کے مزاج میں وہ بہت دخیل تھا لہذا اُس کے احکام میں کوئی دم نہ مار سکا - جب سلطان سکندر کا انتقال ہو گیا اور اُس کا بیٹا شاہی خان سلطان زین العابدین کے نام سے تخت نشین ہوا - تو اُس نے علماء اور فضلاے عہد کے مشورے سے "سیہ بٹ"

* تاریخ فرشتہ وغیرہ —

کے عہد کے تمام احکام کو منسوخ کرکے اُن کل برھمنوں کو جو سیوہ بت کے خوف سے ملک سے نکل گئے تھے ممالک دور و دراز سے سفر خرچ بھیجکر بلا لیا - اور اُن کے واسطے جاگیریں مقرر کردیں - اور رعایا کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دیکر مندروں کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کردئے - جو لوگ سیوہ بت کے خوف سے مسلمان ہوگئے تھے اُن کے واسطے حکم دیا کہ جس مذہب کی چاہیں پیروی کریں - چنانچہ وہ سب اپنے اصلی مذہب کی پیروی کرنے لگے - بادشاہ نے اِسی پر بس نہیں کی بلکہ باپ کے عہد کے مظالمانہ احکام کی تلافی کی غرض سے جزیہ معاف کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے گاو کشی کی بھی ممانعت کردی * —

اس قسم کی عام مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اگر کسی خاص بادشاہ کے اصلی یا فرضی مذہبی تعصب کے واقعات کو پیش کرکے یہ کہا جاوے کہ اسلامی حکومت میں مذہبی آزادی کا نام تک نہ تھا ظلم نہیں تو کیا ہے اگر کسی خاص بادشاہ نے مقررہ اصول کے خلاف کیا تو اُس کا اعتراض سب بادشاہوں پر نہیں ہوسکتا بعض بعض بادشاہوں نے خود مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم کئے ہیں کہ اُن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - علاءالدین

---

* تاریخ فرشتہ - و تاریخ ہند مولفۂ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ خاں وغیرہ —

خلجی نے جالور کے پٹھانوں کی بغاوت کو اس سختی سے فرو کیا کہ ان کی عورتوں کو سر بازار هندؤں کے حوالے کر کے بے عزت کرایا - کیا یہ بھی کسی تعصب کی وجہ سے تھا —

**جین اور بودھ اور هندؤں کا ایک دوسرے کے مندروں کو توڑنا** اس قسم کی خاص خاص مثالیں مسلمانوں هی کی تاریخ میں موجود نہیں بلکہ خود هندوستان هی میں بودھ اور جین اور برهمن مذهب کے پیرو کار ایک دوسرے کے مندروں اور مورتوں کو تباہ و برباد کر چکے هیں - شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ خاں گجرات کی تاریخ میں لکھتے هیں - اور کتابیں بھی هیں جن سے معلوم هوتا هے کہ ملک گجرات میں جین اور برهمن مذهب مروج تھے جو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رهتے تھے همیشہ ان کے درمیان جنگ و پیکار رهتی تھی - ایک دوسرے کے عبادتخانوں کو مسمار کرتے تھے جن کے کھنڈر اب تک موجود هیں - ابتدا میں جین مذهب والوں کا ستارہ چمکا - آخر کو برهمن مت کا عروج هوا " —

اسی طرح بودھ مذهب والوں نے اپنے عروج کے زمانے میں هندوں کے مندروں کو غارت کیا جنھیں بقول مصنف " هندوستان گذشتہ و حال " شنکراچار یہ جی مهاراج نے از سرنو تعمیر کرایا * —

* هندوستان گذشتہ و حال - صفحہ ۸۹ —

# باب سوم

(مال و جائداد اور قانونی اور دیگر معاشرت کے حقوق)

**مال اور جائداد کے حقوق**

ہندوستان کی تمام تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں مال و جائداد اور قانونی اور معاشرت کے تمام امور میں ہمیشہ فاتح اور مفتوح کے حقوق کو مساوی درجے پر قائم رکھا ہے۔ جب کوئی نیا ملک فتح ہوا تو امن و امان قائم ہونے کے بعد جس قدر مال و جائداد جس کے قبضے میں تھا عموماً بحال رکھا گیا۔ شیر شاہ سور کے عہد تک دیہاتی انتظام اور وصول مالگذاری کا وہی انتظام قائم رہا جو ہندؤں کے عہد سے چلا آتا تھا۔ اگرچہ فیروز شاہ تغلق نے فوج کو بجائے نقد تنخواہ دینے کے زمین دینے کا سلسلہ جاری کیا۔ لیکن جو زمین اس طرح فوج کو مرحمت ہوئیں ان پر وہی لوگ قابض رہے جو قدیم سے چلے آتے تھے صرف وصول مالگذاری کا حق جاگیر دار کو حاصل تھا۔ شمالی ہند میں اول شیر شاہ سور اور اس کے بعد اکبر اعظم کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل اور جنوبی ہند میں ملک عنبر نے دیہات کا سلسلۂ انتظام از سر نو قائم کیا۔ تمام ملک کی پیمائش ہوکر مالگذاری مقرر کی گئی۔ پرانے زمینداروں کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ اگرچہ ہمارے مورخین نے اس قسم کے

واقعات کو نظر انداز کردیا ہے لیکن یورپ کے جو سیاح اس عرصے میں ہندوستان میں آے ان کے سفر ناموں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فاتحین کے اس فیاضانہ طرز عمل سے ہندوستان سونے کی چڑیا بنا ہوا تھا - سنہ ۱۴۲۰ع میں نکولوڈی کونٹی ( Nicolodi Conti ) یورپ کا ایک سیاح ہندوستان میں آیا تھا وہ لکھتا ہے " کہ گجرات اور گنگا کے کنارے پر بہت سے شہر اور خوبصورت باغیچے تھے - اور ماراضیہ ( Maragia ) تک پہنچنے میں اُس کو چار بڑے شہر ملے - اور ماراضیہ میں سونا چاندی جواہرات بکثرت تھے بار بوسہ ( Bar Bosa ) اور بر تھال ( Bartimal ) بھی جو سولھویں صدی میں ہندوستان میں آئے تھے ایسا ہی بیان کرتے ہیں - بار بوسہ کا بیان ہے کہ کیمبے ایک بڑا خوبصورت شہر تھا جس کے چاروں طرف ملک شاداب اور سب قوموں کے سوداگروں سے آباد تھا " -

افریقہ کا مسلمان سیاح ابن بطوط جو کہ محمد شاہ تغلق کے وقت میں جب کہ ملک میں چاروں طرف غدر پھیلا ہوا تھا ہندوستان میں آیا - اور مدت تک دھلی کا قاضی رہا - اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے - " کہ یہاں پر بہت بڑے بڑے شہر اور قصبے ہیں - ملک کی حالت بہت اچھی ہے - دھلی سے ملتان تک پچاس دن کا سفر ہے مگر ڈاک کا انتظام ایسا اچھا ہے کہ پانچ روز میں خط پہنچ جاتا ہے - ہر کارے اور سوار ڈاک پہنچا

هیں مہل کے ایک ایک ثلث پر گاؤں آباد هیں - گاؤں کے باهر هر کاروں کے بیٹھلے کی برجیاں بنی هوئی هیں - بادشاہ پردیسیوں کے ساتھہ نہایت محبت سے پیش آتے هیں شہر مدورا مثل دهلی کے هے - مالا بار میں ایک بالشت جگھہ بھی کاشت سے خالی نہیں هے - هر شخص کے پاس باغ هے - اور باغ کے درمیاں میں مکان هے - چاروں طرف لکڑی کی باڑ هے چین - عرب - فارس - افریقه کے جہاز هندوستان میں آتے هیں - شرقی اور غربی کناروں پر بڑی تجارت غیر ملکوں کے ساتھہ جاری هے اور ملک کی اندرونی تجارت بھی کم نہیں هے " —

تیورنیر صاحب ( Tauer Nier ) جو شاهجہاں کے وقت میں هندوستان میں آئے تھے لکھتے هیں " - که شاهجہان اپنی رعایا پر مثل بادشاہ کے حکومت نہیں کرتا بلکه ایسا برتاؤ کرتا هے جیسا باپ بیٹوں سے کرتا هے - اور گو اُس کی گورنمنٹ میں کچھہ سختی معلوم هوتی هو مگر عام طور سے رعایا کے جان و مال کی بڑی حفاظت هے " —

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین هوکر سب سے پہلے جو بارہ احکام صادر فرمائے تھے - ان میں ساتواں حکم یہ تھا - " که حکام خالصه اور جاگیردار خود کاشت نه کریں اور نه رعایا کی زمین چھینیں " - سلطان محمود خلجی والی مالوہ نے جب احمد آباد بیدر کو فتح کیا - اور وها ر

مقیم ہوا تو اس قدر زمین میسر نہ ہوئی کہ شاہی
باورچیخانے کے خرچ کے واسطے اس میں ترکاری بوئی جاتی
مجبور ہوکر ایک بزرگ مولانا شمس‌الدین حق گو کو جو
اس شہر میں مقیم تھے بلا کر فرمایا - کہ ترکاری کی طرف
سے فکر مند رہتا ہوں اگر کوئی شخص اپنی زمین میں
ترکاری بوتا ہو تو بتائے کہ قیمت دیکر اس سے خرید ی
جایا کرے * —

معاوضہ اراضی

اگر کسی بادشاہ کو کسی مسجد یا اور کسی
عمارت کے واسطے زمین لینے کی ضرورت ہوتی
تھی تو بیش قرار معاوضہ دے کر لی جا تی تھی - چنانچہ
جامع مسجد آگرہ کے واسطے شاہ جہاں کے عہد میں جو
زمین لی گئی اس کی قیمت اصل قیمت سے دس پندرہ
گنا زیادہ دی گئی تھی † اسی طرح ممتاز محل کے مقبرہ
کے واسطے معاوضہ دیکر زمین حاصل کی گئی تھی ‡ —

قانونی حقوق اور حق قصاص

قانونی حقوق میں سب سے ضروری قصاص
کا حق ہے - یعنی خون کے معاملے میں فاتح
اور مفتوح کے حقوق برابر سمجھے جائیں - اسلام نے نہایت
فیاضی سے اس معاملے میں بھی مساوات کا حق قائم رکھا

* تاریخ فرشتہ جلد اول ہ ذکر ہمایوں شاہ بہمنی -
† ملاحظہ ہو بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید لاہوری جلد اول
صفحہ ۲۵۲ سال دھم جلوس مطبوعہ ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ
‡ مرزا راجہ جے سنگھ کا حال دیکھو —

ہے اس کی اکثر مثالیں ہندوستان کی تاریخ میں موجود ہیں —

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں اُس کے ایک چار ہزاری امیر ملک تعیق بن جامدار نے اپنی جاگیر بدایوں میں ایک غریب فراش کو کوڑوں سے اتنا پٹوایا کہ وہ مرگیا - اُس کی بیوی دربارشاہی میں داد خواہ ہوئی - سلطان نے بعد ثبوت جرم ملک تعیق کے اتنے کوڑے لگوائے کہ وہ بھی مقتول کے پاس جا پہنچا - اس کے بعد اُس کی لاش بدایوں کے دروازے پر لٹکوادی گئی * —

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے مشہور امیر خانعالم کے بھتیجے ہو شنگ نے ایک غریب کو مارڈالا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - خود اس مقدمے کی تحقیقات کرکے اُس کے قتل کا حکم صادر کیا - جہانگیر نے اس مقدمے کا حال خود اپنی توزک میں لکھا ہے " - حاشاکہ درین امور رعایت خاطر شاہزادہ نہ کردہ بہ اُمرا وسایر بندہا چہ رسد - امید کہ توفیق رفیق باد † " —

اسی بادشاہ کے عہد میں سنہ ۱۸ جلوس میں ایک مشہور اور خاندانی امیر سید کبیر بارھہ ایک راجپوت کے قصاص میں قتل کیا گیا ‡ —

---

* تاریخ فرشتہ — † توزک جہانگیری صفحہ ۳۳۳ مطبوعہ علی گڈہ —

‡ راجہ کر دھرکچھواھا کا حال دیکھو —

مقدمات دیوانی و فوجداری | قصاص کے علاوہ دیگر مقدمات دیوانی و فوجداری میں بھی تاہم مفہوم کی کوئی تمیز نہ تھی - دونوں کے واسطے ایک قاعدہ قانون تھا - قاضی مفتی بلا رو رعایت قضایا کا فیصل کرتے تھے —

علی العموم بادشاہ بھی دن میں ایک مرتبہ دربار عام کیا کرتے تھے - اور اُس میں بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص حاضر ہو کر داد خواہ ہوسکتا تھا - کسی قسم کے انصاف کے واسطے کورٹ فیس - وکیل درخواست تحریری وغیرہ کی ضرورت نہ تھی - بہ استثناے چند عیاش طبع بادشاہوں کے سب کو عدل و انصاف کا اس قدر خیال تھا کہ آج سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا - سلطان غیاث الدین بلبن اپنے بیٹوں سے ہمیشہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ اگر تم عاجزوں پر کسی طرح کا ظلم روا رکھوگے تو میں تمھیں بھی اس کی سزا دوں گا - شیر شاہ سور کا مقولہ تھا - کہ عدل تمام فضائل میں ایسا محمود ہے کہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام سب کو پسند ہے - کوئی طاعت عدل کے برابر نہیں - کفر و اسلام دونوں عدل کے مستحق ہیں - فرمان روایان خاندان مغلیہ کو جس طرح دیگر معاملات میں فرمان روایان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل ہے ' اسی طرح اس معاملے میں بھی ہے - " اکبر " کے عدل و انصاف کے حالات عام طور سے مشہور ہیں - اس نے ہندوؤں کے مقدمات کے فیصلے کے واسطے برھمنوں

کو منظور کیا تھا ۔

**زنجیر عدل**

جہانگیر نے تخت پر قدم رکھہ کر سب سے پہلا یہ حکم صادر کیا کہ ایک زنجیر تیار کی جاے اور اُس کا ایک سرا قلعہ آگرہ کے شاہ برج پر لٹکایا جاے دوسرا دریاے جمنا کے کنارے ایک سنگین میل سے باندھا جاوے اور تمام ملک میں منادی کر دیجاے کہ اگر حکامان عدالت کسی مظلوم کی فریاد نہ سنیں یا مستغیث کا اطمینان اُن کے فیصلے سے نہ ہو تو اُس کو لازم ہے کہ اس زنجیر کو ہلا دے ۔ اس کی فریاد بخوبی سنی جاوے گی ۔ اس زنجیر کا نام زنجیر عدل تھا شاہجہان کی نسبت تمام مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاہجہان سا انتظام کرنے والا کوئی بادشاہ مغلوں میں نہیں ہوا ۔ اُس کے عہد میں عدالتوں میں پورے طور سے انصاف کیا جاتا تھا ۔ اہالیان دربار اور عوام میں کوئی فرق نہ تھا ۔ شہنشاہ اورنگزیب کو عدل و انصاف کا جس قدر خیال تھا وہ رقعات عالمگیری کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح اپنے سفرنامے میں دربار عام و خاص کے حالات میں لکھتے ہیں اس موقع پر مستغیث جو عرضیاں پیش کرتے ہیں وہ تمام و کمال بادشاہ کے ملاحظہ اور سماعت میں آتی ہیں ۔ اور بادشاہ بذات خود مستغیثوں سے دریافت حال کرتا اور اکثر ستم رسیدہ لوگوں کو فوراً داد دیتا ہے ۔ اور ہفتہ میں

ایک دن خلوت میں کامل دو گھنٹہ تک ایسے دس غربا کی عرضیاں سنتا ہے جو مستغیثوں میں سے چن لئے جاتے ہیں - اور جن کے پیش کرنے کا کام ایک نیک اور مسن شخص کے سپرد ہے اور ایک دن عدل و انصاف کے کمرے میں جس کو "عدالت خانہ" کہتے دو بڑے قاضیوں کے ساتھ بیٹھ کر داد رسانی کرتا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں دیتا - اس سے بخوبی عیاں ہے کہ ایشیائی بادشاہ جن کو ہم اہل یورپ جاہل اور ناتراشیدہ خیال کرتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی داد دہی اور انصاف رسانی میں جو ان پر واجب ہے غفلت نہیں کرتے *" —

یہی ڈاکٹر صاحب جو اورنگ زیب کے وزیر امورات خارجہ نواب دانشمند خاں کی سرکار میں ملازم اور اپنے آقا کے ساتھ بادشاہ کے سفر کشمیر میں ہمراہ تھے ایک خط میں لکھتے ہیں - "ہم اپنی حاجت روائی اوٹ کھسوٹ سے بھی نہیں کر سکتے ہیں - کیوں کہ ہندوستان میں ایک ایک بسوہ زمین خالصہ شریفہ سمجھی جاتی ہے اور رعیت پر دست درازی اور تعدی کرنا گویا بادشاہ کے مال میں دست اندازی کرنا ہے † —

**عاملانہ اور عدالتی اختیارات کی علحدگی**

ہندوستان میں دو تہائی سو برس بعد اب یہ تجویز پیش ہے کہ

---

* ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۲۸۴

† ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۹

ایگزیکیوٹو (حاکمانہ) اور جوڈیشل (عدالتی) ایک حاکم کے اقتدار سے نکال کر علحدہ علحدہ حکام کے سپرد کرنا چاہئے۔ دونوں اختیارات ایک حاکم کے سپرد ہونے سے جس طرح اکثر موقعوں پر انصاف کا خون ہوتا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں اِن دونوں محکموں کو بالکل علحدہ علحدہ کر دیا تھا۔ یعنی قاضیوں اور مفتیوں کو صوبہ داروں کے اقتدار سے نکالکر مقدمات جزئی اور کلّی میں خود مختار کردیا۔ اور اِس کُل محکمہ کا افسر قاضی عبدالوہاب احمدآبادی کو مقرر کرکے قاضی القضات کے نام سے موسوم کیا۔ اگرچہ بادشاہ کا یہ طرز عمل حکام صوبجات کو سخت ناگوار گذرا اور اکثر انہوں نے حکام عدالت کے اختیارات میں دست اندازی کرنا چاہا مگر اورنگ زیب کی وفات تک یہ محکمہ صوبہ داروں اور حکام ضلع کی ماتحتی سے آزاد رہا۔*

سنہ ۱۰۸۲ ع میں اورنگ زیب نے ایک نیا حکم جاری کیا تھا۔ کہ جس شخص کو سرکار شاہی پر کسی قسم کا دعویٰ ہو نہایت آزادی سے وکیل شاہی کے مقابلے میں اپنا دعویٰ عدالت میں رجوع کر سکتا ہے۔ حکام عدالت کے نام ہدایت جاری ہوئی کہ اگر اُن عدالتوں میں اِس قسم کا دعویٰ دائر ہو تو بلا رو رعایت اس کا

---

*منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۱۵ - ۲۱۶ مطبوعہ کلکتہ

فیصلہ کریں۔ اگر دعویٰ ثابت ہو تو سرکار شاہی سے اس کا روپیہ ادا کیا جائے۔ تمام صوبوں کے صدر مقاموں اور بڑے بڑے شہروں میں شاہی وکیل متعین کئے گئے کہ ہمیشہ قاضی کی عدالت میں حاضر رہیں *۔

افسوس کہ میں فاتح اور مفتوح کے حقوق کی بحث شروع کرکے کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ اگرچہ اس کے ثبوت میں ہندوستان کی تاریخ بہت سی مثالیں پیش کرسکتی ہے لیکن بخوف طوالت شیر شاہ سور کے عہد کی صرف ایک مثال درج کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہوں —

**شیر شاہی عدل**

ایک دن شاہزادہ عادل خاں شیر شاہ کا بڑا بیٹا ہاتھی پر سوار آگرہ کے ایک کوچہ میں سے ہوکر گذرا۔ راستہ میں ایک بقال کی عورت اپنے گھر میں برہنہ نہا رہی تھی۔ مکان کی دیواریں نیچی تھیں شاہ زادہ نے ایک پان کا بیڑا اس کی طرف پھینک دیا۔ عورت بڑی پاک دامن تھی۔ شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی۔ اسی اثنا میں شوہر آگیا اس نے سمجھا بجھا کر عورت کو خود کشی کے ارادہ سے باز رکھا۔ اور بیڑا ہاتھ میں لے کر دیوان عام میں پہنچا۔ جب بادشاہ نے اس کی فریاد سنی۔ بہت افسوس کیا اور بعد تحقیقات کے حکم دیا کہ اسی طرح بقال کو ہاتھی پر سوار کراکر عادل خاں کی عورت اس کے سامنے کی جائے تاکہ وہ اس کی طرف پان کا بیڑا اسی طرح پھینکے۔ اس حکم پر

---

* منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۵۲

امرا اور وزرا نے بہت عرض و معروض کی مگر بادشاہ نے
کوئی بات نہ سنی اور فرمایا کہ عدل میں امیر غریب
سب برابر ہیں ۔ میں ہرگز نہیں دیکھ سکتا کہ میرے فرزند
رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کریں ۔ مگر جب برہمن نے خود راضی
نامہ دیدیا ۔ اُس وقت بادشاہ نے مجبور ہو کر سکوت اختیار
کیا * ۔ معاشرت کے تمام امور میں ہندو بھی مسلمانوں
کے برابر حقدار سمجھے جاتے تھے ۔ بخشش ' خلعت ' خیرات '
مبرات میں نہ صرف بادشاہ وقت بلکہ عام مسلمانوں کی نگاہوں
میں بھی اُن کو مساویانہ درجہ حاصل تھا ۔ دربار میں لیاقت کے
بموجب اُن کے ساتھ اعزاز کا برتاؤ کیا جاتا تھا ۔ ابن بطوطہ
نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے " کہ شاہ ہند ( محمد تغلق )
جوگیوں کی بہت خاطر کرتا ہے ۔ اور اُن کی صحبت میں
بیٹھتا ہے ایک دن میں بادشا کے پاس بیٹھا تھا ۔ کہ دو
جوگی آئے ۔ بادشاہ اُن سے بہت محبت اور اخلاص سے
پیش آیا " ۔ سلطان سکندر لودی نے جس کے تعصب کی
بہت سی حکایتیں مشہور ہیں جہاں مسلمانوں کو بڑی
بڑی جاگیریں مرحمت کیں وہاں ہندوؤں کو بھی جنھوں نے
اُس کی اطاعت قبول کر لی تھی جاگریں عطا کیں †
" شیرشاہ " اور " سلیم شاہ " کے دربار میں ایک بھاٹ
جو فن موسیقی اور ہندی شاعری میں بے نظیر تھا مہاپاتر
( فاضل ) کے خطاب سے موسوم اور نہایت اعزاز و اکرام سے

---

* † تاریخ ہند مولفہ شمس العلماء ذکاءاللہ خاں

زندگی بسر کرتا تھا جب " شیر شاہ " سور نے اپنے عہد
سلطنت میں رہتاس گڑھ (پنجاب) سے ستار گاؤں (بنگالہ)
تک اور آگرہ سے برہان پور تک - اور آگرہ سے
جودھپور اور چتورا تک - اور لاہور سے ملتان تک چار
بڑی سڑکیں بنوائیں - اور دو طرفہ میوہ دار درخت لگوا
کر دو دو کوس کے فاصلے پر سرائیں بنوائیں تو ہر سرائے
میں جہاں مسلمانوں کے واسطے ہر قسم کی آسائش کا
سامان مہیا کیا گیا وہاں ہندوؤں کے واسطے بھی علحدہ
مکانات بنوا کر ایک برہمن کو متعین کیا تھا - اُس کا
فرض تھا کہ ہندو مسافروں کے پینے کے واسطے ٹھنڈا
پانی اور نہانے کے واسطے گرم پانی تیار رکھے - بچھونے
بچھانا - رسوئی بنانا - گھوڑے وغیرہ کے واسطے دانہ اور
گھاس کا انتظام کرنا بھی اُسی کے متعلق تھا ہندو
مسافر کو کھانے پینے کا کچا سامان اور مویشی کے لئے
بھالی - دانہ - چارہ مفت سرکار شاہی سے ملتا تھا -
چاروں سڑکوں پر سترہ سو سرائیں تھیں اور ہر سرائے
میں یہ انتظام کیا گیا تھا - شیر شاہ کے بعد سلیم شاہ
نے اِن دو سراؤں کے درمیان میں ایک ایک سرائے اور
تعمیر کرائی اور اُس میں بھی یہی انتظام کیا - بلکہ یہ
بات اور ایجاد کی کہ اپنے اور باپ کے عہد کی ہر سرائے
میں ایک ایک خیرات خانہ جاری کیا جس سے فقیروں
کو اس قدر کھانا دیا جاتا تھا کہ جو اُن کے واسطے کافی

ہوتا تھا۔

**عہد اکبری کے ہندو علماء**

شہنشاہ اکبر کے دربار میں جہاں بڑے بڑے عالم فاضل اور با کمال مسلمان جمع تھے وہیں بڑے بڑے قابل اور نامور پنڈتوں کو بھی اعزاز اور رتبہ حاصل تھا۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں جہاں دانش اندوزان دولت کی فہرست دی ہے ہندو علماء کے حسب ذیل نام شمار کئے ہیں —

مہادیو - بھیم ناتھ - بابابلاس - نراین - سیوجی - مادھو رام بھدر - سری بھٹ - مادھو سرستی - جدروپ - بشن ناتھ - مدسودن - رام کشن - نارائن اسرم - بلبھدر مصر - ہرجی سور - باسدیو مصر - والودرھت - باھن بھٹ - رام تیرتھ - بدھ نواس - نرسنگ - گوری ناتھ - بجی سین سور - کشن پنڈت - برم اندر - گوپی ناتھ - نہال چند - بھٹاچارج - کاشی ناتھ —

**عہد جہانگیری کے ہندو علماء**

جہانگیر کے دربار میں بھٹاچارج بنارسی • پھتان مصر - جدوپ سداسی - جو تکرائے منجم • کو بڑا اعزاز حاصل تھا —

**عہد شاہجہانی کے ہندو علماء**

شاہجہان کے عالیشان دربار میں ہرناتھ - ایک ہندو فاضل خطاب مہاپاتر سے موصوف تھا ۱۵ شوال سنہ ۱۰۴۹ ھ کو خلعت اور اسپ و فیل کے ساتھ ایک لاکھ دام اُس کو انعام میں بادشاہ نے مرحمت فرمائے ۔ اسی طرح جگناتھ خطاب مہاکب رائے ( ملک الشعراء ) سے موصوف تھا ۔ بادشاہ کی اُس پر

اسقدر نظر عنایت تھی کہ کئی دفعہ روپیوں سے اُس کو تلوا کر ہمہ وزن زرانعام عنایت کیا - ان کے علاوہ بنارس کے ایک فاضل برھمن کو دو ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر تھی —

**عالمگیر کے عہد کا ہندو فاضل**

اورنگ‌زیب کے دربار میں ساھر نام ایک برھمن جو بڑا ہوشیار اور فہیم تھا - خطاب کب رائے سے موصوف تھا - غرض کہ کوئی اسلامی دربار ایسا نہ تھا جس میں ھندو فاضل اعزاز و توقیر کے ساتھ نہ موجود ہوں اس کی اس قدر مثالیں پیش ہو سکتی ھیں کہ جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے - چنانچہ مسلمان بادشاھوں نے جس قدر جاگیریں ھندؤں کو مرحمت کی تھیں اُن سے بہت سی اس وقت تک موجود ھیں جس کی تصدیق ھر ضلع کے رجسٹر معافیات سے ہو سکتی ہے - بہاری پٹھانوں نے جو پرگنہ جالور ( ریاست جودھپور ) میں تھے ( کے رئیس تھے کئی گاؤں برھمنوں کو جاگیر میں دے رکھے تھے وہ اب تک اُن کے قبضے میں موجود ھیں * —

**محمد شاہ عادل کا لنگر خانہ**

محمد عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد میں مسجدوں کے لنگروں سے

---

* ملاحظہ ہو - روز انہ پیسہ اخبار لاھور - مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۴ع عنوان مارواڑ میں اسلام —

جہاں مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا ملتا تھا وہیں ہندو محتاجوں کو خشک غذا دی جاتی تھی - ہر شخص کو حسب ذیل جنس ملتی تھی - آرد گندم سوا سیر چاول ادہ سیر - دال پاوسیر - گھی آدھپاو نقد برائے اکڑی و مصالح پون آنہ مساجد میں جہاں مسلمانوں کے واسطے پانی کی سبیل ہوتی تھی اُسی کے قریب ایک سبیل ہندوؤں کے واسطے بھی لگائی جاتی تھی جس میں ایک برہمن پانی پلانے کے واسطے نوکر ہوتا تھا * ــ

محمد عادل شاہ کا برہمنوں کے وظیفہ مقرر کرنا

ایک روز محمد عادل شاہ بیجاپور میں اپنے قصر کی چھت پر کھڑا تھا - شام کا وقت تھا - شہر وہاں سے خوب نظر آتا تھا - جدھر نظر جاتی تھی - چاروں طرف مکانوں سے دھواں نکلتا معلوم ہوتا تھا - اسی عرصے میں بادشاہ کی نگاہ محلہ برہمن پلی کی طرف جہاں ہندو آباد تھے پہونچی - جب وہاں دھوئیں کا نشان نہ دکھائی دیا تو تعجب سے اہل دربار سے دریافت کیا کہ اس محلہ میں کھانے پکانے کے آثار کیوں نہیں معلوم ہوتے اُنھوں نے جواب دیا کہ اس محلے میں برہمن رہتے ہیں جو صرف ایک وقت دوپہر کو کھانے پکاتے ہیں - بادشاہ نے خیال کیا کہ شاید اس کی وجہ مفلسی اور ناداری ہے - اُسی وقت حکم دیا کہ اس

---

* تاریخ دکن ( سلسلۂ آصفیہ ) مطبوعۂ مفید عام آگرہ ــ

محلے والوں کے لئے سرکار سے وظائف مقرر کر دئے جائیں - اُس وقت سے برھمنوں کے وظائف مقرر ھوگئے اھل دربار نے اس وجہ سے بادشاہ کو یہ نہ بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دستور کے موافق ایک وقت کھانا کھاتے ھیں کہ کہیں وہ سالعان خیر میں نہ شمار کئے جائیں * —

شاھان مغلیہ کے لنگر خانے

شاھان مغلیہ کے بڑے بڑے شہروں میں بھی لنگر خانے جاری تھے - جن سے مسلمانوں کو پکا پکایا کھانا ملتا تھا - اور ھندؤں کو جنس دی جاتی تھی - اکبر نے شہروں اور منزلوں میں جا بجا خیر پورہ اور دھرم پورہ کے نام سے دو دو مکانات بنوا دئے تھے - خیر پورہ میں مسلمان اور دھرم پورہ میں ھندو آکر ٹھہرتے کھانا اور ھر قسم کا سامان آسائش سرکار سے پاتے تھے - اور جب آگرہ کے دھرم پورہ میں جوگی کثرت سے آنے لگے تو اُن کے واسطے ایک اور مکان بنوا کر جوگی پورا † اس کا نام رکھا —

شاھان وقت کے علاوہ مسلمان امراء بھی ھندو مسلمان دونوں کو نیکی کرنے کی نگاہ سے دو قومیں نہ سمجھتے

---

* تاریخ دکن ( سلسلۂ آصفیہ ) مفید عام آگرہ —

† جس جگہ یہ مکان بنایا گیا تھا وھاں اب ایک موضع اسی نام سے آباد ہے —

تھے - بیرم خاں خانخانان اور مرزا عبدالرحیم خان خانخانان جنکی دریا دلی اور بخشش و سخاوت کے کار نامے هندوستان میں بہت مشہور هیں دونوں کے ساتھہ ایک سا سلوک کرتے تھے ان کے سرکاروں میں هندو مسلمان سب برابر تھے۔ * یہی حال دوسرے اُمراء کا تھا -

**لباس اور رسم و رواج**

عالم معاشرت میں هندو مسلمانوں میں کوئی تمیز نہ تھی۔ مسلمانوں نے هندوستان میں قدم رکھتے هی هندؤں سے برادرانہ سلوک شروع کر دیا تھا - اور ان کے لباس اور رسم و رواج کی پابندی کرنے لگے تھے - سندھ میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم هوئی تو تمام مسلمانوں نے هندؤں کی وضع اختیار کرلی - ابن حوقل بغدادی جس نے چوتھی صدی کے آغاز میں ان ممالک کا سفر کیا - کھنبات کے نسبت اپنے جغرافیہ میں لکھتا هے - " یہاں مسلمان اور هندؤں کی ایک وضع هے - دونوں ایک سا لباس پہنتے هیں اور بال بڑے بڑے رکھتے هیں - " سندھ اور منصورہ کی نسبت لکھتا هے - " یہاں مسلمانوں کا لباس عراق کا سا هے - لیکن یہاں کے بادشاهوں کی وضع هندو راجاؤں کے قریب قریب هے - " خاص هندوستان میں بھی رفتہ رفتہ هندو مسلمان ایسے شیر و شکر هو گئے کہ مسلمانوں نے جبہ اور دستار

---

* دربار اکبری دیکھو - رسائل شبلی (سلسلۂ آصفیہ) مطبوعۂ علیگڑہ

کو چھوڑ کر اور جامے پہن کر کھڑکی دار پگڑیاں باندھ لیں۔
ہندؤں نے ایرانی لباس پہننا شروع کیا۔ہندؤں کے تہواروں ہولی۔
دوالی۔ دسہرہ۔ وغیرہ میں مسلمان اور مسلمانوں کے تہواروں
میں ہندو شریک ہونے لگے۔ شادی بیاہ وغیرہ کی
سیکڑوں رسمیں ایک کی دوسرے کے یہاں مروج ہو گئیں۔
جو اس وقت تک موجود ہیں۔ 'موسیو تھیونو' فرانسیسی
سیاح دکن کی نسبت لکھتا ہے۔ "عام لوگ جن کی
بڑی بڑی تنخواہیں ہیں مسلماں ہوں یا ہندو سب ہندؤں
کی تقلید کرتے ہیں قج لوگوں کا مترجم بھی ایک ہندو
ہے جو بھاگ نگر (حیدرآباد) میں رہتا ہے اور نہایت
ساز و سامان سے نکلتا ہے—

# باب چہارم

## ملکی حقوق

یہ ایک فطرتی میلان ہے کہ فاتح اور مفتوح قوم
میں ہمیشہ عداوت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے دنیا
کی تمام فاتح قوموں نے اپنی مفتوح قوموں کو محکومیت
کے درجے سے اوپر نہیں بڑھنے دیا۔ اس زمانے میں بھی
باوجود اس تہذیب و شایستگی کے یورپ کی مہذب سے مہذب
سلطنتوں نے بھی فاتح اور مفتوح کے ملکی حقوق میں

حد فاصل قائم کر رکھی ھے - یعنی فلاں فلاں حقوق اور عہدے فاتح قوم کے افراد کے ساتھہ مخصوص ھیں - مفتوح قوم کا کوئی شخص خواہ کسی قسم کی لیاقت کیوں نہ رکھتا ھو وہ حقوق یا عہدے نہیں پاسکتا برخلاف اس کے صدیوں بیشتر اسلامی حکومتوں نے اپنی مفتوح قوموں کو اس فیاضی سے انتظام سلطنت میں شریک کر رکھا تھا کہ ان میں اور فاتح قوم کے افراد میں کچھہ تمیز نہ تھی ھر شخص بلا خیال نسل و رنگ اعلیٰ سے اعلیٰ ملکی عہدے پر مامور ھوسکتا تھا - ھم کو اس موقع پر صرف ھندوستان سے بحث ھے - اس لئے ھم یہیں کے حالات دکھاتے ھیں —

ھندؤں کو سندھ میں ملکی حقوق عطا ھونا

ھندوستان میں سب سے پہلے عربوں نے سندھ کو فتح کیا - جب برھمنوں نے اطاعت قبول کرلی تو ' محمد قاسم ' یعنی فاتح سپہ سالار نے برھمن آباد کے چاروں دروازوں پر فوج مقرر کر کے اس کا اھتمام انھیں کے سپرد کیا اور ھندوستان کی رسم کے مطابق سونے کے کڑے ھاتھوں میں پہننے کے واسطے اور گھوڑے سواری کے واسطے مرحمت کئے - اور انھیں برھمنوں میں سے لائق اشخاص کو منتخب کر کے مجلس شوریٰ کا ممبر مقرر کیا - جب وصول مالگذاری کے واسطے سر بر آوردہ کاشتکاروں اور رئیسوں کو مقرر کرنا چاھا تو برھمنوں نے عذر پیش کیا کہ یہ کام خاص ھمارا ھے اور ھم ھمیشہ سے کرتے آئے ھیں یہ کام بھی ھمارے سپرد ھونا

چاہئے 'محمد قاسم' نے اس کی تحقیقات کی اور جب یہ بات صحیح معلوم ہوئی تو اِن عہدوں پر بھی برہمنوں کو سرفراز کرکے اُن کی بیش قرار تنخواہیں مقرر کردیں۔ اور اِنہیں برہمنوں کے خاندان میں اِن عہدوں کو نسلاً بعد نسل قائم رہنے کا حکم صادر کیا* —

خاص ہندوستان میں ملکی حقوق کا عطا ہونا

خاص ہندوستان میں ۔ خلجی ۔ تغلق۔ لودی ۔ خاندانوں کے فرمانروا عموماً لڑائیوں میں ایسے مصروف رہے کہ اُنہیں ملکی انتظام کا پورے طور سے موقع نہ ملا جو سلطنتیں انہوں نے قائم کیں اُن کی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی ۔ اس کے علاوہ مدتوں ہندوں مسلمانوں کی زبان کو ملیکش بھاشا کہہ کر اُس سے نفرت کرتے رہے۔ انہیں وجوہات سے ابتدائی عہد میں ہندو ملکی انتظام میں کم شامل ہوسکے۔ لیکن چونکہ وصول مال گذاری کا وہی پرانا ہندؤں کے عہد کا طریقہ قائم رکھا گیا تھا لہذا مال اور حساب کے محکموں میں بہت سے ہندو ملازم تھے —

سب سے پہلے سکندر لودی نے ہندوں کو فارسی پڑھا کر† ملکی عہدوں پر سرفراز کیا ۔ اس کے بعد وہ ملازمت شاہی میں برابر ترقی کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ جب

* تاریخ ہند مولفہ شمس العلما ذکاء اللہ خاں —

† مفصل حال مدار المہام راجہ ٹوڈرمل کے حال میں دیکھو —

شیر شاہ سور نے قانون گو * اور چودھری کے نام سے دو معزز عہدے جدید مقرر کئے - اور اِن عہدوں کا استحقاق موروثی قرار دیا تو جو لوگ اِن عہدوں پر مقرر کئے گئے اُن میں بہت زیادہ تعداد ہندوؤں ہی کی تھی - اِن کے علاوہ بہت سے بلند دیگر ملکی عہدوں پر سرفراز تھے اور مسلمانوں کے مقابلے میں جو عام طور سے فوجی خدمات پر مامور ہوتے تھے اُن کی مالی حالت بہت اچھی تھی جس کا اندازہ اس تاریخی لطیفہ سے بخوبی ہوتا ہے —

جب 'سلیم شاہ' سور نیازیوں (پٹھانوں کے ایک فرقہ کا نام ہے) کی بغاوت کی وجہ سے پٹھانوں سے بد گمان ہوا تو اپنے تمام پٹھان افسروں اور سپاہیوں کو طرح طرح سے ذلیل کرنے لگا - اور ایک مدت تک کسی کو ایک دمڑی تنخواہ کا نہ دیا جب پٹھان اِن رسوائیوں اور ذلتوں سے عاجز آگئے تو ایک دن شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیر تھا سلیم شاہ سے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیاں اتریں - ایک میں سونا - ایک میں کاغذ - ایک میں خاک بھری ہوئی تھی - سونا ہندو ملازموں کے گھر گیا

---

* ماضی زمانے میں قانون گو کا عہدہ اعلیٰ افسروں میں شمار ہوتا تھا اور مال کے مقدمات میں اس کو ایسے وسیع اختیار حاصل تھے جو اس زمانے میں کلکٹر ضلع کو بھی حاصل نہیں —

کاغذ بادشاہی خزانے میں رہا - اور خاک سپاہیوں کے سروں پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ کوالیار پہنچ کر سپاہیوں کی دو برس کی تنخواہ ادا کردی جاوے * —

اسی سلیم شاہ کے عہد میں ہیمون بقال نے ایسی ترقی پائی کہ اول کوتوال لشکر اور اس کے بعد امارت کے درجہ پر پہنچ گیا - اور سلیم شاہ کے بعد محمد عادل (عدلی) کے زمانے میں اُس کا وزیر ہو کر جملہ مہمات مالی اور ملکی کا مالک ہو گیا - اور ایسا عروج حاصل کیا کہ اگر اکبری اقبال طلسم کاری نہ کرتا تو وہ ضرور ہندوستان کا بکرماجیت ہو جاتا †

ہندوستان میں سب سے زیادہ اکبر اعظم نے ہندؤں سے اپنائت پیدا کی ان کو اعلیٰ ملکی عہدوں پر سرفراز کیا اس کی نسبت مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ جب ہمایوں ایران میں گیا - اور شاہ طہماسپ سے ملاقات ہوئی تو ایک دن دونوں بادشاہ شکار کو نکلے - کسی مقام پر تھک کر اُتر پڑے - شاہی فراش نے غالیچہ ڈال دیا - شاہ بیٹھ گئے ہمایوں کے ایک زانو کے نیچے فرش نہ تھا - اس عرصے میں کہ شاہ اُٹھیں - اور غالیچہ کھول کر بچھائیں

---

* منتخب التواریخ ۱۰ عبدالقادر بدایونی -

† ہیمون نے تردی بیگ اکبر کے ایک امیر سے دہلی فتح کر کے یہ لقب اختیار کیا تھا -

ھمایون کے ایک جان نثار نے جھٹ اپنے تیروں کا کارچوبی غلاف چھری سے چاک کیا اور اپنے بادشاہ کے نیچے بچھا دیا - شاہ طہماسپ کو یہ پھرتی اور ہوا خواہی اس کی پسند آئی - کہا کہ برادر ھمایون! تمھارے ساتھ ایسے ایسے جان نثار نمک حلال تھے - اور پھر ملک اس طرح ہاتھ سے نکل گیا - اس کا کیا سبب؟ بادشاہ نے کہا کہ بھائیوں کے حسد اور عداوت نے کام خراب کردیا نمک خوار نوکر ایک آقا کے بیٹے سمجھ کر کبھی اِدھر ہوجاتے تھے کبھی ادھر - شاہ نے کہا کہ ملک کے لوگوں نے رفاقت نہ کی؟ ھمایون نے جواب دیا کہ کل رعایا غیر قوم غیر مذھب ھے - اور خود ملک کی اصلی مالک ھے - ان سے رفاقت ممکن نہیں - شاہ نے کہا کہ ھندوستان میں دو فرقے کے لوگ بہت ھیں - ایک افغان - دوسرے راجپوت - اگر خدا کی مدد شامل حال ھو اور وھاں پر پہنچو تو افغانوں کو تجارت میں ڈال دو - اور راجپوتوں کو دلاسا اور محبت کے ساتھ شریک حال کرو -

ھمایون جب ھندوستان میں آیا تو اُسے اجل نے امان نہ دی - اور اس تدبیر کو عمل میں نہ لا سکا - اکبر نے اس پر عمل کیا - اور چند ھی روز میں نوبت یہاں تک پہنچا دی - کہ ھم قوم اور غیر قوم کا فرق اصلا نہ رھا - سپہ داری اور ملک داری کے جلیل القدر عہدے مسلمانوں کے برابر ھندؤں کو ملنے لگے دربار کی صف میں دو

هندو ایک مسلمان۔ دو مسلمان ایک هندو برابر نظر آنے لگے * ـ

بہت سے ناواقف لوگوں کا خیال هے که هندؤں کے ساتھه اس قسم کی فیاضی کا برتاؤ صرف اکبر تک مخصوص رها - لیکن یه ان کی تاریخی جہالت کا نتیجه هے - ورنه اکبر کے عہد سے سلطنت مغلیه کے اخیر عہد تک هندو برابر ترقی کرتے رهے - جہانگیر - شاہ جہاں اور عالمگیر نے بھی جو نہایت متعصب خیال کیا جاتا هے ـ هندؤں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا - اس میں شک نہیں که اس انتظام کا موجد اکبر تھا - لیکن بہت بڑی ترقی اُس کے جانشینوں کے عہد میں هوئی - شاهجہاں کے عہد میں یہاں تک نوبت پہونچی که هندو مسلمان بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے رفیق حال تھے - بادشاہ کا ایک وزیر مسلمان تھا تو دوسرا هندو ایک فوج کا افسر پٹھان یا مغل هوتا تو دوسری کا راجپوت - یه اس پر دم دیتا وہ اس پر جان نثار کرتا تھا -

اورنگ زیب (عالمگیر) پر الزام لگایا جاتا هے که اُس نے عام طور سے ممانعت کردی تھی که کوئی هندو بادشاهی ملازمت نه پاوے - اس الزام کی تردید هماری اس کتاب سے بخوبی هو سکتی هے اس کے ملاحظه سے صاف طور سے معلوم هوگا که اُس کے عہد میں هندو بڑے سے بڑے عہدے

---

* دربار اکبری -

پر سرفراز تھے - مسلمانوں اور ھندؤں کے حقوق میں کسی قسم کا فرق نہ تھا - اس کے علاوہ دو اور شہادتیں پیش کی جاتی ھیں ---

ڈاکٹر برنیر اپنے سفر نامے میں لکھتے ھیں "- مغل بادشاہ اگرچہ مسلمان اور بت پرستوں کے مخالف مذھب ھیں - لیکن بہت سے راجاؤں کو ھمیشہ اپنی ملازمت میں اور اکثر اپنے ساتھہ رکھتے ھیں - اور اُن کے ساتھہ وھی سلوک کرتے ھیں جیسے کہ اپنے مسلمان امیروں اور سرداروں کے ساتھہ ! اور مسلمان امیروں کے مانند ان کو بڑی فوج کی حکومتوں اور سرداریوں پر مقرر اور ماسور کرتےھیں" *

پروفیسر آرنلڈ صاحب اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں لکھتے ھیں "کہ اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کا ایک قلمی مجموعہ جو ابھی تک طبع نہیں ھوا مولوی عبدالسلام خاں صاحب نے مجھے دکھایا اس میں مذھبی آزادی کا وہ جامع اور مانع اصول درج ھے جو ھر ایک بادشاہ کو غیر مذھب کی رعایا کے ساتھہ برتنا ضرور ھے جس واقع کے متعلق یہ اصول بیان ھوا ھے وہ یہ ھے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازم جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت میں برخاست کردئے جائیں کہ وہ آتش

---

* سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلداول صفحہ ۷۹ -

پرست هیں - اور ان کی جگهه کوئی تجربه کار اور معتبر مسلمان مقرر کیا جاے - کیونکه قرآن شریف میں آیا هے - یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء - یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں دو دوست مت بناؤ - عالمگیر نے عرض پر حکم لکھا که مذهب کو دنیا کے کارو بار میں دخل نہیں هے - اور نه ان معاملات میں تعصب کو جگهه مل سکتی هے - اور اور اس قول کی تائید میں یه آیت نقل کی هے - لکم دینکم ولی دین - تم کو تمهارا دین اور هم کو همارا دین - بادشاه نے یه بهی لکھا که جو آیت عرضی نویس نے نقل کی هے - اگر یهی سلطنت کا دستورالعمل هوتا تو هم کو چاهئے تها که اس ملک کے سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو غارت کر دیتے - مگر یه کس طرح هو سکتا تها - بادشاهی نوکریاں لوگوں کو ان کی لیاقت کے موافق ملیں گی - اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں * -

میں نے جن هندو اُمراء کا حال اس کتاب میں درج کیا هے اُن میں سے منصب هزاری تک کے امراء کی فهرست بقید درجه و عهد ذیل میں درج کی جاتی هے - جس سے هر ایک بادشاه کے عهد کے هندو امراء کی تعداد علحده علحده ظاهر هوگی - اس فهرست میں یه بات قابل لحاظ هے که

---

* دعوت اسلام مطبوعه مفید عام آگره صفحه ۲۷۸ -

اکبر اور شاہ جہاں کے عہد کے ہندو مسلمان اُمراء کی
مکمل فہرستیں ان کے عہد کی شاہی تاریخوں " آئین
اکبری " اور " بادشاہ نامہ " میں موجود ہیں اور ان
سے اس کتاب میں مدد لی گئی ہے لیکن جہانگیر اور
عالمگیر کے عہد کی کوئی مکمل فہرست کسی تاریخ
میں میری نظر سے نہیں گذری - ان دونوں بادشاہوں
کے وقت کے ہندو اُمرا کے حالات مختلف تاریخوں سے
لکھے گئے ہیں - لہذا یہ دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ
ان دونوں بادشاہوں کے عہد کے سب ہندو اُمراء
کی تعداد اس فہرست میں شامل ہے - خصوصاً آخری درجوں
کی فہرست بالکل نا مکمل خیال کی جاتی ہے —

نقشۂ صفحہ ٦٢ سے متعلقہ نوٹ

نوٹ :- جو امیر دو یا تین بادشاہوں کے عہد میں رہا ہے اُس کا
شمار دو یا تینوں عہد میں بلحاظ منصب کے جو اُس عہد میں
حاصل تھا علحدہ علحدہ کیا گیا ہے —
نوٹ :- منصب دار تنخواہ کی فہرستیں ضمیمہ نمبر ٢ میں دیکھئے -

امراء عہود کی فہرست

| عہد | اکبر | جہانگیر | شاہجہان | عالمگیر |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ہفت ہزاری | ۱ | ۱ | ۲ | ۳ |
| شش ہزاری | ۰ | ۰ | ۰ | ۲ |
| پنج ہزاری | ۴ | ۸ | ۱۱ | ۹ |
| چہار ہزاری | ۴ | ۷ | ۸ | ۴ |
| سہ ہزار و پانصدی | ۰ | ۲ | ۲ | ۲ |
| سہ ہزاری | ۱ | ۵ | ۱۹ | ۱۸ |
| دو ہزار و پانصدی | ۰ | ۲ | ۳ | ۷ |
| دو ہزاری | ۷ | ۹ | ۱۷ | ۱۰ |
| ہزار و پانصدی | ۰ | ۱۱ | ۲۱ | ۶ |
| ہزاری | ۸ | ۱ | ۲۹ | ۶ |
| میزان | ۲۵ | ۴۶ | ۱۱۲ | ۶۷ |

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطنت مغلیہ کے فرمان رواؤں کا برتاؤ اپنے امیروں کے ساتھہ اولاد کی طرح تھا یہ اپنے نوکروں کی خوبی خدمت گذاری اور خوش حالی کو دیکھکر ایسے خوش ہوتے تھے جیسے کوئی زمیندار اپنے ہرے بھرے کھیت کو یا باغبان اپنے لگائے ہوئے درخت کو دیکھہ کر خوش اور نازاں ہوتا ہے - یہی وجہ تھی کہ خطا بخشی کے معاملے میں امیروں کے سامنے خطا کا ذکر کرنا تو درکنار خود شرمندہ ہوجاتے تھے - اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض بعض امیروں نے کئی کئی مرتبہ بغاوت کی مگر جب دربار میں شرمندگی اور عفو تقصیر کی التجا کی - ہمیشہ قصور معاف ہوگیا اور پھر ذمہ داری کی خدمتوں پر مامور ہونے لگے - ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا برتاؤ نہ ہوتا تو راجپوت سی اکھڑ قوم صدیوں کے رسم و رواج اور مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھکر اپنے اور ایک غیر قوم غیر مذہب بادشاہوں کے ننگ و ناموس کو کبھی ایک نہ کردیتی —

**دکن میں ملکی حقوق**

دکن میں مسلمانوں کی جدا سلطنت قائم ہوتے ہی ہندو کثرت سے ملازمت میں داخل ہونے لگے - اس کا مختصر حال یہ ہے کہ محمد شاہ تغلق کے زمانے میں "حسن" نام ایک گمنام اور ایسا مفلس شخص تھا جو بادشاہ کے نجومی کے پاس

جس کا نام " کانگو بہمن" یا بموجب خیالات جدید کان کبج برھمن تھا کہیں سے اکر نوکر ہوگیا تھا اتفاقاً اس شخص کو اپنے مالک کی زمین میں ہل چلاتے ہوے کچھ دفینہ مل گیا جو اس نے اپنے آقا کی خدمت میں بے کم و کاست حاضر کردیا ۔ اس کی اس دیانت و امانت سے وہ نجومی اس قدر خوش ہوا کہ اُس کو بادشاہ کی سرکار میں نوکر کرا دیا ۔ اب حسن نے بادشاہ کا نوکر ہو کر یہ ایک اور حق شناسی کی کہ مہر میں اپنا نام حسن کانکو بہمن کندہ کرالیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہنچ گیا ۔ جب محمد شاہ تغلق نے دیوگدہ کا نام دولت آباد رکھہ کر اُس کو ہندوستان کا دارالسلطنت بنانا چاہا ۔ تو یہ شخص بھی مثل اور ماتحت سرداروں کے " قتلغ خاں " اور " ملک لاچین " اُس کے نائبوں کے پاس دیوگدہ میں تھا اور جب اس بادشاہ کی ظالمانہ حرکتوں سے تمام ملک میں غدر پھیل گیا ۔ اور ملک لاچین مارا گیا اور دکن میں تغلقوں کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا تو یاوری اقبال سے سنہ ۷۴۸ ھ میں یہ شخص دکن کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے پہلے نام اور لقب پر علاؤالدین کا لفظ بڑھا کر علاؤالدین حسین کانکو بہمن کہلانے لگا اسی عرصے میں کانکو بہمن بھی سلطان محمد تغلق کی ملازمت ترک کرکے اُس کی خدمت میں حاضر ہوگیا ۔

اِس نے نہایت حق شناسی سے اُس کو اپنے کل دفتر کا افسر مقرر کیا —

شمالی ہند اور دکن میں اِس سے پہلے اگرچہ اکثر برھمن طبابت اور نجوم کے وسیلے سے مسلمان بادشاہوں اور امیرون کی صحبت میں رھتے تھے لیکن شاہی ملازمت کو ذلیل سمجھکر اِس سے پرھیز کرتے تھے - کانکو برھمن ھی شمالی ھندوستان اور دکن میں پہلا شخص ھے جس نے سب سے پہلے مسلمان بادشاہون کی نوکری اختیار کی - اور کچھہ ایسی مبارک گھڑی بچار کر یہ ابتدا کی کہ اُس وقت سے برابر اُس کی قوم ترقی کرتی گئی - صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ھے کہ ابتک (سنہ ۱۰۱۶ ھ) کل شاھان دکن کے دفترون میں برھمن ھی برھمن نظر آتے ھیں - فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد (سنہ ۸۰۰ ھ لغایۃ سنہ ۸۲۵ ھ) میں بہت سے برھمنون کو اُمورات ملکی میں صاحب داخل کرکے اُمراے کبار میں شامل کیا - ابراھیم عادل شاہ والی بیجاپور نے (سنہ ۹۴۱ ھ لغایۃ سنہ ۹۶۵ ھ) برھمنون کی خاطر سے کل دفاتر شاھی سے فارسی زبان کو خارج کرکے ھندی زبان کو رائج کیا - اور برھمنون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز —

غرضکہ اُس عہد سے مسلمانوں کے اخیر عہد تک تمام شاھی دفترون اور وصول مالگزاری کے عہدون پر برھمن بلاشرکت غیرے قابض رھے - چنانچہ جب

موسیو تھیو نو فرانسیسی سیاح (سنہ ۱۶۵۵ ع لغایتہ سنہ ۱۶۶۸ ع) دکن میں آیا تو اُس نے برھمنوں ھی کو ان عہدوں پر قابض پایا وہ سلطنت گولکنڈہ کے حالات میں لکھتا ھے - " یہاں برھمن محصول وصول کرتے ھیں جو بہ نسبت بنیوں کے لین دین میں بہت زیادہ سخت اور بے رحم ھوتے ھیں - "

مسلمانوں کے بعد مرھٹوں کے زمانے میں بھی برھمنوں کا وھی دور دورا رھا - اور کچھہ عرصے تک وہ کل ھندوستان کے مالک بنے رھے - اور آج کل بھی صوبہ بمبئی - اور ریاست حیدرآباد اور بڑودہ وغیرہ کی سرکار دربار میں وہ بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ھیں اور محکمۂ حساب و کتاب میں تو ایسے حاوی ھیں کہ دیگر قوموں کو اس محکمے میں نوکری کا ملنا دشوار ھو گیا ھے -

| دکن میں ھندؤں کا فوجی ملازمت میں بھرتی ھونا - | دکن میں بھی شمالی ھند کی طرح ابتدا میں ھندو فوجی خدمت سے متنفر رھے یا خاندان بہمنیہ کے فرمانرواؤں |
| --- | --- |

نے مصلحتاً اُنھیں فوجی ملازمت میں بھرتی نہیں کیا - سب سے پہلے ملک عنبر * نے جو ریاست احمد نگر کا ایک

* ملک عنبر ایک حبشی غلام تھا جو اپنی خوش لیاقتی

بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ

مدبر اور نہایت زبردست امیر تھا ۔ مرہٹوں کو اپنے سواروں میں بھرتی کرنا شروع کیا ۔ اور قواعد سکھا کر سپاہی بنادیا ۔ چنانچہ سب سے پہلے اس کی فوج میں لکھہ جی نامی ایک سردار نے ایسی ترقی پائی کہ دس ہزار سواروں کی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا ۔ اس کے بعد سالوجی سیواجی کا دادا اسی سرکار میں پانچہزار سواروں کی رسالداری پر مامور ہو کر صاحب جمعیت ہوا ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مرہٹے سرداری کے رتبے پر

---

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ

سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا ۔ اور مدت تک امارت کے نام سے بادشاہت کا لطف اُٹھایا ۔ اس نے اپنے عہد میں نظام شاہی سلطنت کو ایسے عروج پر پہونچایا کہ جو اسے کسی زمانے میں حاصل نہ ہوا تھا ۔ اس کے زمانے میں یہ سلطنت ایران کی سلطنت سے قوت و شوکت میں بہت زیادہ تھی ۔ اور دکن کی کوئی سلطنت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی بلکہ ایک طرح سے قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتیں اس کی باجگذار تھیں ۔ جس طرح شمالی ہند میں اکبر کے واسطے میں زمین کی پیمائش ہوکر از سر نو بندوبست ہوا اسی طرح دکن میں اس نے مستاجری کا طریقہ بند کرکے کل ملک کی پیمائش کرائی اور مالگزاری کا جدید طریقہ قائم کیا اور ایسا عمدہ انتظام کیا کہ آج تک دکن کے کسانوں کی زبان پر اس کا نام جاری ہے ۔ کہرکی کو اس نے آباد کرکے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا تھا ۔ سنہ ۱۰۳۵ ھ میں اسی سال کی عمر میں انتقال کیا ـــــ

پہونچ کر بڑی بڑی زرخیز جاگیروں پر قابض ہوئے ۔
ملک عنبر کی دیکھا دیکھی دکن کی اور ریاستوں نے
بھی مرھٹوں کو اپنی اپنی فوج میں بھرتی کر کے اعلی
منصب پر سرفراز کیا۔ اس کے بعد عادل شاہی حکومت
کی غفلت سے سیواجی کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا۔ اور
مسلمانوں کی اس ناعاقبت اندیش فیاضی کا جو نتیجہ ہوا
وہ سب پر ظاہر ہے —

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ جس دن سے سلاطین اسلام
نے ہندو اور مسلمانوں کی تفریق کرنی شروع کی –
اسی دن سے سلطنت کو تنزل شروع ہوگیا۔ لیکن یہ خیال
محض تاریخی ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کسی تاریخ سے
اس کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ اکثر مورخین کی یہ
رائے ہے کہ مسلمانوں کا اپنی محکوم قوم کو امورِ سلطنت
میں دخیل کر کے محکومیت کے درجے سے بڑھانا ان کی
سلطنت کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوا —

جہاں تک غور کیا جاتا ہے صاف طور سے معلوم ہوتا
ہے کہ اسلامی سلطنت کے تنزل کے زمانے میں بھی ہندؤں
سے کسی قسم کا تعصب نہ برتا جاتا تھا۔ اور وہ انتظام
سلطنت میں پورے طور سے دخیل تھے اس کے ثبوت میں
'راجہ رتن چند' 'راجہ نول رائے' مہاراجہ اجیت سنگھ
والئی جودھپور – دھیراج راجہ جے سنگھ سوائی' – راجہ
'گردھر بہادر' وغیرہ کے اقتدار کے حالات پیش کئے

جا سکتے ہیں —

اب میں اس تمہید کو ختم کر کے ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے اور واجب الاحترام خاندان مغلیہ کے ہندو امراء کے حالات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں - اگر ملک نے ان کو مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا - اور حیات مستعار باقی رہی تو انشاءاللہ تعالیٰ دوسرے حصے میں دیگر فرمانروا خاندانوں کے ہندو امراء کے حالات ملک کے سامنے پیش کیے جاویں گے —

——‡✱‡——

# راجہ ادے سنگھہ راتھور عرف موٹہ راجہ

رائے مالدیو' رائے چندر سین' راجہ ادے سنگھہ اور شادی شاہزادہ سلیم -

رائے مالدیو فرماں روائے جودھپور کا بیٹھا تھا - اس خاندان عظیم الشان میں صدھا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا - رائے مالدیو جاہ و حشمت - شوکت و سطوت - امارت لشکر میں جملہ راجگان ہندوستان میں ممتاز تھا - اس کے مرنے کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا چندر سین جانشین ہوا سنہ ١٥ جلوس میں جب کہ شہنشاہ اکبر زیارت مزار مبارک حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رح) سے فارغ ہوکر ناگور میں رونق افروز ہوئے - چندر سین نے دربار میں حاضر ہوکر ملازمت اور اطاعت بادشاہ کی اختیار کی - لیکن سنہ ١٩ جلوس میں پھر باغی ہوگیا - جب تنبیہ کے واسطے شاہی فوجیں مامور ہوئیں - دشوار گذار پہاڑوں میں جا چھپا سنہ ٢٥ جلوس میں پایندہ خاں مغل نے اس کو شکست دی اور وہ پھر بھاگ گیا -

راجہ مالدیو کا بڑا بیٹا راجہ اُدے سنگھہ خاندانی گدی پر بیٹھا - اکبر نے اپنی دلربائی اور دلداری کے عجیب وغریب منتروں سے محبت کا ایسا طلسم راجہ اُدے سنگھہ پر ڈالا - جس نے اُس کی محبت کو راجہ کے دل میں نقش کالحجر کر دیا - اور اُس نے اکبر کی محبت میں اپنے عظیم الشان اور تاریخی خاندان کی ریت رسم مبارک نا مبارک سب باتوں سے قطع نظر کر کے سنہ ۹۹۴ ھ میں اپنی لائق بیٹی مان متی کی جو جگت گوسائیں کے نام سے بھی مشہور تھی - شادی ولی عہد سلطنت شاھزادہ سلیم (جہانگیر) سے ٹھیرادی - ۱۹ - رجب سنہ ۹۹۴ ھ کو بادشاہ معہ اُمرائے دربار اور بیگمات کے راجہ کے مکان پر تشریف لے گئے - اور نہایت دھوم دھام سے دلہن کو بیاہ کر لے آئے - اُس دن سے خاندان کچھواھہ کی طرح یہ دوسرا عظیم‌الشان خاندان راٹھور بھی مغلیہ خاندان کی محبت - اور وفاداری اور جانثاری کا دم بھرنے لگا -

اس شادی کے بعد راجہ اُدے سنگھہ منصب ھزاری پر سرفراز ھوا - اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی - سنہ ۲۳ جلوس میں صادق خاں کے ساتھہ راجہ مدھکر بندیلہ کی تنبیہہ پر متعین ھوا - سنہ ۲۸ میں مہم گجرات اور سنہ ۳۸ میں زمین دار سروھی کی تادیب پر مامور ھوا سنہ ۴۰ جلوس میں انتقال کیا چار رانیاں اُس کی آتش محبت میں جل کر ستی ھوئیں -

**جودھ بائی والدہ شاھجہان**

راجہ کی بیٹی راجگت گسائیں جو عام طور سے جودھ بائی کے نام سے مشہور ھیں - نہایت دانشمند نیک طینت - خوش بیان شیریں کلام - حاضر جواب - اور با سلیقہ بیگم تھیں - انہیں کے بطن سے سنہ ۹۹۹ھ یا سنہ ۱۰۰۰ھ میں بمقام لاھور شاھزادہ خورم (شاھجہان) پیدا ھوے - ان کی حاضر جوابی کے اکثر لطیفے مشہور ھیں - نورجہاں بیگم اور ان سے اکثر نوک جھونک رھا کرتی تھی - رات ایک موقع پر شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی ھوئی تھی - نورجہان بیگم لباس سفید زیب بدن کئے ھوے بادشاہ کے پاس بیٹھی تھیں عطر جہانگیری کی خوشبو سے جو تمام کپڑوں اور در و دیوار پر چھڑکا ھوا تھا - دماغ معطر ھو رھا تھا - جہانگیر نے اُسی حالت میں جودھ بائی کو یاد فرمایا - پرستارین دوڑیں - اور تھوڑی دیر میں جودھ بائی بھی لباس سرخ زیب بدن کئے ھوے آ موجود ھوئیں - اور بادشاہ کے برابر کرسی پر جا بیٹھیں - بادشاہ اُدھر متوجہ ھوے - نورجہان بیگم کو رشک پیدا ھوا - بادشاہ کی طرف دیکھکر کہنے لگیں - آخر کو جودھ بائی زمیندار ھی کی بیٹی ھے - اس وقت کہ ھر طرف فوارۂ نور کشادہ ھیں - اور فرش نسرین و نسترن بچھا ھوا ھے - اور جلوۂ مہتاب ھویدا ھے - لباس سرخ کیا مناسبت رکھتا ھے - جودھ بائی نے

نی الور جواب دیا ۔۔ کہ سہاگ میرا قائم ھے - اور سہاگ * تیرا اُٹھہ گیا - اور یہ دوھا پڑھا —

جاروں نار تاس کا ھیا   ایک چھوڑ جن دو جا کیا

نورجہاں بیگم یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں - جہانگیر اس لطیفے سے بہت خوش ھوا اور ھنس کر چپ ھوگیا —

قلعہ اکبرآباد (آگرہ) اور فتح پور سیکری میں جودھ بائی کے عالیشان محلات اس وقت تک موجود ھیں قلعہ کے محل میں ایک طرف پر کبھار - دوسری طرف مندر کے آثار اس وقت تک پائے جاتے ھیں ۔۔ جس سے صاف طور سے معلوم ھوتا ھے کہ محلات شاھی میں راجاؤں کی بیٹیوں کو اپنے مذھب کے رسومات اور عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی —

**سہاگ پورہ**

جودھ بائی نے اکبرآباد میں ایک محلہ سہاگ پورہ کے نام سے آباد کرکے اُس میں اپنے عالیشان محلات اور باغات تعمیر کرائے تھے - افسوس ھے یہ محلہ اب ویران ھوگیا ۔۔ صرف اُن کے عظیم‌الشان مقبرے کے نشانات جو اسی محلے میں واقع تھا ۔۔ دو تین برس پہلے تک موجود تھے ۔۔ اور اسی وجہ سے یہ مقام اب تک جودھ بائی کے نام سے مشہور

---

* یہ اشارہ نورجہاں بیگم کے پہلے شوھر شیر افگن خاں کی طرف ھے —

اور موضع بھوگی پورہ پرگنہ صدر تحصیل آگرہ میں شہر کے متصل واقع ہے —

'جودھ بائی' نے جمعہ کے دن ۳۰ - ربیع الثانی سنہ ۱۰۲۸ھ کو انتقال کیا - جہانگیر کو بہت رنج ہوا دوسرے دن بیٹے (شہزادہ خورم) کے مکان پر گئے اور تسلی اور تشفی کرکے اپنے ساتھ لے آئے -

راجہ اُدے سنگھ کے تین بیٹے تھے - 'سورج سنگھ' - 'کشن سنگھ' - 'دلپت سنگھ' - 'سورج سنگھ' اور 'کشن سنگھ' کے حالات علحدہ علحدہ لکھے گئے ہیں - 'دلپت سنگھ' کا بیٹا مہیش داس امارت کے درجے پر پہنچا - اس کا حال بھی علحدہ لکھا گیا ہے —

## راجہ آسکرن کچھواھا

راجہ بہارا مل کچھواھہ کا بھائی تھا - راجہ موصوف کے ہمراہ ملازمت اکبری میں داخل ہوا - سنہ ۲۲ جلوس میں 'صادق خان' کے ساتھ راجہ مدھکر بندیلے کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۲۴ جلوس میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ صوبہ بہار میں متعین ہوا - سنہ ۳۰ میں منصب ہزاری پر سرفراز ہوکر اعظم خان کوکہ کے ساتھ مہم دکن پر روانہ ہوا - سنہ ۳۱ میں صوبہ داری اکبر آباد کے معزز عہدے سے سر بلند ہوا - سنہ ۳۳ میں شہاب الدین احمد خان کے ساتھ

مکرر راجہ مدھکر کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا ۔ اور اسی سال وفات پائی ۔ راجہ راج سنگھ کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

## راجہ انوپ سنگھ بڑگوجر (انی رائے سنگھ‌دلن)

راجپوتوں کی گوت بڑگوجر سے تھا ۔ خاندان میں اگرچہ ہمیشہ سے زمینداری کا پیشہ چلا آتا تھا لیکن دادا کے وقت سے افلاس و مصیبت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی ۔ اُس کا دادا جنگل جنگل پھر کر ۔ اور ہرن کا شکار کر کے اُس کے گوشت سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا ۔ اب اسے اتفاق وقت کہو ۔ یا خوبی قسمت کہ ایک دن اُس نے ایک جھاڑی میں شیر کا شبہ پا کر بندوق چلائی ۔ قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ چیتہ ہے اور کام تمام ہو چکا ہے اول تو بہت خوش ہوا لیکن جب اُس کو اُٹھانا چاہا اور اُس کے گلے کی سونے کی گھنٹیوں اور سونے کے قلادوں کو دیکھا تو ششدر ہو کر سکتے کی سی حالت میں رہ گیا ۔ سمجھا کہ شہنشاہ اکبر کا چیتہ ہے جو کسی ہرن کی تاک میں جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا ۔ غرض کہ جلدی سے گھنٹیوں اور قلادوں کو نکال کر چیتے کو ایک اندھے کنوے میں ڈال دیا ۔ اور وہاں سے بھاگ کر

اپنے گھر جا پہنچا شاہی شکاری بھی جو چیتے کی تلاش میں سرگرداں تھے ڈھونڈھتے ہوے اسی کنوے پر پہنچے اور کنوے میں چیتے کی لاش دیکھ کر سخت متعجب اور پریشان ہوے - آخر پتہ لگاتے لگاتے تھاکر صاحب کے گھر جا پہنچے - اور جب تلاشی لینے سے تھاکر صاحب کے گھر میں سے گھنٹیاں اور قلادے بر آمد ہو گئے تو اُنھیں باندھکر بادشاہ کے سامنے لے آے اور کل ماجرا بیان کیا بادشاہ نے تھاکر صاحب سے وجہ دریافت کی - اُس نے سچ سچ حال کہہ سنایا - بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر ترس آیا - فوراً بانہ جدا کراکر ملازمت شاہی میں داخل کر لیا -

مصرع :- بگڑی بن جاتی ھے جب فضل خدا ہوتا ھے

**راجہ بیر نرائن** | تھاکر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بیر نرائن منصب دار مقرر ہوا - اور وہ اپنے باپ سے زیادہ ترقی پا گیا - بیر نرائن کا بیٹا الوپ سنگھہ بوی سن تمیز پر پہنچ کر باپ کی زندگی ھی میں ملازمت شاھی میں داخل ھوا - اور ترقی پاتا ھوا آخر عہد اکبری میں خواصوں کا سردار مقرر ھو گیا -

**شیر کا شکار اوراںوپ سنگھہ کی بہادری** | سنہ ۵ جلوس جہانگیری میں ۳ - شوال سنہ ۱۰۱۹ ھ کو بادشاہ پرگنہ بارہ میں چیتے کے شکار میں مشغول تھے - انوپ سنگھہ معہ خواصوں کے بادشاہ کے ساتھہ تھا اثناے راہ میں دور سے ایک

درخت پر بہت سے کوؤں کو بیٹھا دیکھکر اپنی کمان لیکر ادھر روانہ ہوا- جب درخت کے پاس پہونچا - اُس کے نیچے ایک نیم خوردہ گاے پڑی دیکھی اور اُسی وقت ایک قوی ہیکل شیر قریب ہی کی جھاڑی سے نکل کر روانہ ہوا - جہانگیر کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا - انوپ سنگھہ نے اُسی وقت اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ کے پاس دوڑایا اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھہ شیر کے روکنے میں مصروف ہوا - جہانگیر خبر پاتے ہی مع شاہزادہ خورم اور دو تین اور امیروں کے سوار ہوکر اس طرف روانہ ہوے - جب شیر کے قریب پہنچے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا شیر کی صورت دیکھہ کر شوخی کرنے لگا بادشاہ گھوڑے پر سے اتر پڑے اور پیادہ ہوکر شیر پر متواتر بندوق کے تین وار خیر کئے - شیر زخمی ہوکر بادشاہ کی طرف جھپٹا - اس کی چنگھاڑ سنتے ہی بہت سے خدمت گار اور امیر جو بادشاہ کے ارد گرد کھڑے تھے - بھاگ پڑے - ایک کے اوپر ایک گرنے لگا - اس کشمکش میں بادشاہ خود بھی زمین پر گر گئے - اور بدحواسی کے عالم میں کئی شخص بادشاہ کے سینے پر پانوں رکھتے ہوے بھاگے - لیکن شیر دل انوپ سنگھہ پر شیر نے حملہ کیا - اُس نے دونوں ہاتھوں سے شیر کے سر پر لاٹھی ماری- شیر پھر جھپٹا اور دونوں کی کُشتی ہونے لگی - انوپ سنگھہ کے دونوں ہاتھہ اور کچھہ حصہ لاٹھی کا شیر نے اپنے منہ میں دبا

لیا۔ اِسی حالت میں شاہزادہ خورم اور راجہ رام داس همت کر کے پہنچے۔ اور دونوں نے شیر پر تلواروں کے وار کرنا شروع کئے۔ حیات خاں خواص نے بھی پہنچ کر لکڑیاں مارنا شروع کیں۔ مگر چونکہ انوپ سنگھہ اور شیر دونوں غت پت هو رهے تھے۔ یہ وار نہایت احتیاط سے کئے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر میں انوپ سنگھہ نے بھی زور مار کر اپنے هاتھہ شیر کے منہ میں سے نکال لئے اور اِس زور سے لاتھیاں رسید کیں کہ شیر کا منہ پھر گیا۔ شیر دوسری طرف بھاگا اور اِس بہادر نے اپنی کمر سے تلوار سونت کو اُس کا تعاقب کیا۔ اور بھاگتے هی میں اِس زور سے کئی تلواریں ماریں کہ شیر کا کئی جگہہ سے گوشت سے پوست جدا هوگیا۔ چونکہ مغرب کا وقت هو گیا تھا۔ اُدھر سے آفت کا مارا صالح نام مشعلچی روشنی کے واسطے آ رها تھا۔ شیر نے اُس کے ایسا تھپڑ مارا۔ کہ بیچارے کا آناً فاناً میں کام تمام هوگیا۔ انوپ سنگھہ چونکہ هاتھوں میں موٹے سوتی چھلے پہنے تھا۔ اُن کے اور لکڑی کی وجہ سے هاتھوں کو تو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ لیکن کئی جگہہ شیر کے پنجوں سے زخمی هوگیا۔ شاهی طبیب اور جراح علاج کے واسطے مامور هوے۔ تھوڑے دنوں میں اچھا هو کر دربار میں حاضر هوا بادشاہ نے اپنے هاتھہ سے ایک مرصع تلوار مرحمت فرمائی۔ اور خطاب

انی رائے سنگھه دلن * سے موصوف کرکے اُمراے خاص کے سلسلے میں منسلک کیا —

ایک دن جہانگیر نے انوپ سنگھه کی کسی بات پر اعتراض کیا - اُس نے فوراً جمدھر کمر سے کھول کر اپنے پیٹ پر دے مارا - مگر ھلکا زخم آیا - اور بچ گیا اُس دن سے جہانگیر کے دلمیں اُس کا اعزاز اور اعتبار بہت بڑہ گیا - بڑی ذمہ داری کی خدمتیں اُس کے سپرد ہونے لگیں یہاں تک کہ شاہزادۂ خسرو جو باپ کے پاس قید تھا اُس کے سپرد کر دیا گیا - مہم بنگش اور دیگر مہمات میں بڑے بڑے امیروں کے اوپر وہ سپہ سالار مقرر ہوکے بھیجا گیا شہنشاہ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر پہلے ھی جشن میں منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار سے اُس کو سرفراز فرمایا - اور خلعت و تلوار مرصع عنایت کیا - پہلے سال جلوس میں مہم حجہار سنگھه بندیلہ اور اُس کے بعد دیگر مہمات دکن وغیرہ میں اُس نے خدمات نمایاں انجام دیں —

۷ - صفر سنہ ۱۰۴۰ ھ کو اپنے باپ کی وفات کے بعد جو خطاب راجہ سے موصوف اور منصب ہزاری ہشت صد سوار پرسر بلند تھا - خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۰ جلوس

---

* یہ خطاب ہندی زبان کا ھے - انی رائے بہ معنی سردار فوج ' سنگھہ بہ معنی شیر - دلن بمعنی مارنے والا یعنی سپہ سالار شیر کا مارنے والا —

میں وفات پائی -

راجہ انوپ سنگھہ خط و انشا میں کافی مہارت رکھتا تھا - اُس کی وفات کے بعد جے رام اُس کا بیٹا جانشین ہوا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے -

## اُداجی رام

قوم کا دکھنی برھمن - اور نہایت ھوشیار - ذھین اور صاحب نام و نمود تھا اپنے قوت بازو سے ماھور سے مہکر تک زمینداری پیدا کرکے دکن کے مشہور و معروف ھیرو ملک عنبر کی ملازمت میں داخل ھوا - اور اپنی لیاقت و کارروائی سے بہت جلد صاحب اعتبار ھوکر نہایت جاہ و حشم حاصل کیا - شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں امرائے تیموریہ کے زمرے میں شامل ھوکر منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار پر مفتخر ھوا - چونکہ اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت سے موصوف - اور سرزمین دکن اور وھاں کی رعایا کے رسم و رواج - عادت و اطوار سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا - لہذا جملہ صوبہداران دکن کے عہد میں با وقار رھا - اور کل مالی و ملکی انتظام اُسی کی رائے سے سر انجام پاتے تھے - چونکہ وہ نیک نیتی کے ساتھہ رحم دلی اور رعایا پروری کی صفت سے بھی

موصوف تھا - اس لئے رعایا اُس سے بہت خوش تھی —

سنہ ۱۷ جلوس جہانگیری میں جبکہ شاہزادہ خورم (شاہ جہاں) بادشاہی فوج کے تعاقب کی وجہ سے دکن سے بنگالہ روانہ ہوا - اثنائے راہ میں اپنا تمام وزنی مال و اسباب معہ بہت سے ہاتھیوں کے ماہور میں اُداجی رام کے پاس چھوڑ گیا اگرچہ یہ امر مہابت خان صوبہ‌دار دکن کو جو شاہزادے کے تعاقب میں مامور تھا نادرار گزرا - لیکن چونکہ وہ خدمات شاہی کو بھی نیک نیتی کے ساتھہ انجام دیتا تھا - لہذا اُس سے کچھہ پرخاش نہ کی - اور سب سے زیادہ اُس کا اعتبار کرکے عزت افزائی کی -

سنہ ۱۹ جلوس میں جب کہ بادشاہی فوج عادل شاہ والی بیجاپور کی کمک پر ملک عنبر سے موضع بہاتوری میں جو احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے مصروف بہ جنگ تھی - یکایک ملا محمد لاری سپہ سالار لشکر بیجاپور کے مارے جانے سے ابتری پھیل گئی - اُداجی رام اور اُس کے ہمراھیوں کے پانوں بھی اُکھڑ گئے - لڑائی کا قاعدہ ہے کہ ایک کے پاؤں اُکھڑے اور سب کے اُکھڑے - کل فوج ایسی بھاگی کہ گویا اِسی ساعت کی منتظر تھی - بہت سے اُمرائے شاہی قید اور قتل ہوئے اُس دن سے اُداجی رام کی عزت اور اعتبار میں بہت کمی ہوگئی -

| جگ جیون پسر اُداجی رام | شہنشاہ شاہ جہاں نے سنہ ۳ جلوس میں اس کو منصب پنجہزاری (۵۰۰۰) ذات — |
|---|---|

پنجہزار ( ۵۰۰۰ ) سوار پر سرفراز کرکے چالیس ( ۴۰۰۰۰ ) ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت کیا - اور مہم خان جہاں لودی میں متعین کیا - سنہ ۶ جلوس ( ۱۰۴۲ھ ) میں جب کہ خانخانان مہابتخاں کے ساتھہ قلعہ دولت آباد کے محاصرہ میں سرگرم خدمات تھا - انتقال کیا - قدر دان بادشاہ نے جگ جیون اس کے خورد سال بیٹے کو منصب سہ ( ۳۰۰۰ ) ہزاری ذات - دو ( ۲۰۰۰ ) سوار پر سرفراز فرمایا - وہ سنہ ۹ جلوس کی مہم ساہوجی میں شریک تھا - پھر کچھہ حال اس کا نظر سے نہیں گذرا -

## راجہ انروده گوڑ

راجہ بیتھلداس گوڑ کا بڑا بیٹا تھا - اول اپنے باپ کی نیابت میں اجمیر کی فوجداری پر مامور ہوا - سنہ ۱۹ جلوس شاہ جہانی میں منصب ہزارو پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۲۴ میں علم اور سنہ ۲۵ میں باپ کے مرنے کے بعد نقارہ - اور اسپ و فیل مرحمت ہوا - اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب سہ ( ۳۰۰۰ ) ہزاری ذات - سہ ( ۳۰۰۰ ) سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوا - اور مشہور و معروف قلعہ رن تھنبور کی قلعداری کی خدمت سپرد ہوئی - اس کے بعد مہم قندھار

میں اول مرتبہ شاہزادۂ اورنگ زیب اور دوسری مرتبہ شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ شریک ہوکر کار ہاے نمایاں انجام دئے۔ سنہ ۲۸ میں علامی سعداللہ خاں وزیر اعظم کے ساتھہ قلعہ چتوڑ کے انہدام اور رانا کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳۱ میں منصب سہ ہزار پانصدی (۳۵۰۰) ذات۔ سہ (۳۰۰۰) ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوکر راجہ جے سنگھہ کچھواہا کے ساتھہ شاہزادہ شجاع کی تنبیہ پر متعین ہوا —

شہنشاہ عالمگیر کی تخت نشینی کے بعد سنہ ۱۰۶۹ ھ میں مہم شجاع پر متعین ہوا۔ اور آگرہ سے روانہ ہوکر راستے میں انتقال کیا —

## راجہ امر سنگھہ نروری

راجہ رام داس نروری کا پوتا تھا۔ دادا کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۳۹ ھ میں دربار شاہ جہانی سے منصب ہزاری ذات۔ شش صد سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راجگی سے موصوف اور قلعداری نرور پر مامور ہوا۔ اور نرور کے قرب و جوار کا علاقہ جاگیر میں مرحمت ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش اور سنہ ۲۵ میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں

میں متعین ہوا - سنہ ۲۶ میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ہمراہ مہم قندھار اور اس کے بعد رستم خاں کے ساتھہ قلعہ بست کے محاصرے میں شریک ہوا - اور ان خدمات کے صلے میں - سنہ ۳۰ میں منصب ہزارو پانصدی ذات - ہزار سوار پر ترقی حاصل کی - اور اسی سال معظم خاں کے ساتھہ شاہزادہ اورنگ زیب کی کمک پر صوبہ دکن میں مامور ہوا -

شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں اول مہم آسام اور دوسری مرتبہ سرحدی پٹھانوں کی مہم میں اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھاے - اور اس کے صلے میں منصب میں ترقی حاصل ہوئی -

## راؤ امرسنگھہ راتھور

راجہ گجے سنگھہ راتھور جودھپوریہ کا بڑا بیٹا تھا - ابتدا میں معمولی منصب داروں کے زمرہ میں شامل تھا - سنہ ۲ جلوس شاہ جہانی میں منصب دو ہزار و پانصدی - ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر علم و فیل مرحمت ہوا - اور سید خان جہاں بارھہ کے ساتھہ ججہار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا - اور اس مہم کی خدمات کے صلے میں منصب سہ (۳۰۰۰) ہزاری - دو ہزار و پانصد (۲۵۰۰) سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۹ میں مہم

دکن پر مامور ہوا - سنہ ۱۱ میں خلعت و نقارہ اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ہوکر شاہزادہ شجاع کے ساتھہ صوبۂ کابل میں متعین ہوا - اور اسی سال ۲ - محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو جب راجہ گجے سنگھہ اس کے باپ نے انتقال کیا - اور اس کی وصیت کے بموجب اس کا چھوٹا بیٹا جسونت سنگھہ اس کا جانشین مقرر کیا گیا - یہ منصب سہ ہزاری - سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر خطاب راؤ سے ممتاز ہوا —

سنہ ۱۴ میں شاہزادہ مرادبخش کے ساتھہ صوبہ کابل میں تعینات ہوا - اور وہاں سے راجہ جگت سنگھہ ولد راجہ باسو کی سرکوبی پر متعین ہوا - سنہ ۱۵ میں حاضر دربار ہوکر منصب چہار ہزاری - سہ ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اور شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ قلعہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا - سنہ ۱۶ میں وہاں سے طلب ہوکر دربار میں آیا - اور یہاں آکر بیمار ہو گیا - سنہ ۱۷ جلوس میں صحت پاکر ۳۰ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۴ ھ کو جمعرات کے دن شام کے وقت حاضر دربار ہوا - صلابت خان میر بخشی نے خلوت خانہ میں جہاں اس وقت بادشاہ رونق افروز تھے - زمین بوس کرایا اور وہ آداب زمین بوسی کے بعد الٹے جانب کی صف میں دست بستہ کھڑا ہو گیا - صلابت خان سیدھے جانب کی صف میں کھڑے تھے - نماز مغرب کے بعد جب

کہ بادشاہ کسی فرمان کے لکھانے میں مصروف تھے کسی کام کے واسطے کٹھرے دربار سے نیچے اُترے - اور شمع دان کے پاس ایک دوسرے امیر سے باتیں کرنے لگے - اُسی حال میں امر سنگھ نے دوڑ کر اپنا جمدھر اُن کے سینے پر اُلٹی طرف دے مارا آناً فاناً میں بیچارے کا کام تمام ہو گیا - خلیل اللہ خاں اور ارجن پسر بٹھیلداس گوڑ نے یہ حال دیکھ کر امر سنگھ پر حملہ کیا - اُس نے دو تین وار ارجن پر بھی کئے جو اُس نے اپنی ڈھال پر روکے یہ حال دیکھ کر سید سالار بارھہ - اور چھ سات اور منصبدار دوڑ پڑے اور امر سنگھ کا کام تمام کردیا - اور تھوڑی ہی دیر میں قاتل بھی مقتول کے پاس پہنچ گیا - بادشاہ کو دو امیروں کے اس طرح سے مارے جانے کا بہت افسوس ہوا - بہت تحقیقات کی - مگر سوائے اِس کے کہ امر سنگھ نشۂ شراب میں سرشار تھا اور کوئی وجہ نہ معلوم ہوئی —

جب 'میر خاں' ملبر ترک اور 'ملوک' چند داروغہ دولتخانہ خاص بادشاہ کے حکم کے بموجب 'امر سنگھ' کی لاش کو دھلیز خلوت خانے سے باہر لائے - اورامرسنگھ کے نوکروں کو اُس کی کریا کرم کے واسطے بلایا - پندرہ راجپوت نوکر یہ حال سن کر دیوانہ وار جمدھر اور تلواریں لئے ہوے آموجود ہوئے اور آتے ہی ملوک چند اورمیرخاں پر حملہ کیا - ملوک چند بیچارہ تو اسی وقت مارا گیا - اور میرخان ایسا زخمی ہوا کہ دوسرے دن مر گیا - یہ

دل دیکھکر شاھی احدی اور گرز بردار دوڑ پڑے اور آن
کی آن میں سب کا خاتمہ کردیا - چھہ گرز بردار قتل اور
چھہ سخت زخمی ھوئے -

امرسنگھہ کے کچھہ نوکر ارجن کے گھر پہونچے -
تاکہ اُس کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کریں مگر وہ نہ ملا
جب اِن کی جہالت کا حال بادشاہ کو معلوم ھوا -
اپنے ایک خاص امیر کو اِن لوگوں کے پاس بھیجا اُس نے
بہتیرا سمجھایا - مگر اُن جاھلوں نے ایک نہ سنی -
اُس وقت مجبور ھوکر بادشاہ نے سید خان جہان بارھہ اور
رشید خاں انصاری کو اُن کی تادیب کے واسطے روانہ کیا -
اُنھوں نے ان کا بھی مقابلہ کیا اور تا وقتیکہ سب قتل
نہ ھوگئے باز نہ آئے - بادشاھی لشکر میں سے سید عبدالرسول
بارھہ معہ اپنے بھائی سید غلام محمد اور چار پانچ
اور عزیزوں کے شہید ھوئے -

نو محلہ امر سنگھہ اور امرسنگھہ دروازہ

راؤ امر سنگھہ نے اکبر آباد کے قلعہ
کے دکن کی جانب ایک عظیم الشان
محل تعمیر کرا کر اُس کے پاس بہت عمدہ باغ
لگوایا تھا - یہ باغ اور نو محلہ امر سنگھہ کے نام سے
موسوم تھا - اس میں ۸۹ بیگہ ۳ بسوہ اراضی تھی جس
میں سے ۶۳ بیگہ ۱۰ بسوہ ۲ میں عمارت اور ۲۵ بیگہ
۱۳ بسوہ میں باغ واقع تھا - قلعہ اکبر آباد کا جو دروازہ

اس نو محلہ کے طرف ہے وہ اسی لحاظ سے آج تک امر سنگھ دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے - نو محلہ کی عالی شان عمارت کا کچھ حصہ انیسویں صدی تک باقی تھا اور وہ اراضی اس وقت نو محلہ امر سنگھ کے نام سے مشہور چلی آتی ہے —

رائے سنگھ راؤ امر سنگھ کا بیٹا تھا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

## راؤ امر سنگھ چندراوت

راؤ چاندو کا پوتا - اور رائے درگا داس کا پرپوتا تھا - سنہ ۲۴ جلوس شاہ جہانی میں جب راؤ روپ سنگھ چندراوت نے لا ولد انتقال کیا - امر سنگھ مع اپنے بھائیوں کے اپنے وطن چندراوت سے بارگاہ شاہ جہانی میں حاضر ہوا اور خوش قسمتی سے اپنے سب بھائیوں میں سے بادشاہ کا منظور نظر ہو کر راؤ روپ سنگھ کا جانشین قرار پایا - اور منصب ہزاری ذات - نہہ صد سوار پر منتخر ہو کر خطاب راؤ سے موصوف - اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا - اور پرگنہ رام پور اس کے اور اس کے بھائیوں کی جاگیر میں مرحمت ہوا - سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزاری - ہزار سوار سے ممتاز ہو کر شہزادے اورنگ زیب کے ساتھ

مہم قندھار پر مامور ہوا - سنہ ۲۶ میں شہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ دو بارہ قندھار روانہ ہوا - سنہ ۲۷ میں شاہزادہ موصوف کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۲۸ میں صوبہ دکن میں متعین ہوا - سنہ ۳۱ میں حسب الطلب دربار میں واپس آکر مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ صوبہ مالوہ کو روانہ ہوا - اور اُجین کی شکست کے بعد اپنے وطن چلا گیا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سموگدہ کی لڑائی کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوا - اور شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھہ شجاع کے تعاقب پر مامور ہوا - لیکن راستے ہی سے مختلف افواہیں سن کر پھر اپنے وطن کو چل دیا جہاں سے تھوڑے دنوں بعد پھر دربار میں آیا - اور اپنے سابقہ قصور کی معافی حاصل کرکے مہم دکن میں متعین ہوا - اور مرزا راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ کار ہائے نمایاں انجام دیتا رہا - سنہ ۱۱ جلوس میں قلعہ سالہیر کی لڑائی میں مارا گیا -

| راؤ محکم سنگھہ پسر امر سنگھہ | محکم سنگھہ اُس کا بیٹا قلعہ سالہیر کی لڑائی میں باپ کے ساتھہ تھا - وہ دشمنوں |
|---|---|

کی قید میں پھنس گیا - اور کسی ترکیب سے تھوڑے دنوں بعد رہائی حاصل کر کے بہادر خاں کوکہ ناظم دکن کے پاس آپہونچا اور دربارشاہی سے اضافہ منصب اور خطاب راؤ سے موصوف ہوکر اپنی اخیر عمر تک بادشاہی خدمات

میں سرگرم رہا - اُس کی وفات کے بعد 'گوپال سنگھ' اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہوا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

## راجہ اندر من دھندیرہ

راجہ جگمن دھندیرہ

دھندیرہ راجپوتوں کی ایک گوت ہے - اِن میں اور بندیلوں اور پنواروں میں باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے - اِس گوت کے راجپوتوں کا اصلی وطن قصبہ سہرا سرکار سارنگ پور صوبہ مالوہ میں تھا - کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر میں سہار 'با بادی' کے نام سے لکھا جاتا تھا - شہنشاہ 'اکبر' کے عہد میں راجہ جگمن دھندیرہ دربار شاہی میں حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا تھا - 'شاہجہان' نے اپنی عہد سلطنت میں ولایت دھندیرہ 'سیوا رام گوڑ' کو مرحمت فرمائی اُس نے راجہ اندرمن کو جو اُس وقت اُس ملک پر قابض تھا بیدخل کرکے اپنا قبضہ کرلیا - چند روز کے بعد راجہ اندرمن نے کچھہ فوج فراہم کرکے اپنے موروثی ملک کو پھر فتح کرلیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں 'معتمد خاں' اور راجہ 'بتھیلداس گوڑ' کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اِن لوگوں نے ولایت دھندیرہ میں پہونچکر جب

قصبہ ' سہرا ' فتح کرلیا تو راجہ ' اندر من ' بھی اِن کے پاس
حاضر ہوگیا - اور حسب الحکم بادشاہ کے قلعہ جلیسر میں
مقید کیا گیا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں جب ' اورنگ زیب ' دکن سے آگرہ کو
روانہ ہوا - راجہ ' اندر من ' کو قید سے رہا کرکے منصب
سہ ہزاری - دو ہزار سوار پر سرفراز کیا - اس نے اجین
کی لڑائی میں اپنی بے لظیر شجاعت کا ثبوت دے کر
اورنگ زیب سے علم و نقارہ کا اعزاز حاصل کیا - اس
کے بعد جنگ سموگدہ میں بہادری اور جانفشانی کا حق
ادا کیا - اور شاہزادۂ شجاع کی پہلی لڑائی کے بعد
صوبہ بنگالہ میں متعین ہوا - اور اسی جگہ انتقال کیا —

## اندر سال ھاڈہ

راؤ رتن ھاڈہ کا پوتا تھا - سنہ ۸ جلوس شاھجہانی میں
ججھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ھوا - سنہ ۹ جلوس
میں سید خانجہاں بارھہ کے ساتھہ عادل شاہ والی بیجاپور
کی تنبیہہ پر مامور ھوا - سنہ ۱۰ جلوس تک منصب شش
صدی ذات - سہ صد سوار پر سرفراز تھا - سنہ ۱۲ جلوس
میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھہ صوبہ کابل میں متعین
ھوا - سنہ ۱۹ میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک

هو کر اپنی همت مردانه کے جوهر دکھائے - اور سنه ۲۰
میں منصب هشت صدی چار صد سوار پر سر بلند هوا - اس
کے بعد کا کچھه حال نظر سے نہیں گذرا —

## راجه انوپ سنگھه بھورتیه

راؤ کرن کا بیٹا - اور راو سورج سنگه کا پوتا تھا -
مدتوں صوبه دکن میں متعین رها - سنه ۱۷ جلوس عالمگیری
میں بهادر خان کوکه اور عبدالکریم میانه کی لڑائی میں
خدمات نمایاں انجام دیں - اور اُن کے صلے میں بهادر خان
کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف هوا - سنه
۱۹ میں دلیر خان داودزی کی ماتحتی میں دکھنیوں کی
لڑائی میں خاص نام پیدا کیا - سنه ۲۱ میں اورنگ آباد
کا صوبه دار مقرر هوا - اسی عرصے میں سیواجی نے
آکر شورش برپا کی - اس موقع پر اُس نے دلاوران زمانه
کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا - اور اپنی قلیل فوج کو
لے کر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باهر نکل
کر مقابلے پر آمادہ هو گیا - لڑائی شروع هی هوئی تھی
که خان جہان بہادر ناظم دکن آپہونچا - اور مرهٹے اُس
کی صورت دیکھتے هی بھاگ گئے - سنه ۳۰ جلوس میں
نصرت آباد سکھر کا قلعدار اور فوجدار مقرر هوا سنه ۳۲

میں استمرار گدہ اودنی کی حکومت پر سرفراز ہوا - سنہ
۳۵ میں اُس جگھہ سے تبدیل ہوا - سنہ ۴۱ میں وفات
پائی - منصب دو ہزار و پان صدی - دو ہزار سوار پر
سر بلند تھا —

**سروپ سنگھ پسر انوپ سنگھ**

انوپ سنگھ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے
اُس کے وطن بیکانیر کی موروثی حکومت
پر سروپ سنگھ اُس کے بیٹے کو جو پہلے سے ملازمت شاہی
میں ہزار و پان صدی کا منصبدار تھا سرفراز فرمایا -
وہ ذوالفقار خان بہادر کی ماتحتی میں خدمات شاہی
انجام دیتا رہا —

سروپ سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا اندر سنگھ اور اُس
کے بعد اندر سنگھ کا بیٹا زورآور سنگھ اور اُس کے بعد
زورآور سنگھ کا متبنی بیٹا گجے سنگھ وطن کی حکومت
پر سرفراز ہوا —

## انی رائے

ذات کا برہمن اور شاہجہان کے عہد میں منصب دو
ہزاری ذات - ہزار سوار پر سرفراز تھا - شہنشاہ عالمگیر
کے عہد میں صدر دفتر کے صیغہ حساب و تنخواہ کا دیوان
اعلیٰ ( اکونٹنٹ جنرل ) مقرر ہوا - اس عہدے پر شاہزادوں
اور اُمرائے عالیشان سے لیکر غریب سپاہی تک سب کی

تنخواہ کا حساب و کتاب اُس کے ذمے تھا - وہ حساب و کتاب میں کسی کی رعایت نہیں کرتا تھا - سب لوگ اپنی اپنی کفایت چاہتے تھے - جب حسابی معاملے میں کسی امیر کی اُس کے سامنے پیش نہ جاتی تھی تو جل کر اُس پر طرح طرح کی پھبتیاں اُڑا کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتے تھے - عالمگیر کے مشہور و معروف معتمد علیہ امیر نعمت خاں عالی نے بھی کسی محاسبے پر ناراض ہوکر اُس بیچارے کی ہجو لکھ ماری ہے جو کتاب وقائع نعمت خان عالی میں موجود ہے - اُس قطعہ کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں —

اے وائے چوں کنم کہ ازی رائے شد سقط
این غم مرا ز وسوسہ بیخورو خواب کرد
آن صورت مہاوت فیلان ہندیا پول
مارا چہ فیل بند حساب و کتاب کرد
یا رب نصیب ہیچ مسلمان دگر مباد
ظلمیکہ آن برہمنی خانہ خراب کرد
تحقیق دان کہ آن خر عیسیٰ نہ مردہ است
در سایہ رسید و علف خورد و خواب کرد

## راجہ اندر سنگھہ راتھور

راجہ رائے سنگھہ راتھور کا پوتا - اور راجہ امرسنگھہ

راٹھور کا پوتا تھا - سنہ ۱۸ جلوس عالمگیری میں باپ
کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا سنہ ۲۲ میں
مہاراجہ جسونت سنگھ کے مرنے کے بعد چھتیس لاکھ روپیہ
دربار عالمگیری میں پیشکش کیا - اور خطاب راجگی سے
موصوف ہوکر سرداری قوم راٹھور - اور حکومت جودھپور
پر سرفراز ہوا - اور خلعت خاصہ - اور شمشیر معہ ساز
مرصع - اور اسپ معہ ساز طلا - اور فیل و علم - اور
نقارہ مرحمت ہوا —

سنہ ۲۴ میں شاہزادۂ محمد معظم کے ساتھہ شاہزادہ
محمد اکبر کے تعاقب پر مامور ہوا اس کے بعد دکن کے
مہمات میں متعین رہا - سنہ ۴۸ میں منصب سہ ہزاری
دوہزار سوار سے سر بلند ہوا - شہنشاہ عالمگیر کے انتقال
کے بعد اعظم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر منصب
پنجہزاری پر ممتاز ہوا - اور حسب الحکم ذوالفقار خاں
کے ساتھہ شاہزادۂ بیدار بخت ( پسر اعظم شاہ ) کے پاس
اُجین روانہ ہوا - لیکن پھر کچھہ سمجھکر راستے ہی
سے جودھپور چل دیا - اس کے بعد کچھہ حال نظر
سے نہیں گذرا —

| ہرناتھہ سنگھہ ومان سنگھہ | راجہ اندر سنگھہ کا پوتا ہرناتھہ سنگھہ صوبہ برار میں جاگیردار تھا - |
|---|---|

سنہ ۱۱۹۰ ھ میں اُس نے وفات پائی - اس کا بیٹا
مان سنگھہ مدتوں دکن میں رہا - اس کے بعد وطن

کو جارہا تھا کہ راستے میں میواتیوں کے ہاتھ سے مارا گیا —

## راجہ اودت سنگھ بھدوریہ

راجہ مہا سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا - اپنے باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا - سنہ ۲۴ جلوس عالمگیری میں ہندوستان کے مشہور قلعۂ چتوڑ کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۲۹ میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوکر درجن سنگھ ہاڑہ کی سرکوبی پر مامور ہوا - اور اس خدمت کے صلے میں خلعت اور اضافہ منصب اور نقد انعام سے سرفراز ہوا - سنہ ۳۰ جلوس میں مہم بیجاپور میں شریک ہوکر اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے - سنہ ۴۷ میں منصب سہ ہزاری - دو ہزار سوار پر مفتخر ہوکر قلعدار مندلا مقرر ہوا —

**گوپال سنگھ بھدوریہ** — اس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اس کا جانشین مقرر ہوا - جو محمد شاہ کے عہد تک خدمات شاہی میں سرگرم تھا - آگرہ کے قریب اُس کا آباد کیا ہوا گوپال پورہ اس وقت تک موجود ہے جس میں اُس کی گڑھی کے نشانات بھی اس وقت تک موجود اور گڑھی بھدوریہ کے نام سے مشہور ہیں —

ریاست بهد اور اگرچہ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں ختم ہوگئی - لیکن اس خاندان میں ریاست کی صورت کسی قدر اب تک قائم ہے اور گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے کچھہ گاؤں معافی میں ملے ہوے ہیں اور کچھہ روپیہ نقد خزانہ شاہی سے عطا ہوتا ہے جو سب مل ملا کر قریب ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کے ہو جاتا ہے - موضع نوگنواں تحصیل باہ ضلع آگرہ میں ریاست کا صدر مقام ہے - بھنڈ ( ریاست گوالیار ) پناہٹ ( تحصیل باہ ) کچورہ ( تحصیل باہ ) وغیرہ میں راجگان بھداور کے تعمیر کئے ہوئے عالیشان قلعے اس وقت تک موجود ہیں -

مہاراجہ مہندر مہلدر سنگھ رئیس کی ( جن کے انتقال کو دو تین ہی برس ہوئے ) گورنمنٹ میں خاص عزت تھی - باوجود اس کے کہ اختیار فرمان روائی حاصل نہ تھا - مگر نومبر سنہ ۱۸۶۶ ع کے دربار لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند میں جو بمقام آگرہ منعقد ہوا تھا - اور جس میں مہاراجہ گوالیار - و جےپور و جودھپور وغیرہ تمام ہندوستان کے بڑے بڑے والیان ملک شامل ہوے تھے - مہاراجہ بھداور کی کرسی تیتیسویں نمبر پر تھی —

موجودہ رئیس نابالغ ہیں اور ان کا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے انتظام میں ہے —

# مہاراجہ اجیت سنگھہ راٹھور

مہاراجہ جسونت سنگھہ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کی
وفات کے وقت ماں کے پیٹ میں تھا۔ جب جسونت سنگھہ
نے کابل میں انتقال کیا۔ اس کے نوکر بلا اجازت بادشاہ
کے رانیوں کو لے کر کابل سے چل دیئے۔ جب دریائے اٹک
کے گھاٹ پر پہنچے میر بحر نے راہداری کا پروانہ مانگا۔
پروانہ ان کے پاس موجود نہ تھا۔ میر بحر دریا کے اترنے
سے مانع ہوا۔ انھوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور اسے اور
اُس کے آدمیوں کو زخمی کر کے زبردستی دریا سے پار
اُتر آئے۔ لاہور پہنچ کر اجیت سنگھہ پیدا ہوا۔ جب
عالمگیر کو وقائع نگار کی تحریر سے اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی۔ وہ راجپوتوں کی اس حرکت سے سخت ناراض
ہوا۔ چنانچہ جب یہ لوگ دہلی پہنچے اس قصور میں
ان پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ راجپوتوں نے چند دنوں کا
بہلاوا دے کر دھوکے کا جال پھیلایا۔ اجیت سنگھہ اور
اس کے دوسرے بھائی دل تھمن کے ہم عمر جو دوسری
رانی سے تھا دو بچوں کو تلاش کیا دو باندیوں کو رانیوں
کا سا لباس اور زیور پہنایا۔ اور ان دونوں بچوں کو ان
کے پاس چھوڑا۔ اور بادشاہ سے وطن کی رخصت حاصل کر کے
اور اصل رانیوں کو مردانہ لباس پہنا کر وطن کو روانہ
ہوئے اور دو تین سرداروں اور چند جان نثاروں کو ان

مصنوعی رانیوں کے پاس چھوڑ کر یہ ہدایت کر گئے ۔ کہ
اگر جلد یہ راز افشا ہو جا ے تو تھوڑی دیر تک شرط
جاں فشانی بجا لا کر بادشاہی سپاہیوں کو روکنا ۔ دو
تین گھڑی کے بعد بادشاہ کے پاس بھی خبر پہنچ گئی
کہ راجپوت بلا اجازت رانیوں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ
لے گئے ۔ اس نے دریافت حال کے لئے کئی مرتبہ امرا ے
معتبر کو بھیجا ۔ مگر وہ لوگ ہر بار خیمہ کے پاس آکر
ان مصنوعی رانیوں اور بچوں کو دیکھہ دیکھہ کر چلے گئے۔
اور اس خبر کو بالکل جھوٹ قرار دیا ۔ لیکن بادشاہ کا
شبہہ رفع نہ ہوا ۔ اور اس نے حکم دیا ۔ کہ رانیاں اور
بچے معہ جملہ متعلقین کے قلعے میں لائے جائیں ۔ جب
بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے بادشاہی سپاہی
اور امیر مصنوعی رانیوں کے خیموں پر پہنچے ۔ راجپوتوں
اور ان مصنوعی رانیوں نے مقابلہ کیا کچھہ لوگ قتل
ہوے ۔ کچھہ بھاگ گئے ۔ غرض دہ دونوں بچوں اور رانیوں
کو قلعہ میں لاے ۔ جو لوگ ان خیموں کی حفاظت پر
مامور تھے اگرچہ وہ اپنی غفلت کے تدارک کے خوف سے
اس بات پر زور دیتے تھے ۔ کہ دراصل جسونت سنگھہ
کی رانیاں اور بیتے یہی ہیں ۔ لیکن بادشاہ کے دل میں
شبہہ پڑ گیا ۔ اور اسی وقت راجپوتوں کے تعاقب میں
کچھہ سوار روانہ کئے ۔ مگر چونکہ بہت وقت گذر چکا تھا۔
راجپوتوں کا پتہ نہ چلا ۔ اور وہ رانیوں اور بچوں کو

لگے ہوئے جودھپور جا پہونچے - مدتوں تک عام لوگوں اور خود بادشاہ کے دل میں شبہ رہا - دراصل اجیت سنگھ جسونت سنگھ کا بیٹا ہے یا نہیں - جب رانا اُدے پور نے اپنی لڑکی کی شادی اُس کے ساتھہ کردی - اُس وقت سب کے دلوں سے یہ شبہ رفع ہوا —

جب ۱۴ - جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۸۹ ھ کو یہ لوگ جودھپور پہونچے - وہاں کے تمام راجپوت بگڑ بیٹھے - طاہر خان فوجدار جودھپور اور راجہ اندر سنگھہ راتھور حاکم جودھپور نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - اور الگ ہو گئے - طاہر خان اِس قصور میں برخاست ہوا - اور اندر سنگھہ دربار میں طلب کر لیا گیا - بادشاہ نے اول سربلند خان کو ان راجپوتوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - اور خود بھی اجمیر پہونچکر شاہزادہ محمد اکبر کو بہت سے امیروں کے ساتھہ اس مہم پر متعین کیا - جب راجپوت اس عظیم الشان فوج سے گھبر گئے - اور مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - درگا داس نامی راجپوت نے جو چرب زبانی اور افسوں سازی میں شہرۂ آفاق تھا - شاہزادہ کو جو بالکل ناتجربہ کار تھا - سلطنت کا سبز باغ دکھا کر بادشاہ سے بغاوت پر آمادہ کر دیا - اور بھولا بھالا شاہزادہ راجپوتوں کے اس خوشنما جال میں خود بخود پھنس کر اپنی اور راجپوتوں کی ستر ہزار فوج کے ساتھہ باپ کی طرف پھرا - اس وقت

اُمرائے شاہی مختلف مقامات پر بر سر خدمت تھے - اور بادشاہ کے پاس خواجہ سرا - خدمتگار - اور کل عملہ مل ملا کر مع سادات سر - آٹھ سو آدمیوں سے زیادہ نہ تھا ــ

اورنگ زیب کے استقلال اور پولٹیکل جوڑ توڑ کی ایک عجیب وغریب روایت

جب باغی شاہزادہ کا لشکر بادشاہ کے قیام گاہ سے تیرہ کوس کے فاصلے پر آموجود ہوا - تمام شاہی لشکر میں کھلبلی پڑگئی - ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا - اب قدرت آلہی کا تماشا دیکھئے - کہ اس با اقبال بادشاہ نے اپنی حسن تدبیر - پولٹیکل جوڑ توڑ - استقلال طبع کے پرزور منتروں سے اس مخالف موج پر ایسا جادو مارا کہ دیکھنے والے دیکھتے - اور سننے والے حیران رہ گئے - اور بیٹھے بیٹھے بلا ایک تیر و شمشیر چلائے ہوئے ستر ہزار فوج کو بھگا دیا -- صورت یہ ہوئی -- کہ جب بادشاہ نے دیکھا کہ نادان شاہزادہ سر ہی پر آپہونچا -- ایک فرمان عنایت آمیز اُس کے نام لکھا -- کہ این جانب تمہارے اِس حسن تردد سے کہ راجپوتوں کی تالیف قلوب کر کے پہاڑوں اور جنگلوں سے میدان میں لے آئے ہو - بہت خوش ہوے -- اسی طرح اگر تھوڑی دور آگے اور بڑھا لاؤ تو عین مصلحت اور باعث خوشنودی ایجانب کا ہوگا " اور یہ فرمان اس طرح بھجوایا -- کہ راجپوتوں کے پاس پہونچ گیا اس کو دیکھتے ہی تمام راجپوتوں کے ہوش اُڑگئے - اور راتوں رات

سب بھاگ گئے ۔ شاہزادہ کے ساتھ جو مسلمان امیر تھے
وہ بھی نہایت ندامت اور شرمندگی کے ساتھ بادشاہی
لشکر میں چلے آئے غرض کہ صبح ہوتے ہوتے ستر ہزار
فوج میں سے صرف دو تین ہزار سوار ۔ اور دو تین
راجپوت جن میں درگاداس بھی تھا ۔ باقی رہ گئے ۔
جب شاہزادہ صاحب صبح کو بستر استراحت سے اُٹھے ۔
یہ حال سنا ۔ اور نہایت بدحواسی کے عالم میں بال
بچوں تک کو چھوڑ کر آنکھیں ملتے ہوئے خود بھی
بھاگ نکلے —

بادشاہ نے اس فتح کے بعد راجپوتوں کو ایسا ٹھیک
کیا ۔ کہ پھر اُس کی زندگی تک انہیں سر اُٹھانے کی
ہمت نہ پڑی ۔ جودھپور میں شاہی فوجدار متعین
کر دیا گیا ۔ اجیت سنگھ بادشاہ کی وفات تک پہاڑوں اور
جنگلوں میں مارا مارا پھرا ۔ جب بادشاہ کی وفات کے
بعد شاہزادوں میں لڑائیاں شروع ہو جانے سے تمام ملک
میں ابتری پھیلی ہوئی تھی ۔ پھر جودھپور آیا ۔ اور
اپنے وطن پر قابض ہو گیا ۔ اور جو دھپور اور اُس کے قرب
وجوار کے علاقے کی بہت سی مسجدوں کو توڑ کر اذان دینے
کی عام ممانعت کر دی اور گاؤ کشی کو بند کرکے مسلمانوں
کو ستانا شروع کیا ۔ بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر
۷ ۔ شعبان سنہ ۱۱۱۹ ھ کو اُس کی سرکوبی کے واسطے
جودھپور کی طرف کوچ کیا ۔ اور اجمیر اور چتوڑ کے درمیان

میں پہنچ کر شاهزاده محمد عظیم الشان اور خانخاناں منعم خاں - اور صمصام الدوله کو فوجیں دے کر جودهپور روانه کیا - جب اجیت سنگهه شاهی فوج کی ٹکر نه اٹها سکا - پہاڑوں میں بهاگ گیا - جب وهاں بهی فوجیں پہونچیں - تو مجبور هو کر خانخاناں کے توسل سے اپنی تقصیرات کی معافی کا خواستگار هوا - خانخانان نے بادشاه کی خدمت میں سفارش لکهه بهیجی اور قصور معاف هو گیا - جس قدر مسجدیں توڑی گئی تهیں از سر نو تعمیر کی گئیں - جودهپور اور بڑے بڑے قصبات میں قاضی - مفتی - اور مسجدوں میں امام موذن مقرر کئے گئے - اس کے بعد اجیت سنگهه دربار میں حاضر هوا - اور منصب سه هزاری سے سرفراز هو کر خلعت اور فیل و شمشیر سے مفتخر هوا لیکن جب بادشاه کام بخش کے مقابلے کے واسطے دکن جا رهے تهے - راستے میں راجه جے سنگهه سوائی کے ساتهه اپنے پورانے ڈیرے - خیمے لشکر میں چهوڑ کر شکار کے بہانے سے جودهپور چل دیا - بادشاه دکن سے واپسی پر اس کی تنبیهه کی فکر میں تهے - که سکهوں کے فساد کی خبر آئی - اور بادشاه نے مصلحت وقت پر نظر کرکے خانخانان کے ذریعے سے راجپوتوں کا قصور اس شرط پر پهر معاف کر دیا - که ملازمت میں حاضر هو کر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائیں - غرض که سنه ۱۱۲۱ ه میں اجیت سنگهه اور جے سنگهه سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تیس

چالیس هزار سواروں کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ رومالوں سے باندھے ہوئے گھوڑوں پر سوار شاہی لشکر میں حاضر ہوئے - اور سب کا قصور معاف ہو کر ہر ایک کو خلعت - اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس گئے —

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد ایسی طوائف الملوکی کا بازار گرم ہوا - کہ کسی کو اتنی فرصت نہ ہوئی کہ راجپوتوں کی طرف متوجہ ہوتا - فرخ سیر کی عہد سلطنت میں سنہ ۲ جلوس میں امیر الامرا حسین علیخاں اور شائستہ خاں اجیت سنگھہ کی سرکوبی کے واسطے فوجیں لے کر جودھپور روانہ ہوئے - اس فوج کے خوف سے اجیت سنگھہ معہ اپنے مال و اسباب کے جودھپور کو چھوڑ کر دشوار گذار پہاڑوں میں جا چھپا - اور اپنے وکیلوں کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے امیرالامرا کی خدمت میں بھیج کر جان کی امان - اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار میں امراء کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا - اور امیرالامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے - کہ مجھہ میں اور بادشاہ میں روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے - جس قدر جلد ممکن ہو - یہاں پہنچو - ان حالات سے امیرالامرا نے مجبور ہو کر اجیت سنگھہ کو بادشاہ کی تابعداری قبول کرلے اور اپنی لڑکی کو بادشاہ کے عقد

میں ڈیلے۔ اور پیشکش سالانہ ارسال کرنے پر راضی کر کے
اس کا قصور معاف کر دیا۔ اور خود دہلی روانہ ہوا۔

۲۲ ذالحجہ سنہ ۱۱۲۷ ھ کو نہایت دھوم دھام سے
اجیت سنگھہ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھہ ہوئی
اور یہ آخری راجپوت کی لڑکی تھی جو خاندان مغلیہ
کے محلسرا میں داخل ہوئی۔ اس کے بعد خاندان مغلیہ
اور راجپوتوں کے درمیان سلسلہ قرابت منقطع ہو گیا۔

شادی کے بعد اجیت سنگھہ گجرات کی صوبہ داری سے سر
فراز ہوا۔ جب امیر الامرا سید حسین علیخاں اور قطب الملک
سید عبداللہ خاں کا اقتدار حد سے زیادہ گزر گیا۔ اور
سلطنت کا کل نظم و نسق انہیں دونوں بھائیوں کے ہاتھہ
میں آ گیا۔ تو بعض ہوا خواہاں سلطنت مغلیہ اور خود
فرخ سیر ان کے استیصال کی تدبیریں سوچنے لگے۔ انہیں
تدبیروں میں ایک یہ بھی تھی۔ کہ اجیت سنگھہ کو
گجرات سے بلا کر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا۔ اور
سیدوں کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن وہ بہت سیانا
اور زمانہ کا رنگ پہچانے ہوئے تھا۔ یہاں آ کر اُلٹا
سیدوں سے مل گیا۔ اور اُن کی ہدایت سے خطاب مہاراجہ
سے موصوف ہو کر فرخ سیر کی قید اور قتل میں
سیدوں کے ساتھہ ساتھہ شریک رہا۔ اور اس خدمت کے
انجام دینے کے صلے میں زر نقد اور جواہرات سے مالا
مال ہوا۔ فرخ سیر کے قتل ہونے کے بعد جب اجیت سنگھہ

دھلی سے گجرات کو روانہ ہوا - بازار کے تمام دکاندار اور عام لوگ آوازے کستے تھے - کہ یہ رو سیاہ سیدوں سے داماد کا خون بہالے کر بھاگا جاتا ہے - جب وہ اس قسم کی گالیاں اور فقرے سنتے سنتے عاجز آگیا - تو اُس نے حالت سواری ہی میں دو تین آدمیوں کو قتل بھی کر دیا - ۱۱۳۱ ھ میں رفیع الدولہ کے عہد میں اس نے اپنی بیٹی کو بھی محلسرائے شاہی سے معہ تمام جوہرات اور بیش قیمت آلات کے جن کی قیمت ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ تھی بلا لیا —

اسی سال صوبۂ اجمیر کی صوبہ داری بھی اجیت سنگھ کو مرحمت ہوئی —

محمد شاہ کے عہد سلطنت میں امیرالامراء اور قطب الملک کی بساط الٹ جانے کے بعد اجیت سنگھ نے پھر سر اٹھایا - اپنے تمام علاقے سے گاؤ کشی بند کردی - لیکن دکن سے نواب نظام الملک آصفجاہ کی آمد کی خبر سن کر پھر ہوش آیا - غرض کہ نامہ و پیام کے بعد گجرات کی حکومت سے دست برداری اختیار کی - لیکن صوبۂ اجمیر کی حکومت نہ چھوڑی - بادشاہی فوج تنبیہہ کے واسطے مامور ہوئی اور اجمیر کو فتح کر لیا - اجیت سنگھ کی فوج قلعہ گدہ پتلی میں محصور ہوئی - آخر کار صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ راجہ اجیت سنگھ کا بیٹا ابھی سنگھ ہمیشہ دربار شاہی میں حاضر رہے -

اور راجہ ہمیشہ بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری میں ثابت قدم رہے —

| | |
|---|---|
| ڈونگر سنگھہ پسر اجیت سنگھہ اور بھے سنگھہ ولد ڈونگر سنگھہ | اس صلح ہونے کے بعد ابھی سنگھہ دربار میں حاضر ہوا - جب دہلی کی ہوا کھائی عیش و عشرت میں پڑ گیا - اور حکومت کے پریشان خواب |

نظر آنے لگے - یار لوگوں نے اور بھی آسمان پر چڑھا دیا - نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے بھائی بخت سنگھہ (ڈونگر سنگھہ) سے جو باپ کے پاس جودھپور میں تھا خط و کتابت شروع کی - اور نہ معلوم اسے کیا بھرا دیا - کہ اس نے خلف نے سنہ ۱۱۳۵ ھ میں ایک دن حالت خواب میں باپ کا کام تمام کر دیا - اور خود جودھپور کا حاکم بن بیٹھا - اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بجے سنگھہ گدی نشین ہوا - ابھی سنگھہ کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

## مہاراجہ ابھی سنگھہ راٹھور

مہاراجہ اجیت سنگھہ کا بیٹا - اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کا پوتا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے خطاب مہاراجہ سے موصوف کیا - سنہ ۱۱۴۰ ھ میں گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا - لیکن سر بلند خاں صوبہ دار

گجرات نے اس کے گماشتوں کو دخل نہ دیا۔ لہذا سنہ ۱۱ جلوس میں وہ چالیس ہزار فوج لے کر گجرات روانہ ہوا۔ سر بلند خاں نے اول تو خوب مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ اور نواب آصفجاہ کے خوف سے صلح مناسب جان کر ایک دن شام کو چند چوبداروں اور خدمت گاروں کے ساتھ ابھی سنگھہ کی ملاقات کے واسطے چلا آیا یہ حال دیکھہ کر ابھی سنگھہ سخت متعجب ہوا۔ بہر حال خود استقبال کر کے اپنے قیام گاہ پر لایا۔ اور نہایت عزت و عظمت سے مسند پر بٹھایا۔ دونوں میں محبت و الفت کی باتیں ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے کی پگڑی بدل کر اپنے سر پر رکھی۔ اور پگڑی بدل بھائی بن کر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ دوسرے دن سر بلند خاں دہلی روانہ ہوا۔ اور ابھی سنگھہ نے گجرات کی صوبہ داری سنبھالی —

سنہ ۱۵ جلوس تک ابھی سنگھہ نے گجرات میں حکومت کی۔ چونکہ اس عرصے میں مرہٹوں کا بہت زور بڑھ گیا تھا۔ لہذا وہ صوبہ کی آمدنی سے مرہٹوں کو چوتھہ یعنی چہارم حصہ کل آمدنی کا دیتا رہا۔ جب مرہٹوں نے زیادہ لوٹ گھسوٹ شروع کی۔ اور دربار سے کسی قسم کی امداد نہ ملی تو مجبور ہو کر تمام صوبۂ گجرات مرہٹوں کے حوالے کر کے اپنے وطن جودھپور چلا گیا —

# راجہ بہارا مل کچھواہا

عام طور سے ہوتا آیا ہے کہ بیٹے اور پوتے کا نام باپ دادا کے نام سے روشن ہوتا ہے۔ لیکن خوشا نصیب اس باپ یا دادا کے جس کی اولاد ایسی لائق ہو۔ جس کے نام سے اُن کا نام روشن ہو۔ یہ خوش نصیب راجہ نورتن اکبری کے مشہور و معروف امیر۔ مرزا۔ راجہ مان سنگھ کا دادا۔ راجہ بھگوان داس کا باپ۔ خاندان عظیم الشان کچھواہہ کا سردار تھا۔ اس خاندان میں صدہا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ راجپوتوں میں سب سے پہلے اسی فرزانۂ روزگار راجہ نے ملازمت اکبری میں شامل ہونے کا فخر حاصل کیا تھا۔ اور یہ اسی کے اوصاف حمیدہ۔ اور مساعی جمیلہ کا سبب تھا کہ نہ صرف تمام خاندان کچھواہا بلکہ راجپوتوں کے اکثر و بیشتر خاندان فرماں روایان چغتائیہ کی جان نثاری پر کمر بستہ ہوکر ان کی محبت و الفت کا دم بھرنے لگے —

کچھواؤں میں دو گوتیں ہیں ۔ رجاوت۔ اور شیخاوت۔ راجہ بہارا مل رجاوت گوت سے ہیں یہ راجہ سرتھی راج کچھواہہ کے بیٹے تھے اس خاندان کی راجدھانی۔ آنبیر میں تھی۔ جو جے پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ سنہ ۹۶۳ ھ یعنی پہلے سال جلوس اکبری میں مجنوں خاں قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا۔

جب وہاں پہنچا - حاجی خاں - شیر شاہ سور کا غلام اس
پر چڑھ دوڑا - اس حملے میں راجہ بھارا مل - حاجی خاں
کے ساتھہ تھے - جب مجنوں خاں کے محاصرہ میں حالت
تنگ ہوئی - تو خاندانی کہن سال راجہ نے نہایت مروت
و انسانیت سے صلح کرا کر اس کو محاصرہ سے نکلوا دیا -
اور نہایت عزت و حرمت کے ساتھہ دربار شاہی کو روانہ
کر دیا - جب مجنوں خاں دربار میں پہنچا - راجہ کی
مروت و محبت عالی خاندانی - اور عالی ہمتی کی اکبر
کے سامنے بہت تعریف کی - کمال کے جوہری نے اسی
وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھہ روانہ کیا
راجہ فرمان کے پہنچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھہ
آنبیر سے روانہ ہوئے - اور اس حالت خوشی میں جب کہ
اکبر ہیموں کی سہم سے فتح یاب ہو کر جشن منا رہے
تھے - دربار میں حاضر ہوے - بادشاہ نے راجہ اور اس
کے ساتھیوں کی بہت عزت اور خاطر کی خلعت اور انعام
و اکرام سے مالا مال کیا —

رخصت کے وقت جب کہ راجہ اور ان کے بھائی بیٹوں
اور ساتھیوں کو خلعت اور انعام و اکرام مل رہے تھے -
بادشاہ خود بھی رخصت کرنے کے واسطے ہاتھی پر سوار
ہو کر تشریف لائے - ہاتھی مست تھا - اور جوش مستی
میں جھوم جھوم کر کبھی اِدھر کبھی اُدھر جاتا تھا - لوگ
ڈر ڈر کے بھاگتے تھے - ایک مرتبہ ان راجپوتوں کی

طرف بھی جھکا - لیکن وہ اپنی جگھہ سے نہ ٹلے اور اُسی
طرح کھڑے رہے - بادشاہ کو یہ ادا بہت بھائی - راجہ
کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا - ترا نہال خواہم
کرد - عنقریب می بینی کہ اعزاز و افتخارت زیادہ بر
زیادہ میشود " —

اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار
مقرر کر کے بیجا تھا - اُس نے وہاں پہونچ کر قرب و
جوار کے علاقوں پر بھی ہاتھہ پھیلنا شروع کیا - اور ابنیر
کو لینا چاہا - راجہ بہارامل کا بھتیجا سوجاپسر پورن مل
شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھہ ہو کر
لشکر لے گیا - چونکہ گھر کی پھوٹ تھی - مرزا غالب آیا
اور راجہ پر خراج مقرر کر کے جگناتھ اُس کے چھوٹے بیٹے
اور راج سنگھ پسر آسکرن اور کنگا رپسر جگ مل اُس کے بھتیجوں
کو بطور یرغمال اپنے ساتھہ لے گیا —

سنہ ۹۶۸ ھ میں بادشاہ حضرت خواجہ غریب نواز "
کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جارہے تھے راستے
میں چغتی خان نام ایک امیر نے عرض کیا - کہ راجہ
بہارامل پر جو دھلی میں حاضر ہوا تھا - مرزا شرف الدین
حسن نے بہت زیادتی کی ہے - بیچارہ پہاڑوں میں گھس
کر گزارہ کررہا ہے - وہ عالی ہمت - با مروت - اور خاندانی
راجہ ہے - اگر حضور کی توجہ شامل حال ہوگی - تو خدمات
عظیم بجالائیگا - بادشاہ نے حکم دیا - کہ تم خود جا کر

لے آؤ ۔ چنانچہ وہ لیلے گیا ۔ راجہ ڈر کے مارے خود نہ آیا ۔ عرضی اور نذ رانہ کے ساتھہ اپنے بھائی روپ سی ۔ اور اُس کے بیٹے جے مل کو روانہ کیا ۔ دیوسہ کی منزل پر یہ دونوں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اکبر نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ راجہ خود آئے ۔ جب یہ حکم پہونچا ۔ راجہ نے اپنے بیٹے بھگوان داس کو اہل و عیال کے پاس چھوڑا ۔ اور سانگا نیر کے مقام پر خود حاضر ہوا ۔ بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُس کی تشفی کی ۔ اور اُس عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سر فراز کر کے دربار کے امرائے خاص میں داخل کیا ۔ راجہ کے دل میں بادشاہ کے اِس فیاضانہ برتاؤ سے محبت و الفت کا ایسا جوش پیدا ہوا ۔ کہ رفتہ رفتہ اپنے یگانوں اور اس میں کچھہ فرق نہ رہا ۔ چند روز کے بعد راجہ بھگوان داس اور مان سنگھ بھی آگئے ۔ اکبر نے اِن دونوں کو ساتھہ لیا ۔ اور راجہ بہاڑامل کو رخصت کیا مگر دل مل گئے تھے ۔ چلتے وقت کہہ دیا کہ جلد چلے آنا ۔ اور سامان کر کے آنا ۔ کہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے —

**خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کی سب سے پہلی قرابت ۔**

اکبر نے راجہ بہاڑا مل کے اخلاص و محبت کو دیکھکر سوچا ۔ کہ اگر اس خاندان کے ساتھہ قرابت ہو جائے تو بہت خوب ہے ۔ اور یہ امر ممکن بھی نظر آیا ۔ چنانچہ

بڑے موقع کے ساتھہ اس معاملے میں سلسلۂ جنبانی کی اور اس میں کامیاب ہوا - * اور ۹۶۹ ھ میں اکبر آباد کو لوٹتے وقت قصبۂ سانبھر میں راجہ بہارامل کی بیٹی - مان سنگھہ کی پھوپھی نے بیگمات اکبری میں شامل ہونے کا نذر داخل کیا - اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی - جو اکبر کی بیگمات میں شامل ہوئی -

اس قرابت کے بعد بہت سے بھائی بھتیجے - عزیز و قریب - اور خاندان کے لوگ ملازمت اکبری میں داخل ہوے - اور رفتہ رفتہ مدارج اعلیٰ پر پہونچے اُن میں سے جو جو مشہور اور نامور ہوئے اُن سب کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھے جائینگے -

راجہ بہارامل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتوں پر مامور ہوتے رہے - جب اکبر نے ۹۷۹ ھ میں ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا - راجہ کو اپنے بجاے وکیل مطلق بنا کر فتح پور میں چھوڑا - ابراہیم حسین مرزا وہاں سے بھاگ کر آگرہ کی طرف آیا - اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقوں میں فوج لئے پھرتے ہیں -- آگرہ -

---

* اکبرنامہ میں ابوالفضل لکھتے ہیں کہ خود راجہ بہارامل نے یہ خواہش ظاہر کی تھی - اور بادشاہ نے منظور فرما کر اُس کی عزت افزائی کی -

دھلی - لاھور مشہور شہر ھیں - سب جگہ میدان خالی ھے - دھاوے ماروں گا - بادشاھی خزانے ھیں - شہر آباد ھیں - لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤں گا - جہاں قدم تھم گئے جم جاؤں گا - کچھ نہ ھوا تو ملتان سے سندھ ھو کر پھر گجرات میں آ جاؤں گا -

راجہ بہارامل مرزا کا رخ دیکھکر فوراً تاڑ گئے - اسی وقت دھلی وغیرہ مقامات میں فوجیں بھیج دیں اور اُمرائے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دیئے - اور ایسا انتظام کیا - کہ مرزا جہاں پہونچا - نامرادی نے سامنے سے نشان ھلا دیا - وحشت کے عالم میں پنجاب کا رخ کیا - لیکن راجہ بہارامل کا خط حسین خاں ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا - کہ ابراھیم دو جگہ شکست کھا کر دھلی کے اطراف میں پہونچا ھے - اور یہ پایہ تخت کا مقام ھے - کہ خالی پڑا ھے - اُس فرزند کو چاھئے کہ جلد اپنے تئیں وھاں پہونچائے - یہ بہادر ایسے معرکوں کا عاشق زار تھا - خط دیکھتے ھی اُٹھ کھڑا ھوا - کانگڑہ سے حسین قلی خاں روانہ ھوا - غرض کہ کسی جگہ مرزا کو ٹھیرنا نصیب نہ ھوا - اور لاھور اور ملتان کے راستے میں اُس کا کام تمام ھوگیا - بادشاہ راجہ بہارامل کی اس خوش انتظامی سے بہت خوش ھوا - اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا -

# امیرالامرا راجہ بھگوان داس کچھواھا

راجہ بہاڑا مل کے بڑے بیٹے -- اور مرزا راجہ مان سنگھ کے باپ تھے -- تمام تاریخ ان کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفوں سے مرصع ھیں انھیں کی بے تعصبی اور وفادارانہ کوشش سے تھوڑی ھی مدت میں دربار اکبری میں ھزاروں راجہ -- مہاراجہ -- ٹھاکر سردار نظر آنے لگے اور یہ عالیشان دربار ان دراز پتایوں سے جگمگا اٹھا - انھوں نے ھندؤں سے زیادہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت و الفت کا سکہ جما دیا تھا --

راجہ موصوف سنہ ۹۶۸ ھ میں اپنے باپ کے ساتھ دربار اکبری میں حاضر ھوے کمال کے جوھری -- اور لیاقت کے صراف نے اپنے قیافے کی کسوٹی سے ان کی لیاقت اور کمالات کا حال معلوم کرکے اُمراے خاص کے سلک میں منسلک کیا --

| سنہ ۹۲۸ ھ میں بادشاہ ابراھیم حسین مرزا کی سرکوبی کے واسطے آگرہ سے مالوہ کی طرف روانہ ھوے جب دھول پور پھونچے - امراے دربار | مہم چتوڑ ' جیمل اور فتا کی بے نظیر بہادری اور شہنشاہ اکبر کا ان کی یادگار قائم کرنا |
| --- | --- |

سے ارشاد فرمایا - کہ تمام ھندوستان کے راجہ مہاراجہ ملازمت میں حاضر ھوے -- مگر رانا میواڑ اس وقت

رک نہیں آیا - مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ پہلے اسی مغرور کا سر توڑا جائے - مالوہ کو پھر دیکھا جائے گا - چنانچہ وہاں سے چلکر قلعہ چتوڑ کا جو رانا اُدے سنگھ کی عملداری میں سب سے بڑا اور مشہور قلعہ تھا محاصرہ کیا - یہ عظیم الشان قلعہ اگر چہ پہلے بھی دو دفعہ سلاطین اسلام کے قبضے میں آچکا تھا - مگر میواڑ کے راجپوت اِسے اپنے راج کا مبارک اور مقدس مقام سمجھتے تھے اور غیر کے قبضے میں نہ دیکھ سکتے تھے - اِس محاصرہ میں باوجود اِس کے کہ رانا کے ساتھ راجہ بھگوان داس کا خاندانی تعلق تھا مگر اُنہوں نے سب سے زیادہ ہمت دکھائی - اور اکبر کے ساتھ ساتھ ہر مورچہ پر سپر کیطرح کبھی آگے - اور کبھی پیچھے پھرتے تھے - آخر کار چار مہینے اور سات دن کے بعد قلعہ چتوڑ فتح ہوگیا - اِس مہم میں رانا اُدے سنگھ کے دو سرداروں جیمل اور فتا نامی نے اپنے ملک کے بچانے میں جو جو نام دکھائے - اُن کے گیت اور کبت ابتک لوگوں کی زبان پر ہیں - اور جب تک کوئی راجپوت کی بڑھیا یا اِن کے گھر کا بچہ زندہ ہے - تب تک قائم رہیں گے - اکبر کے دل پر بھی انکی بے نظیر شجاعت اور بہادری نے ایسا اثر پیدا کیا - کہ اُس نے دو بڑے ہاتھی پتھر کے تر شوائے - اِن پر جیمل اور فتا کی مورتیں سوار کیں - اور قلعہ

آگرہ * کے صدر دروازہ پر اِن کو نصب کرا دیا - دونوں ہاتھیوں کی سونڈیں ملکر محراب بنگئیں - اور لوگ اِس محرب کے نیچے سے آتے جاتے تھے —

سنہ ۹۷۹ ھ میں جب اکبر گجرات پر خرد فوج لے کر گیا - تو راجہ بھگوان داس بھی ساتھہ تھے - اِس مہم میں بھی اِنھوں نے اپنی شجاعت و بہادری کے خوب خوب کار نامے دکھائے - جدھر بادشاہ کا اشارہ پاتے فوج کا دستہ لئے ہوئے دشمنوں پر جاگرتے تھے —

اِس مہم کے چند روز کے بعد خان اعظم احمد آباد ( گجرات ) میں گھر گئے - اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھہ لے کر اُن کے گرد چھاگئے - اکبر ایک دن فتحپور سیکری میں دربار کر رہے تھے کہ دفعتاً سوانح نگار کا پرچہ لگا - اور یہ حال معلوم کر کے

---

* دربار اکبری میں بحوالہ شاہ صاحب اِن ہاتھیوں اور مورتوں کو قلعہ آگرہ کے دروازے پر نصب کیا جانا تحریر ہے لیکن ڈاکٹر برنیر صاحب اپنے سفرنامے کے خط مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۶۶۳ع میں ان کو قلعہ دہلی کے دروازے پر بتلاتے ہیں اور لکھتے ہیں "کہ یہ ہاتھی جن پر یہ دونوں بہادر سوار ہیں بڑے شان و شکوہ کے ہیں - اور ان کو دیکھکر رعب اور ادب کا ایسا خیال مجھہ پر چھا گیا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا - ۱۲

اُسی وقت کوچ کردیا - اور مہینوں کی راہ سات دن میں طے کر کے احمد آباد جا پہنچا - راجہ بھگوان داس معہ راجہ مان سنگھ کے اس یلغار میں بادشاہ کے ساتھہ تھے - اکبر کے خاصہ کے گھوڑوں میں ایک سفید براق باد رفتار گھوڑا تھا - جس کا نام اُس نے نور بیضا رکھا تھا - جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اُس پر سوار ہوئے - گھوڑا بیٹھہ گیا - سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے - کہ شگون اچھا نہ ہوا - یہ حال دیکھکر راجہ بھگوان داس آگے بڑھے - اور کہا - حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید - لیکن کیونکر - راجہ نے جواب دیا - کہ اس راستے میں تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہوں —

( ۱ ) ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو اور سینا پتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھہ جائے تو فتح اُسی کی ہوگی —

( ۲ ) ہوا کا رخ حضور ملاحظ فرمائیں کہ کس طرح بدل گیا - بزرگوں نے لکھہ دیا ہے - کہ جب ایسی صورت ہو سمجھہ لیجئے - کہ مہم اپنی ہے —

( ۳ ) راستے میں برابر دیکھتا آیا ہوں کہ گدہ - چیلیں - کوے برابر لشکر کے ساتھہ چلے آتے ہیں - اسے بھی بزرگوں نے فتح کی نشانی لکھا ہے —

راجہ بھگوان داس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی - آخرکار میدان میں

جاکر پڑے جمائے - اکبر راجہ بھگوان داس کو ساتھ لے
کر ایک بلندی پر کھڑے ہو کر میدان جنگ کا اندازہ
دیکھ رہے تھے - تھوڑی دیر بعد راجہ بھگوان داس سے
کہا - کہ ہراول پر زور زیادہ ہے - اور طور بے طور
ہوا چاہتا ہے - اپنی فوج تھوڑی اور غنیم کا ہجوم
زیادہ ہے - چلو ہم تم مل کر جا پڑیں - کہ ہیچھے سے
مدد کا صدمہ زبردست پڑتا ہے - یہ کہہ کر دونوں نے
گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں - اور دھاوا کر دیا —

سنہ ۹۷۹ ھ کی جنگ سرنال (گجرات) میں اکبر ایک
مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا - راجہ بھگوان داس
اور مان سنگھ اکبر کے پہلو میں تھے غنیم کے تین سپاہی
اِنھیں تاڑ کر آئے - ایک کا رخ راجہ بھگوان داس پر -
اور دو کا اکبر پر تھا - راجہ بھگوان داس نے گھوڑا
بڑھایا - سوار نے نیزہ مارا - راجہ نے وار بچا کر برچھا
مارا - وہ گھائل ہو کر بھاگا - جو دو سوار اکبر پر آتے
تھے - ان پر مان سنگھ چلا - اکبر نے للکارا - کہ خبردار
قدم نہ اُٹھانا - اور پہاڑ پر سے گھوڑا اُڑا کر اُن پر چلا -
قرب و جوار میں اور سردار بھی لڑ رہے تھے - کسی کو
خیال نہ ہوا - راجہ بھگوان داس چلائے - کہ کنور جی
(مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو - کھڑے ہو - اُس نے
کہا - کیا کروں - مہابلی خفا ہوتے ہیں - راجہ نے خفا
ہوکر کہا کہ یہ وقت خفگی دیکھنے کا نہیں ہے - اِسی

عرصے میں دونوں سوار جس زور سے آئے تھے اسی زور سے بھاگ نکلے —

ایک مقام پر بادشاہ گھر گئے - اُس وقت راجپوتوں کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے - اور اِس طرح سر سر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہیں اور نہیں تلتے - راجہ بھگوان داس کا بھتیجہ راجہ بھونت کمال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا - خاک پر پڑا تھا لیکن جب تک رمق جان باقی رہی تلوار کا ہاتھ ہلائے جاتا - اور شیر کی طرح ڈکارتا رہا —

اِن واقعات سے اِن بزرگوں کی وفاداری - اور محبت و اخلاص کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے - کیوں کہ جب تک دل میں وفا نہیں ہوتی - نہ یہ باتیں زبان سے نکلتی ہیں - نہ یہ رفاقتیں ہاتھ پاؤں سے بن آتی ہیں - غرض کہ اکبر کے اقبال خدا داد اور جان نثاروں کی جان نثاری اور بہادری سے یہ مہم اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی —

سنہ ۲۳ جلوس میں راجہ بھگوان داس صوبہ پنجاب کے صوبہ دار اور سپہ سالار مقرر ہوئے —

راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاہزادہ سلیم کی شادی -

سنہ ۹۹۳ ھ میں اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتوں پر نظر کرکے سوچا - کہ ولی عہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا

جاے - بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شادی قرار پائی —

ملا عبدالقادر بدایونی اپنی تاریخ منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ شہزادے سلیم کی عمر سولہ برس کی تھی بادشاہ معہ امرائے دربار کے راجہ بھگوان داس کے گھر گئے قاضی مفتی اور شرفائے اسلام مجلس عقد میں حاضر ہوے قاضی نے حضور میں عقد پڑھایا - دو کروڑ تنگے کا مہر مقرر ہوا - اہل ہنود کی بھی ساری رسمیں مثل پھیرے - ہون وغیرہ کے عمل میں آئیں - بادشاہ دلہن کے گھر سے دولہا کے گھر تک پالکی پر برابر اشرفیاں نچھاور کرتے لائے - راجہ بھگوان داس نے کئی طویلے گھوڑے - سو ہاتھی - ختنی - حبشی - چرکس - ہندی صدہا لونڈی غلام اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواہرات - سونے چاندی کے برتن - اور طرح طرح کے اسباب جو حد شمار سے خارج تھے جہیز میں دئے - سارے امیروں کو بھی حیثیت کے موافق خلعت گھوڑے معہ سنہرے روپہلے زینوں کے عطا کئے —

علامی ابوالفضل لکھتے ہیں

دین و دنیا را مبارک باد کین فرخندہ عقد
از برائے انتظام دنیا و دین بستہ اند
در نگارستان دولت نور چشم شاہ را
حجلۂ چون پردہ ہائے دیدہ رنگین بستہ اند

شیخ ابوالفیض فیضی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے —

زہے عقد در پاش سلطان سلیم
کہ پرتو دہد سال امید را
زپرورد ن آفتاب دول
قرانی شدہ ساہ و ناہید را
۹۹۳ھ

**شاہ بیگم والدۂ شاہزادۂ خسرو کا حال -** شاہزادہ سلیم نے شاہزادہ خسرو کے پیدا ہونے کے بعد اپنی اس بیگم کو شاہ بیگم کے خطاب سے موصوف کیا اس کے بطن سے سنہ ۹۹۴ھ میں شاہزادی سلطان النسا بیگم اور سنہ ۹۹۵ھ میں شاہزادۂ خسرو پیدا ہوئے - یہ نہایت نیک ذات - اور عقلمند بی بی تھی - ان کو اپنے شوہر - اور شوہر کو ان کے ساتھ بہت محبت تھی - انھوں نے ۲۶ ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ کو حالت جنون میں افیون زیادہ کھالی - اور اسی کے زہر سے تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا خسرو باغ الہ آباد میں ایک عظیم‌الشان گنبد کے اندر ان کی قبر واقع ہے دوسرے درجے میں نمونہ تعویذ پر نستعلیق خط میں یہ کتبہ کندہ ہے —

بیگم کہ زعصمت رخ رحمت آراست
اقلیم عدم زنور عزت آراست
سبحان اللہ زہے کمال عفت
کز حسن عمل چہرۂ جنت آراست

**لوح مزار پریہ کندہ ہے**

الله اکبر

چون چرخ فلک ز گردش خود آشفت
در زیر زمین آئینۂ مہ بنہفت
تاریخ وفات شاہ بیگم جستم
از غیب ملک بخلد شد بیگم گفت

کاتبہ عبداللہ مشکین قلم جہانگیر شاهی

جہانگیر کو اس بیگم سے جس قدر محبت تھی - اس کا حال ذیل کی عبارت سے جو اس نے اپنے واقعات کے پہلے سال جلوس میں شاهزادۂ خسرو کی بغاوت کے حال میں لکھی ہے - بخوبی ظاهر هوتا ہے -

" والدۂ اوهم در ایام شاهزادگی از ناخوشی اطوار و اوضاع او - سلوک برادر خوردش مادهو سنگھ تریاک خوردہ خود را کشت - از خوبی هاے و نیک ذاتی هاے اوچہ نویسم - عقلی دکهال داشت - و اخلاص او بمن در درجہ بود - کہ هزار پسر و برادر را قربان یکموے من میکرد - مکرر بہ خسرو مقدمات نوشت - و او را دلالت بہ اخلاص و محبت من میکرد چوں دید - کہ هیچ فائدہ ندارد - عاقبت نامعلوم است کہ بہ کجا منجر خواهد شد - از غیرتیکہ لازمۂ طبیعت راجپوتانی است خاطر بر مرگ خود قرار دادہ - و چندیں مرتبہ گاہ گاہ ہے مزاج او در شورش می آید - چنانچہ ایں حدیث میراثی بود کہ پدران و برادران اوهمہ یکبار در دیوانگی خود هارا ظاهر میکردند - و بعد از

مدتے علاج پذیر میشدند - و در ایامیکه من بشکار متوجه گشته بودم روز بیست و ششم ذی‌الحجه سنه ۱۰۱۳ ھ افیون بسیار در عین شورش دماغ خورده در اندک زمانے درگذشت - گویا که این احوال پسر بیهودلت خود را پیشتر می دیده است - اول کد خدائي که در آغاز جوانی و خورد سالی مرا دست داده - نسبت او بوده - بعد از تولد خسرو او را شاه بیگم خطاب داده بودم - چون بدسلوکی هائے فرزند و برادر را نسبت بمن نتوانست دید - از سر جان هر وقت دماغ پریشان شدن در گذشته خود را ازین کلفت و اندوه باز رهانید - از فوت او بنا بر تعلقے که داشتم ایامے بر من گذشت که از حیات و زندگاني خود هیچگونه لذتے نداشتم - چهار شبانه روز که سی و دو پهر باشد از غایت کلفت و اندوه چیزے از ماکول و مشروب دارد طبیعت نگشت - چون این قصه بوالد بزرگوارم رسید - ملاطفت نامه در غایت شفقت و مرحمت بدین مرید فدوی صادر گشت - و خلعت و دستار مبارک که از سر برداشته بودند همان طور بسته بجهت من فرستادند - این عنایت آبے بر آتش سوز و گداز من زده اضطراب و اضطرار مرا فی الجمله قراری و آرامی بخشید " —

سنہ ۹۹۴ ھ میں راجہ بھگوان داس صوبۂ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوے - وہاں اُن کو خاندانی مرض نے دیوانہ کردیا - جب حکیم نے نبض پر ہاتھہ رکھا - راجہ

نے جمدھر کھینچ کر اپنے مار لیا - شاھی طبیبوں کے معالجہ سے تھوڑے دنوں میں شفا پائی —

سنہ ۹۹۵ ھ میں حرم سرا اور محلوں کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا - اور یہ خدمت پہلے بڑی اکثر ان کے سپرد ہوا کرتی تھی - سفر میں حرم سرا کی سواریوں کا انتظام یہ ھی کیا کرتے تھے - اسی سال ان کی اور کل خاندان کچھواہہ کے امرا کی جاگیریں صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار میں منتقل کی گئیں —

سنہ ۹۹۷ ھ میں جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگے - انھیں لاھور کا انتظام سپرد کر گئے - راجہ ٹوڈر مل بھی یہیں رھے - سنہ ۹۹۸ ھ میں ان کا انتقال ھوا - راجہ بھگوان داس انھیں اول منزل پہنچانے گئے تھے - نہ معلوم راستے میں کیا خیال آیا - کہ رفاقت پر آمادہ ھو گئے - لوٹ کر پیٹ میں درد اٹھا - قے کی - اور پیشاب بند ھو گیا - بہتیرے علاج ھوے - مگر کوئی علاج کارگر نہ ھوا - پانچ دن اسی حالت میں مبتلا رہ کر سفر آخرت اختیار کیا - بادشاہ کشمیر سے واپس آ رھے تھے راستے میں یہ حال معلوم ھو کر بہت افسوس کیا - کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت کا ارسال کر کے منصب پانچھزاری پر سر بلند کیا - اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و اسپ ارسال فرمایا —

واجہ بھگوان داس کی بنائی ہوئی لاہور کی جامع مسجد

راجہ بھگوان داس کی بے تعصبی اور مسلمانوں کے ساتھ سچی محبت ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دربار اکبری میں لا مذہبی کا دور دورہ تھا - اور اس کی وجہ سے بادشاہ کی کسی قسم کی خوشامد کا خیال بھی نہیں ہو سکتا - انھوں نے اپنے عہد میں بمقام لاہور مسلمانوں کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی - جس میں اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے - اس کے نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتے ہیں " از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ اداے نماز جمعہ قیام داشتند ــ " *

یہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے آج تک مسلمانوں کے دلوں میں راجہ بھگوان داس - اور راجہ مان سنگھ کی بے انتہا عزت اور عظمت سمائی ہوئی ہے -

راجہ بھگوان داس کا منصب اخیر وقت میں پنجہزار ذات پنجہزار سوار تھا -

## راجہ بیربر ( بیربل )

مسخروں کے بادشاہ - اور بھانڈوں کے قبلہ گاہ راجہ بیراور

* مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ ــ

کا اصلی نام مہیش داس تھا - قوم کی نسبت کوئی برھمن کوئی بھاٹ لکھتا ھے - کالپی کے رھنے والے تھے - ابتدائے حال میں معمولی منگتا برھمن اور بھانٹوں کی طرح شہروں شہروں گھروں گھروں پھر کر کبت اور دوھرے پڑھتے - اور بھیک مانگتے پھرتے تھے - اس کے بعد رام چند بھٹ کی سرکار میں نوکر ھو گئے —

اب قدرت الہی کا تماشا دیکھئے - کہ اوائل جلوس اکبری میں ان کی خوش قسمتی نے ان کو کسی موقع پر بادشاہ کے سامنے پہونچا دیا - خدا کی قدرت اور قسمت کی بات تھی - کہ بادشاہ کو ان کی ادا بھا گئی دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے - اور یہ باتوں ھی باتوں میں کچھہ سے کچھہ ھو گئے - اول کب رائے ( ملک الشعرا ) اور پھر راجہ بیربر کے خطاب سے موصوف ھوے - رفتہ رفتہ اپنے تقرب اور چرب زبانی کی بدولت بادشاہ کے مزاج میں ایسا رسوخ پیدا کیا - کہ تمام نورتن اکبری میں کوئی عالیجاہ امیر اور جلیل القدر سردار ان کے رتبے کو نہ پہونچ سکا —

**مہم کانگڑہ**

سنہ ۹۸۰ ھ میں بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ھو کر کانگڑہ کی فتح کا حکم دیا - کب رائے کو راجہ بیربر بنا کر یہ ملک ان کی جاگیر میں مرحمت فرمایا - حسین قلی خاں کو اس مہم پر مامور

کر کے راجہ بیر بر کو ان کے ساتھہ کیا - حسین قلی خان نے بڑی سختی سے قلعہ کا محاصرہ شروع کیا - اسی عرصے میں پنجاب میں ابراھیم حسین مرزا باغی ھو کر چڑہ آیا - اس مصلحت سے حسین قلی خاں نے صلح کر کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھایا - شرائط صلح میں پانچ من سونا راجہ بیربر کے واسطے بھی قرار پایا - اور یہ اپنی جاگیر سے یہ دکشنا لے کر ھنسی خوشی بادشاہ کی خدمت میں واپس آئے —

کانگڑہ کی اِس مہم میں راجہ جی بہت نادم ھوئے - صورت یہ ھوئی کہ اِس مہم میں ھندو مسلمان دونوں شامل تھے کانگڑے میں دھاوے کے جوش میں مسلمانوں کے ساتھہ ھندؤں کو بھی دین دھرم کا ھوش نہ رھا - مندر کے گُنبد پر جو سونے کا چھتر لگا ھوا تھا - تمام تیروں سے چھلنی کر ڈالا - دوسو کے قریب کالی گائیں تھیں ھندو اُن کی بیحد تعظیم کیا کرتے تھے اور پوجا کرتے تھے اِس وقت حالتِ جنگ میں مندر کو دارالاماں سمجھہ کر اُن سب کو مندر کے اندر لے آئے تھے - ھندو مسلمان سپاھیوں نے اُن کو کاٹ ڈالا - اِن کے خون موزوں میں بھرتے تھے - اور چاروں طرف مارتے تھے - تماشا یہ کہ راجہ بیر بر خود موجود تھے - اِن باتوں سے کیا اپنے اور کیا بیگانے جنھیں بیر بر کہتے تھے - کہ میں تمھارا گرو ھوں - وھی اُن پر ھزار ھزار لعنت اور ملامت کرتے تھے —

سنہ ۹۹۰ھ میں راجہ بیربر نے بادشاہ سے ضیافت کے لئے عرض کیا - بادشاہ منظور فرما کر اُن کے گھر گئے - وہی چیزیں جو کبھی کبھی عنایت کی تھیں - حاضر کیں - نقد کو نثار کیا - باقی پیشکش کر دیا —

راجہ بیربر بادشاہ کی مصاحبت میں ہر وقت حاضر رہتے - اور اپنی دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے ہر معاملے میں حسب مراد حکم حاصل کرلیتے تھے - اس واسطے راجہ - مہاراجہ - اُمراء - خوانین لاکھوں روپیہ کے تحفے تحائف اِن کے پاس بھیجتے رہتے تھے - بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس ان کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے - یہ جس کے پاس سفیر بنکر جاتے - اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے اُسے رام کرلیتے تھے - اور باتوں باتوں میں وہ کام نکال لاتے تھے - کہ بڑی بڑی فوجوں سے نکلنا مشکل تھا - ڈونگر پور کا راجہ اپنی لڑکی حرم سرائے اکبری میں داخل کرنا چاہتا تھا - مگر بعض باتوں سے رکا ہوا تھا - سنہ ۹۸۴ھ میں اکبر نے رائے لون کرن کے ساتھ ان کو اُس کے پاس روانہ کیا - اِنھوں نے جاتے ہی ایسا منتر مارا - کہ لڑکی کا ڈولا لئے ہوئے مبارک سلامت کرتے ہوئے واپس چلے آئے —

سنہ ۹۹۱ھ میں زین خان کوکہ کے ساتھ راجہ رام چند کے دربار میں سفیر ہو کر گئے - اور منصب سفارت کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا - کہ راجہ رام چند معہ

اپنے بیٹے امیر بہادر کے دربار شاہی میں حاضر ہو گیا -
اسی سال ایک دن جب کہ اکبر کے ساتھ لگر چوپن کے
میدان میں چوگان بازی میں مشغول تھے - گھوڑے سے
گر کر بیہوش ہو گئے - اکبر نے بڑی محبت سے سر سہلایا -
اور اُٹھوا کر گھر بھجوا دیا —

مہم سواد باجوڑ

سنہ ۹۹۳ ھ میں اکبر نے زین خان
کوکلتاش کو باجوڑ وغیرہ علاقہ کے
سرحدی پٹھانوں کی تادیب کے واسطے فوجیں دیکر روانہ
کیا - یہ لوگ راہزنی اور چوری کو اپنا جوہر قومی
سمجھکر ہمیشہ لوٹ مار سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے -
جب بادشاہی فوجیں مقابلے کو جاتیں - اول مقابلے پر
آمادہ ہوتے - اور جب دبتے تو پہاڑوں میں گھس جاتے
تھے - اِدھر فوج واپس ہوئی - اُدھر اُنھوں نے پیچھا
مار کر فتح کو شکست سے بدل دیا - زین خان کوکلتاش نے
پہلے باجوڑ پر ہاتھ ڈالا - اور آگے بڑھکر بادشاہ کو
مدد کے واسطے لکھا - جب دربار میں یہ معاملہ پیش
ہوا - کہ کون امیر امداد کے واسطے روانہ کیا جائے -
تو سب سے پہلے ابوالفضل نے اپنے واسطے درخواست کی -
یہ دیکھ کر بیربر جی سے نہ رہا گیا - فوراً بول
اُٹھے - کہ غلام کو اجازت ہو بادشاہ نے قرعہ ڈالا - موت
کے فرشتے نے بیربر کا نام سامنے کر دیا - اگرچہ بادشاہ
کو ان کی ایک دم کی جدائی بھی سخت ناگوار تھی

مگر نہ معلوم کیا خیال آگیا - کہ اجازت دیدی - اور نہایت
شفقت سے فرمایا - کہ خاصہ کا توپ خانہ بھی ساتھہ لئے جاؤ -
رخصت کے وقت دربائے سخت جوش میں آیا - اور ان
کے بازو پر ھاتھہ رکھکر ارشاد فرمایا - کہ بیربر
جلدی آنا —

راجہ بیربر کے روانہ ھونے کے بعد بادشاہ نے حکیم
ابوالفتح کو بھی فوج دیکر روانہ کیا - راجہ بیربر اور
حکیم ابوالفتح زین خان سے جاملے - اگرچہ راجہ اور زین خان
میں پہلے سے چشمک چلی آتی تھی - لیکن جب زین خان
کو ان کے آنے کی خبر معلوم ھوئی - حوصلہ سپہ سالاری
کو کام میں لایا - ان کا استقبال کیا - اور صفائی اور
گرمجوشی سے باتیں کیں - چکدرہ کے مقام پر زین خان
نے جشن ملایا - اور سب کو اپنا مہمان قرار دے کر -
بہت سیر چشمی سے مہمانداری کے سامان مہیا کئے - اور
سب کو ملا دیا - اور یہ بھی مصلحت سوچی کہ اسی مقام
پر سب کی رائے سے اتفاق کر کے آئندہ جنگ کی تجویزوں
پر عملدرآمد کیا جائے - لیکن چونکہ اکبر کی ناز برداری
نے راجہ کا مزاج عرش معلی پر پہونچا رکھا تھا - وہ
بپھر گئے اور بہت سے شکوے شکایتیں کر کے کہنے لگے -
کہ بادشاھی توپ خانہ ھمارے ساتھہ ھے - بندگان شاھی
کو لازم تھا - کہ اس کے گرد آکر جمع ھوتے - اور ھمارے
یہاں صلاح و مشورہ کی گفتگو ھوتی - اگرچہ راجہ جی کی یہ

تقریر زین خاں کو نا گوار گزری لیکن اس پر بھی وہ بے تکلف ان کے پاس چلا آیا - حکیم ابو الفتح اور راجہ جی میں بھی صفائی نہ تھی - باتوں باتوں میں گالیوں تک نوبت پہونچگئی - اگرچہ زین خاں نے اپنے آب تدبیر سے اس بھڑکتی ہوئی آگ کو دبایا - لیکن تینوں سرداروں میں اختلاف ہو گیا - اور روز بروز عداوت اور نفاق بڑھتا گیا - اس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ لاڈلے راجہ نے اپنے گھمنڈ میں زین خاں کی رائے کے خلاف ایک طرف کوچ کر دیا - مجبور ہو کر زین خاں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا - پہاڑی ملک - اُس پر طرہ یہ کہ راجہ محلوں کے ھیر تھے - مرد شمشیر نہ تھے - اور اُنھیں اس قسم کے معرکوں سے اپنی زندگی بھر کبھی اتفاق نہ پڑا تھا - ایک دن جب کہ ایک ایسی پہاڑی پر سے لشکر گزر رہا تھا - کہ جس کے تنگ راستے کے نیچے بڑی بڑی گھاٹیاں اور کھڈ واقع تھے - افغان آپڑے - بادشاہی لشکر میں کہرام مچ گیا - راستا ایسا تنگ تھا کہ دو سوار بھی برابر نہ چل سکتے تھے - اندھیرا ہونے پر افغانوں نے اور بھی موقع پایا - آگے - پیچھے - اوپر - نیچے - سے گولیاں - اور پتھر برسانے شروع کئے ھاتھی - گھوڑے - آدمی - اونٹ - گائے - بیل - ایک پر ایک گرتا تھا - ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی - زین خاں نے غیرت کے مارے چاھا - کہ ایک جگہ اڑ کر راہ اخلاص میں جان قربان کر دے - ایک سردار دوڑا ھوا آیا - اور زبردستی

اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس انبوہ سے نکال لے گیا۔ گھاٹیوں میں اتلے آدمی - گھوڑے - ھاتھی پڑے تھے - کہ راستہ بند ھوگیا تھا - ناچار گھوڑا چھوڑ کر پیادہ ھوا ۔ اور بے راہ ایک پہاڑی پر چڑھکر بھاگا - اور امیر بھی گھبراھٹ میں کہیں کے کہیں جا پڑے - بہت کم بھاگ کر نکل آئے بہت سے قید ھوئے - اور مارے گئے - حکیم ابوالفتح بھی کسی حکمت سے بچ آئے - مگر بیربرجی کا پتہ نہ لگا - یہ شکست ایسی ھوئی کہ تمام اکبری عہد میں کبھی اس خرابی کے ساتھہ شکست نہیں ھوئی چالیس پچاس ھزار فوج مع جس میں بڑے بڑے روشناس اور درباری ملصبدار شامل تھے - کچھہ بھی باقی نہ رھی - زین خاں اور حکیم ابوالفتح نے کہاں بد حالی کے ساتھہ اٹک میں آکر دم لیا - افغانوں کے اتلی لوٹ ھاتھہ آئی - کہ سات پشت تک نصیب نہ ھوئی ھوگی —

جب اس شکست اور راجہ بیربر کے مارے جانے کا حال اکبر کو معلوم ھوا - خاطر قدسی پر اس قدر بار غم ھوا کہ ابتدائے جلوس سے آج تک نہ ھوا تھا - دو رات دن کھانا نہیں کھایا - جب مریم مکانی ( والدۂ اکبر ) نے سمجھایا اور بندگان عقیدت کیش نے نالہ و زاری کی تو مجبور ھوکر کچھہ کھایا - زین خاں اور حکیم ابوالفتح مورد عتاب ھوکر مدتوں سلام سے محروم رھے - لاش کی بڑی بڑی تلاش رھی - مگر دستیاب نہ ھوئی - اس

موقع پر جو طولانی فرمان مرزا عبدالرحیم خانخاناں کے نام بادشاہ نے لکھوایا تھا - وہ ابو الفضل کے پہلے دفتر میں موجود ہے - اس سے بادشاہ کے رنج و الم کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے - اس کے چند فقرے یہ ہیں —

افسوس هزار افسوس کہ بادۂ این خمخانۂ دردہ آلودست و نبات این شکرستان هلاهل اللہ وہ عالم سرائے ست تشنہ فریب - وملزلیست پر فراز نشیب - مستی این بزم را دربی خماری ست وعاقبت این سودا را در سر سلجارے بواسطۂ بعضی مواقع کہ آمدن ایلچی و مردم بیگانہ باشد نگذاشت - کہ خود متوجہ شدہ - نعش او رابچشم صورت هم میدیدیم - و آن عطوفت و مهربانیها کہ مارا با او بود ظاهر سی فرمودیم - تا ارباب ظاهر را حالت و عنایت والتفات ظاهر میشد کہ تاکسے کہ در راہ ما باخلاص و عقیدت رفتہ - ما او را چہ قدر میخواهیم - اگرچہ بدیدۂ بصیرت این منظور شدہ خاطر نشان ارباب معانی شدہ است - اما چوں بعوام کار داریم - این گرہ در دل ماند - شعر —

کدام دل کہ ازین واقعہ جگر خوں نیست
کدام دیدہ کزین حادثہ دگر گوں نیست

راجہ بیربر کے فراق میں جب لوگوں نے بادشاہ کی بیتابی اور بے قراری کا یہ حال دیکھا - تو رنگا رنگ کی خبریں لانے لگے - کوئی جاتری آکر کہتا - کہ میں

ہوا لا جی سے آیا ہوں - جو ایروں کے غول میں پھر رہا تا تھا - کوئی آکر یہ کہتا کہ سنا سمو لکے غول میں بیٹھا کتھا بانچتا تھا - بادشاہ کے دل کی بے قراری ہر بات کی تصدیق کرتی تھی - خود کہتے تھے کہ وہ علائق دنیا سے الگ تھا - اور فیرت والا تھا - تعجب کیا ہے - کہ شکست کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا ہو —

مدتوں تک اسی قسم کی نئی نئی خبریں اڑتی رہیں - اور بادشاہ کا رنج والم تازہ ہوتا رہا - بہت سے لوگوں نے جھوٹی خبریں اڑانے کی پاداش میں سزا پائی غرض کہ راجہ بیربر کی موت بھی ایک لطیفہ بن گئی —

راجہ بیربر کا منصب کا غذی حساب سے تو دو ہزاری تھا - لیکن عنایت اسقدر تھی کہ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے جواہر برس بالکہ مہینوں میں عطا ہو جاتے تھے - صاحب السیف والقلم کے خطاب میں داخل تھا - مراسلوں اور فرمانوں میں آٹھ آٹھ نو نو سطریں خطاب سے بھر جاتی تھیں اکبر انھیں ایسا محرم راز سمجھتے تھے - کہ ان سے کسی طرح کا پردہ نہ تھا - یہاں تک نوبت پہو نچی تھی کہ آرام کے وقت حرم سرا کے اندر بھی بلالئے جاتے تھے —

بیربر جی دین الٰہی اکبر شاہی کے مریدان بااخلاص سے تھے - اور مراتب چہار گانہ یعنی ترک مال - ترک جان - ترک ناموس - ترک دین سب میں بڑھے ہوئے تھے - جب اکبر کے

دربار میں بے دینی نے زور پکڑا اور اہل اسلام پر طرح طرح کے اعتراض ہونے لگے تو اِس بیہودہ گوئی میں اِنکا نمبر سب سے بڑھا ہوا تھا - اور کیوں نہ ہوتا - آخیر کو کم علم بہات تھے - بادشاہ کی ناز برداری نے حیثیت سے بہت بڑھا رکھا تھا - جو کچھہ منہ میں آتا تھا - بکتے تھے - تمام مسلمان امیر اِن کی بیہودہ گوئی سے تنگ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بادشاہ کو ہنود کے عقائد کی طرف کھینچتا ہے مگر بادشاہ کے خوف کے مارے کوئی کچھہ نہ بول سکتا تھا - ایک دن دربار میں یہ اسی قسم کی گفتگو کر رہے تھے - نواب شہباز خاں کمبوہ ( چار ہزاری منصبدار تھا ) سے نہ رہا گیا - اور سر دربار اِن کو صاف صاف مغلظ گالیاں دیکر کہا کہ اے ملعون کافر اب تو ایسی باتیں کرتا ہے - ہم تیرا کام تمام کر سکتے ہیں - یہ گفتگو سن کر بادشاہ کی طبیعت مکدر ہو گئی - شہباز خاں سے بولے - کہ کیا بکتے ہو تمہارے منہ پر کو میں جوتیاں بھر کر لگواؤنگا —

**شیطان پورہ**

اکبر نے دارالخلافت اکبرآباد سے تمام رنڈیوں کو باہر نکال کر ایک علحدہ جگہ میں آباد کرایا - اور اُس کا نام شیطان پورہ رکھا - اُس کے واسطے آئین مقرر کیا گیا - کہ جو کوئی شخص کسی رنڈی کے پاس آکر رہے - یا گھر لے جائے - تو اُسکا نام داروغہ کے رجسٹر میں لکھا جائے بے اطلاع داروغہ کے کوئی کارروائی نہونے پائے - رنڈیاں نئی نوچی کو نہ بٹھا نے

پاتیں - اگر کوئی امیر کسی رنڈی کو لیجانا چاہے - تو اول حضور میں اطلاع ہو - پھر لیجاوے - داروغہ - ماشی - چوکیدار - غرضکہ کل عملہ مقرر کیا گیا - باوجود اس انتظام کے بھی اندر ہی اندر کام ہو جاتے تھے - اگر پتہ لگ جاتا - دو رنڈی دربار میں طلب ہوتی - بادشاہ خود اس سے دریافت کرتے تھے - اکثر امیر اس چوری میں پکڑے جاتے - بادشاہ حضرت میں بلا کر خوب لعنت ملامت کرتے بلکہ بعضوں کو قید بھی کر دیتے تھے ایک دن بیربرجی کا دامن بھی وہاں سے ناپاک ہوا - خبر دینے والے نے بھی بادشاہ کو فوراً خبر دی انہیں معلوم ہو گیا - جانتے تھے بادشاہ اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں ڈر کے مارے اسی وقت دوڑہ کھاتم پور اپنی جاگیر میں چلے گئے - اور مشہور کیا کہ اب جوگی ہو کر نکل جاؤنگا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو دلجوئی اور خاطرداری کے فرمان لکھے اور بلا لیا —

بیربرجی اور ملا دو پیارہ کے لطیفے اور باہمی نوک جھونک کے حالات ہندوستان میں بہت مشہور اور آج تک زبان پر چلے آتے ہیں - اگرچہ ان لطیفوں سے ملا دوپیارہ بھی بیربر کے مد مقابل ہوتے ہیں - لیکن بیربر نے مر کر ایسا میدان مارا - کہ ملا کا دل ہی جانتا ہوگا یعنی وہ تو سواد باجوڑ کے پہاڑوں کے کھڈ میں گر کر تاریخی دنیا میں ایسے چمکے کہ تمام نور تن اکبری کو چمکا دیا - جس تاریخ

کو دیکھئے اُن کا حال آب تاب سے نظر آگیا - لیکن ملا عبدالقادر بدایونی کی تاریخ میں ایسے جا چھپے - کہ آج مستند تاریخوں میں اُن کا نام بھی نظر نہیں آتا —

بیربر بخشش و سخاوت میں شہرۂ آفاق اور فن موسیقی میں بے نظیر تھے ۔ برھمہ تخلص کرتے تھے مگر تعجب ہے ۔ کہ سوائے لطیفوں کے انھوں نے اپنی کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی - اِن کی یہ پہیلی مشہور چلی آتی ہے -

## مال پوا

کبھی سمں غرق سواد میں میٹھا - بن بیاہی وہ بہلا ہے
کہیں بیربل سنیں اکبر - یہ بھی ایک پہیلا ہے

| ہرم رائے و لالہ پسران راجہ بیربر | راجہ بیربر کی عالیشان حویلیوں کے نشانات آگرہ اور فتحپور سیکری |
|---|---|

میں کچھ عرصہ پہلے تک موجود تھے - ان کے ایک بیٹے کا نام ہرم رائے تھا - دربار داری اور راجاؤں کی ملاقات وغیرہ میں خدمات بادشاہی بجا لاتا تھا - بڑے بیٹے کا نام لالہ تھا - وہ بھی حاضر دربار رہتا تھا - ۱۰۱۰ ھ میں استعفا دیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اب بھگوان کی یاد کروں گا - بادشاہ نے خوش ہو کر عرضی منظور کی - وہ حقیقت میں ترقی نہ ہونے سے ناراض تھا - اور بادشاہ اُس کی عیاشی کی وجہ سے ترقی نہ دیتے تھے - غرض یہاں سے

رخصت ہو کر گیا۔ اور الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کی
سرکار میں نوکری کر لی۔ لالہ کا منصب سنہ ۴۰ جلوس
تک دو صدی تھا۔

## راے بھوج ہاڈا

راے سرجن ہاڈا کا بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ ملازمت
اکبری میں داخل ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس میں قلعہ اودی
کی حکومت پر بجاے اپنے بھائی دودا کے سرفراز ہوا۔
مدتوں کنور مان سنگھ کے ساتھ متعین رہا۔ اور معرکۂ
اڈیسہ میں خاص نام پیدا کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوالفضل
کے ساتھ مہم دکن میں مامور ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک
منصب ہزاری سے سر بلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر جگت سنگھ
پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راے بھوج کی
نواسی تھی شادی کرنا چاہا۔ راے بھوج نے اس قرابت
کی مخالفت کی۔ بادشاہ کو اس کی جانب سے ملال پیدا
ہوا۔ ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا
جاے گا۔ لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سنہ ۱۰۱۶ ھ
میں انتقال کیا۔ اس کے بیٹے راؤ رتن کا حال علحدہ
لکھا جاے گا —

# راجہ باسو

راجہ نجت مل

پنجاب کے شمالی پہاڑوں میں دوآبہ باری کے مابین ہرتی مئو اور پٹھان کے نام سے ایک ریاست واقع تھی - ہمایوں کے عہد میں اُس پہاڑی ملک پر راجہ نجت مل حکمران تھا جب ہمایوں کا انتقال ہوا اور سکندر سور نے جو شوالک کے پہاڑوں میں موقع و وقت کا منتظر تھا فتنہ و فساد برپا کیا - یہ راجہ نجت مل بھی اُس سے مل گیا - سنہ ۲ جلوس میں جب اکبری اقبال نے سلطان سکندر کو کوہستان جالندھر میں محصور کیا - اور اکبری لشکر قلعہ مان کوٹ کو گھیرے پڑا تھا - نجت مل سلطان سکندر کی تباہی دیکھ کر اُس کے ساتھ علاحدہ ہوا - اور بادشاہی لشکر سے آ ملا - خانخاناں بیرم خاں نے اُس کی شورہ پشتی کے خیال سے اُس کا کام تمام کردیا - اور بجائے اُس کے

تخت مل

تخت مل اُس کے بھائی کو جانشین مقرر کیا - اُس کے بعد راجہ باسو گدی پر بیٹھا - یہ اول تو مدت تک اکبر کی اطاعت اور فرمان برداری کرتا رہا جس زمانے میں کہ بادشاہ پنجاب میں مقیم تھے - نہ معلوم کیا سمجھ کر بگڑ بیٹھا - بادشاہ نے سنہ ۳۱ جلوس میں حسن بیگ کو اُس کی تنبیہ پر مامور کیا - راجہ

ٹوڈر مل نے بھی خط لکھہ کر سمجھایا - اس پر یہ
حسن بیگ کے ساتھہ دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ
نے اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ لیکر پھر وطن کو رخصت
کیا - لیکن چونکہ وحشی مزاج تھا - اور تہذیب و شائستگی
سے بالکل بے بہرہ تھا - خود بخود کبھی اطاعت کرنے
لگتا - اور کبھی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا تھا - آخر کار
جہانگیر کے عہد میں حاضر دربار ہوا - اور منصب سہ ہزار
و پانصدی پر سر بلند ہوکر مہم دکن میں متعین ہوا -
اور وہیں پر سنہ ۸ جلوس مطابق ۱۰۲۳ ھ میں وفات
پائی - سورج مل اور جگت سنگھہ دو بیٹے تھے - دونوں کا
حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

**نور پورہ** | راجہ باسو نے کانگڑہ کے قریب موضع دھمری
میں ایک عالی شان قلعہ - اور دیگر عمارتیں
تعمیر کراکر جہانگیر کے نام نورالدین پر اُس کو نور پورہ
کے نام سے موسوم کیا تھا - سنہ ۱۶ جلوس میں جب بادشاہ
قلعہ کانگڑہ کی سیر کو تشریف لے گئے تھے - واپسی کے
وقت اِس موضع میں بھی مقام ہوا - اور ان عمارتوں کا
ملاحظہ کیا - لیکن پسند نہ آئیں - چونکہ منظر بہت بھلا
معلوم ہوا - حکم دیا کہ ایک لاکھہ روپیہ کے صرف سے اِس
جگہہ پر عالی شان عمارت تعمیر کی جاوے —

## میرزا - راجہ بھاؤ سنگھہ کچھواھا

راجہ مان سنگھہ کے چھوٹے بیٹے - اور اُمرائے عہد اکبری میں

مناصب هزاری پر سر فراز تھے - جہانگیر نے تخت نشین ہو کر پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی اور اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو هزار سوار پر سر بلند کیا —

سنہ ۱۰۲۳ ھ میں راجہ مان سنگھ کے انتقال کے بعد بادشاہ نے ان کو راجہ کا جانشین مقرر فرمایا - اور منصب چار هزاری ذات - سہ هزار سوار پر سر بلند کر کے خطاب میرزا - راجہ سے موصوف کیا - اس موقع پر جہانگیر نے اپنی توزک میں لکھا ھے - " مرزا بھاؤ سنگھ اس کا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاهزادگی کے ایام میں میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا هندؤں کے رسم و رواج کے موجب مہان سنگھ پسر جگت سنگھ (راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا) کو ریاست پہونچتی تھی - کہ سب بھائیوں میں بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی هی میں مرگیا میں نے اس بات کی رعایت نہ کی - بھاؤ سنگھ کو میرزا - راجہ کا خطاب دیکر چار هزاری ذات - تین هزار کے منصب پر ممتاز کیا - اور آنبیر کا علاقہ کہ اس کے باپ دادا کا وطن تھا - مرحمت دیا اور اس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رھے - اس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے گڈھ کا ملک اسے انعام میں عطا کیا - "

۲۲ محرم ۱۰۲۴ ھ کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوئے چلتے وقت بادشاہ نے بھوپ کشمیری کا خلعت مرحمت فرمایا -

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب پنجہزاری سے سر فراز ہوئے اور جہانگیر سے اجازت لے کر ملک گیری کے میدان میں کار نمایاں دکھانے کے واسطے دکن پہونچے - لیکن موت نے زیادہ موقع نہ دیا - اور اُسی جگہ ۱۰۳۰ ھ میں نوجوانی کے عالم میں شراب خانہ خراب کے شکار ہوئے —

جہانگیر نے ۷ صفر ۱۰۳۱ ھ کو اپنی توزک میں لکھا ہے " اس وقت معلوم ہوا کہ راجہ بھاؤ سنگھ نے صوبہ دکن میں سفر آخرت اختیار کیا - کثرت شراب نوشی سے نہایت ضعیف اور نا توان ہو گیا تھا - اسی حالت میں غش آ گیا - ہر چند طبیبوں نے کوشش کی مگر ہوش نہ آیا - ایک رات دن بیہوش ہو کر دوسرے دن گزر گیا - دو رانیاں اور آٹھہ لونڈیاں اُس کی آتش وفا میں ستی ہوئیں - اُس کے بڑے بھائی جگت سنگھہ اور بھتیجہ مہان سنگھ نے بھی کثرت شراب نوشی ہی میں اپنی عزیز جانیں ضائع کی تھیں - افسوس کہ اُس نے اُن سے بھی عبرت حاصل نہ کی - اور اپنی جان شیریں کو آب تلخ ( شراب ) پر نثار کیا - نہایت خوبصورت - عقلمند - اور نیک ذات تھا - ایام شاہزادگی سے میری خدمت میں تھا - اور میری تربیت سے منصب عالی

پلنج هزاری پر پہونچ گیا تھا چونکہ اس لے کوئی بیٹا
نہیں چھوڑا اس واسطے میں نے اس کے لڑے اوالی کے پوتے
( جے سنگھ ) کو باوجود صغیر سن ہونے کے خطاب راجگی
سے سرفراز کیا - اور منصب دوھزاری - ھزار سوار پر
سر بلند کرکے پرگنہ آنبیر جو ان کا وطن ہے بدستور
سابق جاگیر میں مقرر کیا تاکہ جمعیت اس کی متفرق
نہ ھو جائے " -

## یسونت راؤ ( کار طلب خاں )

مرھٹوں میں سے تھا - عہد جہانگیری میں امرائے
تیموریا کے سلک میں منسلک ھوکر منصب دو ھزاری
ھزار سوار سے سرفراز ھوا - اور تھوڑے دنوں کے بعد
اپنے آبائی مذھب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف
اور خطاب کار طلب خاں سے موصوف ھوا —
شاھجہاں کے عہد میں سنہ ۳ جلوس میں منصب
سہ ھزاری - دو ھزار سے ممتاز ھوا - اور تمام عمر
دکن میں فوجی خدمات انجام دیتا رہا —
سنہ ۱۰۶۸ ھ میں اورنگ زیب اور جسونت سنگھ
کی لڑائی اجین میں اورنگ زیب کے ساتھ تھا - اور
اس لڑائی کے تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کیا —

# رائے بہاری داس بخشی

قوم کے برہمن تھے - جہانگیر کے عہد میں بزمرۂ اہل قلم ملازم ہوئے رفتہ رفتہ ترقی کرکے احدیوں کے بخشی ہوگئے - اس کے بعد صوبہ برہان پور کے واقع نویس مقرر ہوے - اور اس عہدہ کا کام اس عمدگی سے انجام دیا - کہ بادشاہ نے خوش ہوکر خطاب رائے سے موصوف کیا اور کل صوبہ دکن کا دیوان مقرر کردیا سنہ ۱۷ جلوس میں رانا کرن کے پاس بادشاہی سفیر مقرر ہوکر روانہ کئے گئے - اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

# رائے بنوالی داس

جہانگیر کے عہد میں فیل خانہ شاہی کے داروغہ تھے - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب شش صدی ذات یکصد و بست سوار پر ممتاز ہوکر خطاب رائے سے موصوف ہوئے - اور اپنی لیاقت و کاروانی سے ترقی پاتے ہوئے شاہجہاں کے عہد میں منصب هزاری پر سر بلند ہوئے سنہ ۴ جلوس میں وفات پائی —

## راجہ بھارت بندیلہ

**رام چند بندیلہ**

رام چند پسر راجہ مدھکر بند یلہ کا پوتا تھا - رام چند اپنے وطن اونڈچھہ (اورچھا) میں بادشاہ کی نافرمانی اور طرح طرح کی فتنہ انگیزیوں میں اوقات بسر کرتا تھا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری میں جب کہ اونڈچھہ کے دربار میں دسہرہ کا جشن اور کوچہ وبازار میں تیوھار کی خوشیاں اور رسوم منائے جارہے تھے - عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اپنی جاگیر کالپی سے چل کر اونڈ چھہ پر باز کی طرح جھپٹا - اور رام چند کو اپنے چلگل میں لے کر دربار شاہی میں لا کھڑا کیا - بادشاہ نے بند حراست سے رہا کرا کر خلعت مرحمت فرمایا اور راجہ باسو کے سپرد کیا کہ ضامن لے کر چھوڑدے - اِس کے بعد اونڈ چھہ کی حکومت راجہ نرسنگھدیو کو مرحمت ہوئی - رام مذکور اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سرفراز تھا -

سنہ ۴ جلوس میں رام چند نے اپنی بیٹی کو پرستاران خاص میں داخل کیا - اور مورد نوازش ہوا - سنہ ۸ جلوس میں اُس کے انتقال کے بعد اُس کا پوتا راؤ بھارت منصب عمدہ اور خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۳ میں منصب شش صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز ہو کر فیل مرحمت ہوا اور صوبہ دکن میں متعین کیا گیا - سنہ ۱۷

میں دربار میں طلب ہوکر منصب ہزار پانصدی ذات ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اخیر عہد جہانگیری تک منصب دو ہزار و پانصد ذات - دو ہزار سوار تک ترقی پائی پہلے سال جلوس شاہجہانی میں خلعت و جمدھر مرصع - اور اسپ و علم مرحمت ہوکر منصب سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار پر سربلند ہوا - اور خدمت فوجداری اٹاوہ پر مامور ہوا - اسی سال نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا - سنہ ۲ جلوس میں خواجہ ابوالحسن کے ساتھہ خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں راؤ رتن کے ساتھہ مہم تلنگانہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے - جس کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد نصیر خان کے ساتھہ قلعہ قندھار (دکن) کے محاصرے میں متعین ہوا - سنہ ۴ جلوس میں وہاں سے دربار میں آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار سوار سے ممتاز ہوا - اور تلنگانہ کی سرحد پر متعین ہوا - سنہ ۶ جلوس میں قصبہ وکلور کو فتح کیا - اور اس حسن خدمت کے صلے میں منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا - سنہ ۷ جلوس مطابق ۱۰۴۳ ھ میں اُسی جگہہ فوت ہوا -

راجہ دیبی سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - جس کا حال علیحدہ لکھا جائے گا —

# بھرجی

دکن اور گجرات کے درمیان بکلانہ کی زمینداری چودہ سو برس سے بھرجی کے خاندان میں چلی آتی تھی یہ لوگ اپنے آپ کو راجہ جے چندراٹھور (والی قنوج) کی نسل سے شمار کرتے تھے۔ ان لوگوں میں جو گدی نشین ہوتا وہ بھرجی کے خطاب سے موصوف ہوتا تھا۔ کسی وقت میں یہ سردار صاحب سکہ تھے۔ شاہان اسلام کے عہد میں یہ سردار کبھی شاہان گجرات اور کبھی شاہان دکن کی خدمت میں پیشکش پیش کیا کرتے تھے۔

سنہ ۹۸۰ ھ میں جب صوبہ گجرات اکبر کے قبضے میں آیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو فرماں روایان تیموریہ کا باجگزار سمجھنے لگے۔ جس زمانے میں کہ اکبر بندر سورت میں رونق افروز تھا۔ بھرجی زمین دار نے مرزا شرف الدین حسین کو جو اس کی حدود زمین داری سے گذرنا چاہتا تھا۔ گرفتار کر کے حضور شاہی میں پیش کیا۔ اور انعام سے سرفراز ہوا۔ اس وقت سے سرداران بکلانہ ہمیشہ پیشکش پیش کرتے رہے۔ اور ضرورت کے وقت حسب الطلب صوبہ داران دکن کی خدمت میں حاضر ہو کر فوجی خدمات بھی انجام دیتے تھے —

شاہ جہان کے عہد سلطنت میں شاہزادہ اورنگ زیب

نے جب کہ وہ دکن کا صوبہ دار تھا کسی بات پر بھرجی سے خفا ہو کر محمد طاہر ( وزیر خان ) اور مالو جی ۔ اور زاہد خان کو کہ ۔ اور سید عبدالوہاب خاندیسی کو بکلانہ کی تسخیر پر مامور کیا ۔ جب ان لوگوں نے جاکر قلعہ مولہیر فتح کر لیا ۔ بھر جی شاہزادے کی ملازمت میں حاضر ہوا ۔ اور سنہ ۱۲ جلوس میں دربار شاہ جہانی سے منصب سہ ہزاری ذات ۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا ۔ اور پرگنہ سلطان پور بہ طریق وطن جاگیر میں مرحمت کیا گیا ۔ بقیہ زمین داری بکلانہ صوبہ خاندیس میں شامل کرلی گئی ۔ اسی سال بھرجی نے انتقال کیا ۔

**پرم جی دولت مند خاں** بھرجی کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا پرم جی شرف اسلام سے مشرف ہو کر دولت مند کے خطاب سے موصوف ہوا ۔ اور منصب ہزاری ذات ۔ پان صد سوار پر مفتخر ہو کر بجائے پرگنہ سلطان پور کے پرگنہ پونار خاندیس جاگیر میں مرحمت ہوا ۔ پونار میں اُس کی عالیشان عمارتوں کے آثار صاحب مآثرالامرا کے عہد ( سنہ ۱۱۷۲ ھ ) تک موجود تھے ۔

## جگ راج بکرما جیت بندیلہ

راجہ ججھار سنگھ بندیلہ کا بیٹا تھا ۔ پہلے سال جلوس شاہ جہانی میں منصب ہزاری ذات ۔ ہزار سوار پر مفتخر

هوکر خانجہاں لودھی کے تعاقب پر مامور ہوا - اس مہم میں نہایت شجاعت و بہادری دکھائی جس کے انعام میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خلعت اور مرصع تلوار اور علم و نقارہ مرحمت ہوا اور خطاب جگ راج سے موصوف ہوا - اِس کے بعد مہمات دکن خصوصاً محاصرہ قلعہ دولت آباد میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا —

سنہ ۸ مطابق ۱۰۴۴ ھ جلوس شاہ جہانی میں جب اِس کا باپ آگرہ سے بھاگا - یہ بھی باپ کے ساتھہ ہو لیا - راستے میں شاہی لشکر کے سپاہیوں کے ہاتھہ سے جو ان کے تعاقب میں تھے مارا گیا - اور دوسرے سال اُس کا بیٹا قید ہوا —

## راجہ بدن سنگھہ بھدوریہ

راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ کا بھتیجہ تھا - اُس کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۵۳ ھ میں اُس کا جانشین مقرر کیا گیا - اور خطاب راجگی اور خلعت - اور اسپ باد رفتار مرحمت ہوکر منصب ہزاری ذات - ہزار سوار سے سرفراز ہوا - اِسی سال جشن شمسی کے موقع پر فیل خانہ خاص سے ہاتھی مرحمت ہوا —

سنہ ۲ جلوس شاہ جہانی میں ایک دن معہ چلہ

ساتھیوں کے کورنش شاہی کے واسطے جھروکہ درشن*
کی طرف جارہا تھا - راستے میں اُس کے ساتھیوں میں
سے ایک کو ایک مست ہاتھی نے آ پچھاڑا - راجہ بدن
سنگھہ جمدھر کھینچ کر اُس پر جھپٹا - اور متواتر ایسے
جمدھر ہاتھی پر مارے کہ اُس کا منھہ پھر گیا - اور وہ
بھاگ گیا - بادشاہ جھروکہ درشن میں بیٹھے ہوے یہ
حال دیکھہ رہے تھے - راجہ کی اس تہور، ہمت، جرات
دیکھہ کر ایسے خوش ہوے کہ فوراً دربار میں بلایا اور
خلعت عطا فرما کر ملک بھداور کی پیش کش سالانہ
مبلغ دو لاکھہ روپیہ میں سے پچاس ہزار روپیہ سال

---

* ہندوستان کے لوگ صبح کو بادشاہ کے دیدار کو بہت
مبارک سمجھتے تھے - شاہان مغلیہ نے ہندوں کے تالیف
قلوب کے واسطے جہاں بہت سے اور رسوم اختیار کر رکھے تھے -
یہ بھی رسم جاری کر رکھی تھی - کہ بادشاہ ہر روز صبح
کو قلعۂ آگرہ میں جمنا کے کنارے شرق رویہ کھڑکیوں میں
جنھیں جھروکہ درشن کے نام سے موسوم کر رکھا تھا آکر بیٹھتے
تھے - جو لوگ دریا پر اشنان کو آتے - مرد عورتیں - بچے
امیر غریب سب ڈنڈوت کرتے - مہابلی بادشاہ سلامت کہتے
اور خوش ہوتے تھے - بادشاہ بھی اپنے بچوں سے زیادہ انھیں دیکھہ کر
خوش ہوتے تھے - بہت سے لوگ جو درشنی کے نام سے موسوم
ہوتے تھے - وہ جب تک بادشاہ کا درشن نہ کر لیتے کھانا
تک نہ کھاتے تھے —

همیشه کے واسطے معاف کر دیا —

سنہ ۲۲ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات هزار و پانصد سوار پر سرفراز فرما کر شاهزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندهار پر مامور کیا - سنہ ۲۵ میں دوسری مرتبہ اور سنہ ۲۶ میں تیسری مرتبہ مہم قندهار میں متعین هوا - اُسی جگہہ انتقال کیا - بادشاہ نے مہا سنگھہ اس کے بیٹے کو جس کا حال علحدہ لکھا جاے گا - اُس کا جانشین مقرر کیا —

| موضع بٹ ایشر اور جمنا کا خوشنما منظر | موضع بٹ ایشر جو تحصیل باہ ضلع آگرہ میں دریاے جمنا کے کنارے |
|---|---|

پر واقع هے اور جو اپنے مشہور میلے کی وجہ سے دور دور تک مشہور هے - هندؤں کے متبرک مقامات میں شمار هوتا هے اس جگہہ جمنا کے کنارے کنارے برابر ایک میل تک خوشنما بسراتیں بنی هوئی هیں اور اُن کے اوپر راجگان بهداور کے بناے هوے عظیم الشان مندر - دهرم شالے - محلات واقع هیں جو زبان حال سے راجگان موصوف کی گذشتہ عظمت کو بیان کرتے هیں - اس موقع پر ایک عجیب اور دلچسپ منظر یہ بهی هے کہ راجگان موصوف کی عظمت کے سامنے دریاے جمنا نے بهی اپنا عجز تسلیم کرکے سر تسلیم کو خم کیا هے - اور ان بسراتوں اور مندروں کی پابوسی کرتی هوئی تین چار میل تک اُلٹی پورب سے پچهم کی طرف بہہ کر پهر

اپنے اصلی بہاؤ یعنی پچھم سے پورب کی طرف مڑی ہے۔
جس سے یہ مقام ایک عجیب دوشنما منظر بن گیا ہے۔
اس کی نسبت اس جگہ طرح طرح کی افوا ہیں مشہور
ہیں۔ جن میں سے لکھنے کے قابل صرف یہ ہے کہ با شاہی
عہد میں کسی بادشاہ نے اُس عہد کے رجہ بھدا ور سے
دریافت کیا۔ کہ بھداور سے بٹ ایشر دریائے جمن کے
کس جانب ہے۔ اُس کے منہ سے نکل گیا۔ کہ موضع بٹ
ایشر بھداور میں داخل ہے حالانکہ اُس وقت دریا جو
بھداور اور ملحقہ علاقہ میں حد فاصل تھا۔ سیدھا بہتا
تھا۔ اور بھداور سے بٹ ایشر کو دریا عبور کر کے
جانا پڑتا تھا۔ غرضکہ رجہ جی کہنے کو تو کہہ گئے۔ مگر
فوراً خیال آیا۔ کہ اگر بادشاہ نے تحقیقات کی۔ یا کسی
چغلخور نے چغلی کھائی۔ اور جھونٹے پڑے تو خیر نہیں
ہے۔ اسی وقت آدمیوں کو دوڑایا۔ اور ہزاروں لاکھوں
آدمی کام پر لگا کرتین چار میل دریا کو اُلٹا بہا کر بٹ
ایشر کو بھداور میں داخل کرالیا۔ اور جس جگہہ سے
دریا کو موڑا تھا اُس جگہہ بہت مضبوط پشتے بنا کر یہ
بسرا تین بنادی ہیں۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط مگر
یہ ضرور ہے کہ برسات کے دنوں میں دریا ان بسراتوں
سے خوب ٹکر کھاتا ہے۔ اور جس سال پانی کا بہت
زور ہوتا ہے تو سیڑ ھیوں اور بلند چبوترے پر ہوتا
ہوا۔ سیدھے بہاؤ پر چلنے لگتا ہے —

# راجہ بیتھل داس گوڑ

سر زمین میوڑا اور ماڑواڑ راجگان راٹھور اور سیسودیہ سے پہلے گوڑ گوت کے راجپوتوں کے قبضے میں تھی۔ جب راٹھوروں اور سیسودیوں کا زور ہوا - ان کے قبضے سے نکل کر اُن کے پاس پہونچ گئی - لیکن چھوٹے چھوٹے مقامات پر اکثر گوڑ گوت کے راجہ بدستور قابض رہے —

راجہ گوپال داس گوڑ | راجہ گوپال داس گوڑ شاہ جہان کے ایام شاہزادگی کا وفادار اور جان نثار غلام اور اُن کی طرف سے آسیر کا قلعدار تھا - جس زمانہ میں کہ شاہ مزاج بیگم نورجہان نے کہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دل و جان پر حکمران تھیں - بادشاہ کو اپنے پیارے بیٹے سے بر افروختہ کر رکھا تھا - اور شاہ جہان باپ کی فوج کے تعاقب سے ادھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا - راجہ گوپال داس معہ اپنے بڑے بیٹے بلرام کے اُس کی رفاقت میں سایہ کی طرح ساتھہ ساتھہ تھا - اور ٹھٹھہ کے محاصرے میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر معہ اپنے بیٹے بلرام کے اپنی عزیز جان کو حق نمک پر فدا کر گیا —

اس کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا بیتھلداس اپنے وطن جلیر سے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا - شاہزادے نے بہت تسلی و تشفی کر کے انعام و اکرام سے

مالا مال کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد تیس ہزار روپیہ نقد۔ اور خلعت۔ علم اسپ فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف کیا اور منصب سہ ہزاری ذات ہزارو پانصد سوار پر سر فراز فرمایا۔

پہلے سال جلوس میں ججہار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ۔ اور دوسرے سال خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور کیا راجہ موصوف نے دوسرے ساتھیوں کا انتظار نہ کیا۔ اور گھوڑا سر پٹ اُڑاتے ہوے دھولپور کے قریب خانجہان کو جا پکڑا۔ اور بہادر راجپوتوں کی طرح پیادہ ہو کر اُس سے بر سر پیکار ہوا۔ اور کلگو نہ زخم سے سرخروی حاصل کرکے عنایت نقارہ اور اضافہ پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ سنہ ۳ جلوس میں راجہ گجسنگھ کے ساتھہ دو بارہ خانجہان لودی کی سرکوبی کے واسطے متعین ہوا۔ اور خدمات شائستہ بجا لایا۔

چونکہ خطاب راجگی بغیر خدمت کسی قلعداری کے معزز نہ سمجھا جاتا تھا لہذا سنہ جلوس میں حسب خواہش اپنے عظیم الشان شاہی قلعہ رن تہنبور کی حکومت پر سر بلند ہوا۔ سنہ ۶ میں مرزا مظفر کرمانی کی جگہ اجمیر کا فوجدار بھی مقرر ہوا۔ اس کے بعد شاہزادہ شجاع کے ساتھہ محاصرہ قلعہ پریندہ (دکن) میں اپنی دلاوری کے جوہر دکھائے سنہ ۸ جلوس میں صوبہ داری اجمیر پر سر فراز ہوا۔ سنہ ۹ میں ولایت دھندیرہ فتح

کی ۔ اور اس کے صلے میں ۔ منصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار پر سر بلند ہوکر ولایت مذکور کی حکومت پر بہ طریق وطن یعنی بہ طور استحقاق حکومت موروثی پر مفتخر ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں جب کہ بادشاہ دارالخلافت اکبرآباد سے لاہور کو روانہ ہوئے ۔ راجہ سوصوت کو قلعہداری اکبرآباد کی خدمت پر متعین کیا ۔ سنہ ۱۲ جلوس میں بادشاہی حکم کے بموجب اکبرآباد سے کل خزانہ دہلی پہنچایا ۔ سنہ ۱۴ جلوس میں وزیر خان صوبہ دار اکبرآباد کے انتقال کے بعد منصب پنجہزاری ذات سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر قلعداری کے ساتھہ دارالخلافت کی صوبہ داری کی معزز خدمت بھی سپرد ہوئی سنہ ۱۹ میں منصب پنج ہزاری ۔ چہار ہزار سوار پر ممتاز ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان میں مامور ہوا ۔ سنہ ۲۰ میں وہاں سے طلب ہوکر حاضر دربار ہوا ۔ سنہ ۲۱ جلوس میں دہلی کے جشن میں منصب پنج ہزاری ۔ پنج ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی ۔ اور صوبۂ کابل میں متعین ہوا ۔ سنہ ۲۲ میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا ۔ اور ایک ہزار سوار منصب کے دو اسپہ سہ اسپہ اور قرار پائے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر روانہ ہوا سنہ ۲۳ میں وہاں سے واپس آکر رخصت حاصل

کی ۔ اور وطن روانہ ہوا ۔ سنہ ۲۵ جلوس مطابق ۱۰۶۱ ھ
میں اس دار نا پائدار سے کوچ کیا —

حویلی و آھو خانہ راجہ بیتھلداس

راجہ بیتھلداس نے اپنی ایام صوبہ داری اکبر آباد میں ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی ۔ اُس کے قریب چالیس بیگہ آراضی میں ایک پر فضا باغ لگایا تھا ۔ جس میں نہریں ۔ اور چشمے جاری تھے ۔ کنارے پر تالاب تھا اُس میں سے نہروں ۔ اور چھموں اور فواروں میں پانی جاتا تھا ۔ باغ کے ایک گوشہ میں آھو خانہ بنا تھا ۔ جس میں بہت خوش رنگ ہرن پلے ہوئے تھے اور اِسی لحاظ سے یہ باغ آھو خانہ راجہ بیتھلداس کے نام سے موسوم تھا ۔ اُنیسویں صدی عیسوی کے مورخ منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں اِس کا ذکر کیا ہے —

راجہ بیتھلداس کے چار بیٹے تھے ۔ انرودھ ۔ ارجن ۔ بھیم ۔ ہرجس ۔ مرنے کے بعد دس لاکھ اُس کے خزانہ سے نقد برآمد ہوا ۔ بادشاہ نے چھ لاکھ روپیہ نقد اور کل جلس انرودھ کو ۔ اور تین لاکھ روپیہ ارجن کو ۔ اور ساٹھ ہزار روپیہ بھیم کو ۔ اور چالیس ہزار روپیہ ہرجس کو عنایت کئے ۔ انرودھ بڑے بیٹے کا حال علحیدہ لکھا جا چکا ہے —

ارجن پسر بیتھلداس

دوسرا بیٹا ارجن باپ کی زندگی میں شاہی منصبدار تھا ۔ جب

راؤ امر سنگھ راٹھور نے صلابت خاں میر بخشی کو سر دربار قتل کر ڈالا - یہ نہایت بہادری سے اپنی تلوار کھینچ کر اُس پر دوڑا اور کئی وار کئے - سنہ ۱۹ جلوس شاہجہانی میں شہزادہ مرادبخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - سنہ ۲۱ میں منصب ہزاری ذات ہفت صد سوار - اور سنہ ۲۲ میں منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار - اور سنہ ۲۵ میں باپ کے مرنے کے بعد ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا - اس کے بعد مہم قندھار پر متعین ہوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا - حالت لڑائی میں رام رام کا نعرہ مارتا ہوا - اورنگ زیب کے لشکر میں جا گھسا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا -

**بھیم پسر بیٹھلداس**

تیسرا بیٹا بھیم باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں شامل ہوا سنہ ۱۰۹۸ ھ میں سموگڈھ کی لڑائی میں دارا شکوہ کے ساتھ تھا - یہ بھی حالت جنگ میں نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے لشکر میں جا گھسا - اور مارا گیا -

**ہرجس پسر بیٹھلداس**

چوتھا بیٹا ہرجس باپ کی وفات کے بعد شاہی منصبداروں میں شامل ہوا اور عہد عالمگیری میں بھی ملازمت شاہی میں

داخل - اور شاهی خدمتیں بجا لاتا تها —

## بلبهدر شیخاوت

کچهواهه راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تها - شاه جهاں کے عهد میں منصب هزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز هوا - پهلے سال جلوس میں جهجهار سنگهه بندیله کی تنبیه پر مامور هوا - سنه ۳ جلوس میں نظام شاه کی مهم میں اپنی شمشیر آبدار کے جوهر دکهائے اس کے بعد خانجهاں اور اسی مهم میں اپنی جان کو حق نمک پر فدا کرکے سرخرو دنیا سے سدهارا —

کهنشی پسر بلبهدر | کهنشی اس کا بیٹا پانصدی ذات دو صد سوار کا منصبدار مقرر هوا —

## بهاری داس کچهواها

امرائے عهد شاه جهانی سے تها - پهلے سال جلوس میں خلعت مرحمت هو کر اور اول منصب هزار و پانصدی ذات - هفت صد سوار پر سرفراز هوا - اس کے بعد منصب هزار و پانصدی ذات - هزار سوار پر ترقی پائی - اور صوبه کابل میں متعین هوا - سنه ۴ جلوس میں منصب دو هزاری ذات هزار و دو صد سوار سے سر بلند هوا - اور

اِس سال وفات پائی —

## راجه بهیم راٹهور

امرائے عهد شاه جهانی سے تها - سنه ۱ جلوس میں منصب هزار و پانصد ذات هشت صد سوار پر سر بلند هوکر سهم ساهو جی بهونسلا پر متعین هوا - اور برهانپور کے زمینداران متوقه زاده سے پیش کش وصول کرنے پر مامور هوا - ۵و لاکهه روپیه نقد ساتهه هاتهی - زمیندار چانده سے اور لاکهه روپیه نقد اور تیس هاتهی زمیندار جابنا سے وصول کرکے داخل خزانه شاهی کئے - اس کے بعد منصب هزار و پانصدی ذات - هزار سوار پر ممتاز هوا - اور متفرق معرکوں میں خدمات انجام دے کر - سنه ۸ جلوس میں انتقال کیا —

## رائے بلوی چوهان

ابتدا میں رانا راج کنور پسر رانا جگت سنگهه کی ملازمت میں تها - ۱۵ رجب سنه ۱۰۳۶ ه کو رانا موصوف کے ساتهه دربار شاه جهانی میں حاضر هوا - رخصت کے وقت بادشاه نے خلعت - اور اسپ مرحمت فرمایا - اِس کے بعد رانا مذکور کی ملازمت ترک کرکے

بہ اُمید ملازمت دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے منصب عہدہ پر سرفراز فرمایا - سنہ ۱۹ جلوس میں راجہ بیتھلداس گوڑ کی ماتحتی میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - اس مہم کے معرکوں میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر اپنی شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھائے اس کے صلے میں بادشاہ نے منصب میں ترقی کرکے خلعت و اسپ سے ممتاز کیا - سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہا راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنگ اُجین میں شریک تھا - اس کے بعد اسی کے ساتھ بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا کھجوہ کی لڑائی سے اُس کے ساتھ بھاگ گیا - پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا -

## راے بہاری مل دیوان

شاہجہاں کے عہد میں اول معمولی متصدیوں کے زمرے میں بھرتی ہوے اور اپنی لیاقت و کاردانی سے ترقی کرتے ہوے دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہوگئے سنہ ۱۲ جلوس میں صوبہ ملتان کی دیوانی پر تبدیل ہوے - اس کے بعد خالصہ شاہی کے دیوان (نائب دوم وزیر اعظم) مقرر ہوے سنہ ۱۵ جلوس میں کل صوبہ پنجاب کی دیوانی پر تبادلہ ہوا - اس کے بعد ان کی ملازمت شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار میں منتقل ہوگئی - اور شہزادہ

کی سرکار کے دیوان کل مقرر ہوئے - سنہ ۲۰ جلوس میں پھر شاہی ملازمت پر واپس ہوکر منصب هزاری ذات - صد و پنجاہ سوار سے ممتاز ہوئے —

## راؤ بھاؤسنگھ ھاڈا

راؤ سترسال ھاڈا کا بیٹا تھا - جو جنگ سموگرہ میں مارا گیا - یہ پہلے سال جلوس عالمگیری میں وطن سے دربار میں حاضر ہوا - بادشاہ نے علم و نقارہ - اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر منصب سہ هزاری ذات دو هزار سوار پر سرفراز فرمایا - اور اس کا وطن بوندہ وغیرہ جاگیر میں عطا کیا —

شاہزادہ شجاع کی لڑائی میں توپ خانہ شاہی کا اهتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس کی شکست کے بعد شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر صوبۂ دکن میں متعین ہوا - سنہ ۲ جلوس میں امیرالامرا شایستہ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ میں جانفشانی کا حق ادا کیا اس کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیواجی کی تنبیہ پر مامور ہوا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہہ مرزا راجہ جے سنگھ اس مہم پر مامور ہوئے اس کی ماتحتی میں نہایت عقیدت و اخلاص سے

خلعتیں بجالایا -

سنہ ۹ جلوس میں 'دلیر خان' کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - اس کے بعد اورنگ آباد میں متعین ہوا - اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۸۸ ھ میں وفات پائی -

راؤ 'بھاؤ سنگھہ' کی بہن کی شادی مہاراجہ 'جسونت سنگھہ' سے ہوئی تھی - جب مہاراجہ 'جسونت سنگھہ' نے اورنگزیب سے بغاوت کرنا چاہی - اپنی اس رانی کو بلا کر اس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے میں اس کا ساتھہ دے - لیکن راؤ 'بھاؤ سنگھہ' نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کرکے کہدیا - کہ میں بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہوں - نمک حرامی کا داغ لے کر دنیا سے نہیں جانا چاہتا -

| انرودھ سنگھہ هاڈا | راؤ 'بھاؤ سنگھہ' نے لاولد انتقال کیا - بادشاہ نے اُس کے بھائی 'بھگونت سنگھہ' |
|---|---|

کے پوتے 'انرودھ سنگھہ' پسر 'کشن سنگھہ' کو اُس کا جانشین مقرر کرکے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا - سنہ ۲۶ جلوس میں 'دلجیت سنگھہ' هاڈہ نے بوندی کا محاصرہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا - اُس وقت 'انرودھ سنگھہ' بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا - بادشاہ نے بد خبر سنکر خلعت رخصت - اور اسپ و فیل اور نقارہ اس کو مرحمت

فرمایا - اور 'مغل خان' کو معہ فوج کے اُس کی امداد کے
واسطے ساتھ کیا - درجن سنگھہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا -
لیکن شکست کھاکر پہاڑوں میں جا گھسا - اور بوندی پر
انرودھ سنگھہ کا قبضہ ہو گیا —

بدھ سنگھہ پسر انرودھ سنگھہ ہاڈا رام راجہ

'انرودھ سنگھہ' کی وفات کے بعد بدھ سنگھہ
اُس کے بیٹے کو بادشاہ نے وطن کی حکومت
پر سرفراز فرمایا - اور 'بہادر شاہ' کے
ساتھہ صوبہ کابل میں متعین کیا - 'شہنشاہ' عالمگیر کی
وفات کے بعد بہادر شاہ نے اُس کو منصب سہ ہزاری و پانصدی
ذات - و سوار پر ممتاز کرکے خطاب 'رام راجہ' سے موصوف
کیا - اور کوٹہ اور مومیدانہ کی زمینداری جو 'رام سنگھہ'
'مادھوسنگھہ' کے پوتے کے متعلق تھی اور جو شاہزادہ 'اعظم شاہ'
کی رفاقت میں دادِ شجاعت دے کر مارا گیا تھا انعام
میں مرحمت کی -

امید سنگھہ ہاڈہ

بدھ سنگھہ کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا
امید سنگھہ ہاڈہ جانشین مقرر ہوا -
اور اس کے بعد کشن سنگھہ اس کا پوتا مسند نشین ہوا -

## راجہ بیر بہادر

بھرجی سرکر

بھرجی سرکو کا بیٹا تھا - بھرجی کے بزرگ
قدیم سے لوام الا کولتی میں جو دریائے

تلنگ بھدرا کے کنارے پر واقع ہے سکونت پذیر تھے۔
بھرجو نے وہاں کی سکونت ترک کرکے بیجاپور کے قریب سکونت
اختیار کی - اورنیبا سندیہ ہیا کی سفارش سے نواب نظام الملک
آصف جاہ کے عہد میں ملازمت شاہی اختیار کی - اس کے مرنے کے
بعد اکاجی اس کا بیٹا بادشاہی ملازمت میں داخل ہوا۔
اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے منصب ہفت ہزاری سے ممتاز۔
اور خطاب راجہ بیر بہادر سے موصوف ہوا —

اکاجی جو عام طور سے اپنے خطاب راجہ بیر بہادر کے
نام سے مشہور تھا۔ صوبہ دکن میں خدمات شاہی بجالاکر
سنہ ۱۱۹۰ ھ میں مرگیا - اس کے مرنے کے بعد سدھ رام
اُس کے بیٹے نے ملازمت شاہی ترک کر کے اپنی موروثی
جاگیر پر قناعت اختیار کی -

راجہ بیر بہادر زبان فارسی میں بہت اچھی لیاقت
رکھتا تھا - بھاشا زبان میں بھی اس نے بہت سے کبت
اور دوھرے موزوں کئے تھے -

## راے رایان راجہ بکرماجیت پتر داس

## ( پیتمبر داس )

اصلی نام ( پیتمبر ) پتر داس تھا - قوم کے کھتری -

اور داروغہ فیل خانہ کے عہدے پر سرفراز تھے - اکبر کو ہاتھیوں کا بڑا شوق تھا - یہ شوق معمولی شوق نہ تھا بلکہ عشق کے درجے تک پہونچا ہوا تھا - اس شوق کے بدولت اکثر مہمیں قائم ہوگئیں - جن میں نہ صرف لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف ہوا - بلکہ ہزاروں عزیز جانیں بھی ضائع ہوگئیں - بادشاہ اور راجہ تو ہمیشہ سے ہاتھیوں کو لڑاتے آے ہیں - عہد اکبری میں ہاتھیوں نے بادشاہوں اور امیروں کو لڑا دیا —

اکبر کے اس شوق کی وجہ سے پتر داس بہت جلد روشناس ہوکر اپنی کارکردگی کے صلے میں معزز خطاب راے رایان سے موصوف ہوے —

سنہ ۱۲ جلوس میں قلعہ چتوڑ کے محاصرے میں حسین خاں ٹکریہ کے ساتھ خاص بادشاہی مورچہ کے اہتمام پر مامور تھے - سنہ ۲۴ جلوس میں کل صوبہ بنگال کے دیوان مقرر ہوے - سنہ ۲۵ جلوس کی بغاوت بنگالہ میں باغیوں نے قلعہ میں گھس کر مظفرخاں کو قتل کرڈالا - یہ بھیس بدل کر رعایا میں مل گئے - اور فصیل کود کر باہر نکل آے - اور بھاگ کر دربار میں آ موجود ہوے - اس کے بعد پھر مہم بنگالہ میں متعین ہوے سنہ ۳۱ میں صوبہ بہار کے دیوان مقرر ہوے - سنہ ۳۸ جلوس میں قلعہ باندھو کی تسخیر کے واسطے مامور ہوے - سنہ ۴۳ جلوس میں دیوان کل کے معزز عہدے پر

سرفراز ہوے - سنہ ۴۴ جلوس میں قلعہ باندھو کے انتظام کے واسطے روانہ کئے گئے - سنہ ۴۶ جلوس میں منصب سہ ہزاری پر ترقی پاکر نواح گوالیار کے فوجدار مقرر ہوے - سنہ ۴۷ میں بادشاہ نے شیخ ابوالفضل کے بھتیجے عبدالرحمان کے ساتھہ نرسنگدیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - دونوں مدت تک جنگلوں اور پہاڑوں میں اُس کے پیچھے مارے مارے پھرے مگر وہ کہیں نہ ٹھیرا - لڑتا رہا بھاگتا رہا - آخر کار بادشاہ نے مجبور ہو کر سنہ ۴۸ جلوس میں واپس بلا لیا —

سنہ ۴۹ جلوس میں منصب اعلیٰ پنج ہزاری پر جس سے بڑہ کر اُس عہد میں کوئی منصب نہ تھا سرفراز ہوے شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر اپنے توپ خانہ کا مہتمم مقرر کرکے راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت فرمایا اور حکم دیا - کہ توپ خانہ رکاب میں پچاس ہزار توپچی (گولہ انداز) اور تین ہزار گاڑیاں ہمیشہ رہا کریں - اور پندرہ زرخیز پرگنے جاگیر میں مرحمت فرمائے - اس کے بعد گجرات کی مہم پر مامور ہوے ان کی وفات کا حال کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا —

شہنشاہ جہانگیر نے توزک جہانگیری میں ان کی نسبت ایک مقام پر حسب ذیل راے ظاہر

فرمائی ہے —

بکرماجیت مذکور از طائفہ کہتریان ست ـ در خدمت پدر من از مشرقی فیل خانہ بہ دیوانی و مرتبۂ امراے رسیدہ ـ خالی از توشہ سپاہ گری و مدبری نیست —

| موہن داس پسر پترداس | موہن داس راجہ بکرماجیت کا بیٹا ماصب هشت صدی پانصد سوار پر سرفراز تھا — |
|---|---|

# راجہ پہار سنگھہ بندیلہ

راجہ نرسنگھدیو بندیلہ کا بیٹا تھا ـ شاهجہان کے تخت نشین ہو کر منصب دو ہزاری ذات ـ ہزار و دویست سوار پر سرفراز فرمایا ـ اور پہلے ہی جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات ـ دو ہزار سوار پر ترقی پا کر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھہ ججہار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا ـ سنہ ۳ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر مہم دکن میں متعین ہوا ـ اور ہنگام محاصرہ قلعہ دولت آباد اور قلعہ پرلیدہ کے دادمردانگی دے کر خاص نام پیدا کیا ـ اور حسن خدمت کے انعام میں برہان پور کا ناظم مقرر ہوا ـ سنہ ۹ جلوس میں ساہو جی بھونسلا کی تادیب پر مامور ہوا ـ سنہ ۱۵ جلوس میں منصب سہ ہزار سوار دواسپہ

سہ اسپہ قرار پایا - اور چنیت بندیلہ کی سر کوبی کے واسطے روانہ ہوا - سنہ ١٨ جلوس میں امیرالامرا علی مردان خان کے ساتھہ - اور سنہ ١٩ جلوس میں بہ اضافہ هزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ شاهزادہ مراد بخش کے ساتھہ اور اِس کے بعد شاهزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان میں شریک هوکر جانفشانی اور جاں بازی کا حق ادا کیا —

سنہ ٢٤ جلوس میں منصب چہار هزاری ذات سہ هزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز هو کر سردار خان کی جگھہ چورا گدہ کی حکومت پر تعینات هوا —

سنہ ٢٦ جلوس میں شاهزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ ـ اور سنہ جلوس میں شاهزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندهار پر متعین هوا - سنہ ٢٧ جلوس میں رخصت حاصل کر کے وطن روانہ هوا - اور اُسی جگہ سنہ ٢٨ جلوس مطابق ١٠٦٤ ھ میں نتقال کیا - سبهان سنگہ اور اندر من دو بیٹے تھے سبهان سنگہ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا —

| راجہ اندر من بندیلہ | اندر من کو بادشاہ نے منصب پان صدی ذات - چہار صد سوار پر سرفراز کیا - |
|---|---|

عالمگیر کے عہد میں خطاب راجگی سے موصوف هو کر امارت کے درجے پر پہونچا - سنہ ٢٠ جلوس ١٠٨٧ ھ میں مر گیا —

صاحب ماثرالامرا تحریر فرما تے هیں کہ اورنگ آباد کے احاطہ کے باهر پچھم اور اُتر کے کونے پر راجہ پہاڑسنگھہ

کا آباد کیا ہوا پورہ اب تک آباد ہے —

# پرتھی راج راٹھور

شاہ جہان کے ایام شاہزادگی کے ملازمون میں سے تھا۔ سنہ ۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ شش صد سوار پر سر فراز ہوا۔ سنہ ۲ جلوس میں خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اپنے ساتھیون کے ساتھ گھوڑے اُڑائے ہوئے دھولپور کے قریب اُس کو جا پکڑا۔ اور بہادر راجپوتون کے طریق پر گھوڑے سے کود کر خانجہان پر برچھے کا وار کیا۔ دونون میں ترکی بہ ترکی خوب مقابلہ ہوا۔ اور رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے۔ آخر کار دونون سخت زخمی ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ طویلۂ خاص سے گھوڑا۔ اور فیل خانے سے ہاتھی مرحمت فرماکر عزت افزائی کی اور منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ممتاز کیا —

سنہ ۳ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سر بلند ہوکر خواجہ ابوالحسن کے ساتھ قلعہ ناسک کی تسخیر کے واسطے مامور ہوا۔ اس کے بعد خانخاناں مہابت خاں کے ہمراہ منصب دو ہزاری ذات۔

هزار پانصد سوار پر سر بلند هوکر دکن میں متعین
هوا - ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد میں کار هائے
نمایاں انجام دیئے جن کے انعام میں منصب سو سواروں
کا اضافہ هوا —

سنہ ۱۸ میں منصب دو هزاری ذات - دو هزار سوار پر
سر فراز هوا - سنہ ۱۹ میں اکبر آباد کا قلعدار مقرر
هوا - سنہ ۲۰ میں جب بادشاہ لاهور میں مقیم تھے
ایک کروڑ روپیہ اکبر آباد کے خزانہ سے حضور شاهی
میں پہونچایا - اور اُس میں سے پچاس لاکھ
روپیہ مہم بلخ و بدخشاں کے خرچ کے واسطے لے کر
بلخ و بدخشاں روانہ هوا - رخصت کے وقت بادشاہ
نے خلعت اور گھوڑا معہ روپہلی زین کے مرحمت فرمایا -
سنہ ۲۱ جلوس میں راجہ بیتھلداس کے ساتھ علی
مردان خاں کی امداد کے واسطے کابل روانہ هوا - اور
اسی طرح دیگر خدمات بجا لاکر سنہ ۱۰۶۶ ھ میں
انتقال کیا - بادشاہ نے اُس کے بھائی رام سنگھ اور
اُس کے لڑکے کیسری سنگھ کو منصب مناسب پر سر
فراز کیا —

## پرسوجی بھونسلا

| کھیلوجی بھونسلا | قوم کا مرهٹہ اور کھیلوجی بھونسلا کا چھوٹا بھائی تھا - کھیلوجی |
|---|---|

**مالوجی** - پرسوجی دونوں بھائی شجاعت و بہادری میں شہرۂ زماں اور ارکان سلطنت نظام شاہیہ سے تھے - کھیلوجی پہلے سال جلوس شاہجہانی میں مہابت خاں کے وسیلے سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا - اور منصب پنجہزاری ذات - پنج ہزاری سوار سے ممتاز ہوکر خلعت - جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ معہ زین طلا - اور فیل خاص سے سر فراز ہوا - ۲۰ - رجب سنہ ۱۰۳۹ ھ سنہ ۳ جلوس میں بادشاہ نے اُس کے حسن خدمات کے صلے میں پچاس ہزار روپیہ انعام مرحمت فرمایا - سنہ ۶ جلوس میں جب کہ قلعہ دولت آباد کے محاصرہ میں مصروف تھا - پورا نے نمک نے پھر زور مارا - خیال آیا کہ اگر قلعہ فتح ہوگیا تو دولت نظام شاہیہ برباد ہو جائیگی یہ خیال کرکے لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور پھر نظام شاہی ملازمت اختیار کرلی —

**پرسوجی**

کھیلوجی کے بھاگنے کے بعد اُس کے دونوں بھائی مالوجی اور پرسوجی خانخاناں مہابت خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جاں نثاری اور وفاداری کا عہد و پیمان کرکے ملازمت شاہی میں داخل ہونے کے امیدوار ہوئے - غرض کہ مہابت خاں کی سفارش سے پرسوجی منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا - اور ہمیشہ صوبہ داران اور سپہ سالاران متعینہ دکن کے ساتھ عقیدت و

اخلاص سے خدمتیں بجا لاتا رہا۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ میں شاہ جہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے اورنگ زیب کی قوت کم کرنے کے واسطے جملہ امرائے متعینہ دکن کو جو شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی میں متعین تھے دربار میں طلب کیا۔ ان میں پرسوجی بھی شامل تھا۔ یہ بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے اکبر آباد روانہ ہو گیا۔ جب اکبر آباد پہنچا۔ شاہزادۂ دارا شکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اورنگ زیب کے روکنے کے واسطے صوبۂ مالوہ کو روانہ کیا۔

پرسوجی جنگ اجین میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے همراہ تھا۔ اس کی شکست کے بعد بھاگ کر دارا شکوہ کے پاس اکبر آباد پہنچا۔ اس کے بعد سموگڑہ کی لڑائی میں سپہر شکوہ کے ساتھ دارا شکوہ کی میسرہ فوج میں شامل ہوا۔ اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ اور سنہ ۳ جلوس تک اپنے منصب موجودہ پر قائم رہکر خدمات شاہی میں سرگرم رہا۔

**عالمگیر کا دو هندو ملازموں کو برخاست کرکے ان کی پنشن قرار پنشن مقرر کرنا**

شہنشاہ عالمگیر کو پہلے ہی سے کسی بات پر دونوں بھائیوں سے ملال تھا۔ لہذا سنہ ۳ جلوس میں دونوں کو ملازمت سے برخاست کیا۔ لیکن خدمات

ساہقہ کا لحاظ فرماکر بڑے بھائی مالوجی کی تیس ہزار روپیہ سالانہ اور چھوٹے بھائی پرسوجی کی بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی —

بادشاہ عالمگیر نے سترھویں صدی میں جو فیاضانہ برتاؤ اپنے ان ھندو ملازموں سے کیا اس کی نظیر اس زمانہ میں تو کیا آج بیسویں صدی میں بھی ملنا مشکل ہے مگر اس پر بھی بہت سے متعصب مورخوں نے اس کی سلطنت پر جا و بیجا الزام لگانا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے - پرسوجی نے بالکل مغلیہ طرز معاشرت اختیار کرلی تھی - جب وہ بیش قرار پنشن پر ملازمت سے علحدہ ہوا - اسی ہزار روپیہ میں جل گاؤں مضافات صوبہ برار کی زمینداری خرید لی - اور اس کے منافع اور پنشن سے بقیہ عمر نہایت آرام اور آسائش سے بسر کی —

پرسوجی نے اورنگ آباد میں ایک پورہ آباد کیا تھا جو حصار شہر کے اندر پورہ پرسوجی کے نام سے مشہور ہے —

## راجہ پرتاب چند اجینیہ

بھوجپور صوبہ بہار کا رہنے والا تھا - پہلے سال جلوس شاہ جہانی میں منصب هزار و پانصدی ذات هزار سوار پر سربلند ہو کر خطاب راجگی - اور عنایت فیل سے مفتخر

ہوا۔ کئی مرتبہ بادشاہ سے وطن کی حکومت کی آرزو
کر کے وہاں کی حکومت پر سرفراز ہوا ۔ جب کئی برس
تک اہل وطن پر حکومت کی خود مختاری کا شوق
چرایا ۔ یہاں تک کہ سنہ ۹ جلوس میں قلعہ کو مستحکم
کر کے خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا ۔ بادشاہ نے اس نمک
حرامی کا حال سن کر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو
جو اس زمانے میں صوبۂ بہار کے صوبہ دار تھے سرکوبی
کے واسطے بھیجا ۔ منگیر سے مختار خان ۔ اور گور کھپور
سے فدائی خاں یہ حال سن کر عبداللہ خاں سے آ ملے ۔
اور تینوں نے مل کر قلعہ بھوجپور کا محاصرہ کیا ۔ چونکہ
قلعہ بہت مضبوط اور جنگل میں واقع تھا ۔ چھ مہینے
تک محاصرہ رہا ۔ روزانہ توپ و تفنگ سے لڑائیاں ہوتی
رہیں ۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا ۔ قلعہ کے فتح ہونے کے
بعد بھی پرتاب سنگھ خرب جم کر لڑا ۔ لیکن شکست کھائی۔
اور خود کشی کرنا چاہا جب یہ نہ ہو سکا تو تمام ہتیار
اور کپڑے اُتار کر صرف لنگی پہنے ہوے رومال سے ہاتھ
باندھ کر عبداللہ خاں کے پاس چلا آیا ۔ اُس نے اول قید
میں رکھا ۔ اور بادشاہ کے حکم پہنچنے پر عدم آباد کو
رخصت کیا —

## راجہ پرتھی چند

چنبہ کے راجہ کا بیٹا تھا ۔ جب سنہ ۵ جلوس

شاهجہانی میں جگت سنگھہ راجہ جمون نے باغی ہوکر
چلبہ کے راجہ کو قتل کرڈالا - اور خود اس کے ملک
پر قابض ہوگیا - تو شاہجہاں نے اس کی سرکوبی کے
واسطے فوج روانہ کی - پرتھی چند امرا<del></del>ے متعینہ مہم
مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا - انھوں نے بادشاہ کے
پاس بھیجدیا بادشاہ نے خلعت اور جمدھر مرصع اور
گھوڑا مرحمت فرماکر منصب ہزاری ذات - چہار صد
سوار پر سرفراز فرمایا - اور خطاب راجگی سے
موصوف کیا - اس کے بعد مہم مذکور پر ماسور کیا
اس مہم سے فارغ ہوکر بارگاہ شاہجہانی میں حاضر
ہوا بادشاہ نے ۲۰ - صفر سنہ ۱۰۵۲ ھ کو ایک ہاتھی
مرحمت فرماکر عزت افزائي کی - اس کے بعد مدتوں تک دربار
میں حاضر رہا - ۲۷ - محرم سنہ ۱۰۵۷ ھ کو بادشاہ نے خلعت و
اسپ مرحمت فرماکر وطن کو رخصت کیا - اس کے بعد اس کا
کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

## پرم دیو سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا - اور رانا امر سنگھہ
کا پوتا تھا - ابتدا میں رانا کی سرکار میں ملازم تھا -
سنہ ۲۱ جلوس شاہجہانی میں رانا کی ملازمت چھوڑ کر
دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے منصب هشت

صدی ذات - چہار صد سوار پر سر فراز فرمایا - سنه۲۲ھ
جلوس میں منصب هزاری ذات - پانصد سوار پر مفتخر
هوکر مہم قندهار پر متعین هوا - ۲۳ جلوس میں منصب
هزار و پانصدی ذات پانصد سوار اور سنه ۲۵ میں
منصب هزار و پانصدی هفتصد سوار سے ممتاز هوا - اسی
سال دوبارہ مہم قندهار پر مامور هوا - سنه ۲۶ میں
منصب دو هزاری - هشت صد سوار - اور سنه ۲۷ ھ میں
منصب دو هزاری - هزار سوار - اور سنه ۲۸ میں منصب
دو هزار و پانصدی ذات - هزار سوار سے سر بلند هوا -
اسی سال بادشاہ نے کسی بات پر خوش هوکر دس هزار
روپئے کے جواهرات انعام میں مرحمت فرمائے —

سنه ۲۹ جلوس میں اس کی لڑکی کی شادی مهاراجه
جسونت سنگهه راٹهور سے قرار پائی اور وہ سر انجام
شادی کے واسطے رخصت لیکر متهرا روانه هوا —

سنه ۳۱ جلوس میں منصب سه هزاری - هزار سوار
سے ممتاز هوکر شہزادے اورنگ زیب کے ساتهه صوبه دکن
میں متعین هوا - اور جب سنه ۱۰۶۸ ھ میں شاهجہاں
کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے امرائے متعینه
دکن کو دربار میں طلب کرالیا - یه بهی دربار
میں حاضر هوا —

سنه ۱۰۶۸ ھ کی جنگ سموگدہ میں دارا شکوہ کی
فوج هراول کا سردار تها اور اُس کی شکست کے بعد

بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ جنگ شاہزادہ شجاع اور محاربہ دوم دارا شکوہ میں عالمگیر کے لشکر کے ساتھہ خدمات شاہی میں سرگرم تھا۔ اس کے بعد دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں خلعت مرحمت ہوکر راجہ رام سنگھہ کچھواھہ کے ساتھہ مہم آسام میں مامور ہوا۔ اور وہاں سے واپس ہوکر سنہ ۱۲ جلوس میں صف شکن خاں فوجدار متھرا کے ساتھہ متھرا میں تعینات ہوا۔ اور اسی سال انتقال کیا —

## راے تلوک چند شیخاوت

راے ملوھر کا پوتا۔ اور شاہ جہاں کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۲ جلوس میں مہم دولت آباد میں متعین ہوکر اپنی تلوار کے جوہر دکھاے۔ سنہ ۹ میں مہم ساھوجی بھونسلا پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہشت صدی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز تھا — سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا اور میدان جنگ میں شجاعت و بہادری کے خوب خوب کارنامے دکھاے۔ اور فتح بلخ کے بعد نواب سعداللہ خاں کی سفارش سے منصب ہزاری ذات۔ و پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد دیگر مہمات میں شریک ہوکر شاہی

خدمتیں بجا لاتا رہا —

## مؤتمن الدولہ - عمدۃ الملک راجہ تودرمل

شہنشاہ اکبر کے مشہور و معروف وزیر راجہ تودرمل ذات کے ٹنڈن گوت کے کھتری - اور لاہور کے رہنے والے تھے - بعض کہتے ہیں کہ چونیاں ضلع لاہور کے رہنے والے تھے - اور وہاں اُن کے بڑے بڑے عالی شان مکانات موجود ہیں کلکتہ کی مشہور علمی مجلس ایشیاٹک سوسائٹی نے اُن کے وطن کی تحقیقات کرکے موضع لاہرپور علاقہ اودھ کا رہنے والا قرار دیا ہے —

اُن کے خاندان اور عہد طفلی کا حال صرف اِس قدر معلوم ہوا ہے - کہ حالت صغیر سنی ہی میں اِن کے باپ نے انتقال کیا - اور بیوہ ماں نے اِن کو بڑی تنگی اور افلاس کی حالت میں پالا تھا - خواجہ مظفر خاں کی دیوانی کے عہد میں (سنہ ۹۷۱ ھ میں مظفر خاں کے دیوان اور وکیل مطلق مقرر ہوئے) اول عام متصدیوں کے زمرے میں ملازمت شاہی میں بھرتی ہوئے - اور مدتوں اُن کی ماتحتی میں کام کرتے رہے طبیعت میں ابتدا ہی سے غور و خوض کا مادہ موجود تھا - قواعد کی پابندی اور کام کی صفائی کی عادت تھی شب و روز محنت کرکے اپنے اور دوسرے متصدیوں کا

کام انجام دیتے تھے۔ کام کا قاعدہ ہے کہ جو اسے سنبھالتا ہے۔ چاروں طرف سے سمٹ کر اُسی کی طرف ڈھلکتا ہے۔ چنانچہ اِسی طریقے سے رفتہ رفتہ بہت سے کارخانے اور خدمتیں اِن کے متعلق ہوتی گئیں۔ اور یہ اکثر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوکر خود کاغذات پیش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہر کام میں انہیں کا نام زبان پر آنے لگا۔ یہاں تک کہ خواجہ مظفر خاں ہی کے عہد میں یہ بادشاہ کے ایسے منظور نظر ہو گئے۔ کہ دونوں میں رقابت پیدا ہوگئی۔ اور دونوں با لیاقت اہلکار ایک دوسرے پر وار کرنے لگے ایک دوسرے سے نہ دبتا تھا۔ اکبر کی نظر دونوں پر برابر تھی۔ دونوں کارگذاروں کو دونوں ہاتھوں پر برابر لئے چلتا تھا۔ آخر کو تو تو میں میں ہونے لگی۔ راجہ نے ایک دن سر دربار خواجہ سے کہا کہ تم مسلمان بہت نوکر رکھتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا۔ کہ تم کون ہوتے ہو۔ تم ہندو نوکر رکھو اور اپنا کام چلاؤ—

جب راجہ تودرمل پر بادشاہ کی اِس قدر نظر عنایت ہوئی۔ اِنھیں اپنی لیاقت دکھانے کا بڑا موقع ملا علاوہ دفتر کے انتظام کے انہوں نے پیادہ۔ سوار۔ توپ خانہ۔ بہیر۔ رسد وغیرہ کے پرانے طریقوں میں اصلاحیں کرنا شروع کیں۔ بادشاہ ان کے

انتظامات کو دیکھکر سمجھہ گئے کہ ٹوڈرمل قلم ہی کا
دھنی نہیں بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر
رکھتا ہے - اُسوقت سے مہمات ملکی میں بھی ماسور ہونے
لگے - چنانچہ چتوڑ - رن تھنبور - سورت کی مہموں میں
جو جو خدمتیں اِنہوں نے عقیدت و اخلاص سے کیں -
اُن کے نقش اکبر کے دل میں بیٹھہ گئے - اور اُن کی شجاعت
دلاوری اور قلعہ گیری کی تدبیروں کا عالم میں ڈنکا بج گیا
سنہ ۹۷۴ھ میں اکبر نے میر معزالملک کو بہادر خاں
کے مقابلے پر قنوج روانہ کیا - اُس کے بعد راجہ ٹوڈرمل
کو حکم دیا کہ تم جا کر سر شور نمک خواروں کو سمجھاؤ -
اگر راہ پر آجائیں تو بہتر ہے - ورنہ سزا کو پہنچاو -
بہادر خاں لڑنا نہ چاہتا تھا - جب بادشاہی لشکر پاس پہنچا -
جہاں تھا - وہیں تھم گیا معزالملک کے پاس وکیل بھیجا
اور پیغام دیا کہ خانزماں کی منعم خاں کے ذریعے سے
عرض معروض ہو رہی ہے - ہمارے لئے تم بارگاہ شاہی
میں سفارش کرو - کہ خطائیں معاف ہوجائیں - معزالملک
اپنی بہادری کے سامنے کسی کو نہ سمجھتا تھا - وہ کہتا
تھا - جو میں ہوں سو کون - ایک نہ سنی - یہ پیغام
سلام ہو ہی رہے تھے کہ راجہ جا پہنچے - اِن کا بھی
دنیا جوش تھا - اور ملک گیری اور شمشیر زنی کے جوہر
دکھانا چاہتے تھے - اِنہوں نے بھی صلح پر لڑنے کو ترجیح
دی - اور لڑپڑے - بہادرخاں نام ہی کا بہادر نہ تھا بلکہ شجاعت و

بہادری میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا - جب مجبور ہو گیا - بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا - مارنے مرنے پر آمادہ ہو گیا - اور بادشاہی فوج پر باز کی طرح آکر گرا - معزالملک زبان کے بہادر تھے - نہ کہ میدان جنگ کے - ٹوڈرمل بہادر تھے مگر اپنی سخت گیری کی وجہہ سے امیروں اور سپاہیوں کو خوش نہ رکھہ سکتے تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر خاں نے معزالملک کو تو پہلے ہی حملہ میں اُلٹ کر پھینکدیا - ٹوڈرمل شام تک تو الگ الگ لڑتے رہے - رات کو کھسک گئے - امرائے ہمراہی جان بوجھکر پہلو دے گئے - اُدھر دربار میں خانزماں کے ساتھہ بہادر خاں کا بھی تصور معاف ہو چکا تھا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا فرمایا - خیر - اب ہم تو خانزماں کے ساتھہ سب کا قصور معاف کر چکے - تھوڑے دنوں میں ٹوڈرمل چپ چپاتے دربار میں آموجود ہوئے —

سنہ ۹۸۰ ھ میں صوبہ گجرات کے مہتمم بندوبست مقرر ہوکر بھیجے گئے - اور چند روز میں جملہ کاغذات مرتب کرکے حاضر دربار ہوئے —

**مہم بہار**

سنہ ۹۸۱ ھ میں خانخاناں منعم خاں کی امداد کے واسطے صوبہ بہار روانہ کئے گئے اور ان کے لشکر میں شامل ہوکر خوب مقابلہ کیا - اور پٹنہ کے فتح ہونے پر علم اور نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوئے —

مہم بنگالہ

اس مہم کے بعد جب بنگالے کی مہم کے واسطے اُمرا منتخب ہوئے - ان میں پھر ان کا نام لکھا گیا - چنانچہ انھوں نے اس مہم کے ہر معرکہ خصوصاً معرکہ ٹانڈہ میں شجاعت و بہادری - اور حسن تدبیر کا پورا حق ادا کیا - اور نازک نازک موقعوں پر اپنی جان کو جان نہیں سمجھا —

سنہ ۹۸۳ ھ میں داؤد خاں کا حال بہت تنگ ہوا - صلح کی التجا کی خانخاناں منعم خاں کا آئین سپہدارو ہمیشہ صلح پر تھا - اُمرائے شاہی بھی روز روز کی لڑائیوں اور ملک کی آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے تنگ ہو رہے تھے - جلسۂ مشورت میں سب صلح پر راضی ہو گئے - لیکن ٹوڈرمل راضی نہ ہوئے - اور یہی کہتے رہے کہ دشمن کی جڑ اکھڑ چکی ہے - اور تھوڑی سی ہمت میں سب افغان نیست و نابود ہو جائیں گے - اُن کی التجاؤں اور اپنے آراموں پر نظر نہ کرو - اور برابر دھاوے کئے جاؤ اور ان کا پیچھا نہ چھوڑو - خانخاناں اور اُمرائے لشکر نے انھیں بہت سمجھایا - مگر یہ کسی طرح راضی نہ ہوئے - اگرچہ صلح ہو گئی - اور اس کا جشن بڑی شان و شوکت سے منایا گیا - مگر ٹوڈرمل اس جشن میں نہ شریک ہوئے نہ صلح نامہ پر اپنی مہر کی —

جب اس صلح ہوجانے پر بنگالہ کی طرف سے بادشاہ کا اطمینان ہوگیا - تو انھیں دربار میں بلا بھیجا - جب

یہ دربار میں حاضر ہوے چون ہاتھی کہ نہایت عمدہ اور تمام بنگالہ میں نامی تھے - اور بہت نادر و نایاب تحفہ حضور میں لا کر پیش کئے - اور جملہ معرکوں کی تفصیل بیان کی - اکبر بہت خوش ہوے - اور عالی منصب دیوانی عطا فرمایا - چند ہی دن میں تمام ملکی اور مالی خدمتیں سپرد ہو کر وزارت کل اور وکالت مستقل کے معزز عہدے پر سرفراز ہوے - جب منعم‌خاں کا انتقال ہو گیا - داؤد خاں پھر باغی ہو گیا - اور تمام بنگالہ میں بغاوت پھیل گئی بادشاہ نے خانجہاں کو ممالک مذکورہ کا انتظام سپرد کیا - اور ٹوڈرمل کو ساتھ کیا - اِنھوں نے اپنی لیاقت و کاردانی سے بگڑے ہوے کام کو جلد بنا لیا - اخیر معرکہ میں دونوں طرف کے بہادر اِس ہمت سے لڑے کہ دلوں کے ارمان نکل گئے - اس معرکہ میں خانجہاں قلب میں اور ٹوڈرمل بائیں پرے پر تھے - اکبری اقبال کے ساتھ خانجہاں اور ٹوڈرمل کی بہادری کام کر گئی داؤد خاں گرفتار ہوکر قتل ہوا - اور اُس کے خاتمے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا - ٹوڈرمل موچھوں پر تاؤ دیتے ہوے ہنسی خوشی دربار میں حاضر ہوے - ۳۰۴ ہاتھی نذر گذرانے کہ یہی بنگالہ کا بڑا تحفہ تھا —

راجہ ٹوڈرمل کے بنگالہ سے واپسی کے تھوڑے دنوں بعد دربار میں خبر آئی - کہ وزیر خاں کی بے تدبیری سے گجرات اور سرحد دکن کا حال تباہ ہے - راجہ کو

حکم ملا کہ جلد وہاں پہنچ کر انتظام ملا سب عمل میں لائیں - یہ حسب الحکم دربار سے روانہ ہوے - اور سلطان پور ملک ندربار - بندر سورت - بھروچ - بڑودہ - جانپر - گجرات کا دورہ کرتے ہوے - دفتر وغیرہ کا معائنہ کرتے ہوے پٹن میں پہنچے - اور وہاں کے دفتر کے ملاحظہ میں مصروف تھے کہ وزیر خاں کا قاصد دوڑا ہوا آیا - اور معلوم ہوا کہ گلرخ بیگم نے جو شاہ زادہ کامراں کی بیٹی اور ابراہیم حسین مرزا کی بیوی ہے اپنے نوجوان بیٹے مظفر کو ساتھ لے کر گجرات پر حملہ کیا ہے - اور اُمراے شاہی اُس کے مقابلے کی تاب نہ لاکر قلعہ میں محصور ہیں - راجہ جس ہاتھ میں قلم لئے ہوے دفتر کا ملاحظہ کر رہے تھے - اُسی ہاتھ میں تلوار لے کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے - اور یلغار کرکے گجرات جا پہنچے - وزیر خاں کو مرد بنا کر قلعہ سے باہر نکالا - اور باغیوں کی طرف روانہ ہوے - باغی بڑودہ میں پڑے ہوے تھے - راجہ کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے - راجہ نے تعاقب کیا اور دب پیچھا نہ چھوڑا تو دولقہ کے تنگ میدان میں جاکر رکے - اور لاچار ہوکر مقابلہ کیا - اس لڑائی میں گلرخ بیگم نے عجیب مردانہ کام کیا تھا - عورتوں کو مردانہ کپڑے پہنا کر گھوڑوں پر سوار کیا تھا جو بجاے چشم و ابرو کے تیر و تلوار سے بڑے بڑے بہادر مردوں کو گھائل کرتی تھیں - آخرکار بڑے کشت و خون

کے بعد غنیم بہت سی غنیمت چھوڑ کر بھاگے - بہت سے باغی گرفتار ہوے - تودرمل نے لوٹ کے اسباب اور ہاتھیوں کے ساتھہ اِن قیدیوں کو بھی اصلی ہیئیت میں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا - کہ زنانی مردانگی کا نمونہ بھی بادشاہ دیکھہ لیں - راجہ کے بیٹے دھار نے ان قیدیوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا —

**بغاوت بنگالہ**

سنہ ۹۸۷ ھ میں صوبہ بنگالہ میں فساد اُٹھا - اس مرتبہ اُمراے شاہی میں بگاڑ تھا - اور اُمرا اور سپاہی سپہ سالار سے ناراض ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے - اکبر نے راجہ تودرمل کو روانہ کیا - انھوں نے اس نازک موقع پر شمشیر سے زیادہ تدبیر سے کام لیا - بہتوں کو حکمت عملی سے کھینچ لیا - جلھوں نے نمک حرامی پر کمر باندھی - اُنھیں تلوار کے گھاٹ اُتارا - غرض کہ نہایت جانکاہی اور جانفشانی سے خدمتیں بجا لاکر اس فساد کو فرو کیا - اسی مہم میں بعض نمک حراموں نے سازش کی تھی - کہ لشکر کی موجودات لیتے وقت راجہ کا کام تمام کردیں - بلوہ کا خون ہوگا - جس کا کسی خاص شخص پر ثبوت پہنچنا نا ممکن ہوگا - لیکن راجہ کو بھی وقت پر خبر مل گئی - اور وہ نہایت ہوشیاری سے اس موقع سے صاف الگ ہو گئے - سنہ ۹۸۹ ھ میں بنگالے کے انتظام سے فارغ ہو کر دربار میں واپس آے - اور اپنے اصلی عہدے وزارت پر دربار میں مصروف ہوے ■

سنہ ۹۹۰ ھ میں راجہ ٹوڈر مل نے بادشاہ کی دعوت کی - نہایت دھوم دھام سے جشن منعقد کیا - بادشاہ جشن میں راجہ کے گھر تشریف لے گئے - اور ان کی عزت افزائی فرمائی —

سنہ ۹۹۳ ھ میں منصب عالی چہار ہزاری (۴۰۰۰) سے مفتخر ہوئے —

مہم یوسف زئی

اسی سال راجہ بیربر کوہستان یوسف زئی و سواد وغیرہ کی مہم پر مارے گئے۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی بہت رانج ہوا - دوسرے دن انہیں روانہ کیا - مان سنگھہ جمرود کے مقام پر تھے - انہیں حکم پہنچا کہ راجہ ٹوڈر مل سے جا کر ملو - اور ان کی صلاح سے کام کرو - راجہ ٹوڈر مل نے وہاں پہنچ کر کوہ لنگر کے پاس سواد کے قریب اپنی چھاؤنی ڈالی - فوجوں کو اِدھر اُدھر پھیلا دیا - بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھہ بھاگ گئے کچھہ پہاڑوں میں جا چڑھے - اس خدمت کو انجام دے کر یہ سرخرو دربار میں واپس آئے -

سنہ ۹۹۶ ھ میں ایک کھتری نے رات کے وقت ان پر تلوار کا وار کیا - اور بھاگ گیا - بادشاہ کو مسلمان امیروں کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوئی کہ عداوت مذہب سے کسی نے یہ حرکت کی ہے - جب تحقیقات ہوئی تو اصل حال کھلا کہ راجہ نے ایک کھتری کو بد اعمالی کی سزا دی تھی وہ غصے کے مارے اندھا ہو رہا تھا - اس نے

موقع پاکر وار کیا - آخر کار وہ اور اس کے ساتھی سب پکڑے گئے - اور سزا یاب ہوے —

سنہ ۹۹۷ ھ میں اکبر کشمیر جنت نظیر کی سیر کو تشریف لے چلے - راجہ ٹوڈر مل کو راجہ بھگوان داس کے ساتھہ لاہور میں چھوڑا - یہ یہاں کچھہ بیمار ہوے - بادشاہ کو عرضی لکھی - جس کا خلاصہ یہ تھا - بیماری نے بڑھاپے سے سازش کر کے زندگی پر حملہ کیا ہے - اور غالب آ گئی - موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے - اجازت ہو تو سب سے ہاتھہ اُٹھا کر گنگا جی کے کنارے جا بیٹھوں - اور خدا کی یاد میں آخری سانس نکالوں —

بادشاہ نے اول تو ان کی خوشی کے لئے فرمان اجازت بھیج دیا تھا - کہ وہاں افسردہ طبیعت شگفتگی پر آ جاے گی - مگر دوسرا فرمان پھر پہنچا کہ کوئی خدا پرستی عاجز بندوں کی غمخواری کو نہیں پہنچتی - بہت بہتر ہے کہ اس ارادہ سے رک جاؤ - اور آخیر دم تک انہیں کے کام میں رہو - اور اسی کو آخرت کا سفر خرچ سمجھو - پہلے فرمان کی اجازت پر تن بیمار اور جان تندرست کو لے کر ھر دوار چلے تھے - لاہور کے پاس اپنے ہی بنواے ہوے تالاب پر ڈیرا تھا - جو دوسرا فرمان پہنچا - کہ چلے آؤ —

راجہ ٹوڈرمل اس فرمان کے پہنچتے ہی جہاں تھے - وہیں رک گئے - بیمار تو پہلے ہی سے تھے - گیارھویں

دن اس دار نا پائدار سے رخصت ہوئے —

مذہب اخلاق و عادات

راجہ تودرمل اپنے مذہب کے پکے - اور ہمیشہ گیان دھیان میں مصروف رہتے تھے - پوجا پاٹ اور دیگر فرائض مذہبی کو کمال سرگرمی سے انجام دیتے تھے - وہ جب تک پوجا سے فارغ ہو لیتے کوئی دنیوی کام نہ کرتے - یہاں تک کہ کھانا تک نہ کھاتے تھے - ایک مرتبہ جب کہ بادشاہ کے ساتھ اجمیر سے پنجاب جا رہے تھے - ایک دن کوچ کی گھبراہٹ میں ٹھاکروں کا آسن کہیں رہ گیا یا وزیر سلطنت کا تھیلا سمجھکر کسی نے چرا لیا - اس کی تلاش میں کئی وقت کا فاقہ ہوگیا - تمام لشکر میں اسی کا چرچا ہونے لگا - دربار میں بیربر جیسے کئی مقدس پنڈت - اور بدھیاوان موجود تھے خدا جانے بادشاہ کے سامنے کیا کیا مذاق اُڑائے ہوں گے - بادشاہ نے راجہ کو بلایا - اور فرمایا کہ ٹھاکر چوری گئے تو جانے دو - ان داتا تمہارا ایشور ہے - وہ تو چوری نہیں گیا - اشنان کرکے اُسے یادکرو - اور کھانا کھاو - خود کشی کسی مذہب میں ثواب نہیں ہے - راجہ نے بادشاہ کی اِس تقریر کو سن کر نصیحت پر عمل کیا - اور اشنان کرکے ٹھاکروں کا دھیان کیا - اور فارغ ہو کر کھانا کھایا - راجہ کے اخلاق وعادات کی نسبت شیخ ابوالفضل تحریر کرتے ہیں کہ اگر تعصب کی پرستاری - تقلید کی محبت اور کینہ کشی نہ ہوتی اور اپنی بات پر مغرور ہو کر نہ آڑتا - تو بزرگان معنوی

سے ہوتا۔ جب راجہ دیوان کل کے عہدے پر سرفراز ہوئے
اُس مقام پر لکھتے ہیں بادشاہ نے مقدمات ملکی اور مالی
اسکے فہم وفراست پر حوالہ کر کے دیوان کل ہندوستان کا
مقرر فرمایا وہ راستی اور کم طمعی میں عمدہ خدمت
گذارتھا ۔ بے لالچ کاروبار کرتا تھا ۔ کاش کینہ کش اور
انتقامی نہ ہوتا کہ طبیعت کے کھیت میں ذرا ملائمت
پھوٹ نکلتی ۔ یہ بڑی سہی تعصب مذہبی چہرہ پر
رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا ۔ باوجود
اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھکر کہنا چاہئیے ۔ کہ سیر دلی
اور بے طمعی کے ساتھ عرق ریز ۔ کارداں ۔ قدرداں خدمت
گذار تھا اورکم نظیر نہیں بےنظیر تھا ۔

راجہ ٹوڈرمل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور
کے قتل کی سازش کا بدنما دھبہ خیال کیا جاتا ہے ۔
خواجہ موصوف حساب کتاب معاملہ فہمی ۔ اور تحریر و
تقریر میں کارگذار اہلکار تھے ۔ ترقی کرتے کرتے سنہ ۹۸۳ ۸۴ ھ
میں بادشاہ کی جوہر شناسی سے دیوان کل ہو گئے ۔ اور
اُمور ملکی میں راجہ ٹوڈرمل کے شریک غالب ہو کر
کام کرنے لگے ۔ دو کارگذار اہلکاروں کا ایک کام پر رہنا
غضب ہے ۔ دونوں میں چشمک پیدا ہوگئی ۔ اور ایک
دوسرے پر وار کرنے لگا ۔ مرزا حکیم اکبر کا سوتیلا بھائی

کابل کا حاکم تھا - وہ بغاوت کر کے لاہور تک بڑھ آیا -
اکبر نے اگرہ سے فوج روانہ کی - اور پھر خود بھی روانہ
ہوا - مرزا حکیم بھاگ گیا - اکبر سرہند پر پہنچا - خواجہ
اُس وقت سرہند کے صوبہ دار تھے - یار لوگوں نے مرزا
حکیم کے فرمان اور اُس کے اُمرا کی طرف سے جعلی خطوط
خواجہ کے نام - کچھہ خواجہ کے خط اُس کے نام بنا کر پیش
کئے - موقع ایسا تھا - کہ اکبر کو بھی یقین آگیا - قید
کرکے ضامن مانگا - برے وقت میں کون کس کا ساتھی
ہوتا ہے - اِن بیچارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ہوا -
اور انبالہ کے قریب کچھہ کوٹ کی منزل پر بیچارے کو
بے جرم وبے خطا پھانسی پر لٹکا دیا - ثانی منصور
حلاج ۹۸۹ تاریخ ہوئی - جب مرزا حکیم کی مہم کا خاتمہ
ہوا - تو کابل میں پہونچکر اکبر نے بہت تحقیقات کی -
لیکن سازش کی بو بھی کہیں سے نہ نکلی - یہ پتہ چلا
کہ راجہ ٹوڈرمل کی اشتعالک سے کرم اللہ - شہبازخان کنبوہ
کے بھائی اور بعض دیگر اُمرا نے یہ فتیلے بلائے تھے - اکبر نے
اِس کے خون ناحق سے اور اِس نظر سے کہ ایسا کاردان
اہلکار ہاتھہ سے گیا - بہت افسوس کیا اور کہا کرتے تھے
کہ جس دن سے خواجہ مرا - تمام حساب درہم برہم ہورہے
ہیں اور محاسبہ کا سر رشتہ ٹوٹ گیا —

ٹوڈرمل پابندی آئین - تعمیل احکام اور محاسبات عمل
درآمد میں کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتے تھے -

ہے ہوتا - جب راجہ دیوان کل کے عہدے پر سرفراز ہوئے اُس مقام پر لکھتے ہیں بادشاہ نے مقدمات ملکی اورمالی اسکے فہم ولراست پر حوالہ کر کے دیوان‌کل ہندوستان کا مقرر فرمایا وہ‌راستی اور کم طمعی میں عمدہ خدمت گذارتھا - بے لالچ کاروبار کرتا تھا - کاش کینہ کش اور انتقامی نہ ہوتا کہ طبیعت کے کھیت میں ذرا ملائمت پھوٹ نکلتی - یہ بھی سہی تعصب مذہبی چہرہ پر رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہو تا - باوجود اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھکر کہنا چاہئے - کہ سیر دلی اور بے طمعی کے ساتھہ عرق ریز - کارداں - قدرداں خدمت گذار تھا اورکم نظیر نہیں بےنظیر تھا -

راجہ ٹوڈرمل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور کے قتل کی سازش کا بدنما دھبہ خیال کیا جاتا ہے - خواجہ موصوف حساب کتاب معاملہ فہمی - اور تحریر و تقریر میں کارگذار اہلکار تھے - ترقی کرتے کرتے سنہ ۹۸۳-۸۴ ھ میں بادشاہ کی جوہر شناسی سے دیوان کل ہو گئے - اور اُمور ملکی میں راجہ ٹوڈرمل کے شریک غالب ہو کر کام کرنے لگے - دو کارگذار اہلکاروں کا ایک کام پر رہنا غضب ہے - دونوں میں چشمک پیدا ہوگئی - اور ایک دوسرے پر وار کرنے لگا - مرزا حکیم اکبر کا سوتیلا بھائی

کابل کا حاکم تھا - وہ بغاوت کر کے لاھور تک بڑھ آیا -
اکبر نے اگرہ سے فوج روانہ کی - اور پھر خود بھی روانہ
ھوا - مرزا حکیم بھاگ گیا - اکبر سرھند پر پہنچا - خواجہ
اُس وقت سر ھاند کے صوبہ دار تھے - یار لوگوں نے مرزا
حکیم کے فرمان اور اُس کے اُمرا کی طرف سے جعلی خطوط
خواجہ کے نام - کچھہ خواجہ کے خط اُس کے نام بنا کر پیش
کئے - موقع ایسا تھا - کہ اکبر کو بھی یقین آگیا - قید
کرکے ضامن مانگا - برے وقت میں کون کس کا ساتھی
ھوتا ھے - اِن بیچارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ھوا -
اور انبالہ کے قریب کچھہ کوٹ کی منزل پر بیچارے کو
بے جرم وبے خطا پھانسی پر لٹکا دیا - ثانی منصور
حلاج ۹۸۹ تاریخ ھوئی - جب مرزا حکیم کی مہم کا خاتمہ
ھوا - تو کابل میں پہنچکر اکبر نے بہت تحقیقات کی -
لیکن سازش کی بو بھی کہیں سے نہ نکلی - یہ پتہ چلا
کہ راجہ ٹوڈرمل کی اشتعالک سے کرم اللہ - شہبازخان کنبوہ
کے بھائی اور بعض دیگر اُمرا نے یہ فتیلے بنائے تھے - اکبر نے
اِس کے خون ناحق سے اور اِس نظر سے کہ ایسا کاردان
اھلکار ھاتھہ سے گیا - بہت افسوس کیا اور کہا کرتے تھے
کہ جس دن سے خواجہ مرا - تمام حساب درھم برھم ھورھے
ھیں اور محاسبہ کا سر رشتہ ٹوٹ گیا —

ٹوڈرمل پابندی آئین - تعمیل احکام اور محاسبات عمل
درآمد میں کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتے تھے -

اور امرائے عالی شان سے لیکر غریب سپاهی تک
اور صاحب ملک سے لے کر ادنی معافیدار تک سب کا
حساب و کتاب انهیں کے ذمہ تها - حساب کتاب میں
لوگ حجتیں کرتے - اور جب ان کے سامنے کسی
کی کچهہ پیش نہ جاتی - طرح طرح کے الزام لگاتے اور
پهبتیاں اڑا کر اپنے دل کے بخار نکالتے تهے - کسی نے
سجع لکها هے :—

آنکہ شد کار هند از و مختل    راجۂ راجهاست تودر مل

تصنیف و تالیف اور علمی لیاقت

راجہ تودر مل نے حساب کتاب میں
ایک رسالہ لکها هے - اس کے گر یاد کرکے
بنیے اور مهاجن طلسمات کا عالم دکهاتے هیں - اور ان
کے سامنے بڑے بڑے کالجوں کے بی - اے - اور ایم - اے -
منہ تکتے رہ جاتے هیں —

کتاب خازن اسرار بهی انهیں کے نام سے مشہور هے -
جو دو حصوں پر مشتمل هے - ایک حصہ میں دهرم
گیان - اشنان - پوجا پاٹ وغیرہ کا بیان هے - دوسرے
میں کاروبار دنیوی کا ذکر هے - اور دونوں میں بہت
سے چهوٹے چهوٹے باب هیں - هر چیز کا تهوڑا تهوڑا
بیان هے مگر سب کچهہ هے - دوسرے حصے میں علم الاخلاق
کے علاوہ اختیار ساعات - موسیقی ' شگون ' آواز طیور -
پرواز طیور وغیرہ تک کے حالات لکهے هیں —

٭ ان کی علمی لیاقت کا حال صرف اس قدر معلوم

ہوتا ہے۔ کہ اپنے دفتر کی تحریروں کو بخوبی لکھہ پڑھ لیتے تھے —

**دفتر انتظام اور نئے قواعد**

راجہ تودر مل اول درجہ کے محاسب تھے۔ ہر معاملہ میں اصول و قواعد کی پابندی کو ضروری سمجھتے تھے اُنہوں نے کاغذات دفتر کو از سر نو مرتب کیا۔ نئی نئی اصلاحیں نکالیں۔ اگرچہ ان کے ساتھہ فیضی۔ میر فتح اللہ شیرازی۔ حکیم ابوالفتح۔ حکیم ہمام۔ نظام الدین احمد بخشی وغیرہ نے بیٹھہ کر قواعد بنائے۔ اور سب دفتروں میں انہیں کے بموجب کام جاری ہوا۔ خواجہ شاہ منصور اور مظفرخاں نے دفتر کے انتظام میں بڑے بڑے کام کئے۔ مگر ان کی شہرت نے سب کے کاموں پر پانی پھیر دیا۔ اور جملہ نئی اصلاحیں اور الفاظ۔ اور دفتر کے آئین و قوانین انہیں کے نام سے مشہور ہوگئے۔ جن میں سے بہت سی اصلاحیں اور الفاظ آج تک مالگذاری اور حساب کے سرکار کاغذات میں چلی آتی ہیں —

صاحب دربار اکبری بحوالۂ خلاصۃ التواریخ تحریر فرماتے ہیں۔ "کہ وہ راز دان سلطنت تھا۔ دقائق سیاق اور حقائق حساب میں بے نظیر تھا۔ محاسبوں کے کاروبار میں باریکیاں نکالتا تھا۔ ضوابط و قوانین وزارت۔ آئین سلطنت۔ ملک کی معموری۔ رعیت کی آبادی۔ دفتر دیوان کے دستور العمل۔ حقوق بادشاہی کے اصول۔ افزونی خزانہ۔

رستوں کی امنیت - مواجب سپاہ - شرح داسی پرگنات - تنخواہ جاگیر - مناصب اُمرا کے قواعد - سب کچھ اِس کی یادگار ہیں - اور سب جگہہ اِنہیں قواعد اور ضوابط پر عمل درآمد ہے —

(۱) جمع و بندھی پرگنہ وار اس نے باندھی - (۲) طنابی جریب خشکی اور تری میں گھٹ بڑھ جاتی ہے اور ۵۵ گز تھی - اس نے ۶۰ گز کی جریب بانس یا نرسل کی قرار دی - اور لوہے کی کڑیاں بیچ میں ڈالیں کہ کبھی فرق نہ پڑے - (۳) اس کی تجویز سے سنہ ۹۸۲ ھ میں کل ممالک محروسہ بارہ صوبوں میں منقسم ہوا - اور دہ سالہ بندوبست ہو گیا - چند گاؤں کا پرگنہ - چند پرگنوں کی سرکار - چند سرکاروں کا ایک صوبہ قرار پایا (۴) روپیہ کے چالیس *دام ٹھہرائے - پرگنہ کی شرح دامی دفتر میں مندرج ہوئی (۵) کروڑ دام کی تحصیل پر ایک عامل مقرر کرکے کروڑی (تحصیلدار) اس کا نام رکھا (۶) امرا کے ماتحت نوکر ہوتے تھے - ان کے گھوڑوں کے لئے داغ کا آئین مقرر کیا - کہ ایک جگہہ کا گھوڑا دو دو تین تین جگہہ دکھا دیتے تھے -

---

* دام وزن میں ایک تولہ کا ہوتا تھا - دلی کے پیسے کی طرح مربع تھا - ایک طرف اکبر کا نام معمولی طور پر - اور دوسری طرف دام نہایت خوش خط خط ثلث میں لکھا ہوتا تھا —

عین وقت پر کہیں سے بڑا ہرج پڑتا تھا ۔ اس میں کبھی
تو سواروں کی دغا بازی ہوتی تھی ۔ کبھی اُمرا خود
بھی دغا دیتے تھے کہ جب موجودات ہوتی تو فوراً سوار
سپاہی نوکر رکھہ لئے اور لفافہ چڑھاکر موجودات دلوادی
ادھر سے رخصت ہوئے ۔ ادھر جاکر سپاہیوں کو موقوف
کردیا ۔ (۷) بند ہائی بادشاہی کی سات ٹولیاں باندھیں
ہفتے کے سات دن کے بموجب ہر ٹولی سے باری باری
کے آدمی لئے جاتے تھے ۔ اور چوکی میں حاضر ہوتے تھے
(۸) ہر روز کے واسطے ایک چوکی نویس مقرر ہوا ۔
کہ ہر اہل خدمت کی حاضری دیکھ لے ۔ اور جو عرض
معروض حکم احکام ہوں ۔ جاری کرے اور جابجا پہونچائے
(۹) ہفتے کے لئے سات واقع نویس مقرر ہوئے ۔ کہ
تمام دن کا حال (روز نامچہ دیوڑھی پر بیٹھے لکھا
کریں ۔ (۱۰) امرا اور خوانین کے علاوہ چار ہزار یکہ
سوار خاص رکاب شاہی کے لئے قرار دئے ۔ انہیں کو
احدی کہتے تھے کہ یکہ کا ترجمہ ہے ۔ ان کا داروغہ
بھی الگ مقرر ہوا ۔ (۱۱) کئی ہزار غلام ۔ کئی
لڑائیوں کے گرفتار غلامی سے آزاد ہوئے ۔ اور چیلہ ان
کا خطاب ہوا ۔ کیونکہ خدا کے بندے آزاد ہیں انہیں
غلام یا بندہ کہنا روا نہیں ہے ۔ غرض سیکڑوں جزئیات
آئین و قواعد کے ایسے باندھے ۔ کہ بعد اس کے امرا اور
وزرا نے کوشش کی اور کرتے ہیں مگر آگے نہیں نکل

سکتے - اس کے بعد منصب وکالت مرزا عبدالرحیم خانخاناں کو مرحمت ہوا - اس نے بھی منصب مذکور اور امورات وزارت کو با حسن وجوہ رونق دی - کہ موردتحسین ہوا -

(۱۲) ہندوستان میں خرید و فروخت دیہات کی جمع بندی - تحصیل مال - نوکروں کی تنخواہوں کا حساب کیا راجاؤں اور کیا بادشاہوں میں تنکوں پر تھا - مگر پیسہ دیا کرتے تھے - چاندی پر ضرب لگتی تھی - تو چاندی کے تنکے کہلاتے تھے - اور ایلچیوں اور قوموں کو انعام میں دیا کرتے تھے عام رواج نہ تھا - چاندی کے مول بازار میں بک جاتے تھے - ٹوڈرمل نے منصبداروں اور ملازموں کی تنخواہ میں انہیں کو جاری کیا اور آئین باندھا - کہ تنکہ کے جگہہ دیہات سے روپیہ وصول ہوا کرے - اس کا ۱۱ ماشہ وزن رکھا - روپیہ کے چالیس درم قرار دئے - اس کا آئین یہ کہ تانبے پر ٹکسال کا خرچ لگائیں - نو روپیہ کے پورے پورے ۴۰ دام پڑتے ہیں - وہی نوکروں کو تنخواہ میں ملتے تھے اسی کے بموجب جمع کل دیہات و قصبات پرگنات کے دفتر میں لکھی جاتی تھی - اس کا نام عمل نقد جمع بندی رکھا - محصول کا یہ آئین باندھا - کہ غلہ زمین بارانی میں - نصف کاشتکار تھا - نصف بادشاہ کا غیر بارانی میں ہر قطعہ پر — اخراجات اور اس کی خرید و فروخت کی لاگت لگا کر غلہ میں $\frac{1}{3}$ بادشاہی

لیھکر وغیرہ میں کہ جلس اعلی کہلاتی تھی - اور باقی لگھم الی اور
کٹائی وغیرہ کی محنت غلہ سے زیادہ کھاتی ہے
۱/۴ ۔ ۱/۵ ۔ ۱/۶ ۔ ۱/۷ ۔ حسب مراتب حق بادشاہی - باقی
حق کا شتکار اگر محصول لیں - تو جلس میں مربع
بیگہ پر زر نقدی اہی - اس کا دستور العمل بھی جلس
وار لکھا ہوا ہے —

**ہندوؤنکا فارسی پڑھنا اور دفاتر شاہی میں زباں کا عام طور پر ہونا**

سنہ ۹۹۰ ھ میں سونے سے تالمی
تک کل سکوں میں راجہ کی
تجویر سے اصلاحیں ہوئیں - سکندر لودی کے زمانے تک
عام طور سے ہندو فارسی یا عربی نہ پڑھتے تھے - ان
کا نام ملکش بدھیا رکھہ چھوڑا تھا - جب سکندر لودی
کو فارسی خواں ہندؤں کی ضرورت ہوئی - تو اس نے
ایک دن دربار میں کہا "- کہ کدام ہندو بھہ است
کہ فارسی می دالد "- جواب ملا - کہ کوئی نہیں ۔
اس پر بادشاہ نے اول برھملوں کو طلب کرکے فارسی پڑھنے
کے واسطے کہا - انہوں نے جواب دیا - کہ مہاراجہ ہمکو اپنے
دھرم کرم و دیا سے کہاں فرصت ہے - جو فارسی پڑھیں -
پھر چھتریوں کو بلا کر کہا - وہ بولے - کہ ہم اہل سیف
ہیں اہل قلم بننا نہیں چاہتے اسی طرح ویشوں نے عذر
کیا - کہ ہم تجارت پیشہ ہیں - ہمیں - اس قدر فرصت
نہیں کہ فارسی پڑھیں - جب شودروں میں کایتوں کی
باری آئی جو پہلے سنسکرت کی کتابت سے اوقات

بسری کرتے تھے - انھوں نے خوشی سے قبول کرلیا - اور
تھوڑے ھی دنوں میں فارسی پڑھ کر ملکی عہدوں پر مامور
ہونے لگے - ان کی دیکھا دیکھی اور ھندو بھی فارسی پڑھنے
لگے - اور سکندر لودی ھی کے زمانہ میں اکثر ھندو فارسی
عربی میں کامل ھو کر ان علوم کا درس دینے لگے - پنڈت
دونگر مل شاعر بن گئے - جن کا یہ مطلع مشہور ہے —

دل خوں نشدے چشم تو خنجر نشدے گر
رہ گم نشدے زلف تو ابتر نشدے گر

لیکن چونکہ ھندی ملکی زبان تھی - اور ہزاروں ایسے
ھندو جو فارسی نہیں جانتے تھے مختلف محکموں خصوصاً
محکمہ مال میں ملازم چلے آتے تھے - اس کے علاوہ سکندر
لودی کے بعد سے اکبر کے عہد تک ملکی انقلاب بھی ھلد
جلد ھوتا رھا - اور کسی بادشاہ کو اتنی فرصت نہ ملی
کہ ادھر توجہ کرتا لہذا راجہ ٹوڈر مل کے عہد تک دفتروں
کا انتظام کچھہ تیتر کچھہ بٹیر رھا - جہاں ایسے ھندو تھے
جو فارسی نہیں جانتے تھے - وھاں ھندی کاغذوں میں
کام چلتا تھا - جہاں مسلمان اور فارسی خواں ھندو تھے -
وہ فارسی میں کاغذ رکھتے تھے - جب راجہ ٹوڈر مل نے دیکھا
کہ اس دو عملی سے کام میں بہت ھرج ھوتا ہے - اور
ھندو بادشاہ وقت کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اعلی درجے
کی ترقی پانے سے محروم رھتے ھیں - تو اس نے کل قلمرو
ھندوستان کے دفاتر میں ایک قلم فارسی زبان کو رائج

کر دیا - اگرچہ راجہ کے اس حکم سے اس وقت ہندوؤں میں
ایک عام اضطراب پیدا ہو گیا - اور چند روز تک طرح طرح
کی مشکلیں بھی پیش آئیں لیکن عام طور سے ہندو فارسی
پڑھنے لگے اور چند ہی مدت کے عرصے میں بہت سے ہندو
فارسی خوان ہو کر نہ صرف دفتروں بلکہ امرائے دربار
کے زمرے میں نظر آنے لگے - اور چونکہ بہ نسبت مسلمان
اہلکاروں کے یہ اپنے افسروں کی اطاعت و فرمان برداری
زیادہ کرتے تھے اس وجہ سے ان سے ترقی بھی زیادہ پاتے
تھے - رفتہ رفتہ دفتروں میں ان کی تعداد بڑھتی گئی -
اور اکبر ہی کے عہد میں سب امیروں کی سرکاروں
میں بھی ہندو ہی منشی اور دیوان نظر آنے لگے -
چنانچہ جب کسی موقع پر مسلمان اُمرا نے اکبر سے راجہ
ٹوڈرمل کے اختیارات اور ترقیات متواتر کو دیکھ کر
بعض امورات میں اس کی شکایت کی - اور یہ بھی کہا
کہ حضور نے ایک ہندو کو مسلمان پر اس قدر اختیار
اور اقتدار دیدیا ہے - ایسا مناسب نہیں - تو بادشاہ نے
بے ساختہ جواب دیا - ہر کدام شما در سرکار خود ہندوے
دارد - اگر ماہم ہندوے داشتہ باشیم چرا از و بد باید
بود - یعنی تم سب کی سرکاروں میں ہندو منشی ہیں -
ہم نے ایک ہندو رکھا تو تم کیوں برا مانتے ہو —

جہانگیر - شاہ جہاں - بلکہ اورنگ زیب کے عہد تک
ہندو اہل قلم مسلمان اہلکاروں کا پہلو دباتے ہوئے

برابر ترقی کرتے گئے - اورنگ زیب کے عہد میں دیوانی
پیشکاری - کرزری (تحصیل داری) وغیرہ عہدوں پر تمام
هندو هی هندو سرفراز تھے - اب یا تو بادشاہ کے سامنے
مسلمان امیروں نے شکایت کی ہو - یا ست نرائنی فرقے
اور دیگر هندو رعایا کی بغاوت - اور ان هندو اهلکاروں
اور عہدے داروں کے ان کے ساتھ شامل هو جانے یا دانستہ
اپنے فرائض منصبی سے غفلت کرنے کی وجہ سے جس کا
ثبوت پورے طور سے تاریخ سے چلتا هے - بادشاہ کو خود
خیال پیدا هوا هو - سنہ ۱۰۸۲ ھ میں پہلا فرمان جاری
هوا - کہ محالات خالصہ کے کرزری مسلمان مقرر کئے
جایا کریں - اور دیوانی اور پیشکاری کے عہدوں پر بھی
مسلمانوں کا تقرر کیا جاے - لیکن اسی سال پھر دوسرا
فرمان صادر هوا - کہ تمام دفاتر دیوانی اور بخشیان
سرکار کے محکموں میں ایک پیشکار مسلمان اور ایک
هندو مقرر کیا جایا کرے - اگرچہ بادشاہ نے اس فرمان
کی تعمیل پر بھی زیادہ زور دیا اور بقول صاحب
منتخب اللباب اس حکم کی پوری کیا بالکل بھی تعمیل
نہ هوئی لیکن اس زمانہ میں متعصب مورخوں نے اتنی
هی سی بات پر پرکا کوا بنا کر اورنگ زیب پر یہ الزام
گڑھ لیا هے کہ اس نے هندؤں کو تعصب مذهبی کی وجہ
سے ملازمت شاهی سے خارج کیا - حالانکہ تاریخ سے سواے
امر مندرجہ بالا کے ان کے اس الزام دهی کی کوئی اصلیت

نہیں معلوم ہوتی - بلکہ بر عکس اس کے مسلمانوں کے
آخری عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے - اور ٹوڈرمل
کا یہ فیض نہ صرف مسلمانوں کے آخری عہد تک جاری
رہا بلکہ پرانے مسلمان رئیسوں کی سرکار میں اب تک
ہندو متصدی نظر آتے ہیں اور اسی نظیر سے برٹش
گورنمنٹ کے عہد میں ہندوؤں نے فائدہ اٹھا کر بادشاہ
وقت کی زبان سیکھنے میں پیش قدمی کی اور ترقی
کی گھوڑ دوڑ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے بہت آگے
نکل گئے —

دفاتر میں فارسی زبان رائج ہونے سے دوسرا فائدہ
جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو ہوا وہ یہ ہے - کہ
فارسی اور عربی الفاظ عام طور سے ہندوؤں کی زبان پر
آنے لگے - اور ہندو مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد کی
مبارک یادگار زبان اُردو کی بنیاد پڑی —

**یادگاریں** راجہ ٹوڈرمل نے لاہور اور پنجاب کے اکثر
مقامات پر عالیشان پختہ تالاب - اور دیگر
عمارتیں تعمیر کرائی تھیں - اکبر آباد (آگرہ) اور
فتحپور سیکری میں ان کی عالیشان حویلیوں کے نشانات
اب تک موجود ہیں - اکبر آباد کی حویلی دریائے جمنا
کے کنارے روضۂ تاج باغ کے قریب واقع - اور حویلی
دیوان جی کے نام سے موسوم تھی —

**اولاد (دھارا)** راجه تودرمل کے بیٹے راجه کلیان کا حال علحدہ لکھا جائے گا - بڑا بیٹا دھارا باپ کی زندگی میں ملازمت شاھی میں داخل تھا مہم تھٹه میں خانخاناں مرزا عبدالرحیم خاں کے ساتھ ھوکر خوب بڑہ بڑہ کر لڑا - اور پیشانی پر نیزے کا زخم کھا کر گھوڑے سے گرا - خوشا نصیب سرخرو دنیا سے گیا - منصب ھفت صدی پر سرفراز تھا —

# راجه - رائے تودرمل افضل خانی

ابتدا میں علامی افضل خاں وزیر اعظم شاھجہانی کی سرکار میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم ھوئے - اور اپنی لیاقت و کاردانی - اور سلامت روی سے بہت جلد منظور نظر ھوکر ترقی پاتے رھے - علامی موصوف کی وفات کے بعد جوھر کاردانی سے منتخب ھوکر بادشاھی ملازمت میں منسلک ھوے - ۸ جمادی الاولی سنه ۱۰۵۰ھ سنه ۱۳ جلوس کو خدمت دیوانی اور امینی اور فوجداری سرکار سھرند سے مفتخر ھو کر خطاب رائے سے موصوف ھوے سنه ۱۴ جلوس میں فوجداری لکھی جنگل کی خدمت بھی انھیں مرحمت ھوی —

رائے تودرمل راجه تودرمل کے صرف ھمنام ھی نه تھے بلکه انتظامی قابلیت اور حسن تدبیر کے ساتھ رعایا

پروری میں اُن کے نقش قدم پر چلتے تھے سنہ ۱۵ جلوس میں ان کی رعایا پروری اور انتظامات سے بادشاہ نے خوش ہوکر منصب ہزاری ذات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز فرمایا —

سنہ ۲۰ جلوس میں اول میں سو سو سوار دو اسپہ سہ اسپہ منصب میں اضافہ ہوکر اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و پنصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سر بلند ہوئے - اور سرکار دیپالپور - اور پرگنہ جالندھر - اور پرگنہ سلطان پور کی دیوانی بھی انھیں کو مرحمت ہوئی - جب ان کی خوش لیاقتی اور حسن کارگذاری سے ان پرگنات کی سالگذاری پچاس لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی تو بادشاہ نے خوش ہوکر سنہ ۲۱ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے ممتاز کرکے خطاب راجگی سے موصوف کیا —

سنہ ۲۳ جلوس میں علم مرحمت ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں جب شاہزادہ دارا شکوہ سموگدہ کی شکست کے بعد اکبر آباد سے پنجاب کی طرف بھاگا اور راستے میں سہرند کی طرف سے ہوکر گذرا - تو لکھی جنگل کے نام سے راجہ ٹوڈر مل کا جمع کیا ہوا بیس لاکھ روپیہ جو اس نواح میں مدفون تھا تلاش سے اس کے ہاتھ لگا شہنشاہ عالمگیر نے تخت نشین ہوکر راجہ ٹوڈر مل کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا - اور اسی

جگهه انهوں نے سنه ۱۰۷۶ ھ میں انتقال کیا —

## راجه جگناتهه کچهواها

راجه ٹوڈر مل کے چهوٹے بیٹے - اور راجه مان سنگهه کے چچا تهے - اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا حاکم کرکے روانه کیا تها - اس نے قرب و جوار کے علاقوں پر بهی دست اندازی شروع کی اور آنبیر کو جو کچهواها خاندان کا دارالحکومت تها اپنا چاها - راجه بهارا مل کا ایک بهتیجه شرکت ریاست کی وجه سے مرزا سے آن ملا - اور ساتهه هوکر لشکر لے گیا - مثل مشهور هے که گهر کا بهیدی لنکا ڈهائے مرزا غالب آیا - اور راجه بهارا مل پر کچهه خراج مقرر کرکے ان کے دو بهتیجوں اور ایک بیٹے یعنی انهیں جگناتهه کو بطور یرغمال اپنے ساتهه لے گیا —

سنه ۹۶۸ ھ میں راجه بهارا مل امرائے اکبری میں داخل هوے - ان کے بیٹے پوتے عزیز و قریب سب کے علحده علحده منصب مقرر هوے - راجه جگناتهه بهی مرزا کے پاس سے طلب هوکر امرائے شاهی میں داخل هوے - اور شرافت اطوار اور جوهر اعتبار سے منتخب هو کر حضوری رکاب میں عزت پائی —

سنه ۲۱ جلوس میں رانا پرتاب کی لڑائی میں غنیم کی صفوں کو تهه و بالا کردیا - رام داس جیمل کا بیٹا که ناموران

لشکر رانا سے تھا۔ مقابلے پر آیا اور مارا گیا۔ اکبر ان کی اس بہادری کا حال سن کر بہت خوش ہوے۔ اور انعام و اکرام سے مالا مال کیا —

سنہ ۲۳ جلوس میں پنجاب کے صوبہ دار مقرر ہوے۔ اس کے بعد کابل وغیرہ کی مہمات میں کارہاے نمایاں انجام دے کر سنہ ۳۶ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوے۔ اکبر کے آخیر عہد میں راجہ جگناتھ منصب اعلی پنجم ہزاری سے سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشیں ہوکر خلعت کے ساتھ ایک نہایت اعلی درجے کی جڑاؤ تلوار مرحمت فرمائی —

**رام چند کچھواہا**

رام چند (کرم چند) راجہ جگناتھ کا بیٹا جہانگیر کے عہد میں منصب دوہزار ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز خدمات شاہی میں سرگرم تھا —

**راجہ منروپ کچھواہا**

دوسرا بیٹا منروپ شاہ جہاں کے وقت میں خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سنہ ۱ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات۔ یک ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ یہ شاہ جہاں کے ایام شاہزادگی کے وفادار ملازموں میں سے تھا۔ شاہ جہاں نے تخت نشین ہوکر خلعت جمدھر مرصع، علم، اسپ مع زین نقرہ کے علاوہ پچیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت فرمایا۔ سنہ ۳ جلوس میں مرگیا —

تیسرا بیٹا بالا شاہجہاں کے عہد میں منصب ہفت صدی ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز تھا - وہ بھی سنہ ۳ جلوس میں مر گیا —

راجہ مدروپ کا بیٹا گوپال سنگھہ سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات - شش صد سوار پر سرفراز تھا -

## جگمل کچھواھا

**گوپال سنگھہ کچھواھا** | راجہ بہارا مل کچھواھا کا چھوٹا بھائی تھا - راجہ موصوف کے ساتھہ ملازمت اکبری میں داخل ھوا - سنہ ۸ جلوس میں میرتھہ (مازواڑ) کا قلعہدار مقرر ھوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں جب اکبر یلغار کر کے گجرات روانہ ھوا - جگمل کو اردوے شاھی کی حفاظت پر متعین کیا -

جگمل منصب ہزاری ھی پر پہنچنے پایا تھا - کہ اس کا انتقال ھو گیا —

**کھنگار کچھواھا** | جگمل کا بیٹا کھنگار اپنے چچا راجہ بہارامل کے ساتھہ اکبر آباد میں رھتا تھا ابراھیم حسین مرزا کی بغاوت کے ایام میں راجہ نے اس کو فوج دے کر دھلی کی حفاظت کے واسطے روانہ کیا - سنہ ۲۱ جلوس میں کنور مان سنگھہ کے ساتھہ رانا پرتاب کی سہم پر

مامور ہوا - اس کے بعد شہباز خاں کنبوہ کی ماتحتی
میں صوبۂ بنگالہ میں متعین ہوا —

## راجہ جے مل کچھواہا

راجہ روپ سی کچھواہا کا بیٹا - اور راجہ بہارا مل
کا بھتیجہ تھا - راجپوتوں میں سب سے پہلے اُمرائے تیموریہ
کے زمرے میں شامل ہونے کا فخر اسی کو حاصل تھا -
ابتدا میں مرزا اشرف الدین حسین حاکم میوات کی ملازمت
میں منسلک ہو کر میرتھہ (مارواڑ) کا تھانہ دار مقرر
ہوا - جب مرزا کا کار و بار برہم ہوا - دربار اکبری
میں حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا —

سنہ ۱۷ جلوس میں خان اعظم کے ساتھہ گجرات روانہ
ہوا - اور اکبر کی مشہور یلغار گجرات میں ۲۷ یا ۳۰
منزلوں کو جنھیں شاہان سلف نے مہینوں میں طے کیا
تھا - اس نے آٹھہ نو دن میں طے کیا تھا - بادشاہ کے
ساتھہ تھا —

اس مہم میں جب اکبر لڑائی کے واسطے میدان جنگ
میں صفوں کو درست کر رہا تھا - اس نے دیکھا کہ
راجہ جے مل بہت بھاری بکتر پہنے ہوئے ہے - اکبر نے
سبب دریافت کیا - اس نے جواب دیا - کہ اس وقت یہی
ہے - زرہ جلدی کی وجہ سے وہیں رہ گئی - اکبر نے اسی

وقت وہ بھاری بکتر اُتروایا - اور اپنے خاصہ کی زرہ پہنوادی -
راجہ جے مل سلام کر کے ہنسی خوشی اپنے رفیقوں میں جا ملا -
تھوڑی دیر میں بادشاہ نے راجہ کرن کو جو راجہ مالدیو
والی جودھپور کا پوتا تھا - دیکھا کہ اُس کے پاس زرہ
یا بکتر کچھہ نہ تھا - بادشاہ نے راجہ جے مل کا بکتر
اُسے پہنوا دیا جےمل کے باپ روپ سی کی جودھپور والوں
سے کچھہ خاندانی عداوت چلی آتی تھی - جب اُس کو یہ
حال معلوم ہوا اُس نے اُسی وقت بادشاہ کے پاس آدمی
بھیجا - کہ حضور میرا بکتر میرے بزرگوں کی یادگار چلا
آتا ہے اور فتح نصیب ہے - وہ مرحمت فرمایا جائے جب بادشاہ نے
یہ پیغام سنا خیال آیا کہ اِن دونوں کے درمیان خاندانی
کھٹک چلی آتی ہے - فرمایا کہ خیر ہمارے اِسیواسطے خاصہ
کی زرہ تمہیں دیدی ہے - کہ فتح و نصرت کا تعویذ اور
اقبال کا پیش خیمہ ہے بجائے اپنے بکتر کے اِسے آپنے پاس
رکھو - روپ سی سے اور تو کچھہ بن نہ پڑا اسلحہ جنگ
اُتار کر پھینک دئیے اور کہا - کہ خیر - میں میدان جنگ
میں یونہی جاونگا - اِس نازک موقع پر جس نقش سلیمانی
سے اکبر نے راجپوت دیووں کو مسخر کیا - وہ عجیب وغریب
ہے - اُس نے یہ حال سن کر فوراً اپنی زرہ بکتر اُتار نی
شروع کی - اورکہا کہ جب ہمارے جاں نثار ننگے میدان
جنگ میں لڑینگے - تو ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ زرہ
بکتر میں چھپ کر میدان جنگ میں جائیں - ہم بھی

پرھلہ تیرو تلوار کے منہ پر جائیں گے - جب راجہ بھگوان داس نے جو خاندان کے سردار تھے یہ حال دیکھا - فوراً گھوڑا بڑھا کر جے مل اور روپ سی کے پاس پہنچے - دونوں کو سمجھایا - لعنت ملامت کی اُن کے کہنے سے دونوں نے پھر ھتھیار باندھے - یہ وھاں سے بادشاہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ روپ سی نے آج بھنگ زیادہ پی لی تھی - اُس کی لہروں کی ترنگ میں یہ گستاخی ھوئی - اب بہت شرمندہ ھے - اکبر سن کر ھنسنے لگے - اور یہ نازک جھگڑا اِس عمدگی سے طے ھو گیا - اس قسم کی صحبت کی باتیں ھوا کرتی تھیں - جن کی وجہ سے راجپوت اکبر نے طلسم محبت میں کھینچ کر جان تک دینے کو فخر سمجھتے تھے - سنہ ۲۱ جلوس میں دودا پھر رائے سرجن کی تنبیہ کے واسطے مہم بوندی پر مامور ھوا -

سنہ ۹۹۱ھ میں اکبر نے کسی ضروری کام کے واسطے ڈاک چوکی پر بنگالہ روانہ کیا - یہ وفادار جان نثار پلدہ گھوڑے کی ڈاک پر بیٹھ کر دوڑا - گرمی کا موسم تھا - زور شور سے لوئیں چل رھی تھیں - تقدیر کی خوبی کہ چوسا کے گھاٹ تک پہنچنے پایا تھا - کہ تھکن نے بٹھا دیا اور تھوڑی دیر میں لٹا کر بستر مرگ پر ھمیشہ کے لئے سلا دیا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ھوا بہت افسوس کیا - محل میں گئے - تو سنا کہ اُدے سنگھ

جے مل کا بیٹا اور چند اور جاہل راجپوت اپنی جہالت
کی وجہ سے جے مل کی رانی کو جو موٹہ راجہ کی بیٹی
ہے زبردستی ستی کرنا چاہتے ہیں - اِدھر ترس بادشاہ
کو ترس آیا - دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے کہ کسی
امیر کو بھیج دوں - مگر اُس کے سینے میں اپنا دل-
اور پھر دل میں یہ درد کیوں کر ڈالوں اس خیال کے آتے
ہی تڑپ کر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر
اُڑا - راجہ جگناتھ اور راجہ رائے سال اور چند اور جان
نثاروں کو ساتھ لیا - اور موقع واردات پر جا کھڑا ہوا
راجہ جگناتھ - اور راجہ رائے سال نے آگے بڑھ کر اُدے سنگھ
اور دیگر راجپوتوں کو سمجھایا - اور سمجھا بجھا کر حضور
میں لاکر حاضر کر دیا - جب اکبر نے دیکھا کہ اپنے کئے
پر پشیمان ہیں - جان بخشی کا حکم دیا لیکن چند روز
تک ادب خانہ زندان میں رکھا —

## کنور جگت سنگھ کچھواہا

راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے تھے - باپ کے ساتھ
ملازمت شاہی میں داخل ہوکر منصب نہ صدی سے سرفراز
ہوئے - اکبر کی اِن پر خاص نظر عنایت تھی - اس وجہ سے
دربار میں زیادہ حاضر رہتے تھے - سنہ ۴۲ جلوس مطابق

۱۰۰۲ھ میں مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھہ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوے —

سنہ ۴۴ جلوس مطابق ۱۰۰۸ھ میں اکبر نے راجہ مان سنگھہ کو شاہزادۂ سلیم کے ساتھہ رانا امر سنگھہ کی تنبیہ پر مامور کیا اور بنگالہ کی حکومت پر کنور جگت سنگھہ کو سرفراز فرمایا - نوجوان کنور خوشی خوشی اگرہ میں تہیۂ سفر میں مصروف تھا - کہ موت کے فرشتے نے آ پکارا - اور عین نوجوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر میں شراب خانہ خراب کا شکار ہوگیا - تمام قوم کچھواھہ کے گھر گھر ماتم پڑگیا اکبر کو بھی بہت رنج ہوا - اُس کے صغیر سن بیٹے مہا سنگھہ کو باپ کی جگھہ دی اور بنگالہ کی روانگی کا فرمان صادر کیا —

شہنشاہ جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس میں کنور جگت سنگھہ کی بیٹی کی خواستگاری کی اور ۱۶ محرم سنہ ۱۰۱۴ھ کو اسی ہزار روپیہ بطور رسم ساچق راجہ مان سنگھہ کے گھر بھیجا - ۴ ربیع‌الاول سنہ ۱۰۱۴ھ کو دلہن نہایت دھوم دھام سے حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی - مریم زمانی (والدۂ جہانگیر) کے دولت خانہ پر مجلس عقد منعقد ہوئی - راجہ مان سنگھہ نے لاکھوں روپیہ کے زیورات اور مرصع آلات - اور طرح طرح کے ساز و سامان جہیز میں دیے - جس میں ساٹھہ ہاتھی بھی تھے —

# جادون راؤ

سیواجی مرہٹہ کا نانا اور اصلی نام لکھہ جی تھا۔ مرہٹوں کا ستارہ اقبال اسی کی حسن قابلیت اور شجاعت رستمانہ سے عالم میں چمکا اس سے پہلے گولکنڈہ بیجاپور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاہوں کے وقت میں مرہٹوں کو قلعوں وغیرہ کے پیدل سپاہیوں میں نوکریاں ملا کرتی تھیں۔ مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سواروں میں بھی اچھی خدمت دے سکتے ہیں۔ تو رسالوں میں بھی بھرتی ہونے لگے۔ اور ان میں ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مکھہ (ذمہ‌دار) ہوتے تھے۔موروثی عزت کے باعث سے رسالداریوں اور جمعداریوں کے عہدوں تک مامور ہوجاتے تھے۔ سولھویں صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم کے مشہور تھے۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا سردار تھا جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا ہو۔ مگر اس صدی کے آغاز میں ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے در اصل فرمان روائی کرتا تھا۔ مرہٹوں کو اپنی فوج میں سواروں کے زمرہ میں زیادہ بھرتی کیا۔ اور ان کو سپاہ گری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیریں عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچا دیا —

اسی ملک عنبر کی فوج میں مرہٹوں میں سب سے پہلے لکھہ جی نے جس کو بطور اعزازی لقب کے جادون راؤ کہتے تھے

سب سے زیادہ ترقی پائی ۔ اور اپنی شجاعت و کارگذاری کے
کے جوہر دکھاکر درجۂ امارت اور دس ہزار سواروں کی سرداری
کے منصب پر سرفراز ہوگیا ۔ اور یہاں تک اقتدار حاصل کیا ۔
کہ جب سنہ ۱۶ جلوس جہانگیری میں شاہزادہ خورم (شاہجہاں)
ملک عنبر کی فوج سے بر سر پیکار تھا ۔ اور یہ اپنے آقا سے
بے وفائی کرکے اس سے آ ملا ۔ تو ملک عنبر کی تقدیر اُلٹ گئی
اور لڑائی ہار گیا —

غنیم کے ایسے نامور اور عالی ہمت سردار کے ٹوٹ آنے کو
شاہزادہ نے بہت غنیمت سمجھا ۔ نہایت دلداری اور خاطرداری
سے اس کا دل بڑھایا اور دربار میں سفارش کرکے منصب
پنجہزاری ذات ۔ پنج ہزار سوار اس کا مقرر کرادیا اس کے بیٹوں
پوتوں اور دیگر متعلقین سب کا علحدہ علحدہ منصب مقرر
ہوا ۔ کل خاندان کا منصب چوبیس ہزاری ذات ۔ پندرہ ہزار
سوار شمار میں آیا ۔ اس کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز
پرگنے صوبہ دکن کے جاگیر میں مرحمت ہوے ۔ اور وہ نہایت
عزت و عظمت سے زندگی بسر کرنے لگا —

سنہ ۳ جلوس میں جب بادشاہ برہان پور میں مقیم تھے
نہ معلوم کیا خیال کرکے اپنے سب ہمراہیوں کے ساتھ لشکر شاہی
سے بھاگ گیا ۔ اور نظام شاہ کے پاس جا پہونچا ۔ وہ اس کی
پہلی نمک حرامی سے بہت جلا ہوا تھا ۔ حکمت عملی سے اس کو
اپنے قابو میں لاکر معہ دو بیٹوں اُجلا (اُچالا) اور رکھو اور

ایک پوتے بسولت رائے کے قتل کرادیا ـــ

**گرجائي : وجهٔ داهرن راؤ**

گرجائي یا گرجا بائی اس کي عورت بڑی عقلمند ـ بہادر ـ دور اندیش ـ اور مدبر عورت تھی ـ وہ بجائے اس کے کہ خاوند کے ساتھہ ستی ہو تی یا خاوند اور بیٹوں کے سوگ میں بیٹھتی ـ میدان ہمت میں قدم جماکر اُٹھہ کھڑی ہوئی ـ اپنے بیٹے بہادر جی اور دیور جگدیو رائے کو ساتھہ لے کر نقارے بجاتی ہوئی دولت‌آباد سے اپنے وطن سندھکیر کو جہاں اس کے شوہر کا بنایا ہوا قلعہ موجود تھا چل دی ـ بڑے بڑے سپہ سالار اور بہادر مرد سنہ تاکتے رہگئے مگر اس کے سامنے کسی کی اتنی ہمت نہ پڑی کہ اس کی طرف نظر اٹھاکر بھی دیکھتا ـــ

گرجائی نے اپنے وطن میں پہنچکر نہایت عجز و عاجزی سے درگاہ شاہجہانی میں عفو تقصیر کی عرضی لکھی خدا ترس بادشاہ کو اس کی حالت زار پر رحم آگیا ـ قصور معاف فرماکر اعظم خان صوبہ دار دکن کے نام فرمان لکھایا ـ کہ مادولت نے از راہ مراحم خسروانہ ان لڑکوں کا قصور معاف فرمایا ـ تم کو لازم ہے کہ ان لڑکوں کو اپنی خدمت میں طلب کرکے حسب حیثیت ان کے منصب کے واسطے رپورٹ کرو ـ اعظم خان نے اس فرمان کے پہنچنے پر ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور اس کی سفارش سے حسب ذیل اشخاص امرائے شاہی کے سلک میں منسلک ہوے ـــ

| ونت جی | ونت جی کو جو رکن خاندان تھا - ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ نقد مدد خرچ کے واسطے |
|---|---|

مرحمت ہوا —

| جگدیو رائے | جگدیو رائے۔جادون رائے کا بھائی منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا اور دکن |
|---|---|

میں خدمات شاہی بجا لاکر سنہ ۵ جلوس میں مرگیا —

| تلنگ (پتنگ) رائے (جادون رائے ثانی) | تلنگ رائے - جادون راؤ کا پوتا اور بسونت رائے کا بھائی منصب سہ ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پرسرفراز ہوکر |
|---|---|

خطاب جادون رائے سے موصوف ہوا ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع عطا فرماکر پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - سنہ ۹ جلوس میں ساہوجی بھونسلا کی تنبیہ پر مامور ہوا —

| بیٹھو جی | بیٹھو جی اچلا کا بیٹا اور جادون راؤ کا پوتا منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - |
|---|---|

۴ جمادی الاول ۱۰۴۱ ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع اور اسپ و فیل مرحمت فرمایا سنہ ۹ جلوس میں مہم ساہو جی بھونسلا پر مامور ہوا - اس کے بعد مدت تک صوبہ دکن میں خدمات شاہی بجا لاتا رہا —

| | |
|---|---|
| بہادر جی | جادون راؤ کا بیٹا بہادر جی ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا |

اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا - بادشاہ نے خلعت اور کھپوہ مرصع کے ساتھ پچاس هزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور منصب پنج ہزاری ذات - پنج ہزار سوار سے سرفراز کرکے علم و نقارہ سے سر بلند کیا - اور ایک گھوڑا معہ سونے کی زین کے اور ایک ہاتھی عطا کیا - سنہ ۲ جلوس میں قلعۂ دولت‌آباد کے محاصرہ میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا سنہ ۸ جلوس میں وفات پائی —

| | |
|---|---|
| دتا (دیاجی پسر بہادر جی) جگدیو رائے پسر دتا جی | بہادر جی کی وفات کے بعد بادشاہ نے اس کے بیٹے دیا (دتا) جی کو منصب سہ ہزاری ذات - ہزار |

سوار پر مفتخر کیا - سنہ ۹ جلوس میں ساہوجی کی مہم پر مامور ہوا - اس کے بعد عالمگیر کے عہد تک صوبہ دکن میں عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رہا - اور جب عالمگیر کے عہد میں مرھٹوں کی کسی لڑائی میں مارا گیا - تو بادشاہ نے اس کے بیٹے کو خطاب جگدیو رائے سے موصوف کرکے عمدہ منصب پر سرفراز کیا —

## راجہ ججہار سنگھ بندیلہ

راجہ نرسنگہ دیو بندیلہ کا بیٹا تھا - باپ کے مرنے کے بعد

خطاب راجگی سے موصوف ہوا - جہانگیر کے آخری عہد میں
منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار سے سرفراز تھا -
پہلے سال جلوس شاہجہانی میں خلعت و جمدھر مرصع مرحمت
ہوکر علم نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا اور منصب پنجہزاری سے
سرفراز ہوا - جہانگیر کی راجہ نرسنگہ دیو او ججھار سنگھ
پر خاص نظر شفقت تھی - اور اس کے عہد میں دونوں باپ
بیٹوں نے بہت سا روپیہ جا و بیجا طور سے پیدا کیا تھا اور
اپنے وطن اوندچھہ (ارچھا) کے قرب و جوار کے اکثر علاقوں پر
قابض ہوگئے تھے - جب شاہجہاں کے عہد میں دیکھا - کہ پابندی
آئین اور محاسبات عمل درآمد میں کسی کو بال بھر بھی رعایت
نہیں ہوتی تو حرف پیدا ہوا اور ایک دن آدھی رات کے وقت
اکبراباد سے بھاگ گیا - بادشاہ نے مہابت خاں وغیرہ کو تعاقب
پر مامور کیا - لیکن بھاگا بھاگ اوندچھہ جا پہونچا - جب شاہی
فوج نے اوندچھہ کا محاصرہ کیااور بہت تنگ ہوا تو بارگاہ شاہی
میں عفو تقصیر کی عرضی لکھی - فرماں روایان مغلیہ کی
بارگاہ میں در توبہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا - دعا قبول ہوگئی
اور قصور معاف ہوگیا سنہ ۲ جلوس میں حاضر دربار ہوا -
پندرہ لاکھ روپیہ نقد - ایک ہزار اشرفیاں ۴۰ ہاتھی بطور
تاوان جنگ پیش کئے - اس کے بعد مہم دکن میں مامور ہوا -
اور خدمتیں بجالاتا رہا -

سنہ ۸ جلوس میں پھر شامت اعمال نے گھیرا - صورت یہہ ہوئی کہ رخصت لے کر وطن میں مقیم تھا وہاں سے کسی بات پر برافروختہ ہوکر بھیم نرائن زمیندار چوراگڈہ پر چڑہ دوڑا - اور اُس بیچارے کو قتل کر کے اُس کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا - اور اُسکی زمینداری پر قبض ہو گیا اب جہانگیر کا عہد تو تھا نہیں - کہ بادشاہ کی نظر عنایت کی وجہ سے کوئی نہ بولتا - شاہجہاں کے عہد کا باضابطہ انتظام تھا - دربار سے باز پرس شروع ہوئی - اور محاسبہ کے پیادے پہنچنے لگے اُس نے اپنے بیٹے بکرماجیت کو جو مہم دکن پر مامور تھا بلا لیا اور پھر نمکحرامی پر کمر باندھکر باغی ہوگیا - بادشاہ نے - سید خانجہاں بارہ اور عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اور خان دوران خاں وغیرہ بڑے بڑے امیروں کو سرکوبی پر متعین کیا وہ اِس عظیم‌الشان لشکر کی ٹکر نہ اُٹھا سکا - اوندچھہ سے دھامونی - اور وہاں سے پراگندہ بھاگا - اور جب ملک‌الموت کیطرح شاہی لشکر نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا - تو جنگل میں گھس گیا - وہاں گونڈوں نے اس کو پکڑ کر معہ بکرماجیت اُس کے بیٹے کو قتل کرڈالا - خان دوراں خاں نے دونوں کے سر کٹواکر بادشاہ کے پاس بھیج دئے ایک کروڑ روپیہ اس کے دفینوں سے برآمد ہو کر خزانہ شاہی میں داخل ہوا -

# راجہ جگت سنگھہ

راجہ باسو کا چھوٹا بیٹا تھا - راجہ باسو کی وفات کے بعد جہانگیر نے اُس کے بڑے بیٹے سورج مل کو باپ کا جانشین مقرر کیا - دونوں بھائیوں میں مخالفت تھی - بادشاہ نے اِس کو بھی کسی ادنیٰ منصب پر مامور کرکے صوبہ بنگالہ میں متعین کر دیا —

سنہ ۱۳ جلوس میں سورج مل نے نمک حرامی کی - اور باغی ہوگیا - بادشاہ نے اِسے صوبۂ بنگالہ سے طلب کرکے منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز کر کے خطاب راجگی - خنجر مرصع - اسپ و فیل اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - راجہ بکرماجیت (سندر داس) کے پاس جو سورج مل کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا روانہ کیا - سورج مل کے مارے جانے کے بعد وطن کی حکومت پر سر بلند ہوا - اِس خاندان میں نہ معلوم بغاوت کا کیا اثر تھا ۱۸ جلوس میں اِس نے بھی بیوفائی پر کمر باندھی - اور خود مختار بن بیٹھا - صادق خاں تنبیہ پر مامور ہوا - اور اس نے پہاڑوں میں گھس کر اس کو پے در پے شکست دی تو اس نے تنگ ہوکر نور جہاں بیگم کا دروازہ کھٹکھٹایا - اور بیگم کی سفارش سے قصور معاف ہوگیا - جہانگیر کے اخیر عہد تک جگت سنگھہ نے

منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار تک ترقی پائی۔
شاہ جہاں نے تخت نشین ہوکر یہی منصب قائم رکھا -
سنہ ۸ جلوس میں بنگش کی حکومت پر سرفراز ہوا -
سنہ ۱۰ میں کابل میں متعین ہوا - اور کریم داد پسر جلالہ
کے گرفتار کرنے میں مورد تحسین ہوا - سنہ ۱۱
جلوس میں جب علی مردان خاں نے قندھار کا قلعہ
شاہ جہاں کے حوالے کردیا - اور ایرانی فوج مقابلے کے
واسطے آئی - یہ شاہی فوج کا ہراول مقرر ہوا - اور
اس مہم میں نہایت شجاعت و دلاوری سے اول قلعہ
ساربان اور اس کے بعد قلعہ بست کو فتح کیا - اس کے
بعد لاہور میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا -
بادشاہ نے از راہ قدر دانی ایک نہایت قیمتی موتیوں
کی مالا مرحمت فرمائی - اور فوجداری بنگش پر
متعین ہوا —

سنہ ۱۴ جلوس میں اپنی خواہش سے دامن کوہ
کانگڑہ کی فوجداری اور تعلقداری پر بہ تعین چار لاکھ
روپیہ جمع سالانہ کے سرفراز ہوا - رخصت کے وقت
بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا - سنہ ۱۵
جلوس میں کسی شکایت پر تعلقہ مذکور سے تبدیل ہوکر
دربار میں طلب ہوا - لیکن موروثی مرض گوٹ نے پھر
زور کیا - اور بگڑ بیٹھا - بادشاہ نے سید خانجہاں بارہہ -
سعید خان ظفر جنگ اصالت خاں - اور شاہ زادہ مراد بخش

کو سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اِس نے اول اِس قوم کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن جب مئو اور نورپور بادشاہی فوج نے فتح کر لیا اور کچھہ کرتے دھرتے نہ بنا تو بیگم صاحب جہاں کی وساطت سے پھر عفو تقصیر کی خواستگاری کی۔ خاندان مغلیہ کے فرماں روا بابر همایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، عالمگیر، بہادر شاہ کا برتاؤ خطا بخشی کے معاملے میں نہ صرف قابل تعریف بلکہ سلسلۂ تاریخ میں بے نظیر ہے۔ اِن کے سامنے دشمن بھی آتا تھا۔ تو آنکھہ جھپک جاتی تھی۔ بلکہ اس کی جگہہ خود شرمندہ ہو جاتے تھے۔ خطا پر خطا معاف کرتے تھے مگر منہ میلا نہ کرتے تھے اور اس معاملے میں اپنے اُمرا اور رعایا کے ساتھہ اولاد کا معاملہ رکھتے تھے —

غرض کہ پھر قصور معاف ہو گیا۔ اور ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۱ھ کو ہاتھہ باندھے ہوئے معہ بیٹوں کے حاضر دربار ہوا۔ بادشاہ نے منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر بحال کرکے خلعت مرحمت فرمائی۔ اِس کے بعد اسی سال شاہ زادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر مامور ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت اور شمشیر مرصع اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ہو کر مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ہوا۔ اور میدان جنگ میں کارنامے دکھا کر بوجہ بیماری واپس آیا۔ پشاور تک آنے پایا تھا کہ ماہ ذی الحجہ ۱۹ جلوس سنہ ۱۰۵۵ھ میں اس دنیا سے سدھارا۔

بادشاہ نے اس کے بیٹے راجروپ کو جس کا حال علحدہ لکھا جاے گا جانشین مقرر کرکے خلعت تعزیت ارسال فرمایا —

## راجہ جے رام بڑ گوجر

راجہ انوپ سنگھہ کا بڑا بیٹا تھا - باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں شامل اور اکثر مہمات میں شریک تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد خلعت مرحمت ہوکر خطاب راجگی - اور منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر مفتخر ہوا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سربلند ہوا - سنہ ۱۳ - ۱۴ جلوس میں صوبہ کابل میں متعین رہا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر ممتاز ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا - اور بعد فتح بلخ بہادر خاں کے ساتھہ نذر محمد خاں والی بلخ کے تعاقب پر متعین ہوا - اور اس مہم کی حسن خدمت کے صلے میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی - ہنوز وہاں سے واپس نہ آیا تھا کہ پیغام اجل آگیا - اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۵۷ ھ میں انتقال کیا —

| راجہ امر سنگھہ نرورجر | بادشاہ نے اس کے پہلے امر سنگھہ کو جو پہلے سے ملازمان شاہی میں منسلک تھا ۔ |
| --- | --- |

خطاب راجگی مرحمت فرمایا اور منصب میں ترقی کر دی ۔

## جگرام کچھواھا

درگے رام کچھواھا کا بیٹا تھا ۔ باپ کی زندگی ھی میں ملازمت شاھی میں داخل تھا ۔ سنہ ۱۰۴۲ ھ میں بادشاہ نے ھاتھی مرحمت فرما کر سر بلند کیا ۔ سنہ ۱۰۴۷ ھ میں صوبہ کابل سے مہم قندھار پر مامور ھوا ۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب میں اضافہ فرمایا ۔ سنہ ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ھوا ۔ اور اس مہم میں جان لڑا ری کے جوھر دکھائے ۔ اور تیغ آبدار سے دشمنوں کی صفوں کو درھم برھم کر دیا ۔ اس حسن خدمت کے انعام میں بادشاہ نے منصب ھفت صدی ذات ۔ ششصد سوار پر سرفراز کیا ۔ اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا ۔

## مہاراجہ جسونت سنگھہ راٹھور

راجہ گج سنگھہ راٹھور کا چھوٹا بیٹا تھا ۔ اس زمانہ

میں راٹھوروں میں عام راجپوتوں کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا - کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اسی کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کر کے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا - اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھہ نے جسونت سنگھہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے وصیت کی تھی چنانچہ جب ۲ - محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو راجہ گج سنگھہ نے انتقال کیا - شاہجہاں نے جسونت سنگھہ کو اس کا جانشین مقرر کر کے خلعت - اور جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ مع زین طلا - اور فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے مفتخر کیا - اور منصب چہار ہزار سوار سے ممتاز کر کے راج سنگھہ راٹھور کو جو راجہ گج سنگھہ کا وکیل مطلق تھا منصب ہزاری ذات - چہار صد پر مقرر کر کے اس کا اتالیق مقرر کیا - جسونت سنگھہ نے ہزار اشرفیاں - بارہ ہاتھی - اور چند مرصع آلات - پیشکش کئے - ۱۸ - رمضان سنہ ۱۰۴۹ ھ کو منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار پر ترقی پائی - ۹ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ھ کو رخصت حاصل کر کے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا - ۱۹ - ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ ھ کو دربار میں واپس آیا - ۱۱ - محرم سنہ ۱۰۵۱ ھ کو منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے -

سنہ ۱۰۵۲ ھ میں خلعت - جمدھر مرصع - مع پھول کٹارہ

علم و نقارہ ۔ اسپ و فیل عطا ہو کر شہزادہ دارا شکوہ
کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا ۔ اور وہاں
سے واپس آکر ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۳ ھ کو پھر رخصت
لے کر جودھپور روانہ ہوا ۔ ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۳ ھ کو بمقام اجمیر
ملازمت شاہی میں حاضر ہوا ۔ یکم ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۴ ھ کو
عارضی طور سے صوبہ دار الخلافت اکبر آباد کی حکومت عطا ہوئی ۔ ۲۰
ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ ھ کو جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ ۔ عربی
گھوڑا مع سلور سے ساز کے مرحمت ہو کر عزت افزا ہوئی ۸ ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۶ ھ کو منصب پنجہزاری ۔ پانجہزار سوار ۔ دو ہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا ۴ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ ھ
پانصد سوار منصب کے دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے —

سنہ ۲۱ جلوس میں منصب پانجہزاری پنجہزار سوار
سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا سنہ ۲۶ جلوس
میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا ۔

سنہ ۲۶ جلوس میں منصب ششہزاری ذات پانجہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ حاصل ہوا ۔ سنہ ۲۹ جلوس میں
منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار ۔ پانجہزار سوار
دو اسپہ سہ اسپہ پر سر بلند ہو کر خطاب مہاراجہ سے
مفتخر ہوا اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو
روانہ ہوا —

سنہ ۳۲ ھ جلوس ۱۰۶۸ ھ میں شاہجہان ایسا بیمار ہوا ۔ کہ عام

طور سے سر لے کی خبر اڑ گئی۔ شجاع بنگالے سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجیں لے کر دارالخلافت کو روانہ ہوے۔ ولی عہد سلطنت دارا شکوہ نے ان کے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی۔ اس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کے سپرد ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے۔ ایک ہاتھی۔ اور حکومت صوبۂ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرماکر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار۔ پنج ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا —

اجین سے سات کوس کے فاصلے پر موضع دھر مات پور کے قریب دونوں لشکر ایک کوس کے فاصلے پر آ پڑے۔ اب اول تو اورنگ زیب نے اپنے معمولی پولیٹکل جوڑ توڑ شروع کرکے کاغذی گھوڑے دوڑانا شروع کئے مقصود یہ تھا کہ اگر ہوسکے تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ ملالیجے۔ ورنہ پیغام سلام کے حیلے سے اپنے ہارے تھکے لشکر کو ذرا آرام ہی مل جاے اس لئے اپنے معتمد ملازم کب راے۔ (سلدر) کو جو ایک ہوشیار اور فہیم برہمن تھا راجہ کے پاس بھیج کر پیغام سلام شروع کئے اور کہلا بھیجا کہ ہم بادشاہ کی خدمت میں حصول ملازمت کے واسطے جاتے ہوں اول تو مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ۔ اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو راستہ چھوڑ کر اپنے وطن جودھ پور کو

چلے جاؤ " - مگر جب راجہ نے کوئی بات نہ مانی اور لشکر نے بھی ذرا دم لے لیا تو ۲۲ رجب سنہ ۱۰۶۸ ھ کو لڑائی شروع کر دی - سخت جوش اور سرگرمی سے مقابلہ ہوا - جسونت سنگھ اور اس کے ساتھی راجپوتوں نے نہایت شجاعت و دلاوری سے حملہ آوروں کو ہر ہر قدم پر روکا اور جاں بازی کو حد سے گذار دیا - اگرچہ اورنگ زیب کی تیغ اقبال سے کھیرے اور لکڑی کی طرح راجپوت کٹ کٹ کر گرتے تھے مگر رام رام کا نعرہ مارتے ہوئے اس کے لشکر میں گھسے چلے آتے تھے - لیکن باوجود اس بہادری کے قسمت نے یاوری نہ کی اور آٹھ ہزار راجپوتوں میں صرف پانسو نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں - بقیہ اپنی جانوں کو حق نمک پر فدا کرگئے - جسونت سنگھ خود بھی زخمی ہوا اور بہ مشکل میدان جنگ سے جان بچاکر بھاگا —

فارسی مورخوں نے باوجود راجپوتوں کی بہادری کی تعریف و توصیف کرنے کے اس شکست کو زیادہ تر راجہ کی سوے تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کھیت پانی کاٹ کر لشکر کے ارد گرد کیچڑ کردی تھی جس سے اس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی - قاسم خاں جو دوسرا امیر راجہ کے ساتھ تھا - اگرچہ وہ بھی لڑائی میں خفیف زخمی ہوا - مگر اس پر اورنگ زیب سے سازش کر جانے کا شبہ کیا

جاتا ہے کیونکہ اس نے میدان جنگ میں کچھ بہادری ظاہر نہیں کی —

**جسونت سنگھ کی رانی کے بہادرانہ خیالات کی عجیب و غریب روایت**

جب جسونت سنگھ اس لڑائی سے بھاگ کر اپنے وطن جودھ پور پہنچا اور اس کی رانی نے جو رانا اودے پور کے خاندان سے تھی۔ سنا کہ راجہ پانسو سپاہیوں کے ساتھ معرکے سے جان بچاکر نکل آیا ہے تو اس نے بجائے اس کے کہ اِس آفت سے بچنے کی مبارک باد دیتی۔ اور تسلی کرتی۔ اورا حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کردو۔ ایسے بے غیرت نامردے کو میں قلعہ میں ہرگز نہ آنے دوں گی ایسا شخص اور اور میرا شوہر۔ میرے بہادر باپ کا داماد۔ اور ایسا بے غیرت میں ہرگز اس کا منہ دیکھنا نہیں چاہتی۔ جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو۔ چاہئیے کہ اس کی شجاعت اور نیکنامی کی تقلید اور پیروی کرے۔ اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دے دے" —

بس کے بعد اس کے دل میں کچھ اور خیالات گذرے اور کہا۔ کہ میرے لئے ابھی چتا تیار کرو۔ مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت میں مارا گیا اور یہی سچ ہے۔ پس اب میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ اور تھوڑے عرصے بعد پھر غصہ میں آ کر بدستور لعن و طعن کرنے لگی۔

اسی حالت میں اس کو آٹھ دن گذر گئے - اور شوہر کا منہ نہ دیکھا - آخرکار جب اس کی ماں اس کے پاس آئی - اور بہت تسلی اور تشفی کرکے سمجھایا کہ گھبراؤ نہیں - راجہ ازسرنو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پرپھر حملہ کرے گا - اور اپنی شجاعت و بہادری کے نام کو بدستور قائم رکھے گا - اس وقت اس نے راجہ کا منہ دیکھا - اور اس کے پاس آئی —

کھجوہ کی لڑائی اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کی دغا بازی اور اورنگ زیب کا استقلال

سموگڈہ کی لڑائی اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھہ مرزا راجہ جے سنگھہ کی وساطت سے دربار عالمگیری میں حاضر ہوے - بادشاہ نے راجہ کو دہلی سے اپنے ساتھہ لیا - اور شاہزادہ شجاع کے مقابلے کے واسطے - ۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے کوڑہ جہان آباد میں جا ملا - وہاں سے ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اسی جگہہ کھڑا چھوڑ کر نوے ہزار سواروں کے ساتھہ لڑنے کو روانہ ہوا - کھجوہ کے مقام پر میدان کارزار قائم ہوا - چونکہ شجاع کی سپاہ اور توپ خانہ کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہوگیا تھا - اس لئے رات کو وہ اپنی لشکر گاہ کو واپس نہ گیا - بلکہ اس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ میں قائم تھے -

وهیں اتر پڑے - بادشاہ کا حکم تھا - کہ گھوڑوں کے زین
اور سپاہیوں کی کمریں اسی طرح بندھی رہیں - نماز
عشا کے وقت تک بادشاہ میر جملہ اور دیگر امیروں اور
سرداروں کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا -
اور نماز سے فارغ ہوکر اپنے مختصر خیمہ گاہ میں جو میدان
جنگ میں لگا دیا گیا تھا جاکر سو رہا - آخر شب کو ایک
عجیب ہنگامہ برپا ہوا - مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو
اورنگ زیب کی طرف سے کبیدہ خاطر اور اپنی شکست
کے بدلا لینے کے واسطے موقع اور وقت کا متلاشی
تھا اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور شجاع سے کہلا بھیجا -
کہ اِدھر میں شور و فساد برپا کرتا ہوں - ادھر سے آپ
آئیں اور اِس تدبیر سے اورنگ زیب کو تباہ کر ڈالیں -
غرض کہ اس قرار داد کے بموجب جسونت سنگھ جو اُس
وقت لشکر کے داہنے پرے پر متعین تھا بڑے بڑے
راجپوت امیروں کو ساتھ لے کر میدان جنگ سے پیچھے
کو نکل بھاگا - اور اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ
کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازاں اور امیروں اور
خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو خوب بے دھڑک
لوٹتا ہوا چلا گیا - اِس حادثہ سے اورنگ زیب کے لشکر
میں عجیب پریشانی اور ابتری پیدا ہوئی - اور بہت
سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے - مگر ابھی کچھہ
رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر پاکر

تخت رواں پر سوار ہوا - اور کمال استقلال سے ہنس ہنس کر اپنے رفیقوں امیروں کو تسلی دینے لگا کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقوں کے خس و خاشاک سے پاک ہوگیا - اگرچہ اس ناگہانی فساد کی وجہ سے نصف فوج رہ گئی تھی - مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال - آناً فاناً میں باقی ماندہ فوج کو از سر نو ترتیب دے کر مناسب مقامات پر جما دیا اور مبہم ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا - اور ایسا دل توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپیں بہت سے ہاتھی - اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا - بادشاہ نے میر جملہ اور شاہزادہ محمد سلطان کو تو اس اس کے تعاقب پر روانہ کیا - اور خود نہایت چستی سے دارا شکوہ اور جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر جا پہنچا -

مہا راجہ جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سن کر جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہوگیا - تو لوٹ کا مال و اسباب لے کر جلد جلد کوچ کرتا ہوا - آگرہ پہنچ گیا - ڈاکٹر برنیر کا بیان ہے کہ " آگرہ میں یہ افواہ اڑ گئی تھی کہ اورنگ زیب شکست کھا کر قید ہو گیا ہے - اور شجاع فوج لے کر آگرہ آ رہا ہے - اگر جسونت سنگھ ایسی حالت میں ذرا جرات کر کے لوگوں کو کچھ دھمکاتا - اور کچھ بڑے بڑے وعدہ کر کے آگلہ ۲

کی بہتری کا متوقع کرتا۔ تو بیشک شاہجہاں کو قید سے چھوڑا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اُس کو اصل واقع کی اطلاع تھی۔ اُس نے ایسے بکھیڑوں میں پڑنا مناسب نہ جانا اور صرف شہر میں سے ہوتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا" —

جسونت سنگھہ نے جودھپور پہنچ کر اُس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹ کر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنا شروع کی۔ اور دارا شکوہ کو جو اُس وقت گجرات میں تھا لکھہ بھیجا۔ کہ "آپ بلا توقف آگرہ چلے آئیے۔ میں راستے میں معہ اپنی تمام فوج کے آملوں گا" چونکہ گجرات میں دارا شکوہ کے پاس بھی بائیس ہزار سوار۔ اور ایک اچھا توپ خانہ فراہم ہو گیا تھا۔ لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہنچنے پر احمدآباد سے چل کھڑا ہوا۔ جسونت سنگھہ بھی جودھپور سے ۲۰ کوس آگے بڑہ آیا تھا۔ کہ مرزا راجہ جے سنگھہ کا خط اور اورنگ زیب کا فرمان ملا*۔ اور اُس سے متقلب ہو کر واپس لوٹ گیا۔ اجمیر کے قریب داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی۔ اور داراشکوہ شکست کھا کر پھر بھاگا —

---

* اس خط اور فرمان کا مضمون مرزا۔ راجہ جے سنگھہ کے حال میں دیکھو —

اس لڑائی کے تھوڑے دنوں بعد جسونت سنگھ کو چار و نا چار دربار عالمگیری میں حاضر ہونا پڑا - بادشاہ نے بھی اپنے وعدے کو پورا کیا - اور اس کی تقصیرات سے چشم پوشی کر کے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا - اور صوبہ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا -

سنہ ۴ جلوس ۱۰۷۱ھ میں سیواجی مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن میں مامور ہوا لیکن چونکہ اورنگ زیب کی طرف سے دل میں کدورت تھی - کوئی کارنمایاں انجام نہ دیا - بلکہ الٹا اس سے سازش کر لیا - بادشاہ نے یہ حال دیکھکر مرزا - راجہ جے سنگھ کو اس مہم پر مامور کیا - اور اسے واپس بلا لیا -

سنہ ۹ جلوس ۱۰۷۶ھ میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبۂ کابل میں تعینات ہوا - سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۷۷ ھ میں وہاں سے طلب ہوکر شاہزادہ مذکور کے ساتھ پھر مہم دکن پر مامور ہوا -

سنہ ۱۴ جلوس ۱۰۸۱ ھ میں حمرود مضافات صوبہ کابل کی حکومت پر سرفراز ہوا - اور اسی جگہہ ۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۸۹ ھ کو انتقال کیا - کنور پرتھوی سنگھ اس کا بیٹا اس کی زندگی ہی میں مر چکا تھا - اس کی وفات کے وقت دو رانیاں حاملہ تھیں - ان کے بطن سے بمقام لاہور دو لڑکے پیدا ہوئے - ایک کا نام اجیت سنگھ

اور دوسرے کا نام دل تھمن رکھا گیا۔ دونوں کا حال اجیت سنگھہ کے حال میں لکھا جاچکا ہے۔ مہاراجہ جسونت سنگھہ کو شاہجہاں کے عہد میں بادشاہ کے خیال سے ہونے کی وجہ سے بڑا اقتدار اور اعزاز حاصل تھا۔ علاوہ جلد جلد منصب میں ترقی ہونے کے خلعت و اسپ۔ انعام و اکرام سے مالا مال ہوتے رہتے تھے۔ جب عالمگیری اقبال کا نشان آفتاب کی طرح چمکا۔ ان کا ستارۂ اقبال غروب ہوگیا۔ شروع ہی سے دونوں میں مخالفت شروع ہوگئی۔ نہ یہ عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجا لاتے تھے۔ نہ بادشاہ دلداری اور خاطرداری سے ان کے دل بڑھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اکثر مورخین کی رائے ہے کہ " چونکہ شروع ہی سے انہوں نے ناز و نعمت سے پرورش اور ترقی پائی تھی۔ لہذا دنیا داری کے سلیقہ سے بالکل بے بہرہ تھے " —

**یادگاریں**

مہاراجہ جسونت سنگھہ کی امیرانہ یادگار سے آگرہ میں جمنا کے کنارے موضع گھٹواسن کے سوانہ میں ان کی کچہری کا مکان اس وقت تک موجود ہے۔ جو چھتری راجہ جسونت سنگھہ کے نام سے موسوم اور آگرہ کی قابل دید عمارتوں میں سمجھا جاتا ہے —

صاحب مآثرالامراء تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اورنگ آباد (دکن) میں چار دیواری کے باہر شرق رویہ ان کا آباد

کہا ہوا پورہ اس وقت تک موجود ہے۔ اس میں ایک
عالیشان تالاب اور اس کے قریب سنگ بست کی ایک
عمدہ عمارت تعمیر کرائی تھی۔ تالاب اب تک موجود
ہے اور عمارت کے صرف نشان باقی رہگئے ہیں —

## مرزا راجہ جےسنگھ کچھواہا

راجہ مہان سنگھہ کے بیٹے۔ اور مرزا۔ راجہ۔ مانسنگھہ
کے پرپوتے تھے۔ امارت خاندانی کے ساتھہ شجاعت و بہادری
لیاقت و تدبیر کے جوہر سے موصوف تھے۔ نہایت سلیم‌الطبع
دور اندیش حلیم جو متحمل مزاج۔ اور ہر شخص بلکہ
زمانہ کا مزاج پہچانے ہوے تھے۔ اور اپنے انہیں
اوصاف کی وجہ سے باوجود زمانے کی رنگا رنگی کے ابتدائے
عمر سے انتہائے زندگی تک نہایت عزت و عظمت۔ شان
و شوکت سے زندگی بسر کی۔ اور برابر ترقی کے زینہ
پر چڑھتے گئے۔ جس طرح نیک نیتی اور وفاداری کے
ساتھہ ہر بادشاہ کی خدمت کر کے انہوں نے جانفشانی اور
جاں‌نثاری کا حق ادا کیا۔ اسی طرح ہر بادشاہ نے کمال
مرحمت سے تحسین و آفریں کے طرے ان کے سر پر لگا
کر عظمت بڑھائی —

راجہ جے سنگھہ نو دس برس ہی کے تھے۔ کہ باپ
کا مبارک سایہ سر سے اٹھگیا جہانگیر کا عہد تھا۔ اس

نے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلا بھیجا سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۲۶ ھ میں بارہ برس کی عمر میں یہ دربار میں آے - اور ایک زنجیر فیل پیشکش کی قدردان بادشاہ نے اِسی عمر میں منصب هزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کردیا - اور از راہ مراحم خسروانہ ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی —

سنہ ۱۶ جلوس مطابق ۱۰۳۰ ھ میں مرزا راجہ بھاؤسنگھہ کی وفات کے بعد منصب دو هزاری ذات - هزار و پانصد سوار پر مفتخر اور خطاب راجگی سے سر بلند هوے - اور انبیر کی موروثی گدی کے جانشین مقرر هوے —

سنہ ۱۸ جلوس مطابق ۱۰۳۲ ھ میں منصب سہ هزاری ذات - هزار و پانصد سوار سے ممتاز هوے - اس کے بعد مہمات دکن میں مامور هوے —

شاهجہاں کی تخت نشینی کے بعد جب خانجہاں لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا - اُس وقت راجہ اس کی ساتھتی میں متعین تھے - اول انھوں نے بہ مجبوری اس کا ساتھہ دیا - اور موقع ملتے هی وهاں سے بھاگ کر دربار شاهجہانی میں حاضر هوے - بادشاہ نے خلعت - جمدهر مرصع - علم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چہار هزاری ذات - سہ هزار سوار پر سرفراز فرمایا - اور قاسم خاں جوینی کے ساتھہ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا - اور اس مہم کے بعد خانخاناں مہابت خاں

کے ساتھہ نذر محمد خاں والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جس نے کابل پر حملہ کیا تھا۔ روانہ ہوے —

سنہ ۲ جلوس میں خواجہ ابو الحسن تربتی کے ساتھہ خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور ہوے —

سنہ ۳ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات ۔ چہار ہزار سوار پر سر بلند ہوکر امیر الامرا شایستہ خاں کے ساتھہ خانجہان لودی اور نظام الملک والی احمد نگر کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۴ جلوس میں یمین الدولہ آصف خاں کے ساتھہ مہم بیجاپور میں شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھاے اور اس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوے —

سنہ ۶ جلوس میں بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوے ۔ اسی سال ایک مست ہاتھی نے ہاتھیوں کی لڑائی سے بھاگ کر شاہزادہ اورنگ زیب پر حملہ کیا ۔ راجہ نے نہایت دلاوری سے آگے بڑھ کر ہاتھی پر برچھا مارا ۔ اور اس کو بھگا دیا ۔ اسی سال خلعت اور اسپ مع سونے کی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھہ مہم دکن پر متعین ہوے ۔ اور جنگ کے مختلف معرکوں میں ایسی لیاقت اور ہمت دکھائی کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی —

سنہ ۸ جلوس میں مہم کے خاتمے پر خانزماں کے ساتھہ

دولت آباد میں تعینات ہوے۔ اور منصب پنجہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر ترقی پائی۔ اور ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ ھ کو دربار میں حاضر ہوے —

سنہ ۹ جلوس میں خان دوران خاں کے ساتھ ساہوجی بہونسلا کی تادیب پر مامور ہوے۔ اور نہایت دلاوری سے مختلف مقامات پر غنیم کو شکست پر شکست دے کر۔ اپنے حملہ ہاے شیرانہ اور شمشیر دلیرانہ سے کئی قلعوں کو فتح کرایا —

سنہ ۱۰ جلوس ۱۸ رجب سنہ ۱۰۴۶ ھ کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبر آباد جاتے ہوے قصبہ مراباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر میں تھا گذرے۔ راجہ کی طرف سے چند عمدہ گھوڑے۔ ایک ہاتھی۔ بیس ہزار روپیہ نقد بطور پیشکش کے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرماے۔ اور زر نقد واپس مرحمت فرمایا۔ اسی سال ۲۵ شوال سنہ ۱۰۴۶ ھ کو راجہ دربار میں حاضر ہوے۔ بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے میں خلعت خاصہ۔ کھپوہ مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اسپ معہ زین طلا۔ کے عنایت فرما کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے مفتخر فرمایا۔ اور پرگنہ جانسوار (چالسو) جو صوبۂ اجمیر میں راجہ کے وطن کے قریب واقع اور محالات خالصہ میں شامل تھا جاگیر میں مرحمت کیا۔ اور چونکہ راجہ مہمات دکن میں کار خدمت انجام

ہو چکے تھے۔ ابتدا ۔ ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۶ ھ کو شاہ بندہ نواز نے خلعت ۔ ایک ہاتھی ۔ بیس گھوڑ یار عنایت کرکے راہ کو وطن رخصت لیا ۔ کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کریں —

۱۰۴۷ ھ سنہ ۱۱ جلوس میں ۲۴ ۔ شوال سنہ ۱۰۴۷ ھ کو وطن سے واپس آئے ۔ اور خلعت اور اسپ معہ زین مطلا ۔ اور فیل عطا ہو کر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ ہوئے —

۱۰۴۸ ھ سنہ ۱۲ جلوس میں وہاں سے طلب ہوے ۔ اور راولپنڈی کے مقام پر ۲۳ ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۸ ھ کو بادشاہ کی ملازمت میں پہنچے ۔ بادشاہ نے ایک ہاتھی اور موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی —

۲۱ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۸ ھ کو قدر داں بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرما کر موروثی خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا —

سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۴۹ ھ میں ۲۷ ۔ رجب سنہ ۱۰۴۹ ھ کو رخصت لے کر پھر وطن کو روانہ ہوے جہاں سے سنہ ۱۴ جلوس ۱۰۵۰ میں ۱۲ ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰۵۰ ھ کو واپس آے ۔ اور ۹ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ ھ کو خلعت ۔ جمدھر میناکار معہ پھول کٹارہ ۔ اسپ معہ زین مطلا ۔ مرحمت ہو کر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل میں تعینات ہوئے ۔ وہاں سے راجہ جگت سنگھ کی

تادیب پر مامور ہوئے —

سنہ ۱۵ جلوس ۱۰۵۱ ھ میں مہم مذکورالصدر میں نہایت شجاعت و بہادری اور عرقریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا۔ اس کے انعام میں منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہو کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوے۔ اور قلعہ مذکور کی محافظت ان کے سپرد ہوئی۔ اور جب راجہ جگت سنگھہ کا قصور معاف ہو گیا۔ یہ اس کو اپنے ساتھہ لیکر ۲۵۔ ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۵۱ ھ کو دربار میں حاضر ہوے۔ اور ۲۰۔ محرم سنہ ۱۰۵۲ ھ کو خلعت۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اور اسپ و فیل سے سربلند ہو کر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر روانہ کئے گئے —

سنہ ۱۶ جلوس ۱۰۵۲ ھ میں ۲۱۔ رجب سنہ ۱۰۵۲ ھ کو قندھار سے واپس آے۔ اور ۲۲۔ شعبان سنہ ۱۰۵۲ ھ کو رخصت لے کر آنبیر روانہ ہوے —

سنہ ۱۷ جلوس ۱۰۵۳ ھ میں بادشاہ اجمیر تشریف لے گئے۔ جوائی پرگنہ چاتسو میں یکم رمضان سنہ ۱۰۵۳ ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ اور تیسرے دن ۹ گھوڑے ایک ہاتی پیشکش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر شریف کے مقام پر راجہ نے اپنے سواروں کو بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ پانچہزار سوار شمار میں

آئے - ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرما کر آنبیر کو رخصت کیا - یکم ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۴ ھ کو دربار میں حاضر ہوئے - اور ایک ہاتھی پیشکش کیا -

سنہ ۱۸ جلوس ۱۰۵۴ ھ میں دکن کی حکومت پر سرفراز ہوئے —

سنہ ۲۰ جلوس ۱۰۵۶ ھ میں وہاں سے طلب ہوئے - اور ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۷ ھ کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے - ۱۱ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۵۷ ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار دو ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوئے - اور بادشاہ نے دو لاکھ روپے نقد عطا فرما کر شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا —

سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۵۸ ھ میں منصب کے ایک ہزار سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوے - اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر مامور ہوے - اور وہاں سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار چہارہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوے - اور پرگنہ کلیانہ جس کی مالگزاری ستر لاکھہ دام ( ۴۰ دام - ایک روپیہ ) تھی جاگیر میں مرحمت ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۶۱ ھ میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوے —

سنہ ۲۶ جلوس مطابق ۱۰۶۲ ھ میں شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھہ صوبۂ کابل میں متعین ہوے ۔ اور وہیں سے داراشکوہ کے ساتھہ تیسری مرتبہ مہم قندھار میں شریک ہوے —

سنہ ۲۷ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۳ ھ میں رخصت لے کر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوگئے ۔ اور سنہ ۲۸ جلوس مطابق ۱۰۶۴ ھ میں وہاں سے واپس آ کر نواب سعداللہ خاں وزیر اعظم کے ساتھہ قلعہ چتور کی مہم کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۳۱ جلوس مطابق ۱۰۶۷ ھ جلوس میں شاہجہاں ایسے بیمار ہوے ۔ کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری میں شاہزادہ دارا شکوہ کا جو ولی عہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا ۔ ایسا اقتدار بڑھا ۔ کہ تمام مالی و ملکی انتظامات اُسی کی رائے سے انجام پانے لگے ۔ دوسرے شاہزادوں ۔ محمد شجاع اورنگزیب ۔ مرادبخش نے اِس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا ۔ اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبوں کے خلاف تصور کر کے در پردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں ۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا ۔ راستے بند کردئے مسافروں کو جانے سے روکا ۔ مگر اِس طرز عمل نے اُلٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادوں نے باپ کو مردہ یا قریب المرگ سمجھ کر خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا ۔ اور اپنی اپنی فوجیں لے کر دار الخلافت کی طرف کوچ کیا ۔ جب اُن کے کوچ کی خبریں دار الخلافت میں پہنچیں ۔ ایک تہلکہ پڑگیا ۔ اکرچہ

شاہجہاں نے جسے اس عرصے میں بہت کچھہ صحت ہوچکی تھی ، اور اس کی لاڈلی بیٹی جہاں آرا بیگم نے اپنی اب تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا ۔ شاہزادوں کے پاس قاعدہ پر قاعدہ دوڑائے کہ " سلطنت کو اب آرام ہے ۔ اگر تم اپنے صوبوں کو لوٹ جاؤگے تو تمہاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی " لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط دربار سے شاہی مہریں لگ کر آتے ہیں ۔ وہ جعلی اور بالکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہیں ۔ حضرت یا تو مرچکے یا قریب مرگ ہیں ۔ اور اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہیں تو ہم ان کی قدمبوسی کے مشتاق ہیں —

غرض کہ شجاع بنگالہ سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر مالوہ سے چل کھڑے ہوئے ۔ اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے اپنے صوبوں کو واپس نہ ہوئے تو بادشاہ یا دارا شکوہ نے ان کے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجائے کاغذی گھوڑوں کے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا ۔ جسونت سنگھہ کو تو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوہ کو رخصت کیا * —

| جنگ شجاع و سلیمان شکوہ | راجہ جے سنگھہ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ پر مقتدر ہوکر شاہزادہ |
|---|---|

* اورنگ زیب اور جسونت سنگھہ کی لڑائی جین کا حال مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال میں ملاحظہ ہو —

سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ
کئے گئے - ڈاکٹر برنیر لکھتے ھیں کہ " شاھجہاں نے راجہ
جے سنگھ کو جو اس وقت کے راجاؤں میں سب سے زیادہ
قابل شخص تھا - بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا -
اور اس کو پوشیدہ یہ ھدایت کی - کہ حتی الامکان جنگ
نہ ھونے دینا - اور شجاع کو اس امر کی فہمائش میں
کہ وہ اپنے متعلقہ صوبہ کو واپس چلا جائے - کوئی دقیقہ
اُٹھا نہ رکھنا - لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور
نوجوانی سے راجہ کی کوششیں انسداد جنگ کے باب میں
سب بے سود رھیں - اور دونوں فوجیں ایک دوسرے
سے ملتے ھی ( بنارس کے قریب ) بر سر پیکار ھوگئیں
دونوں طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی سے حملے ھوئے
اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادہ شجاع کو ایسا مغلوب
ھونا پڑا - کہ آخر کار سراسیمہ ھوکر بھاگ نکلا اور اگر
قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خاں پیچھے نہ ھٹے رھتے تو
صرف شجاع کی فوج ھی نہ تباہ ھوجاتی ' بلکہ خود وہ
بھی گرفتار ھوجاتا - لیکن دوراندیش راجہ نے ازراہ دانائی
مناسب نہ جانا کہ شاھی خاندان کے شاھزادے اور اپنے آقا
کے بیٹے پر ھاتھ ڈالے - اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت
دینے میں بادشاہ کی ھدایتوں پر عمل کیا " —

اِس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھہ منصب ھفت ھزاری
ذات - ھفت ھزار سوار - پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے

سر بلند ہوئے - اور حسب الطلب شاہزادہ دارا شکوہ اکبر آباد کی طرف روانہ ہوئے —

اب اُدھر کی سنو - اسی عرصے میں اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج اُجین میں جسونت سنگھہ اور سموگدہ * میں دارا شکوہ سے میدان مار چکی تھی اور خاص دارالخلافت میں عالمگیری اقبال کا پھریرہ اُڑنے لگا تھا - جب راجہ جے سنگھہ اور دلیر خان - سلیمان شکوہ کے ساتھہ الہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑہ آئے - یہ حال سنا - اور عالمگیری اقبال کے طلسم کاری کو دیکھکر دنگ رہ گئے —

عالمگیر نے سموگدہ کی فتح پا کر راجہ جے سنگھہ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا - کاغذی گھوڑوں کے ذریعے سے منتر چلنے لگے - جے سنگھہ اور دلیر خان اول تو متردد اور متامل رہے - لیکن آخر کار عالمگیر کی حب کے عمل سے تسخیر ہوگئے - باوجود اس کے اس دور اندیش راجہ نے شاہزادہ سلیمان شکوہ پر ہاتھہ ڈالنے سے پرہیز کیا - اور اُس کو کل واقعات سے مطلع کر کے یہ نیک صلاح دی - کہ اول تو جس طرح ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھہ شامل ہو جائیں - اور اگر یہ نہو سکے تو آپ سری نگر کے پہاڑوں میں چلے جائیے -

---

* اس لڑائی کا حال راو ستر سال ہاڈا کے حال میں دیکھو —

وهاں کا راجه آپ کو بہت خاطرداري سے رکھے گا - اور
اُس محفوظ جگهه میں کچهه دن ٹهیر کر آپ حالات
اور واقعات پر نظر رکھئے - اور حسب مقتضائے وقت
کاربند هوجئے —

اورنگ‌زیب کے استقلال کی ایک روایت

اس کے بعد فارسی تاریخوں کے بیان کے
مطابق راجه جے سنگهه - سلیمان شکوه کی
رفاقت چهوڑ کر متهرا کے مقام پر بارگاه
عالمگیری میں حاضر هوئے - اور ایک کروڑ دام سالانه
کی آمدنی کے محال سے مفتخر هو کر دریائے ستلج کے پار
سے خلیل الله خان کے ساتهه دارا شکوه کے تعاقب پر مامور
هوئے - لیکن ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا هے
که " جب اورنگ زیب دارا شکوه کے تعاقب سے ملتان سے
لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتهه کوچ کرتا هوا چلا
آتا تها - راجه جےسنگهه کو چار پانچ هزار جرار راجپوتوں کے
ساتهه اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت میں آگیا یه اُس
وقت حسب معمول تهوڑے سے آدمیوں کے ساتهه اپنی
فوج سے آگے تها - اور اُس کو پهلے خبر لگ چکی تهی که
راجه دهلي میں هے - مگر اُس نے ایسی عجیب سرعت سے ایسي
بعید مسافت طے کی - که لاهور اور ملتان کے راستے میں آملا -
لیکن اورنگ زیب کی هوشیاری - متانت - اور اُس کی اُس عام
لیاقت نے که وه کسی ناگهانی مشکل کے پیش آ جانے پر
نهایت چستی سے اُس کا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت

رکھتا تھا اسے بڑی مصیبت سے بچا لیا - چنانچہ اس
نے مطلق کچھہ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا - بلکہ یہ
دکھانے کو کہ اس کا آنا اِس کی بڑی خوشی کا باعث
ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھہ ہاتھہ
سے جلد آئیے جلد آئیے - کا اشارہ کرتا ہوا - آگے بڑھا
اور پکار کر کہا - سلامت باشید - راجہ جی - سلامت
باشید بابا جی - اور جب دونوں ذرا نزدیک ہوے -
تو پھر کہا - خوش آمدید خوش آمدید - میں بیان
نہیں کرسکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار
تھا - بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آ گئے - مگر لڑائی
ختم ہوگئی - اور داراشکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا
پھرتا ہے - میں نے میر بابا کو اس کے پیچھے بھیجدیا
ہے - امید کہ جلد گرفتار ہوجاے گا اس کے بعد نہایت
مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیوں کی
مالا جو خود پہنے ہوے تھا اُتار کر راجہ کے گلے میں
ڈال دی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے -
اس لئے آپ کو بہت جلد لاہور پہنچ جانا چاہئے -
مبادا وہاں کچھہ بدانتظامی اور شورش ہوجاوے -
اور میں آپ کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل
نظم و نسق کا اختیار دیتا ہوں - اور میں بھی آپ
کے پاس پہنچتا ہوں - لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھہ
کو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملہ میں جو آپ

وہاں کا راجہ آپ کو بہت خاطرداری سے رکھے گا - اور
اُس محفوظ جگہہ میں کچھہ دن ٹھیر کر آپ حالات
اور واقعات پر نظر رکھئے - اور حسب مقتضائے وقت
کاربند ہوجئے —

اورنگ زیب کے استقلال کی ایک روایت

اس کے بعد فارسی تاریخوں کے بیان کے
مطابق راجہ جے سنگھہ - سلیمان شکوہ کی
رفاقت چھوڑ کر متھرا کے مقام پر بارگاہ
عالمگیری میں حاضر ہوئے - اور ایک کروڑ دام سالانہ
کی آمدنی کے محال سے مفتخر ہو کر دریاے ستلج کے پار
سے خلیل اللہ خان کے ساتھہ داراشکوہ کے تعاقب پر مامور
ہوئے - لیکن ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے
کہ " جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے
لوٹ کر ایلچی معمولی سرعت کے ساتھہ کوچ کرتا ہوا چلا
آتا تھا - راجہ جےسنگھہ کو چار پانچ ہزار جرار راجپوتوں کے
ساتھہ اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت میں آگیا یہ اُس
وقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھہ اپنی
فوج سے آگے تھا - اور اُس کو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ
راجہ دھلي میں ہے - مگر اُس نے ایسی عجیب سرعت سے ایسي
بعید مسافت طے کی - کہ لاہور اور ملتان کے راستے میں آملا -
لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری - متانت - اور اُس کي اُس عام
لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آ جانے پر
نہایت چستی سے اُس کا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت

رکھتا تھا اسے بڑی مصیبت سے بچا لیا - چنانچہ اس
نے مطلق کچھہ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا - بلکہ یہ
دکھانے کو کہ اس کا آنا اِس کی بڑی خوشی کا باعث
ھے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھہ ھاتھہ
سے جلد آئیے جلد آئیے - کا اشارہ کرتا ہوا - آگے بڑھا
اور پکار کر کہا - سلامت باشید - راجہ جی - سلامت
باشید بابا جی - اور جب دونوں ذرا نزدیک ھوے -
تو پھر کہا - خوش آمدید خوش آمدید - میں بیان
نہیں کرسکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار
تھا - بہت ھی خوب ھوا کہ آپ آ گئے - مگر لڑائی
ختم ھوگئی - اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا
پھرتا ھے - میں نے میر بابا کو اس کے پیچھے بھیجدیا
ھے - امید کہ جلد گرفتار ھوجاے گا اس کے بعد نہایت
مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیوں کی
مالا جو خود پہنے ھوے تھا اُتار کر راجہ کے گلے میں
ڈال دی اور کہا کہ ھماری فوج بہت تھکی ھوئی ھے -
اس لئے آپ کو بہت جلد لاھور پہنچ جانا چاھئے -
مبادا وھاں کچھہ بد انتظامی اور شورش ھوجاوے -
اور میں آپ کو لاھور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل
نظم و نسق کا اختیار دیتا ھوں - اور میں بھی آپ
کے پاس پہنچتا ھوں - لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھہ
کو واجب ھے کہ سلیمان شکوہ کے معاملہ میں جو آپ

نے کارگذاری کی ہے - اس کا شکریہ ادا کروں - مگر آپ نے دلیرخاں کو کہاں چھوڑا میں اس کو خوب سزا دوں گا - آپ جلدی لاہور تشریف لے جائیے - اچھا خدا حافظ" —

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا - راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہنچا - کہ ہمارے آنے تک لاہور میں مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہنچے - نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی - اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالہ کی طرف روانہ ہوے * —

جب راجہ جسونت سنگھہ نے کھجوہ کی لڑائی میں اورنگ زیب سے بیوفائی کی - اور لشکر سے مال و اسباب لوٹ کر بھاگا - تو فوج بھرتی کرکے داراشکوہ کا ساتھہ دینا چاہا - راجہ جے سنگھہ نے اِس موقع پر اُس کو ایک خط لکھا - اور اِسی مضمون کے شاہی فرمان کے ساتھہ ایک خاص آدمی کے ہاتھہ اُس کے پاس روانہ کیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر آ کر لوٹ گیا - اس خط کا یہ مضمون تھا —

---

* شجاع اور اورنگ زیب کی لڑائی کا حال جو کھجوہ کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال میں دیکھو —

**راجہ جے سنگھہ کا خط جسونت سنگھہ کے نام**

مجھے معلوم ہوا ہے تم دارا شکوہ
کا ساتھہ دینا چاہتے ہو۔ نہ معلوم
تم نے اس میں کیا فائدہ سوچا ہے۔ کہ ڈوبتے کے ساتھی
بنتے ہو۔ اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے۔ تو اس
کا فائدہ ہونا تو معلوم۔ مگر ہاں۔ تمہارا خاندان اور
تم بیشک برباد ہو جاؤگے۔ اور چونکہ میں بھی راجہ
ہوں۔ اس لئے تم سے بہ منت التماس کرتا ہوں۔ کہ
بیچارے راجپوتوں کا خون کرانے سے باز آؤ۔ اور اس
گھمنڈ میں نہ رہو۔ کہ اور راجہ بھی تمہارے شریک
ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ میں کبھی نہ ہونے دوں گا۔
اور چونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہر ایک ہندو شخص
سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے آپ کو ایسی آگ بھڑکانے
کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے جو تمام
ملک میں پھیل جاے ۔ اور پھر کوئی بھی اس
کو نہ بجھا سکے ۔ اور اگر آپ دارا شکوہ کو بحال
خود چھوڑ دیں گے۔ تو اورنگ زیب آپ کی پچھلی خطائیں
سب معاف کردے گا۔ اور اس شاہی خزانہ کا بھی مطالبہ
نہ کرے گا۔ جو آپ نے کھجوہ کی لڑائی میں لوٹ لیا
تھا۔ بلکہ آپ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز
کئے جائیں گے۔ اور ایسے صوبہ کی حکومت میں جو آپ
کے علاقہ سے متصل ہے جو فوائد ہیں وہ آپ بخوبی
سمجھہ سکتے ہیں۔ اور وہاں آپ بغیر کسی قسم کے

خوف و خطر کے نہایت آرام سے رہیں گے - اور ان وعدوں کا کامل طور سے پورا کرانا میرے ذمے ہے —

۲۹ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۹ ھ کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی - میں دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی * - اس لڑائی میں راجہ جے سنگھہ اورنگ زیب کے ساتھہ تھے - بیچارے دارا شکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی - اگرچہ اس نے میدان ہمت میں بہت قدم جمایا - لیکن بد قسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا - عین حالت جنگ میں راجہ جے سنگھہ ایسے مقام پر پہنچ گئے تھے - کہ دارا شکوہ بالکل ان کے قابو میں تھا - لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اس کا بہت ادب کیا - اور کہلا بھیجا - کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے - تو فوراً میدان جنگ سے علحدہ ہوجاؤ - شاہزادہ نے راجہ کا شکریہ ادا کیا - اور اہل و عیال کو لے کر فوراً چلتا ہوا - دارا شکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھہ اور بہادر خاں کو اس کے تعاقب پر مامور کیا —

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی - سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑوں میں پہنچ گیا تھا - راجہ جے سنگھہ کی معرفت راجہ سرینگر کو خط لکھا گیا - کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیج دیں گے تو بڑے بڑے انعام ملیں گے - ورنہ آپ

---

* اس لڑائی کا حال راجہ راجروپ کے حال میں دیکھو —

کے حق میں بہت برا ہوگا - اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھن جاوے مگر میں کبھی ایسی بے عزتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہ ہونگا لیکن بادشاہ نے تربیت خاں - اور رعد انداز خاں وغیرہ کئی امیروں کو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا - اور راجہ جے سنگھہ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا - اور راجہ کے بیٹے کنور رام سنگھہ سری نگر جا کر سلیمان شکوہ کو لے آے —

جب سب جھگڑے طے ہوگئے - بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھہ نقد - اور سنہ ۴ جلوس ۱۰۷۱ ھ میں ایک کروڑ دام کی مالگذاری کا محال راجہ جے سنگھہ کو انعام میں مرحمت فرمایا - اور ان کا اعزاز و اکرام کرنے لگا —

**مہم سیواجی بھونسلا**

سنہ ۷ جلوس مطابق ۱۰۷۴ ھ میں راجہ کو سیواجی مرہٹہ کی تنبیہ پر مامور کیا - اور جسونت سنگھہ کو اس مہم سے واپس بلا لیا - راجہ نے اپنے دوست دلیر خاں - اور راجہ راے سنگھہ سیسودیہ اور دس بارہ ہندو اور مسلمان سرداروں کے ساتھہ چودہ ہزار سواروں کی فوج لے کر اورنگ آباد پہنچے - اول شاہزادۂ محمد معظم سے ملاقات کی بعد ازاں پونا میں جا کر راجہ جسونت سنگھہ سے مہم کا چارج لیا - اس کے بعد کام شروع کردیا اور قلعہ رود رمال

وغیرہ خصوصاً سیوا جی کے کلاں تر قلعہ پورن دھر کو
جس میں اس کا بہت سا ساز و سامان - اور چار ھزار سپاھی -
تین ھزار عورت مرد اور بعض عزیز و اقارب تھے - داہر خاں
اور راجہ کے بھتیجے کیرت سنگھ نے گھیر لیا - سیواجی معہ اھل
و عیال کے قلعہ راج گدہ میں جو اس موقع سے قریب تھا موجود
تھا لیکن حملہ آوروں کی لیاقت اور شجاعت کی وجہ سے قلعہ
پورن دھر کے بچاؤ سے مایوس ھوگیا اور مجبور ھوکر عجزو نیاز
کا اظہار شروع کیا - راجہ اس کی چالاکیوں سے خوب واقف تھے
صاف کہلا بھیجا کہ اگر مجرموں کی طرح ھتھیار کھول کر حاضر
ھوگے - تو اطاعت قبول کی جاے گی - آخر کار سیواجی مجبور
ھوکر سنہ ۸ جلوس ماہ رجب سنہ ۱۰۷۵ ھ کو اسی طرح حاضر
ھوگیا - راجہ نے اس کی بہت خاطر اور دلداری کی اول قلعۂ
پورن دھر کو جو قریب‌الفتح ھوگیا تھا معہ کل سامان جنگ
وغیرہ اس سے لے کر ان شرائط پر صلح کرلی - کہ ملک کوکن
کے پینتیس قلعوں میں سے جو اس کے قبضے میں تھے تیئیس
قلعے معہ بندر چیول و علاقجات جمعی دس لاکھ ھن (ایک
سونے کا سکہ تھا جو دکن میں مروج تھا) کے سرکار شاھی میں
آگئے - اور باقی ماندہ بارہ قلعے معہ علاقہ جمعی ایک
لاکھ ھن کے سیواجی کے پاس چھوڑے گئے - اور اس کے
هشت سالہ بیٹے سنبھاجی کے نام پنجہزاری - پنجہزار سوار
کا منصب عطا ھوگیا - اور سیواجی نے یہ بھی قبول کرلیا کہ
اس نواح میں اگر کوئی مہم پیش آوے گی تو بذات خود شاھی

فوج میں شامل ہوکر خدمت کروں گا - غرضکہ جب شرطیں طے ہو چکیں - اور سنبھا جی بھی راجہ کے لشکر میں پہونچ گیا تو سیواجی کو جو بغیر ہتھیار باندھے دربار میں آیا کرتا تھا - راجہ جے سنگھ نے اپنے سامنے ہتھیار بند ہوادئے اور خلعت دے کر عزت کے ساتھ رخصت کردیا بادشاہ نے راجہ کے اس حسن خدمت کے انعام میں منصب میں دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کی ترقی دے کر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر فرمایا -

| مہم بیجا پور | سنہ ۸ جلوس ۱۰۷۵ ھ میں عادل شاہ والی بیجا پور نے خراج سالانہ کے پہونچنے میں |
|---|---|

تساہل کیا - بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو بیجا پور پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا - سنہ ۹ جلوس ۱۰۷۶ ھ میں راجہ نے بیجا پور پر فوج کشی کی - سیوا جی پندرہ سو سواروں اور سات ہزار پیادوں کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوا - ۲۰ رجب سنہ ۱۰۷۶ ھ کو عادل شاہ کی طرف سے دیانت رائے معہ تحفہ تحائف کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا - راجہ نے بادشاہ کو لکھا - چونکہ موسم برسات کا آ گیا تھا - بادشاہ نے لڑائی کے ملتوی کر دینے کا حکم بھیجا - اور راجہ وہاں سے روانہ ہو کر اورنگ آباد میں آ کر مقیم ہوئے -

| وفات | سنہ ۱۰ جلوس مطابق ۱۰۷۷ ھ میں راجہ جے سنگھ اورنگ آباد سے دربار کو روانہ ہوے - راستے میں |
|---|---|

بیمار پڑے - اور برہان پور پہنچکر ۲۸ - محرم سنہ ۱۰۷۷ ھ کو اِس دار نا پائدار سے رخصت ہوے - بادشاہ کو بہت رنج ہوا - کنور رام سنگھہ کو جو مورد عتاب تھا خلعت تعزیت مرحمت فرما کر خطاب راجگی اور دیگر نوازش ہاے شاہانہ سے مفتخر کیا -

راجہ جے سنگھہ کے دو بیٹے تھے - کنور رام سنگھہ - اور کیرت سنگھہ دونوں کا حال علحدہ علحدہ لکھا جائیگا -

راجہ جے سنگھہ کی یادگار ہے اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر غرب رو یہ اُن کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھہ پورہ کے نام سے مشہور ہے -

**یادگاریں**

اکبر آباد ( آگرہ ) میں بھی انھوں نے اکثر نفیس عمارتیں تعمیر کرائی تھیں - اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کر کے اُس کو جے سنگھہ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا - ایک سو دس بیگھہ اراضی میں یہ عمارتیں اور ایک عمدہ باغ واقع تھا - شروع اُنیسویں صدی کا ایک مورخ اس باغ اور عمارت کی تعریف میں لکھتا ہے -

ہر طرفش چشمۂ کوثر سرشت گلبن وگل رشک ریاض بہشت
طرفہ عمارات ملائک مقام زبدہ چمن سیر گہ خاص و عام
آمدہ فوارہ بعرش چو ابر نعرہ زنان آب بہانگ ہزبر
نگہت گل روکش مشک ختن رشک دہ غنچہ پروین پرن

لیکن افسوس ہے کہ اب اِن عمارتوں میں ایک کا بھی نشان باقی نہیں البتہ وہ مقام اب تک جے سنگھہ پورہ

کے نام سے موسوم ہے —

اکبرآباد میں جس قطعہ زمین پر روضۂ ممتاز محل ( روضہ تاج گنج ) واقع ہے - یہ بھی راجہ جے سنگھہ کی تھی جب شاہجہاں نے اپنی پیاری بیگم کے مقبرہ کے واسطے یہ مقام پسند فرمایا تو راجہ جے سنگھہ کو اس کا معاوضہ دینا چاہا - راجہ نے معاوضہ کے لینے سے انکار کر کے بطور پیشکش ( نذرانہ ) اِس اراضی کو دینا چاہا بادشاہ نے از راہ احتیاط اِس بات کو قبول نہ کیا - اور اُس کے معاوضہ میں خالصہ شریفہ سے ایک وسیع مقام راجہ کو مرحمت کیا —

**علمی لیاقت** — راجہ جے سنگھہ سنسکرت میں خوب مہارت رکھتے تھے - ترکی - فارسی - عربی زبانوں کو سمجھتے تھے —

## مہاراج - راجہ جے سنگھہ سوائی

اصلی نام بجے سنگھہ تھا - مغلیہ سلطنت کے دور آخری کے مشہور ارکان سلطنت سے تھے - معزز خاندان کچھواہا کے سردار - راجہ بشن سنگھہ کے بیٹے - اور مرزا - راجہ جے سنگھہ کے پرپوتے تھے —

سنہ ۴۴ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ عالمگیری میں باپ

کی وفات کے وقت منصب هزاری ذات هشت صد سوار پر
سرفراز تھے -- اب بادشاہ نے منصب هزار و پانصدی ذات
هزار سوار پر مفتخر فرماکر خطاب راجہ جے سنگھہ سے
موصوف کیا -- اور یہ عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل
نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے —

سنہ ۴۵ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۲ ھ میں عمدة الملک
اسد خاں کے ساتھہ قلعہ کھیلنا (سخرلنا) کی تسخیر
پر مامور ہوے اور باوجود نوجوانی اور نا تجربہ کاری
کے کہ اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہ پہونچے تھے -
اپنے حملہ هائے دلیرانہ اور شمشیر دلیرانہ سے قلعہ کو
فتح کرلیا - بادشاہ نے اِس شجاعت اور کارگذاری کے
صلے میں منصب دو هزاری ذات - دو هزار سوار پر
سرفراز کردیا —

شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد یہ اول شاهزادہ
محمد اعظم شاہ کی رفاقت میں دکن سے هندوستان
روانہ ہوے - لیکن لڑائی کے دن اپنی دانائی اور عقل
کی رسائی سے انجام کو پہچان کر بہادر شاہ سے جا
ملے اور فتح کے بعد نوازشات شاهی سے مالا مال ہوے —

**بجے سنگھہ برادر راجہ جے سنگھہ**

راجہ جے سنگھہ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کی وفات کے بعد دربار
عالمگیری سے خطاب بجے سنگھہ سے موصوف ہوکر شاهزادہ
محمد معظم (بہادر شاہ) کے ساتھہ صوبۂ کابل میں
متعین تھا - اب شاهزادہ موصوف کی رفاقت میں منصب

سہ ہزاری پر سر فراز تھا ۔ اس فتح کے بعد دونوں
بھائیوں میں آنبیر کی حکومت پر تنازع پیدا ہوا ۔
بہادر شاہ کو دونوں کی خاطر عزیز تھی ۔ اور کسی
کی دل شکنی گوارا نہ تھی لہذا تا تصفیہ وہاں کے انتظام
کو سرکار شاہی کے اہتمام میں لے کر سید حسین خاں
بارہہ کو وہاں کا فوجدار مقرر کردیا —

سنہ ۱۱۱۹ ھ میں جب بہادر شاہ شاہزادہ کام بخش
کے مقابلے کے واسطے دکن روانہ ہوئے ۔ اجین کے پڑاؤ سے راجہ
جے سنگھ معہ اجیت سنگھ راٹھور اور دوسرے راجپوت
سرداروں کے شکار کا بہانہ کرکے رفو چکر ہوگئے ۔ اور
سید حسین خاں سے لڑ بھڑ کر آنبیر پر قبضہ کرلیا ۔ جب
سنہ ۱۱۲۱ ھ میں بہادر شاہ اس مہم سے واپس ہوئے
ان کی تنبیہ کے واسطے فوجیں مامور کیں ۔ اسی عرصے
میں پنجاب سے سکھوں کے تاخت و تاراج کی خبر آئی
اور بادشاہ کو وہاں جانا ضروری معلوم ہوا ۔ ادھر
راجپوتوں نے بھی خانخاناں معظم خاں اور مہابت خاں
کے ذریعے سے اپنے عفوتقصیر کی خواستگاری کی ۔ اور
بادشاہ نے مصلحت وقت کا خیال کرکے محض زبانی وعدہ
اطاعت پر سب کا قصور معاف کردیا * —

فرخ سیر کی عہد سلطنت میں راجہ جے سنگھ خطاب
دھیراج سے مفتخر ہوے ۔ سنہ ۱۱۳۱ ھ میں چوراس جات کی

* اس معافی کا حال مہاراجہ اجیت سنگھ کے حال میں دیکھو ۔

تنبیهہ پر مامور ہوئے ۔ اور اس سرکش کو ایسا تنگ کیا -
کہ اس نے پیشکش پیش کرکے قطب الملک سید عبداللہ خاں
کے وسیلے سے اپنے تقصیرات کی معافی حاصل کی چونکہ
یہ معافی بلا امتزاج راجہ کے عمل میں آئی تھی - لہذا
وہ بادل ناخواستہ مہم مذکور سے واپس آکر اپنے وطن کو
روانہ ہوگیا --

فرخ سیر کے عہد سے لے کر محمد شاہ کے شروع
عہد تک امیرالامرا سید حسین علی خاں اور قطب الملک
سید عبداللہ خاں دونوں بھائیوں کا دور دورہ رہا -
اور انہوں نے امارت و وزارت کے نام سے بادشاہی کی
اور تاریخ میں بادشاہ گر کے لقب سے موسوم ہوئے - ان کی
راجہ جے سنگھہ سے ہمیشہ کھٹ پٹ رہی - لیکن باوجود اس
عظمت اور اقتدار کے راجہ کو کچھہ نقصان نہ پہونچا سکے
جب محمد شاہ کے عہد میں دونوں بھائیوں کی ترکی تمام
ہوئی - راجہ جے سنگھہ حسب الطلب دربار میں حاضر ہوئے
بادشاہ نے بہت اعزاز و احترام کیا - اور سنہ ۱۱۳۵ ھ میں
اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز کرکے چورا من جات کی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا انہوں نے غنیم کو تدبیر اور
شمشیر کے زور سے سیدھا کیا - اور ۹ صفر سنہ ۱۱۳۵ ھ
کو تھون کا قلعہ فتح کرلیا —

سنہ ۱۱۴۵ ھ میں صوبۂ مالوہ کی حکومت پر ممتاز
ہوے - جب مرہٹوں نے مالوہ میں لوت کھسوٹ مچائی تو

راجہ جے سنگھہ نے اپنے دوست محمد خاں بنگش سے مدد چاہی اُس کا حال شکستہ حال ہو رہا تھا اُس نے جواب میں لکھا کہ " آپ کے پاس علاوہ اپنی موروثی وطن کی ریاست جس کی آمدنی ایک صوبہ کی آمدنی کے برابر ہے ایک ثلث صوبۂ مالوہ - ایک چہارم صوبہ دھلی - اور تمام نظامت اکبرآباد کی ہے مرھٹہ اس وقت راجپوتوں کے ساتھہ موافقت ظاہر کرتے ہیں - لیکن یہ صرف اُن کی فیلسوفی ہے - خدا جانے وہ کہاں تک کی خبر لیں گے - ایک ہندوستان میں کیا - وہ تمام بنگالہ میں پھیلے ہوے ہیں - اس امر کا غالباً آپ کو یقین واثق ہوگا - کہ جب کبھی اُنھوں نے کہیں محفوظ مقام پالیا - تو وہ آپ کو بھی گدی سے اُتار دیں گے - اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہیں - اُنھیں پر قبضہ کرنے کا قصد کریں گے -

اس کے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خاں کو بلایا - زر نقد بطور امداد کے بھیجا - جاگیر کا وعدہ کیا - ۷ رمضان ۱۱۴۸ ھ کو محمد خاں نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا - لیکن اِس عرصے میں مرھٹوں کا مالوہ میں ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُن کا نکالنا مشکل ہوگیا - آخرکار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اس پر تصفیہ ہوا - کہ باجی راو بادشاہ کی اطاعت قبول کرے - اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اُس کو عطا کی جاے - چنانچہ اس قرار داد کے بموجب ۸ ربیع الاول

سنہ ۱۱۴۹ ھ کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راو کو دے دیا - اور وہاں سے رخصت ہوکر اپنے وطن جا پہنچے - اور مدت تک حکومت کرکے دسہرہ کے دن ۱۰ شعبان ۱۱۵۶ ھ کو وفات پائی - ان کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے راجہ ایشر سنگھہ - اور اُن کے بعد راجہ پرتھی سنگھہ پسر راجہ ایشر سنگھہ - اور اُن کے بعد راجہ پرتاب سنگھہ برادر راجہ پرتھی سنگھہ جانشین ہوے —

**علمی قدر دانی**

راجہ جے سنگھہ کی زندگی کی نہایت دلاویز تصویر جس سے اُن کا نام آئندہ نسلوں میں ہمیشہ عزت و ادب سے لیا جاے گا - اُن کے علوم و فنون کا شوق - اور علمی قدر دانی کا جوش تھا - اٹھارویں صدی عیسوی میں جب کہ ہندوستان کی طوائف الملوکی - روز مرہ کے کشت و خون - اور لوٹ مار سے ہندوستان کی علمی دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھا رہا تھا - اُس اندھیرے میں اُن کا نام لعل بدخشاں کی طرح سے چمکتا نظر آتا ہے - زبان برج بھاشا کی حسن و خوبی اُنھیں کی قدر دانی اور کمال پروری سے ظاہر ہوئی - تمام ہندوستان کے عالم - فاضل گنوان پنڈت اُن کے علمی دربار میں حاضر رہتے - اور دریا مثال ہاتھہ سے سرسبز و شاداب ہوکر معمولی دوہروں - کبتوں کے صلے میں ایک ایک اشرفی سے لے کر ایک ایک لاکھہ روپیہ تک کے انعام

لوٹتے تھے۔ جے پور کے کتب خانے میں ایک ایسی کتاب کا موجود ہونا بیان کیا جاتا ہے جس میں صرف وہ دوہرے جمع کئے گئے ہیں جن کے انعام میں اُن کی کمال پرور سرکار سے ایک ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اس بیان میں کچھہ مبالغہ ہو۔ مگر اِس میں شک نہیں ہے کہ اُنھوں نے لاکھوں روپیہ لٹا کر نہ صرف اپنی ریاست بلکہ دھلی اور نواح دھلی میں برج بھاشا کے شوق کو پھیلا کر مقبول خاص و عام کیا —

راجہ موصوف علوم ریاضی سے ماہر اور اُس میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اُنھیں کے حکم سے علماے ھندو نے شرح چغمنی وغیرہ کتب ھندسہ کا عربی بھاشا میں ترجمہ کیا —

**زیچ محمد شاھی** — راجہ موصوف نے مرزا خیراللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی میں بےنظیر عالم تھے۔ اُجین۔ جے پور۔ شاھجہان آباد (دھلی) میں بیس بیس لاکھہ روپیہ کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاھدے کے واسطے رصد گاھیں بنوا کر ان کو زیچ محمد شاھی کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور راجہ موصوف قبل اختتام اس مدت کے انتقال کرگئے لہذا یہ عظیم‌الشان علمی کام نا تمام رہا۔

اور آئندہ پھر کسی نے اس طرف توجہ نہ کی - اُجین وغیرہ
میں ان رصد گاہوں کی عمارت کے نشانات اب تک موجود ہیں۔

**شہر جے پور کا آباد ہونا**

راجہ جے سنگھ نے آنبیر سے چار کوس کے فاصلے پر ایک عظیم الشان شہر آباد کیا -
اس میں قصر ہائے عالی - سڑکوں اور چوڑے چوپڑ کے
بازار - اوپر ہوا دار بالا خانے ان میں جا بجا کھڑکیاں -
اچھے مدرسے - کار خانے - جا بجا مندر - شرفا غربا سب کے
واسطے ایک سے مکان ایک رنگ ڈھنگ کا ؛ کہ فضائے آبادی
کے چاروں طرف پتھر اور چونے کی دوہری فصیلیں تعمیر
کرا کر باہر خوش نما باغ لگائے - اور اُس کو اپنے خطاب
گرامی کی مناسبت سے جے پور کے نام سے موسوم کر کے
دارالحکومت مقرر کیا - یہ شہر اس وقت تک ہندوستان
کے عظیم الشان اور قابل دید شہروں میں شمار ہوتا ہے -
اور بلحاظ خوشنمائی خصوصاً سڑکوں کی چوڑائی - اور اپنے
مشہور و معروف عجائب خانہ کے ہندوستان میں بےنظیر ہے۔

## مہاراؤ جانوجی جسونت نبالکر

راؤ رنبھا کا (جو کہ عہد عالمگیر کے اُمرائے متعینہ
دکن سے تھا) بیٹا تھا - چونکہ وہ اکثر لڑائیوں میں
بادشاہ کی طرف سے مرہٹوں سے لڑ چکا تھا - لہذا فرخ سیر
کے عہد میں امیرالامرا حسین علی خاں نے مرہٹوں سے صلح

ہونے کے بعد ان کی شکایت پر اسے قید کر لیا - لیکن نواب
نظام الملک آصفجاہ بہادر نے محمد انور خاں کی سفارش
پر اسے قید سے رہا کر کے مالوہ سے اپنے ساتھ لیا اور
دکن میں پہنچکر اس کی قدیمی جاگیر عطا کر کے منصب
سابقہ پر سرفراز کر دیا - چونکہ رعایا پروری اور سابقہ
جاگیر داری کے جوہر سے موصوف تھا - لہذا بہت جلد اپنی
حالت درست کر کے دکن کے معارکات میں شریک ہوتا رہا -
نواب ناصر جنگ شہید کے عہد میں خطاب مہاراؤ - اور
جسونت سے موصوف ہوا - اور سنہ ١١٧٦ ھ میں مر گیا -
چونکہ اس کا بیٹا الند راؤ اس کے سامنے مر چکا تھا
لہذا دوسرا بیٹا مہا راؤ اور پوتا رگھوناتھ پسر الند راؤ
اس کے جانشین مقرر ہوکر موروثی جاگیر پر قابض
ہوئے - اور خدمات شاہی بجا لاتے رہے —

## چتر بھوج چوہان

لکھمی سین چوہان کا پوتا - اور عہد شاہجہانی
کا منصب دار تھا - سنہ ١٠٥٠ ھ میں خدمات نمایاں
کے صلے میں بادشاہ نے خلعت و اسپ سے سرفراز کیا -
سنہ ١٠٥٥ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا -
اور اس مہم میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر
سنہ ١٠٥٧ ھ میں منصب ہفت صدی ذات پانصد سوار

سے سرفراز ہوا - مدتوں خدمات شایستہ بجا لا کر انتقال کیا —

## چندر بھان نروکا

شاہجہاں کے عہد کا منصب دار تھا - سنہ ۶ جلوس ۱۰۴۲ ھ میں بہ ایام محاصرۂ قلعۂ دولت آباد فدویت کے جوہر دکھائے اور عنبر کوت کی محافظت پر مامور ہوا - سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۴۶ ھ تک منصب پانصدی ذات - چہار صد سوار پر سرفراز تھا - سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ہوا - اور اصالت خاں کے ساتھ میدان ہمت میں قدم جما کر غنیم کو شکست فاش دی - اور فتح کے بعد خلعت و اسپ عطا ہو کر منصب هفت صدی پانصد سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

## منشی رائے چندر بھان

قوم کے برہمن اور لاہور کے رہنے والے تھے - حساب کتاب - معاملہ فہمی - تحریر و تقریر میں کارگذار اہلکار اور انشا پردازی - اور مطلب نویسی میں

بے نظیر سمجھے جاتے تھے - موزوں طبع اور برهمن تخلص کرتے تھے - اول میر عبدالکریم * میر عمارت لاھور کیسا تھہ تھے - اس کے بعد یاوری بخت سے علامی افضل‌خاں وزیر اعظم شاھجہاں کی سرکار میں جاپہونچے - اور اپنی لیاقت کاردانی سے بہت جلد صاحب اعتبار ھو کر اس سرکار کے دیوان ھوگئے —

علامی موصوف کی وفات کے بعد سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۴۸ ھ شاھجہانی میں لاھور کے مقام پر بادشاہ نے حکم دیا کہ افضل خاں کے متعلقین اور ملازمین حضور میں پیش کئے جائیں - اس تقریب سے یہ بھی حضور میں پیش ھوئے انہوں نے ایک رباعی موزوں کر کے اور خط شکستہ میں لکھکر پیشی کے وقت پیش کی - بادشاہ کو ان کا خط بہت پسند آیا - اور نوازش ھائے شاھانہ سے مسرور کرکے ملازمان اھل قلم کے سلک میں منسلک کیا وہ رباعی یہ ھے - رباعی —

شاھے کہ مطیع او دوعالم گردد ھر جاکہ سریست پیش اوخم‌گردد
ازبسکہ بدورش‌آدمی‌یافت‌شرف خواھد کہ فرشتہ نیز آدم گردد

کچھہ عرصے کے بعد شاھزادہ دارا شکوہ نے ان کی حسن لیاقت - اور تحریر و تقریر کا حال سن کر بادشاہ سے ان کو مانگ لیا - اور اپنا مہر منشی مقرر کیا - مدت تک

---

* آگرہ کا روضہ ممتاز محل بھی انھیں کے اھتمام سے تعمیر ھوا تھا —

یہ اسی عہدے پر مامور رہے - سنہ ۱۰۶۶ ھ میں علامی سعد اللہ خاں وزیر اعظم کے انتقال کے بعد بادشاہ نے پھر اپنے یہاں بلا لیا - اور خطاب رائے سے مفتخر کر کے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کردیا -

**باغ چندر بھان**

رائے چندر بھان نے سنہ ۱۰۶۸ ھ میں انتقال کیا - اُنہوں نے اپنے ایام امارت میں بمقام اکبر آباد ایک وسیع تالاب - اور ایک خوشنما باغ تیار کرایا تھا - باغ کے اندر اپنی کچہری کے واسطے بہت نفیس عمارت تعمیر کرائی تھی افسوس ہے کہ آگرہ کی صدہا دیگر عمارات کیطرح یہ تالاب اور عمارات بھی ہستی نا پائدار سے مفقود ہوگئی صرف باغ اور عمارت کا نفیس اور خوشنما سنگ سرخ کا دروازہ اپنے بانی کی عظمت کی یادگار میں اس وقت تک موجود ہے - غدر سنہ ۱۸۵۷ م کے زمانے میں یہ باغ ایک انگریز کے قبضے میں تھا - اُس نے آگرہ کے ایک ساہوکار لالہ سورج بھان ساکن محلہ بیلن گنج کے ہاتھہ اس شرط پر فروخت کردیا - کہ عمارت قدیم میں کوئی دست اندازی نہ کی جاوے - اور وہ بدستور اپنی حالت میں قائم رکھی جائے - یہ بھی مشہور ہے کہ لالہ سورج بھان کو اس باغ سے ایک بہت بڑا دفینہ بھی دستیاب ہوا - بہر حال لالہ سورج بھان بہت تعریف کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے نہ صرف اس آثار قدیمہ ہی کو محفوظ رکھا - بلکہ باغ کو بھی خوب رونق دی اور اب اُن کے انتقال کے بعد ان کے بھتیجے لالہ چندر بھان قائم اور اپنے باپ

کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یہ باغ سکندرہ کی سڑک پر آگرہ اور سکندرہ کے درمیان میں واقع ہے - اور بانی کی ایک نیتی کہنی خواہ افغان وقت سمجھئے کہ بانی باغ ابتدامیں مشتری کے نام سے باغ چندربھان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے —

| لطیفہ | علامی افضل خان کے عہد و زارت میں دربار میں ایک ہی مشاعرہ تھا - رائے چندربھان نے جب اپنا |
|---|---|

یہ شعر پڑھا —

مرا دلے است به کفر آشنا که چندین بار
به مکه بردم و بازش برهمن آوردم

نہ معلوم بادشاہ اُس وقت کس خیال میں تھے کہ بہت ناگوار گذرا - علامی موصوف بادشاہ کا چہرہ دیکھکر تاڑگئے - اور اُسی وقت اُس کے جواب میں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر پڑھا —

خر عیسی اگر به مکه رود — چوں بیاید هنوز خر باشد

بادشاہ یہ جواب سن کر ہنس پڑے - اور بات گئی گذری ہوئی —

| انشا پردازی اور موزونی طبع | رائے چند بھان نے اپنے رقعات اور تحریرات کو خود جمع کر کے ایک مجموعہ رنگین |
|---|---|

مرتب کیا ہے - منشی سہل چند لکھتے ہیں کہ " اُنہوں نے انشاپردازی میں علامی ابوالفضل کا تتبع کیا ہے " اس مقام پر اُن کے مجموعہ رنگین سے چند مقام ناظرین

کے ملاحظے کے واسطے نقل کئے جاتے ہیں —

افسانہ عشرت پیرائے

در وقتیکہ رایات فیروزی شعار بفر خندگی و فیروزی متوجہ سیر خطۂ دلکشائے عشرت سرشت کابل گردید - درانثائے راہ غزلے از زادہ ہائے طبع بو ساطت بخشی الملک معتمدخان کہ از بندہائے سخن سنج سخنگوئی درگاہ والاپود بسمع مبارک رسیدہ درجہ قبول یافت —

## غزل

رویت بہ آفتاب دہد آب و تاب را
اے از تو صد شرف شرف آفتاب را
دریا دلی و دست تو چوں موج در عطا است
دست تو دادہ شیوہ بخشش سحاب را
بوئے بہار لطف تو آفاق را گرفت
دیگر چہ اعتبار بود مشکناب را
از دست تو چو آب شود آتش ستم
خوش کردہ چشم فتنہ بدور تو خواب را
شاہاں بخاک راہ تو سرہا فگندہ اند
در پیش موج بحر چہ وقع حباب را
ہاں برہمن مدام دعا دن زروے صدق
ہاں بلند اختر گردوں جناب را

هر روز او خجسته چو نوروز و عید باد
در دور او شرف شرف آفتاب را

افسانه سیمت تریں

چوں رایات جہاں پیمای فلک فرسا عالم نوروار مستقر الخلافت اکبرآباد بعزم سیر ممالک پنجاب باهتزاز آمد۔ و قصبهٔ دلنشیں سہرند مضرب خیام ظفر فرجام گشت نسیم عنبر شمیم بہار باعث طراوت حدیقه دلہا۔ و موجب انشراح غنچهٔ خاطر ها گردید۔ مجلس نوروز جہان افروز به آئینے که شایان این دولت خدا داد ازل بنیاد است در دولت خانهٔ بادشاہی که بمقتضائے طراوت۔ و نظرت۔ و وسعت و فسحت۔ نظیر و عدیل ندارد۔ آرائش تازه یافت۔ و سطح روئے زمین به انواع نقش و نگار رشک صحیفهٔ روزگار چرخ دوار شد۔ بادشاه جہاں پناه چوں آفتاب جہاں تاب بر تخت دولت جلوس فرموده صلائے جود و کرم و بخشش و انعام عام داده دامن آرزوئے جہانیاں لبریز گردانیدند۔ کمترین بندگان که از خانه زادان این دودمان دولت نشان است۔ بوساطت عمدة السلطنت اسلام خان رباعی از نظر انور اقدس گزرانید۔ از غایت ذره پروری۔ و بنده نوازی که سرشته ذات ملکی ملکات مقدس است۔ بدست مبارک گرفته بر زبان معجز بیان خوانده تحسین فرمودند۔ رباعی —

روز نو و سال نو مبارک بادا　　ملک نو و سال نو مبارک بادا
اے آنکه خیال ملک گیری داری　　پیوسته خیال تو مبارک بادا

به عنایت الهی اقبال بلند حضرت شاهنشاهی دراندک فرصت آثار آن به ظهور آمد و فتح ممالک بدخشاں نصیب اولیائے دولت ابد پیوند گشت —

مجلس خسروی

موجب انشراح و انبساط خاطر ها و باعث اهتزاز و شگفتی دلها گردیده - جمع بندگان درگاه والا از امرائے نامدار و خوانین بلند اقتدار و ارباب اهل خدمت درخور حالت و منزلت به عنایت شاهنشاهی از مرحمت فیل و اسپ و خلعت هائے فاخره - و اضافهٔ منصب و انعام نقد سرفراز گردیدند و اصحاب فضل و کمال و اهل احتیاج از درویشان و گوشه نشینان و دعا گویان و وظیفه داران و امید واران - میران ذخیره عمر هائے دراز اندوختند و ارباب فصاحت و بلاغت از شعرائے فصیح زبان مثل محمد خان قدسی - و طالب کلیم - و میر الهی و ملا أمی - و میر بخشی وغیره قصیده - و مثنوی - و رباعی در تعریف این جشن گرامی گفته به انعام نقد و عنایت خلعت سر بلند گشتند - و مجلسیان شیرین زبان - و برهمنان هندی بیان - و کبیشران - و منجمان - و امثال آن به مرحمت خلعت سرفرازی حاصل کردند - و ارباب نغمه و نشاط - و اهل سرود و انبساط از خوانندگان و

سازندگان عراق و خراسان و نغمه سازان و ترانه پردازان کابل و کشمیر - و کلانوت و طوایف هندی به عطایت خلعت هاے گوناگون مفتخر گردیدند و به مکرمت زرها از اندازۂ بیرون دامن اُمید را امریز کردانیدند و جمع که در معالجۂ آن رابعۂ ثانی (جہاں آرا بیگم) از روے اخلاص کوشش نموده بودند به اضافه منصب و عنایت اسپ و فیل و نقد و خلعت و انواع مرحمت سرفراز گشتند - و چون این برهمن عقیدت کیش که در سلشیان این درگاه آسمان جاه سلسلک است و در روزهاے عظیم مثل نوروز جهان افروز میگذارنیده - درجشن مبارک فرخنده آئین نیز رباعی گذرانیده به عنایت خلعت سرفرازی یافت - رباعی —

درجشن مبارک شهنشاه جهان شاهنشه آفاق خدیو کیهان
دریا شده از آب گهر روے زمین هر خانه شد از لعل بدخشان کان

امید که الله تعالیٰ سایۂ عنایت و ظل مکرمت این دولت ابد پیوند را بر مفارق جهان و جهانیان مستطیل و مستدام دارد —

راۓ موصوف صاحب دیوان هیں - ان کا یه شعر بہت مشہور ہے —

به بین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ
که چون خراب شود خانۂ خدا گردد

سچ ہے یہ اچھا بدنام برا - لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ
عالمگیر نے اپنے عہد میں ایک مندر توڑ کے اور بجاے
اُس کے مسجد تعمیر کرانے کا حکم دیا - اُسوقت وہاں کے
پجاری برہمن نے مندرجۂ بالا شعر موزوں کر کے بادشاہ
کے سامنے پڑھا - اور اُس کو شرمندہ کردیا - عالمگیر پر
اِس قسم کے جسقدر الزام گڑھے جائیں وہ اس پر بخوبی
تھپ جاتے ہیں —

## چندر من بندیلہ

راجہ نرسنگھہ دیو کا چھوٹا بوتا تھا - پہلے سال جلوس
شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر
سرفراز ہوا سنہ ۴ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات
ہفت صد سوار پر ترقی پائی - جب سنہ ۸ جلوس میں
اُس کے بھائی ججھار سنگھہ بندیلہ نے بغاوت پر کمر باندھی
یہ خان دوران خان کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں
متعین تھا - حسب الحکم شاہی خان موصوف کے ساتھہ اُسکی
سر کوبی کے واسطے روانہ ہوا - اور اس مہم کے اختتام کے
بعد پھر مہم دکن پر متعین ہوا اور قلعہ اودگیر اور
اڈیسہ کی تسخیر میں خاص نام پیدا کیا - سنہ ۱۴ جلوس
میں خلعت و اسپ مرحمت ہو کر صوبۂ کابل میں تعینات کیا
سنہ ۱۵ جلوس میں کابل سے جگت سنگھہ کی مہم پر مامور ہوا

اور مہم کے خاتمے پر خلعت - اسپ و علم سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہشتصد سوار پر سر بلند ہوا۔ اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

# راجہ چندر سین جادون

مرہٹوں کی گوت جادوں سے تھا - اس کا باپ دھناجی جادون مرہٹوں کا مشہور سردار تھا - نواب نظام الملک آصفجاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانہ میں فرخ سیر کے دربار سے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہوا - اور بھالکی وغیرہ محالات صوبہ بیدر جاگیر میں مرحمت ہوے - اس نے دریاے کرشنا کے پاس ایک پہاڑی پر ایک مختصر قلعہ بنا کر اس کو چندر گدہ کے نام سے موسوم کیا - یہ نہایت شجاع اور بہادر تھا چہار ہزار سوار ہمیشہ اس کی رکاب میں حاضر رہتے تھے - نواب نظام الملک آصف جاہ اس کی بہت خاطر کرتے تھے - سنہ ۱۱۵۶ ھ میں مر گیا - رام چند اس کا بیٹا جانشین ہوا —

# راجہ چھبیلا رام ناگر

قوم کے ناگر برہمن تھے - ان کا بھائی دیا رام ناگر

شاہزادۂ عظیم‌الشان کی سرکار میں کسی سالی خدمت پر مامور تھا۔ یہ بھی بھائی کے ساتھ احمد آباد گجرات میں کام کرتے تھے۔ اس کی وفات کے بعد اس کی جگہہ پر مامور ہو گئے۔ اور ترقی پا کر کڑۂ جہاں آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو گئے۔۔

سنہ ۱۱۲۳ ھ میں جب فرخ سیر نے جہاندار شاہ پر چڑھائی کی۔ تو یہ اپنے یہاں کے سرکاری خزانے کو لے کر اول جہاندار شاہ کے پاس حاضر ہوے۔ مگر جب اس لشکر کا طور بے طور دیکھا تو انجام کار پر خیال کر کے کسی بہانہ سے کھسک گئے اور مع خزانہ کے فرخ سیر کے لشکر میں جا پہنچے۔ جب فرخ سیر نے فتح پائی۔ اور امرائے ہمراہی ادائے خدمت اور رفاقت کے صلے میں خلعت و منصب اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوے۔ یہ منصب پنجہزاری پر ممتاز ہو کر خطاب رادمکی سے موصوف ہوئے۔ اور دیوانی تن اور خالصہ کی خدمت کا خلعت مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۱۲۴ ھ میں اول اکبرآباد اور اس کے بعد الہ آباد کی صوبہ داری پر سربلند ہوئے امیر الامرا حسین علی خاں اور ان سے دلوں میں رنج تھا۔ امیرالامرا نے الہ آباد کو ان سے چھیننا چاہا۔ انہوں نے قلعہ کو خوب مستحکم کیا۔ سنہ ۱۱۳۱ ھ میں امیرالامرا فوج لے کر ان کے مقابلے کے واسطے روانہ ہونے والے تھے کہ

اسی عرصے میں الہ آباد سے ان کی وفات کی خبر آئی۔
ان کی وفات کے بعد راجہ گردھر بہادر ان کے جانشین
مقرر ہوئے جن کا حال علاحدہ لکھا جائے گا۔

## رائے خوشحال چند

محمد شاہ کے عہد سلطنت میں خطاب رائے سے
موصوف ہو کر پیشکار میر بخشی کے عہدے پر سرفراز
ہوئے۔ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں برہان الملک سعادت خاں۔ اور
امیرالامرا خان دوراں خان کے ساتھ نادر شاہ کے مقابلے
کو روانہ ہوئے۔ اس لڑائی میں ان کا بھتا رتن چند
نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ بادشاہی فوج کو
شکست اور نادر شاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نواب
نظام الملک آصف جاہ نے دو کروڑ روپیہ نادر شاہ کو دینے
کا وعدہ کر کے اسی جگہ سے واپس چلے جانے پر رضامند
کر لیا۔ محمد شاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں نواب
موصوف کو امیرالامرائی کا منصب عطا فرمایا۔ ہندوستان
کی پھوٹ مشہور ہے۔ برہان الملک نے جب سنا کہ
امیر الامرائی کا خلعت نواب آصف جاہ کو مرحمت
ہوا ہے۔ آتش حسد سے جل کر کباب ہو گیا۔ فوراً
جا کر نادرشاہ کو بہکایا۔ اور کہا کہ محمد شاہ کے لشکر

میں سوائے آصف جاہ کے اور کسی سے خوف نہیں ہے ۔
دو کروڑ روپیہ پر جو آپ نے صلح کرلی ہے ۔ وہ
ہندوستان کی دولت کے سامنے بالکل بے حقیقت ہیں ۔
اتنا تو میں اکیلا ہی حضور کو دے سکتا ہوں اگر آپ
دہلی تشریف لے چلیں تو بہت کچھ روپیہ مل سکتا ہے ۔
نادر شاہ نے یہ بات سن کر آصف جاہ کو بلایا ۔ اور نظر
بند کر کے اول برہان الملک کے ساتھ اپنے ایک امیر طہماسپ
نامی کو دہلی روانہ کیا اور پیچھے سے خود روانہ ہوکر
۸ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ ھ کو قلعہ دہلی میں داخل ہوا
اور ایک بڑے قتل عام کے بعد کروڑوں روپیہ کا مال
و اسباب لے کر ۷ ۔ صفر سنہ ۱۱۵۲ ھ کو دہلی سے
کوچ کیا ۔ اور ہزاروں جانیں اور کروڑوں روپیہ کا مال
و اسباب آتش حسد میں جلکر تباہ ہوگیا —

**نادرشاہ کے فتوحات کی فہرست** | کاغذات دارالانشاے شاہی ریاست بھوپال سے نادرشاہ کے فتوحات کی
فہرست کی نقل ایک معتبر ذریعے سے حاصل ہوئی ہے
جو ذیل میں درج کی جاتی ہے ۔ اسے دیکھکر تعجب
ہوتا ہے ۔ کہ باوجود اس کے کہ محمد شاہ کے عہد میں
سلطنت کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا ۔ اس پر بھی
معمولی عہدہ داروں کو اس قدر تمول حاصل تھا ۔ کہ
دو ۔ دو ۔ تین ۔ تین ۔ لاکھ روپیہ نادرشاہ اُن سے وصول
کر لے گیا ۔ راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی کے

عہدے پر مامور تھے - ڈھائی لاکھہ روپیہ اِن سے بھی
وصول کیا گیا —
نقد از خزانۂ سلطنت ۸ کروڑ ۵۰ لاکھہ روپیہ - جواہرات از
جواہر خانہ شاہی ۱۵ کروڑ - آلات طلائی - ایک کروڑ ۵۰ لاکھہ
تخت طاؤس و اسباب متفرق از خوشبو خانہ و باورچی خانہ
وقور خانہ و فراش خانہ و آبدار خانہ ۱۵ کروڑ روپیہ از
آصف جاہ نظام الملک ۳ کروڑ - پیشکش نواب ابو المنصور خاں
معرفت راجہ مہا نرائن ۲ کروڑ - برائے خلعت صوبۂ اودھ
۲ کروڑ - ضبطی خانہ خان دوران خاں و مظفر خان میر آتش
۲ کروڑ ۷ لاکھہ - از وزیر الملک قمرالدین خان - یک کروڑ
از لطف اللہ خان صادق داروغہ جواہر خانہ ۹ لاکھہ -
از نواب محمد خان بنگش ۴ لاکھہ ۷۵ ہزار از
رائے خوشحال چند پیشکار بخشیگری ۲ لاکھہ ۵۰ ہزار - از
متصدیان دفتر مہانند شہر ۲ کروڑ - از شیخ سعداللہ دیوان
تن ۳ لاکھہ ۵۰ ہزار از راجہ ناگرمل دیوان خالصہ ۳ لاکھہ
سیتارام خزانچی - ۲ لاکھہ ۵۰ ہزار - از سبھان رائے وکیل دکھنیا
۲ لاکھہ - ۷۵ ہزار - از نوندہ رائے - ۲ لاکھہ ۶۰ ہزار -
متفرق جواہر و نقدی ۴۰ لاکھہ - میزان کل -
۵۲ کروڑ ۳۸ لاکھہ ۶۰ ہزار —

## رائے درگا داس سیسودیہ

چندراوت کا رہنے والا تھا - جو کہ پرگنہ رام پور

میں قلعہ چتوڑ کے قریب واقع ہے - اول رانا اُدے سنگھ
کی سرکار میں ملازم تھا - وہاں سے ملازمت ترک کر کے
دربار اکبری میں حاضر ہوا بادشاہ نے اُمرائے خاص کے
سلسلے میں منسلک کیا - سنہ ۲۶ جلوس اکبری میں
شاہزادۂ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی مہم پر
مامور ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں مرزا خان کے ہمراہ
باغیان گجرات کی تادیب کے واسطے روانہ ہوا - سنہ
۳۰ جلوس میں خان اعظم کے ساتھ مہم دکن پر متعین
ہوا - سنہ ۳۶ جلوس میں شاہزادۂ مراد کے ساتھ صوبۂ
مالوہ میں تعینات ہوا - سنہ ۴۵ جلوس میں شیخ ابوالفضل
کے ساتھ مہم ناسک میں شریک ہوا کارہائے نمایاں
انجام دئیے سنہ ۴۶ جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر پھر
صوبہ دکن میں مامور ہوا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری
میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا - جہانگیر نے
لکھا ہے کہ رائے درگا نے میرے پدر بزرگوار کی چالیس
برس سے زیادہ خدمت کی تھی - منصب چہار ہزاری پر
سر فراز اور سپاہگری میں شہرۂ آفاق تھا" —

رائے درگا داس کا بیٹا چاندہ اوائل جلوس جہانگیری
میں منصب ہشت صدی پر سرفراز تھا - رفتہ رفتہ ترقی
کر کے منصب عمدہ اور خطاب رائے سے مفتخر ہوا - اور
مدتوں خدمات شاہی انجام دے کر مر گیا —

اُس کا بڑا بیٹا راؤ دودا جانشین مقرر ہوا - جس کا

حال علحدہ قلمبند کیا جائیگا —

هری سنگهه ولد رائے چاندا | دوسرا بیٹا هری سنگهه شاهجهان کے عهد میں منصب پانصدی ذات - چهارصد سوار سے سرفراز تها - سنہ ۹ جلوس میں مرگیا —

## رائے دلیپ سنگهه

رائے رائے سنگهه بیکانیری کا بڑا بیٹا تها - شہنشاہ اکبر کے عهد میں منصب پانصدی پر سرفراز تها سنہ ۳۶ جلوس میں خانخانان عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم تهتہ میں مامور هوا - لڑائی کے دن باوجود اس کے کہ جمعیت معقول رکهتا تها کچهہ همت نہ دکهائی اور دور سے تماشہ دیکهتا رها - سنہ ۴۵ جلوس میں بلا رخصت بیکانیر چلا گیا - اور وهاں جاکر شورش برپا کی - باپ دربار میں موجود تها - یہ حال سنکر رخصت لے کر بیکانیر گیا - اور بیٹے کو ساتهہ لاکر بادشاہ کے قدموں پر گرا دیا - بادشاہ نے قصور معاف کر کے پهر منصب پر بحال کردیا —

جهانگیر کے عهد میں باپ کے ساتهہ پهر بیکانیر چلاگیا * - جب شاهی فوجیں باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور هوئیں - یہ بیکانیر سے بهاگا - زاهدخان اور شیخ عبدالرحمن نے ناگور کے قریب جاگهیرا - یہ خوب جمکر لڑا - لیکن شکست کهائی

* رائے رائے سنگهه کا حال دیکهو —

اور یہ ہزار دشواری پہاڑوں میں گھس کر جانبر ہوا - سنہ ۳ جلوس میں خانجہاں کی درخواست کی اور اُن کی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار میں طلب ہوا - اور منصب پر بحال ہوکر صوبہ دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۷ جلوس میں باپ کے مرنیکا حال سنکر دربار میں حاضر ہوا - چھوٹا بھائی سورج سنگھ بھی موجود تھا۔ باپ کو سورج سنگھ کی ماں سے زیادہ محبت تھی اسوجہ سے وہ سورج سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا - جب دربار میں جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا سورج سنگھ خوردسالی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے سردربار بول اُٹھا - کہ باپ نے مجھے اپنا جانشین مقرر کر کے ٹیکہ دیا ہے - بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری خفا ہوکر فرمایا - کہ اگر باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے - تو میں دلیپ سنگھ کو سر فراز کرکے ٹیکہ دیتا ہوں - اُسی وقت اپنے ہاتھ سے دلیپ سنگھ کی پیشانی پر ٹیکہ کھینچکر خطاب رائے سے موصوف کیا اور بیکانیر کی موروثی خدمت پر سرفراز کیا —

دلیپ سنگھ کم عقل اور سخت نا لائق تھا - اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کر جاتا - مگر اُس پر تو نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی - بادشاہ نے منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے مرزا رستم صفوی کی کمک پر ٹھٹھہ جانے کا حکم دیا - اُس کے دماغ میں خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چل دیا - بادشاہ نے سورج سنگھ

کو فوج دیکر اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس نے بیکانیر پہنچ کر اُس کو شکست دیکر بھگا دیا - راستے میں ہاشم خاں خوستی فوجدار شاہی نے گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا - بادشاہ نے قتل کرا دیا —

## راجہ دیبی سنگھہ بندیلہ

راجہ بھارت بندیلہ کا بیٹا تھا - باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۷ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری پر سرفراز ہوکر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا - سنہ ۸ جلوس میں نقارہ مرحمت ہوکر خان دوران خاں بہادر کے ساتھہ جھجہار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا —

اوندچھہ (اُرچھا) کی گدی قدیم سے راجہ دیبی سنگھہ کے موروثان کے قبضے میں چلی آئی تھی - جہانگیر نے اپنی عہد سلطنت میں وہاں کی حکومت راجہ نرسنگھہ دیو کو مرحمت کی تھی - جھجھار سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - چنانچہ جب اوندچھہ بادشاہی فوج نے فتح کر لیا - بادشاہ نے سردار قوم بندیلہ کا منصب راجہ دیبی سنگھہ کو مرحمت کر کے ارند چھہ کی حکومت پر سرفراز کردیا —

سنہ ۹ جلوس میں اوندچھہ کے انتظام سے فارغ ہو کر راجہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوے - بادشاہ نے سید خانجہاں بارہ

کے پاس مہم بیجاپور میں متعین کیا - راجہ نے اِس مہم میں اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سنہ ۱۰ جلوس میں سید خانجہاں کی سفارش سے علم و نقارہ مرحمت ہوا —

سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوے - اور اس مہم میں اپنے حملہ ہاے مردانہ اور شمشیر دلیرانہ سے کئی موقعوں پر غنیم کی فوج کو پسپا کیا - اور ایسی بہادری دکھائی کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی -- اور اس کے انعام میں سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات -- دو ہزار سوار سے مفتخر ہوے —

سنہ ۲۲ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ اور اس کے بعد دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار میں شریک ہوے - سنہ ۲۸ ھ میں بھیلسہ (صوبہ مالوہ) کی حکومت پر سر بلند ہوے —

سنہ ۳۰ جلوس میں معظم خاں میر جملہ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس صوبہ دکن میں متعین ہوے -- سنہ ۳۱ جلوس میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوے —

سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین میں جسونت سنگھہ کے ساتھ تھے - لیکن جسونت سنگھہ نے کسی وجہ سے

انھیں قید کر رکھا تھا - جب اُس کو شکست ہوئی - قید سے رھائی پا کر شاھزادۂ مراد بخش کے توسل سے بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوے - عالمگیر نے منصب دو ھزار و پانصدی ذات - دو ھزار و پانصد سوار سے سر بلند کیا —

جنگ سموگڈھ اور معاربۂ دوم دارا شکوہ میں شریک ہو کر شجاعت و دلاوری کے جوھر دکھاے - اس کے بعد راجہ عالم سنگھہ جگھہ بھیلسہ کی فوجداری پر مامور ہوے —

سنہ ۳ جلوس میں چنپت بندیلہ کی تادیب پر متعین ہوے —

سنہ ۱۰ جلوس میں شمشیر خاں کے ساتھہ یوسف زئی پٹھانوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۱۲ جلوس میں محمد امین خاں صوبہ دار کابل کے ساتھہ کابل میں تعینات ہوے - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باھر پچھم اور دکن کے گوشہ میں راجہ کا آباد کیا ھوا پورہ ان کے نام سے مشہور ہے —

## راؤ دودا سیسودیہ

راؤ چاندہ کا بیٹا اور رائے درگاداس کا پوتا

تھا - سنہ ۳ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر سر فراز ہوکر اول ہمراہ اعظم خاں مہم خانجہاں لودی پر مامور ہوا - اس کے بعد یمین‌الدولہ آصف خاں کے ساتھہ مہم بیجاپور میں شریک ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ صوبۂ دکن میں مامور ہوا —

سنہ ۶ جلوس میں بہ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا اور غنیم کی صفوں میں گھس گھسکر کشتوں کے پشتے لگا دیئے - اسی عرصے میں اُس کے بھی چند ساتھی کام آئے وہ اُن کی لاشیں میدان جنگ سے اُٹھالے گیا - اُس مقام پر غنیم کا زیادہ غلبہ تھا - جب گھر گیا تو بہادر راجپوتوں کے طریق پر گھوڑے سے کود کر پیادہ ہوا - اور شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا —

**راؤ ہتی سنگھہ**

قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا - اُس کے بیٹے ہتی سنگھہ کو جو اپنے وطن میں تھا خلعت ارسال کر کے منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر سر فراز فرمایا - اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر صوبۂ دکن کی تعیناتی کا حکم صادر کیا —

۱۲ - جمادی‌الثانیہ سنہ ۱۰۴۶ ھ کو جب بادشاہ دکن

سے واپس آرہے تھے - موضع کھجوری پرگنہ رام پور (میواڑ) میں مقام ہوا - یہ راؤ ہتی سنگھہ کا وطن تھا - راؤ مذکور نے ایک ہاتھی پیشکش کیا - اور خلعت سے سرفراز ہوا - اسی سال خانزماں کے ساتھہ قلعہ جنیسر کے محاصرہ اور تسخیر میں خدمات نمایاں انجام دیں - اس کے بعد دکن میں خدمات شاہی بجا لاکر سنہ ۱۷ جلوس میں لاولد انتقال کیا - بادشاہ نے اس کے چچازاد بھائی روپ سنگھہ پسر روپ مکند کو جانشین مقرر کیا - اُس کا حال علحدہ قلمبند کیا جاویگا —

## راجہ دوارکاداس کچھواھا

راجہ گردھر کچھواھا کا بیٹا تھا پہلے سال شاھجہانی میں منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار سے سر فراز ہوا - سنہ ۳ جلوس میں مہم نظام الملک دکھنی میں شریک ہو کر ایسی دلاوری دکھائی کہ اُس کی بہادری بادشاہ کے ملحوظ خاطر ہوگئی اور بادشاہ نے اس کارگذاری کے صلے میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار سے سر بلند کر دیا —

**نرسنگھہ داس کچھواھا**

سنہ ۴ جلوس میں خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - اور نہایت بہادری سے لڑ کر تیر اجل کا نشانہ ہوا - بادشاہ

نے اُس کے بیٹے نرسنگھ داس کو منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار سے ممتاز کیا۔ سنہ ۱۰۵۴ ھ میں منصب ہشت صدی ذات۔ ہشت صد سوار سے سرفراز ہوکر قلعہ کابل و صوبہ برار کا قلعدار مقرر کیا —

## رائے۔ رایان۔ دیانت رائے گجراتی

قوم کے ناگر برہمن۔ اور گجرات کے رہنے والے تھے۔ تحریر و تقریر حساب و کتاب۔ ہیئت و ہندسہ۔ میں لیاقت رکھتے تھے۔ زبان ہندو۔ اور تاریخ دانی میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ اور علامی افضل خاں کے عہد وزارت میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم ہوئے۔ اس کے بعد اپنی حسن لیاقت دیانت و امانت سے جلد جلد ترقی پاتے ہوئے سنہ ۴ جلوس ۱۰۴۰ ھ شاہجہانی میں عہدے دیوانی خالصہ شریفہ (نائب دوم وزیر اعظم) پر سرفراز ہوگئے —

سنہ ۱۱ جلوس مطابق ۱۰۴۷ھ میں منصب ہزاری سے ممتاز ہوکر خلعت دیوانی تن (نائب اول وزیر اعظم) کا مرحمت ہوا —

سنہ ۱۲ جلوس مطابق ۱۰۴۸ ھ میں علامی افضل خاں کی وفات کے بعد خطاب رائے۔ رایان سے موصوف ہوکر تا تقرر وزیر اعظم قائم مقام وزیر اعظم مقرر ہوئے —

سنہ ۱۵ جلوس مطابق ۱۰۵۱ ھ میں دیوانی بیوتات کا خلعت عطا ہوا —

سنہ ۱۷ جلوس مطابق ۱۰۵۳ ھ میں بادشاہ کی خدمت میں درخواست پیش کی - کہ اگر اجازت ہو - تو کار دنیوی سے ہاتھہ اٹھاکر آخری وقت معبود حقیقی کی یاد میں گنگاجی کے کنارے بنارس میں جاکر صرف کروں ۸ شعبان سنہ ۱۰۵۳ ھ کو بادشاہ نے فرمان اجازت صادر فرمایا - اور یہ بنارس روانہ ہوے —

سنہ ۲۱ جلوس مطابق ۱۰۵۷ ھ میں دنیا کی محبت نے پھر زور مارا - اور اس کے دام الفت میں پھنس کر مقدس مقام بنارس کو چھوڑ کر پھر بارگاہ شاھجہانی کا رخ کیا - ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر تھی - منصب سابقہ سے سر بلند کرکے خدمت دیوانی کل صوبۂ دکن اور فوجداری صوبۂ بنگالہ پر مامور کردیا - اور اسی خدمت پر یہ اپنی اخیر زندگی تک سرفراز رہے —

علامی افضل خاں کے عہد میں کل وزارت کا کام انھیں کے سپرد تھا - جسے چاہیں رکھیں - جسے چاہیں برخاست کریں - اگر کوئی امیر علامی موصوف سے کسی کی سفارش کرتا - یا کچھہ حال دریافت کرنا چاھتا تو ھمیشہ یہ ھی جواب ملتا تھا - کہ دیانت راؤ سے کہو - یا دیانت راے سے پوچھو - جب علامی موصوف کا انتقال ہوا ایک ظریف نے از راہ ظرافت اُن کا مرثیہ کہا -

اور اُس میں یہ مضمون بندھا کہ جب منکر نکیر قبر میں
سوال و جواب کے واسطے آے۔ اور اُنھوں نے علامی سے سوال کرنے
شروع کئے تو انھوں نے ہرسوال کے جواب میں یہ ھی جواب دیا۔
کہ دیانت والے سے جاکر دریافت کرو۔ وھی تمھارے سوال
کا جواب دے گا —

# راوت دیال داس جھالا

شاھجہاں کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۹ جلوس میں
مہم ساھو جی بھونسلا پر مامور ھوا۔ سنہ ۱۰ جلوس میں
منصب پانصدی ذات۔ دو صد و پنجاہ سوار پر سرفراز
ھوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ھوکر
شاھزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان پر
مامور ھوا۔ اور اس مہم کے حسن خدمات کے صلے میں
منصب ھفت صدی ذات۔ پانصد سوار پر ممتاز ھوا
اس کے بعد مہم قندھار وغیرہ میں شریک ھوکر ترقی
پاتا رھا۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اجین میں مہاراجہ
جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا۔ اس لڑائی میں دلاوران
زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا۔ اور نہایت بے
جگری سے رام رام کا نعرہ مارتا ھوا اورنگ زیب کے
توپ خانہ پر جا پڑا۔ اور نہایت دلاوری سے لڑکر
مارا گیا —

## راؤ دلیپ سنگھ بندیلہ *

راؤ سبھکرن بندیلہ کا بیٹا تھا - سنہ ۱۱ جلوس عالمگیری میں منصب دو صد پنجاہی ذات - ہشتاد سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد منصب سہ صدی ذات و سہ صدی سوار پر ترقی پائی -

سنہ ۲۲ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی ذات - پانصد سوار پر سرفراز ہوکر صوبہ دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۲۲ جلوس میں کسی بات پر خانجہان بہادر ناظم صوبۂ دکن سے ناراض ہوکر دربار میں حاضر ہوا - اور ہمراہ شاہزادہ محمد اعظم کے پھر صوبہ دکن میں مامور ہوا - اور حسن علی خاں عالمگیری کے ہمراہ ضلع کوکن کی مہم میں شریک ہوکر نہایت جانفشانی اور جانبازی سے خدمت بجالایا - اور اس خدمت کے صلے میں سنہ ۲۳ جلوس میں منصب شش صدی ذات - شش صد سوار پر سر بلند ہوا -

سنہ ۲۴ جلوس میں منصب ہفت صدی ذات - ہفت صد سوار پر ترقی پائی —

---

* بعض جگہہ دلپت سنگھہ نام لکھا ہے —

سنہ ۲۹ جلوس میں غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے ساتھ شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کے لشکر میں جو محاصرہ بیجا پور میں مامور تھا - نہایت دلاوری اور جانفشانی سے جب کہ غنیم چاروں طرف سے راستہ روکے ہوئے تھے رسد پہنچائی - اور اس جاں بازی کے انعام میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا —

سنہ ۳۰ جلوس میں اودنی (امتیاز گڈھ) کی قلعداری پر مامور ہوکر منصب دو ہزار و پانصدی ذات - ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا - اور نقارہ مرحمت ہوا -

سنہ ۴۳ جلوس میں شاہزادۂ کام بخش کے ساتھ متعین ہوا - اور ذوالفقار خاں کے پاس قلعہ چنجی میں رسد پہنچائی —

سنہ ۴۴ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار اور سنہ ۴۹ میں منصب سہ ہزاری ذات - سہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا —

عالمگیر کے انتقال کے بعد راؤ دلیپ سنگھ نے شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی - اور منصب پنجہزاری سے سر بلند ہوکر دکن سے روانہ ہوا - اور شاہزادۂ عظیم الشان کے مقابلے میں فوج ہراول کا سردار تھا اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا —

| رام چند بندیلہ | راؤ دلیپ سنگھ کے تین بیٹے تھے<br>رام چند - بہاری چند - پرتھوی چند - |
| --- | --- |

تینوں میں وطن کی حکومت پر جھگڑا ہوا - رام چند بھائیوں سے لڑ کر غالب آیا - اور وطن کی حکومت حاصل کر کے بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - اور محمد شاہ کے عہد تک خدمت شاہی بجا لاتا رہا - محمد شاہ کے عہد میں - بھگونت سنگھ زمیندار کڑہ جہان آباد کی سرکوبی پر متعین ہوا - اور اسی لڑائی میں مارا گیا —

## راجہ رام چند چوہان

مدن سنگھ چوہان کا بیٹا تھا - شہنشاہ اکبر کے زمانے میں امرائے اکبری کے سلسلے میں منسلک ہوا —

سنہ ۱۷ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا - سنہ ۲۸ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوا —

سنہ ۳۸ جلوس میں مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں متعین ہوا - اس کے بعد دکن کی مہمات میں شریک ہو کر خدمات نمایاں انجام دیتا رہا - ۱۷ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۰۵ ھ کو مرزا عبدالرحیم خاں کے ساتھ سہیل خاں عادل

کے سپہ سالار کے مقابلے میں دائیں پرے پر متعین تھا ۔
سہیل خاں کو اس معرکے میں اپنے توپ خانہ پر بڑا
گھمنڈ تھا - جب لڑائی شروع ہوئی ، یہ بہادر اور پر جوش
افسر نہایت پھرتی سے اس کے توپ خانہ پر جا پڑا ۔
دکھنی پیچھے ہٹے - مگر حکمت عملی کے ساتھ ۔ آخر کار
شام کے وقت پھر گولہ اندازی شروع ہوئی - مگر یہ
بہادر جگہہ سے نہ سرکا ۔ اور بڑی بہادری اور ثابت
قدمی سے ڈٹ کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا ۔

## راجہ روپسی کچھواہا

راجہ بہارا مل کچھواہہ کا بھائی تھا ۔ سنہ ۹۶۸ ھ
میں اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مبارک
کی زیارت کے واسطے اجمیر جا رہے تھے - جب قصبۂ دیوسہ
میں مقام ہوا - تمام قصبہ خالی نظر آیا ۔ بادشاہ نے
سبب دریافت کیا - تو معلوم ہوا - کہ لشکر شاہی کی
آمد سن کر تمام قصبہ کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو
لیکر پہاڑوں میں جا چھپے ہیں ۔ دانا کر بادشاہ کو یہ
حال معلوم کر کے سخت تعجب اور افسوس ہوا ۔ اور
فرمایا کہ ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا
کو ہم سے فیض پہنچے پھر اس خوف کی کیا وجہ ہے ۔

چغتی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات
نے اس نواح کے زمینداروں خصوصاً راجہ بہاڑامل وغیرہ
پر بڑی زیادتی کی ہے - اس کے خوف سے بیچارے پہاڑوں
میں گھسکر گذارہ کر رہے ہیں - اب بادشاہ کی آمد سنکر
رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑ کر بھاگ گئی ہے -
اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا -
اور چغتی خان کو راجہ بہاڑامل کے واسطے روانہ کیا -
روپسی اس قصبہ کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود
تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار میں روانہ
کیا - بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے - وہ خود آئے
آخر کار روپسی خود دربار میں حاضر ہوا - اکبر نے بہت
خاطر کی اور نوازش ھائے شاھانہ سے مسرور کیا - اکبر
کی اس عنایت کو دیکھہ کر قرب و جوار کے زمینداروں
کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار میں حاضر
ہونے لگے - سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بہاڑامل
وغیرہ کو بھی لاکر پیش کیا - اکبر نے نہایت دلداری
اور خاطرداری سے سب کی تسلی اور تشفی کی - ہر
ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر کرکے اُمرائے
خاص میں داخل کیا - اور سوائے راجہ بہاڑامل کے سب کو
ساتھہ لے کر آگے روانہ ہوئے -

روپسی سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ہزاری سے سرفراز
تھا - اکثر مہمات میں عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا

رہا - سنہ ۱۸ جلوس مطابق ۹۸۰ ھ کی مشہور یلغار گجرات
میں بادشاہ کے ساتھ تھا - جس کا حال اس کے بیٹے کا حال علیحدہ
قلمبند ہو چکا ھے -

## راجہ رام چند اوڑیسہ

ملک اوڑیسہ کا ایک فرمان روا تھا - جب سنہ ۹۹۵ ھ
میں راجہ مان سنگھہ بہار کی صوبہ داری پر مامور ہوئے
اور قتلوخاں وغیرہ سے معرکے ہوئے تو اسنے ان معرکوں
میں راجہ کو مدد دی - لیکن کسی خوف سے ان کے
دربار میں خود نہ آیا اپنے بیٹے کو بھیجدیا - مان سنگھہ
نے کہا کہ بیٹے کا آنا ٹھیک نہیں - راجہ کو خود آنا
چاہئے - اس پر بھی یہ راجہ کے دربار میں نہ آیا -
مان سنگھہ نے سب خدمتوں کو بالائے طاق رکھکر بیٹے کو
فوج دے کر اس کے ملک پر روانہ کیا - اس نے جاتے ھی
کئی قلعے فتح کر لئے - راجہ قلعبند اور محاصرہ کا دائرہ
تنگ ہوا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا - مان سنگھہ
کے نام فرمان بھیجا - کہ اگر راجہ رام چند اس وقت نہیں آیا -
تو پھر آجائے گا - ایسا ھرگز نہ چاھئے - ملک و دولت کی ترقی
ان باتوں سے نہیں ہوتی - جلد محاصرہ اُٹھا لو - کہ یہ امرائوں حق
شناسی کے خلاف ھے - مان سنگھہ نے فوراً حکم کی تعمیل

کی - اور بیٹے کو واپس بلا لیا - بادشاہ کی اس عنایت سے رام‌چندر کے دل میں محبت و وفا کا جوش پیدا ہوا - اور وہ دربار میں حاضر ہوا - اکبر نے منصب پانصدی سے سر فراز کیا - سنہ ۴۰ جلوس تک اسی منصب پر مامور تھا —

## راجہ راج سنگھہ کچھواہا

راجہ آسکرن کا بیٹا - اور راجہ بہارامل کا بھتیجہ تھا - اپنے باپ کے مرنیکے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوا مدتوں صوبہ دکن کی مہمات میں شریک ہو کر عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رہا - سنہ ۴۴ جلوس میں قلعہ گوالیار کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۴۷ جلوس میں رائے رایان بکر ماجیت کے ساتھہ نر سنگھہ دیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی پر متعین ہوا —

راجہ بختاور

سنہ ۵۰ جلوس میں لاولد مرحمت ہو کر منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سر فراز ہوا - شہنشاہ جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس میں صوبہ دکن میں تعینات کر دیا - اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۲۴ ھ میں انتقال کر گیا - اس کا بیٹا راجہ بختاور ۲۴ ربیع‌الاول

سنہ ۱۰۴۳ھ کو شرف اسلام سے مشرف ہوا - بادشاہ نے
خلعت کے ساتھہ دو هزار روپیہ نقد عنایت فرمایا —

**راجہ رام داس کچھواھا**

دوسرا بیٹا رام داس اپنے باپ کے مرنے
کے بعد منصب هزاری ذات - چہار صد
سوار پر سرفراز هوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب هزاری
ذات - پانصد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۲ جلوس میں
خطاب راجگی سے موصوف هو کر منصب هزار و پانصدی ذات
هفتصد سوار سے مفتخر هوا - سنہ ۱۸ جلوس میں منصب
دوهزاری ذات - هزار سوار سے سر بلند هوا —

**پرسوتم سنگھہ کچھواھا (سعادتمند)**

راج سنگھہ کا پوتا پرسوتم سنگھہ -
سنہ ۶ جلوس شاهجهانی میں ۱۷ -
جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۳ھ کو شرف اسلام سے مشرف هو کر
سعادت مند کے خطاب سے موسوم هوا - بادشاہ نے خلعت
و اسپ عطا کر کے زرنقد سے سر فراز کیا —

## راجہ رائے سال درباری

راجہ سرجا کے بیٹے اور رائے رائے مل کے پوتے تھے - حسن خاں
سور شیر شاہ کے باپ ابتدا میں اسی رائے مل کی سرکار میں
ملازم تھے - راجہ رائے سال کچھواھا راجپوتوں کی گوت

شیخاوت * (سیکھاوت) سے تھے - انھوں نے ملازمت شاہی میں داخل ہو کر اپنی حسن لیاقت اور کاردانی سے اکبر کے مزاج میں ایسا دخل اور اعتبار کیا - کہ حرم سرائے شاہی کے محافظت کی خدمت ان کے سپرد کی گئی - یہ چونکہ ہمیشہ بادشاہ کی حضوری میں دربار میں حاضر رہتے تھے لہذا درباری کے خطاب سے مشہور ہوگئے - سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب دو ہزاری پر سرفراز تھے - جہانگیر نے تخت نشین ہو کر منصب میں اضافہ کرکے خطاب راجگی سے موصوف کیا - اس کے بعد صوبۂ دکن میں متعین ہوے - اور مدت دراز تک وہیں تعینات رہ کر انتقال کیا —

راجہ رائے سال بہت کثیرالاولاد تھے - اکیس بیٹے اور بہت سے پوتے اُن کی وفات کے وقت زندہ تھے - جن میں

---

* شیخاوت گوت کی وجہ تسمیہ یہ ہے - کہ اس خاندان کے صورت اعلیٰ کی اولاد نہیں ہوتی تھی - ایک صاحب کمال درویش جو شیخ کے لقب سے موصوف تھے - وارد ہوے - اور ان کی بشارت اور دعا سے اس کے لڑکا پیدا ہوا - باپ نے ان بزرگ کے نام پر اس کا نام شیخ رکھا - اور اس کی نسل اسی مناسبت سے شیخاوت یا سیکھاوت کے خطاب سے مشہور ہو گئی (ماخوذ از مآثرالامرا) —

سب سے زیادہ راجہ گردھر نے ترقی کی اس کا حال علحدہ لکھا جاے گا —

بھوج راے | ایک بیٹا بھوج راے شاہجہاں کے عہد میں اول منصب ہشت صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز تھا - بقیہ چھوٹے چھوٹے منصب پر مامور تھے —

بھوج راے سنہ ۱۳ جلوس میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سر بلند ہوا -- اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

## راجہ رام چند بگھیلہ

ملک بہتہ کا راجہ تھا - یہ ہندوستان کے راجگان عظیم الشان سے تھا -- بابر نے توزک بابری میں ہندوستان کے جن تین بڑے راجاؤں کا ذکر کیا ھے - ان میں تیسرا یہی راجہ رام چند تھا - میاں تان سین نام مشہور کلانوت کہ بے نظیر گویا تھا -- ابتدا میں اسی کی سرکار میں نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ بسر کرتا تھا -- جب اس کے کمالات کا شہرہ اکبر کے کان تک پہونچا -- تو سنہ ۷ جلوس میں جلال خاں قورچی کو راجہ کے پاس بھیجکر اُس کو طلب کیا - اگر چہ راجہ کو اِس صاحب کمال کی جدائی سخت نا گوار تھی - مگر اکبری اقبال سے خوف کھا کر

نہایت اعزاز کے ساتھہ دربار اکبری میں اُس کو روانہ کر دیا ۔ بادشاہ نے بھی اُس کی بہت قدر دانی کی ۔ اور پہلے ہی دن دو کروڑ درم انعام میں مرحمت فرمائے —

سنہ ۸ جلوس میں غازی خان تنور نے جو قلعہ کا قابض تھا ۔ اُمرائے اکبری سے شکست کھا کر راجہ رام چاندر کے پاس پناہ لی ۔ اکبر نے راجہ کی تنبیہہ کے واسطے فوج بھیجی ۔ راجہ شکست کھا کر قلعہ باندھو میں محصور ہوا ۔ اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر کی التجا کر کے بہت سے راجاؤں سے سفارشیں بھی کرائیں ۔ آخر کار بادشاہ نے قصور معاف کر کے محاصرہ اُٹھا لیا —

سنہ ۹۵۲ ھ میں کالنجر کے قلعہ پر شیر شاہ نے چڑھائی کی تھی ۔ حالت محاصرہ میں ایک گولے کے پھٹنے سے میگزین میں آگ لگ گئی ۔ بہت سے سپاہی سردار کباب ہو گئے ۔ شیر شاہ کا حال بھی برا تھا ۔ مگر اُسی حالت میں للکار للکار کر حملے کا حکم دئے جاتا تھا ۔ ادھر کسی نے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی ادھر اُس بیچارے کی جان نکل گئی ۔ یہ قلعہ جو اِس مشکل سے ایک بادشاہ ۔ اور بہت سے سرداروں ۔ سپاہیوں کی جانیں نثار ہوکر فتح ہوا تھا ۔ عدلی عہد کی طوائف الملوکی میں راجہ رام چند نے پہاڑ خاں کے متبنی بیٹے بجلی خان سے چھین لیا تھا —

سنہ ۱۴ جلوس میں اکبر نے اس قلعہ پر چڑھائی کی

راجہ رام چند نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - اور قلعہ
بادشاہی ملازموں کے حوالہ کردیا —

سنہ ۹۹۱ ھ میں بادشاہ نے زین خان کوکہ اور راجہ
بیربر کو راجہ کے پاس روانہ کیا - راجہ نے معہ اپنے بیٹے
بیر بہدر کے دربار شاہی میں حاضر ہوکر - بھاری پیشکش
پیش کی - بادشاہ نے اُمراے خاص کے سلسلے میں سلسلک
کر کے رخصت کیا - اور ایک سو ایک عمدہ نسل کے
گھوڑے رخصت کے وقت مرحمت کئے —

**مہاراجہ بیربہدر**

راجہ رام چند نے سنہ ۳۷ جلوس میں
وفات پائی اُس کا بیٹا بیر بہدر سنہ
۹۹۱ ھ سے ملازمت شاہی میں داخل - اور دربار شاہی میں
حاضر تھا - اکبر نے اُسکو خطاب مہاراجہ سے مفتخر کیا
تھا - جب راجہ رام چند کے وفات کی خبر معلوم ہوئی
اُس کو باپ کا جانشین مقرر کر کے نہایت اعزاز و احترام سے
وطن کو رخصت کیا - بیچارہ خوشی خوشی جارہا تھا -
کہ واسطے میں سنگھاسن سے گرا اور خون ڈالکر
اپنے باپ کے پاس جا پہنچا - راجہ رام چند کے نوکروں اور
رشتہ داروں نے یہ حال سنکر اس کے خوردہ سال بیٹے بکرماجیت
کو بلا اجازت بادشاہ کے گدی نشین کیا اور خود مختاری کا
دم بھرنے لگے - بادشاہ نے راجہ بکرماجیت ( پتر داس ) کو
انکی تنبیہہ پر مامور کیا جب بکرما جیت نے بکرما جیت کا

بہت سا [illegible] کر کے قلعہ بلندھور کا محاصرہ کیا ۔ ان
اگر [illegible] ہو کر بادشاہ کو عرض اکی ۔ کہ اگر کسی
امر [illegible] دیا جاوے تو ہم بکرماجیت کو اس کے ساتھ
[illegible] کر کے قلعہ کو خالی کردینگے ۔ بادشاہ نے
[illegible] خاں کو روانہ کیا ۔ ان لوگوں نے بکرماجیت
کو تو بادشاہ کے پاس بھیج دیا مگر قلعہ خالی نہ کیا بادشاہ
نے اس بات کو منظور نہ کیا ۔ اور اس بچے کو ان کے پاس
واپس بھیج کر پھر محاصرہ کا حکم دیا ۔ آخر کار
آٹھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سنہ ۴۲ جلوس میں قلعہ
باندھو فتح ہو گیا —

**راجہ درجودھن**

سنہ ۴۷ جلوس تک کل ملک پر بادشاہی
قبضہ رہا ۔ اس سال بادشاہ نے راجہ کے
پوتے درجودھن کو جو اس وقت تک نا بالغ تھا خطاب راجگی
سے عزت کر کے ملک مذکورہ کی حکومت سے سرفراز کردیا
او[ر] [illegible] رتی چند کو اس کا اتالیق مقرر کر کے ساتھ کیا —

**راجہ امر سنگھ**

راجہ درجودھن کے بعد امر سنگھ اس
کا پوتا جانشین ہوا ۔ اور سنہ ۲۱ جلوس
جہانگیری میں حاضر دربار ہوکر عنایت خسروانہ سے
[illegible] سنہ ۸ جلوس شاہجہانی میں
عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ کے ساتھ راجہ رتن پور
کی تادیب پر مامور ہوا ۔ اور اس مہم کے بعد جھجھار سنگھ
بندیلہ کے تعاقب میں بھی خان موصوف کے ساتھ

شریک تھا —

**راجہ انوپ سنگھ** | راجہ امر سنگھ کے مرنے کے بعد انوپ سنگھ اس کا بیٹا جانشین ہوا - سنہ ۲۶ جلوس شاہ جہانی میں راجہ پہاڑ سنگھ بندیلہ جاگیردار چورا گڑھ کے ایک مفسد زمیندار کو اس نے پناہ دی - راجہ پہاڑ سنگھ اُس کے صدر مقام ریوان پر چڑھ دوڑا - انوپ سنگھ اُس سے شکست کھا کر پہاڑوں میں جا گھسا - اور سنہ ۳۰ جلوس میں صلابت خاں صوبہ دار الہ آباد کے ساتھ بارگاہ شاہ جہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا - اور باندھو وغیرہ اس کے قدیمی محالات جاگیر میں عطا کئے —

## راجہ رام داس کچھواہا

راجہ رام داس کسی با نام و نشان خاندان سے نہ تھے بلکہ اپنی حسن لیاقت اور قوت بازو سے حالت افلاس سے امارت کے درجہ پر پہنچے - ان کا باپ اُروت یا اُوت اپنے وطن لونی میں نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت میں ایام گذاری کرتا تھا - رام داس اول رائے سال درباری کے ملازم ہوئے - اور اُنہی کے توسل سے بندگان اکبری میں داخل ہوئے - اور اپنی حسن قابلیت سے بہت جلد معمولی

ملازموں کے زمرے سے ترقی پاکر منصب پانصدی پر سرفراز ہوئے۔ اور جو کام بادشاہ نے سپرد کیا اُسکو اس خوش لیاقتی سے انجام دیا کہ اُنکی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ جب سنہ ۸۱ جلوس میں راجہ ٹوڈر مل پٹنہ پر مامور ہوئے۔ تو بادشاہ نے اعلیٰ دیوانی کا خلعت عطا فرما کر دفتر شاہی کا تمام کام سپرد کردیا —

رفتہ رفتہ اِنہوں نے اپنی حاضر باشی اور مزاج شناسی سے بادشاہ کے دل میں ایسا گھر پیدا کیا۔ کہ جو کچھہ حضور میں عرض کرتے۔ وہی منظور ہوتا تھا۔ بڑے بڑے راجہ۔ مہاراجہ ٹھاکر۔ سردار اِنکی سفارش سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے۔ اور لاکھوں کروڑوں روپئے نذر و نذرانہ میں پیش کرتے تھے۔ اکبرآباد میں ھتیاپول دروازے کے سامنے اِنہوں نے ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی لیکن خود اُس میں نہ رہتے تھے بلکہ ھمیشہ نیزہ ھاتھہ میں لئے ہوئے بادشاہ کی چوکی پر حاضر رہتے تھے۔ جب بادشاہ حرم سرا میں تشریف لیجاتے۔ یہ نیزہ ھاتھہ میں لئے ہوئے دروازہ پر ٹہلا کرتے تھے —

سنہ ۱۰۱۴ھ میں جب اکبر بیمار پڑے۔ خان اعظم اور راجہ مان سنگھہ کے آدمی شہزادۂ خسرو کی ہوا خواہی میں ہتیار باندھے ہوے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ چاروں طرف سازشوں کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ یہاں تک

نوبت پہونچ گئی تھی کہ خود جہانگیر بھی چھپکے سے
قلعہ سے نکل کر شیخ فرید بخاری کے گھر جا بیٹھا تھا۔
اس حالت میں راجہ رام داس نے جہانگیر کی ہوا
خواہی میں تمام شاہی کار خانوں اور خزانوں میں اپنے
سپاہی متعین کر دیئے۔ اور نہایت جانفشانی او
تندہی سے ایسا انتظام کیا۔ کہ کوئی چیز ضائع نہ
ہونے پائی —

جہانگیر نے تخت نشین ہو کر دو ہزاری منصب سے سہ
ہزاری منصب پر سرفراز کر دیا۔ سنہ ۱۰۲۰ ھ میں راجہ کا
آفتاب اقبال غروب ہونے لگا۔ صورت یہ ہوئی کہ عبداللہ خاں بہادر
فیروز جنگ گجرات کے صوبہ دار مہم دکن پر متعین ہوئے۔ بادشاہ
نے راجہ کو تجربہ کار اور سلیم الطبع خیال کر کے خطاب
راجگی کے ساتھ خطاب راجہ کرن جو باپ موروثی تھا دیا۔
اور خلعت فاخرہ۔ اور نقارہ اور اسپ و فیل۔ اور قلعداری
رن تھنبور سے مفتخر کر کے خان موصوف کے ساتھ کیا۔
اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خان موصوف کے حالات او
احکامات کی نگرانی رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ شجاعت و
بہادری کے جوش میں آ کر وہ کوئی کام خلاف مصلحت
وقت کے کر بیٹھے —

راجہ رام داس کو یہ خطاب اور اعزاز مبارک نہ ہوا۔
ملک دکھن کی ندی یہ عاقلانہ اور شدید رسوائی نے
اس قوم کو اٹھے پڑی۔ ہوگا۔ جہانگیر اس شکست سے بہت

رلم هوا - اور نہایت غصے سے اُن سب امیروں کی جو
اس لڑائی میں شریک تھے تصویریں ونچوا کر سر دربار
ایک ایک تصویر کو ہاتھ میں لیا اور کچھ نہ کچھ
غصے کے الفاظ کہے - جب راجہ کی تصویر کا نمبر آیا
تو اُس کو ہاتھ میں لے کر فرمایا "تو ایک تنگہ پرسیہ
کا رئیس تھا - یہاں تک نوبت تھی - میرے باپ نے تیوں
تربیت کی - اور امارت کے درجے پر پہنچا دیا -
راجپوتوں میں لڑائی سے بھاگنا سخت عیب ہے افسوس
کہ تجھے راجہ کرن کے خطاب کی بھی شرم نہ آئی -
امید ہے کہ دونوں دنیا میں نامراد رہے گا -"

اس شکست کے بعد جہانگیر نے راجہ کو دربار میں
آنے سے منع کرا بھیجا - اور بالا بالا سہم بنگش پر
جانے کا حکم صادر کیا - راجہ شکستہ دل ہوکر سہم
مذکور پر روانہ ہوا - اور اُسی جگہہ سنہ ۱۰۲۲ ھ
میں اس دار نا پائدار سے عدم سدھارا - پلدرہ رالیاں
ولگتہ جلال آباد میں راجہ کی دستار کے ساتھہ ستی ہوئیں -

راجہ رلم داس بخشش و سخاوت میں بے نظیر تھے
ایک ایک لطیفہ پر ہزاروں لاکھوں روپیہ بخش دیتے
تھے - ہزاروں برہمن - بھاٹ - چارن - (شاعر) گوئیے -
سازندے اُن کی سرکار سے وظیفہ پاتے تھے - جس کسی
کو ایک مرتبہ اُن کی سرکار سے انعام مل گیا - وہ ہمیشہ
جاری رہتا تھا - ہر سال اُسی تاریخ پر وہ آتا - اور اُن

کے خزانچی سے بلا کچھ سنے اپنا وظیفہ گنا لے جاتا تھا ۔ خزانچی کو حکم تھا ۔ کہ ہر سال پرچونے گچونے کی کچھ ضرورت نہیں ہے راجہ کو چوسر کھیلنے کا بہت شوق تھا ۔ دو دو رات دن گزر جاتے تھے ۔ مگر بازی نہ اُٹھتی تھی ۔ اکبر نے کشمیر میں ایک پرفضا موضع الچ راجہ کو عطا کیا تھا ۔ راجہ نے اُس مقام پر عالیشان اور نفیس عمارتیں ۔ باغ اور حوض تعمیر کرائے تھے ۔ جہانگیر اس کی نسبت لکھتا ہے رام داس در داس کرہ و فراز چشمہ ۔ عمارات و حوضہا ساختہ ۔ بے تکلف سر منزلے است ۔ در غایت لطافت و نفاست ۔ آبش در کمال صفا و عذوبت ساھی بسیار در و شناور —

در تہہ آبش زصفا ریگ شمرد کور نو اند بدل شب شمرد

| تمن داس کچواھا | راجہ رام داس کا بیٹا تمن داس بادشاہی منصبداروں میں تھا ۔ |
|---|---|

سنہ ۳۶ جلوس اکبری میں بادشاہ سے رخصت لے کر وطن گیا ۔ وہاں اوباشونکی صحبت میں بیٹھکر رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا ۔ باپ نے بیٹے کی شکایت بادشاہ سے کی ۔ بادشاہ نے شاہ قلی خاں کو حکم دیا کہ اپنے نوکروں کے ذریعے سے اُس کو گرفتار کرا کر دربار میں پیش کرے شاہ قلی خاں نے اپنے آدمی بھیجے ۔ اُس نے اُن کا مقابلہ کیا ۔ اور مارا گیا ۔ جب باپ کو معلوم ہوا ۔ بہت صدمہ ہوا ۔ کئی دن گھر سے نہیں

نکلا - بادشاہ کو بھی رانج ہوا - تعزیت کے واسطے راجہ کے مکان پر گئے اور بہت تسلی و تشفی کرکے اپنے ساتھ لے آئے —

دلپ نرائن کچھواہا

دوسرا بیٹا دلپ نرائن بھی شاہی ملازمت میں آیا - اور ترقی کرکے امارت و سرداری کے مرتبے پر پہنچا - لیکن عین نوجوانی کے عالم میں باپ کو داغ مفارقت دے گیا —

## رائے رائے سنگھہ بیکانیری

رائے کلیان مل راٹھور والی بیکانیر کا بیٹا تھا - سنہ ۱۵ جلوس اکبری میں باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں جب کہ بادشاہ گجرات تشریف لے گئے - رائے سنگھہ کو گجرات کی سرحد پر متعین کیا - کہ باغیوں کو گجرات سے اس طرف کے ملک میں نہ گھسنے دے - جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی میں شکست کھا کر ناگور کی طرف آیا - رائے سنگھہ نے خبر پاتے ہی اسے دم لینے کی فرصت نہ دی اور معہ فرخ خاں وغیرہ اُمرائے ہمراہی کے اُس پر جا گرا - ابراہیم حسین مرزا شکست کھا کر بھاگ گیا —

سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر نے رائے سنگھہ کو پہلے سے روانہ کر دیا تھا اس مہم میں شریک ہوکر

اس نے اپنی همت مردانه کے جوہر دکھائے - اور مورد تحسین ہوا —

سنه ۱۹ جلوس میں شہ قلی خاں کے ساتھ چندر سین پسر راجه مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا - اور اس کو دباتا ہوا قلعه سوانہ میں محصور کر دیا - جب محاصرہ نے طول کھینچا - فہم کو محاصرہ پر چھوڑ کر دربار میں حاضر ہوا - اور تازہ دم فوج ساتھ لے کر واپس گیا لیکن قلعه بہت مضبوط تھا - فتح نه ہوسکا - سنه ۲۱ جلوس میں اکبر نے شہباز خاں کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اسے واپس بلا لیا —

اسی سال ترسون محمد خاں کے ساتھ زمیندار جالور اور سروهی کی تنبیه پر مامور ہوا - اور دونوں کو تدبیر کے زور سے زیر کرکے دربار شاهی میں روانه کیا - اس کے بعد سید هاشم بارہ کے ساتھ قصبۂ نادوت سرحد اجمیر پر تعینات ہوا - جب زمیندار سروهی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن چل دیا - یہ پھر اس کی تادیب پر مامور ہوا - اور قلعۂ ابو گڈھ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا —

کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا - هندوستان پر حمله کرنے کی خبر گرم ہوئی - اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا - اول رائے سنگھ کو بہت سے

منصب داروں ہاتھیوں - اور سامان جنگ کے ساتھہ
روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوے - محمد حکیم
لاہور تک آکر پھر گیا - اکبر نے راجہ مان سنگھہ اور
راے سنگھہ کو شاہزادہ مراد کے ساتھہ آگے روانہ کیا -
اور ان کے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوے - اس فوج نے
کئی خونریز معرکے مارکر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست
دی - جب کابل میں پہنچے - آخر بھائی ہی تھا - خطا
معاف کی - اور دوبارہ ملک بخش کرکے واپس چلے آے -
راستے میں راے سنگھہ کو صوبۂ پنجاب میں تعینات کردیا -
سنہ ۳۰ جلوس میں اسمعیل قلی خاں کے ساتھہ بلوچوں
کی تنبیہ پر مامور ہوے —
۳۱ جلوس میں اکبر نے اس خاندان سے بھی سلسلۂ قرابت
قائم کرنا مناسب سمجھا - راے سنگھہ کی دختر نیک اختر
کی خواستگاری شاہزادۂ سلیم کے واسطے کی - راے سنگھہ
نے بھی اکبر کی محبت میں کچھہ عذر نہ کیا - اور نہایت
خوشی اور دھوم دھام کے ساتھہ اپنی لڑکی کا عقد
شہزادے سلیم کے ساتھہ کردیا - اور ساعت سعید میں
یہ بیکانیری بیگم محل سراے شاہی میں داخل ہوئی —
سنہ ۳۵ جلوس میں راے سنگھہ رخصت لے کر بیکانیر
گئے - اور سنہ ۳۶ جلوس میں وہاں سے واپس آکر خانخاناں
مرزا عبد الرحیم خاں کی کمک پر مہم ٹھٹھہ میں مامور ہوے —
سنہ ۳۸ جلوس میں راجہ رام چند بگھیلا مرگیا - بادشاہ

نے اس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھہ کا داماد
تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کر کے دربار سے
روانہ کیا - بیچارہ سنگھاسن پر سوار جا رہا تھا -
کہ راستے میں اس پر سے گر پڑا - اور خون ڈال کر ہزاروں
امیدیں لئے ہوئے ملک عدم کو سدھارا - اکبر کو رنج
ہوا - تعزیت کے واسطے راے سنگھہ کے مکان پر تشریف
لے گئے - بہت تسلی تشفی کی - اور نوازش ہاے شاہانہ
سے سر بلند کیا —

راے سنگھہ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا -
وہ روتا پیٹتا دربار شاہی میں آیا - رحم دل بادشاہ
کو یہ بات ناگوار گذری - اُس نوکر کو راے سنگھہ سے
طلب کیا - انہوں نے اسے بہکا دیا - اس قصور میں چند
روز تک مورد عتاب رہے - پھر قصور معاف ہو گیا -
جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا - اکبر آباد سے
چل کر راستے سے بیکانیر کو مڑ گئے - بادشاہ نے کئی
فرمان بھیجے - صلاح الدین سے زبانی کہلا بھیجا - کہ اگر
دکن جانا منظور نہیں ہے تو دربار میں حاضر ہو -
لیکن یہ نہ دکن گئے - نہ دربار میں آے - اکبر ناز برداری
کے اوصاف میں بے نظیر تھے - کچھہ نہ بولے - آخر کار
جب اکبر کی ناز برداری حد سے گذر گئی تو پشیمان
ہو کر خود بخود دربار میں آ موجود ہوے —

سنہ ۴۵ جلوس میں شیخ ابو الفضل کے ساتھہ مہم نا سک

پر متعین ہوے - اسی عرصے میں ان کے بیٹے دلیپ سنگھ نے بیکانیر میں شورش برپا کی - یہ بادشاہ سے اجازت لیکر بیکانیر روانہ ہوے - اور بیٹے کو ساتھ لے کر سنہ ۴۶ جلوس میں واپس آے —

سنہ ۴۱ جلوس میں شاہزادۂ سلیم کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوے —

راے سنگھ اکبر کے آخری عہد تک منصب چہار ہزاری پر سرفراز تھے - جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر منصب پنجہزاری پر سربلند کیا - جب شاہزادۂ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا - جہانگیر اس کے تعاقب میں خود پنجاب روانہ ہوے - رخصت کے وقت راے سنگھ کو اکبر آباد میں چھوڑ کر حکم دیا - کہ جس وقت بیگمات طلب ہوں ان کی سواری کے ہمراہ آنا - جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا - یہ سواری کے ہمراہ اکبر آباد سے روانہ ہوے - جب متھرا پہنچے - مختلف افواہیں سنیں اور بیکانیر کو سیدھے ہو لئے - بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجیں روانہ کیں سنہ ۲ جلوس میں نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوے دربار میں چلے آے - امیرالامرا شریف خاں نے جہانگیر سے بہت سفارش کی - باہمت بادشاہ نے قصور معاف کر کے پھر منصب پنجہزاری پر بحال کر دیا - سنہ ۷ جلوس ۱۰۲۱ ھ میں وفات پائی - دلیپ سنگھ اور سورج سنگھ دو بیٹے تھے دونوں کا حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

# راجہ رائے سنگھہ جھالا

علاقہ گجرات کے کسی مقام کا راجہ تھا۔ نو جوانی کے
عالم میں برات لیکر اپنی شادی کر لے گیا۔ جب دلہن
کا ڈولا لئے ہوے نقارہ بجاتا ہوا ہنسی خوشی واپس
آ رہا تھا تو جسا راجہ کچھوہ کے چچا راو بھائی کے ملک
میں سے ہو کر گذرا۔ جب دھوم دھام اور شان و شوکت
سے اس کے محلوں کے پاس سے برات گذری۔ تو جسا کا پیغام
آیا۔ کہ ہمارے محلوں کے قریب نقارے نہ بجاؤ اور دور
دور نکل جاؤ۔ اور اگر مرد ہو۔ تو تلوار نکالو۔ اور لڑو۔
اگرچہ اس وقت عشرت میں سامان جنگ کا سار و سامان
موجود نہ تھا۔ مگر بہادر دولہا لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔
اور جہاں تھا وہیں تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ تو جسا
بھی اپنی فوج لیکر آ موجود ہوا۔ بڑا سخت رن پڑا۔
جب جسا نہایت بہادری سے لڑ کر اپنی جہالت اور حماقت
کی سزا کو پہنچا۔ یعنی مارا گیا۔ تو اس کا چھوٹا بھائی
راؤ صاحب آیا اور وہ بھی جاکر اپنے بھائی سے جا ملا۔
راجپوتوں میں قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ لڑائی کے موقع
پر جب جوش میں آتے ہیں تو تلواریں سونت کر اس خیال
سے گھوڑوں سے کود پڑتے ہیں کہ شاید گھوڑا بے قابو ہو کر
لے بھاگے۔ یا سواری کی حالت میں اپنی نیت بدل جائے۔

اِس لڑائی میں فریقین کے بہادر اِسی طرح اپنی جانوں سے ہاتھہ دھوکر میدان جنگ میں اُتر پڑے تھے - جب دولہا اور اُس کے رفیق فتحیاب ھوکر موچھوں پرتاؤ دیتے ھوے اپنے گھوڑوں پر سوار ھوے - سپاہ مغلوب کے پیادوں کو جو گھوڑے لئے کھڑے تھے جوش آیا - اور گھوڑوں کو چھوڑ کر تلواریں سونت لیں - اور ان سواروں پر جا پڑے - ایسا سخت مقابلہ ھوا - کہ ایک دوسرے کی خبر نہ رھی - کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہاں رھی - دولہا زخموں سے چور ھوکر گر پڑا - برات کے جو ادمی بچ رھے وہ دولہن کا ڈولا لے کر اپنے اپنے ملک میں جا پہنچے - راجہ کی کئی رانیاں ستی ھوگئیں - مگر دولہن کو اپنے دولہا کے مارے جانے کا پورا یقین نہ تھا - وہ ستی نہ ھوئی - اور پرمیشر کی یاد میں اپنی زندگی بسر کرنے لگی —

اب دولہا کی سنئیے - وہ زخموں سے چور لاشوں میں پڑا سسک رھا تھا - رات کو ایک جوگی ادھر سے گذرا - اور لاشوں میں اس کو سسکتا پا کر اپنی جھونپڑی میں اٹھا لے گیا - زخموں کو دھویا - مرھم پٹی کی - حیات مستعار باقی تھی بچگیا - اور چند روز میں تندرست ھو کر یہ احسان کا بندہ جوگی کا چیلہ بن گیا - ۱۹ برس تک راے سنگھہ سے اتیت چیلا بنا ھوا اور جوگی جی کی خدمت کرتا ھوا جنگلوں اور پہاڑوں میں مارا

سارا پورا —

مرزا عبدالرحیم خانخاناں جن کی امارت و دریا دلی کے کارنامے اب تک بچہ بچہ کی زبان پر ہیں امیروں سے زیادہ فقیروں اور غریبوں کے یار تھے۔ ان کی دریا دل سرکار میں امیر، غریب، جوگی، سب برابر تھے۔ سنہ ۹۹۱ ھ میں جب کہ وہ گجرات کی مہم میں مصروف تھے۔ کسی مقام پر جوگی جی کے بھی درشن نصیب ہوے۔ جوگی جی ان سے مل کر ایسے خوش ہوے کہ اپنا اور چیلے کا سب حال کہہ سنایا۔ خانخاناں بہت خوش ہوے۔ دونوں کو بہت اعزاز و احترام سے اپنے پاس رکھا۔ جب سنہ ۹۹۵ ھ میں دربار میں آے تو گجرات اور دکن کے دوسرے تحفوں کے ساتھ گرو اور چیلے کو بھی بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکبر راجہ کی عجیب و غریب کہانی کو سن کر بہت محظوظ ہوا۔ دونوں کو بہت خاطر داری سے رکھا۔ چیلے کو خلعت شاہی پہنوا کر پھر راجہ راے سنگھ بنایا۔ اور ملازمان خاص کے سلک میں منسلک کرکے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ وطن کو رخصت کیا —

جب راجہ راے سنگھ اپنے گھر پہنچے۔ سب عزیز و قریب جمع ہوے۔ دیکھ کر پہچانا بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ سمجھ لو کہ رانی کے دل میں محبت کا کیا عالم ہوگا۔ مدتوں کے بچھڑے ملے۔ راجہ نے راج سنبھالا۔

خیر خواہان دولت نے شکر الہی کے ساتھ خانخاناں اور اکبر کے شکرانے ادا کئے - اور ہمیشہ اطاعت و فرماں برداری کرتے رہے —

## راجہ روز افزوں

**راجہ سنگرام** اس کا باپ راجہ سنگرام صوبہ بہار کے مقام کھڑا کا فرماں روا تھا - اکبر کے عہد میں جب شہباز خاں کنبوہ صوبۂ بنگالہ اور بہار میں متعین تھا - کسی موقع پر اس کا گذر قلعۂ مذکور کے قریب ہوا - اس نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا - راجہ نے اپنے آپ کو کم زور پاکر قلعہ شہباز خاں کے حوالے کر دیا - اگرچہ وہ ملازمت اکبری میں شامل نہیں ہوا - مگر وقت پر ہمیشہ صوبۂ داراں بنگالہ اور بہار کی کمک پر حاضر ہوتا تھا - پہلے سال جلوس جہانگیری میں جہانگیر قلی خاں ناظم صوبۂ بہار نے کسی بات پر خفا ہوکر اُس کے ملک پر فوج کشی کی - راجہ سنگرام اِس فوج سے لڑ کر مارا گیا - اُس کا ملک صوبۂ بہار میں شامل کر دیا گیا —

راجہ سنگرام کا بیٹا روز افزوں اُس وقت خورد سال تھا - جہانگیر قلی خاں نے اُس کو دربار میں بھیج دیا - بادشاہ نے اس کو اپنے پاس رکھا - تعلیم

تربیت کے واسطے اعلی درجے کا انتظام کر دیا ۔ وہ بالغ ہوکر مسلمان ہوگیا۔ سنہ ۱۰ جلوس میں جہانگیر نے ایک ہاتھی اور خلعت مرحمت کر کے اس کا موروثی ملک اُس کو مرحمت فرمایا - اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا —

روز افزوں جہانگیر کے اخیر عہد تک منصب ہزار و پانصدی ذات - ہفت صد سوار پر سرفراز تھا - پہلے سال جلوس شاہجہانی میں مہابت خاں کے ساتھہ صوبۂ کابل میں متعین ہوا - اس کے بعد ججھار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۷ جلوس میں شاہزادۂ شجاع کے ساتھہ مہم دکن پر تعینات ہوا - سنہ ۸ جلوس ۱۰۴۴ ھ میں منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز ہوا - اور اُسی سال وفات پائی —

راجہ بہروز

راجہ روز افزوں کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے بہروز کو خطاب راجگی سے مفتخر کر کے باپ کا جانشین مقرر کیا - سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہفت صدی ذات - پانصد و پنجاہ سوار پر سرفراز ہوا - اخیر عہد شاہجہانی میں ہفت صدی ذات. ہفت صد سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۸ جلوس عالمگیری میں انتقال کیا —

# سربلند راے - رام راج - راؤ رتن هاڈا

راؤ بهوج هاڈا کا بیٹا تها - جب راؤ بهوج پر جهانگیر کا عتاب نازل هوا - تو باپ کے ساتهه یه بهی چله روز تک مورد عتاب رها - سنه ۳ جلوس میں حاضر دربار هوکر تین هاتهی پیشکش کئے - جن میں سے بادشاه کو ایک بهت پسند آیا - اور اُس کا نام رتن گج رکها —

جهانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کر کے خطاب سر بلند راے سے مفتخر کیا - سنه ۸ جلوس میں شاهزادهٔ خورم کے ساتهه مهم رانا پر متعین هوا - سنه ۱۰ جلوس میں مهم دکن پر مامور هوا —

سنه ۱۷ جلوس میں شاهجهاں سا رشید اور سعادت مند بیٹا نورجهاں بیگم کے جوڑ توڑ سے مجبور هوکر باپ سے باغی هوگیا - * مهابت خاں اور اُمرا کو حکم ملا - که شاهجهاں کو گرفتار کر لاؤ - راؤ رتن بهی اس مهم میں تعینات هوے - شاهزاده کے تعاقب میں انهوں نے ایسی کارگذاری دکهائی - که منصب پنجهزاری ذات - پنجهزار سوار سے ممتاز هوکر معزز خدمت رام راج سے جو دکن میں بکرماجیت کے خطاب کے برابر معزز سمجها

---

* یه حال بکرماجیت سلدرداس کے حال میں دیکهو —

جاتا تھا موصوف ہوے —

جب زمانے نے کروٹ بدلی - اور شاہجہانی اقبال آفتاب عالمتاب کی طرح چمکا راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چلے گئے - لیکن پھر کچھ سوچ سمجھکر ۸ - رجب سنہ ۱۰۳۷ ھ کو دربار میں حاضر ہو گئے - شاہجہاں نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتوں کو بالکل دل سے بھلا دیا - اور خلعت و جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ و فیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پر سرفراز کر دیا - پہلے سال جلوس میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ مہم کابل پر متعین ہوے -

سنہ ۳ جلوس میں بہت سے اُمرا اور منصب داروں کے ساتھہ مہم تلنگانہ پر مامور ہوکر روانہ ہوے - ۳ - صفر سنہ ۱۰۴۰ ھ حسب الحکم حضور میں حاضر ہوے - اور یمین الدولہ آصف خاں کے ساتھہ پھر دکن میں مامور کئے گئے - بالا گھاٹ میں پہنچ کر ۱۲ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۰ ھ کو وفات پائی —

گوپی ناتھہ بڑا بیٹا ان کی زندگی ہی میں مرچکا تھا - بادشاہ نے اُس کے بیٹے ستر سال کو ان کا جانشین مقرر کر کے ولایت بوندی اور کنکر معہ پرگنات قرب و جوار کے مرحمت فرمائے - دوسرے بیٹے مادھو سنگھہ کو کوٹہ وغیرہ جاگیر میں دیا - ان دونوں اور اندر سال ہادا دوسرے پوتے کا حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

# روپ چند گوالیاری

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے منصب دار گوالیار کے رہنے والے تھے - سنہ ۱۵ جلوس میں قلعۂ کانگڑے کی تسخیر میں کارہائے نمایاں انجام دئیے - اور اس کے صلے میں وطن کی حکومت پر سرفراز ہوئے - بادشاہ نے ازراہ عنایت خسروانہ یہ بڑی حکم صادر کیا - کہ گوالیار کی جاگیر کی نصف آمدنی تنخواہ منصب میں سمجھی جاوے - اور بقیہ انعام میں محسوب ہو - اور بجائے اُس کے تنخواہ میں دوسری جاگیر مرحمت کی جاوے —

شاہجہاں کے عہد میں سنہ ۳ جلوس میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوئے - سنہ ۸ جلوس میں نجابت خان فوجدار دامن کوہ کانگڑے نے راجہ سری نگر کی تنبیہ کے واسطے دو ہزار سوار کی بادشاہ سے امداد مانگی - بادشاہ نے روپ چند کو اِس مہم پر متعین کیا - نجابت خان کی ناتجربہ کاری اور ضعف تدبیر نے کام بگاڑ دیا - رسد بند ہوگئی اور لشکر بھوکوں مرنے لگا - راجہ سری نگر نے اول اپنا وکیل بھیجکر دس لاکھ روپئے پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نجابت خان کو دینے کا وعدہ کرکے عفو تقصیر کی التجا کی - اور اس حیلے اور وعدے وعید

اور پیغام و سلام میں جنگ کو دو تین مہینے تک
ٹالے رکھا - جب برسات کا موسم آگیا - اور چاروں
طرف کے راستے بند ہوگئے - تو لشکر میں رسد
کی اس قدر کمیابی ہوئی کہ روپیہ کے سیر بھر
گیہوں بھی مشکل سے ملتے تھے - اِسی عرصے میں
راجہ سری نگر دھوکا دیکر نجابت خان کی فوج پر
یکایک آپڑا - نجابت خان سے کچھہ کرتے دھرتے نہ بنا - فورا بھاگ
گیا - اُس کے بھاگتے ہی سب کے پاؤں اُکھڑ گئے - جدھر
جس کا منہ اُٹھا - اُدھر ہی بھاگ نکلا - روپ چند کی
غیرت مردمی نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا - اور نہایت
شجاعت و بہادری سے میدان جنگ میں جم کر اپنی جان
عزت پر قربان کرگیا —

## راجہ رام داس نروری

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا - سنہ ۲ جلوس میں
راجہ مہان سنگھہ کا اتالیق مقرر ہوکر مہم بلگش پر متعین
ہوا - سنہ ۱۸ جلوس میں منصب دوہزاری ذات - ہزار سوار
پر سرفراز ہوا - شاہجہان کے عہد میں سنہ ۱ جلوس میں
خانخانان مہابت خان کے ساتھہ جھجہار سنگھہ بندیلہ کے تعاقب
پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں راؤرتن هادا کے ساتھہ
مہم تلنگانہ میں شریک ہوا - سنہ ۶ جلوس میں همراہ

شاهزادہ ہجام قلعہ پر نیدہ (دکن) کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا - سنہ ۸ جلوس میں سپہ خانجہان بارہ کے ساتھہ مہم بیجاپور میں تعینات ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے اصلی عہدے قلعداری نرور پر واپس ہوا - سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۴۹ ھ میں وفات پائی - راجہ امر سنگھہ نروری جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے - اسکا پوتا تھا —

## راجہ رائے سنگھہ راٹھور

راو امر سنگھہ راٹھور کا بیٹا - اور راجہ گج سنگھہ راٹھور کا پوتا تھا - اپنے باپ کے مارے جانے کے پانچ مہینے بعد ۱۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۵۴ ھ کو دربار شاھجہانی میں حاضر ہوا - اور چار ہاتھی پیشکش کئے بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات - ہفت صد سوار پر سرفراز کیا - دوسرے سال یعنی سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار سے ممتاز ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ اور سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں نواب سعداللہ خان وزیر اعظم کے ساتھہ منہدمی قلعہ چتوڑ کی خدمت پر روانہ کیا گیا - سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سموگدہ کی

لڑائی کے بعد متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوکر خلیل اللہ خاں کے ساتھ داراشکوہ کے تعاقب پر مامور ہوا - اس کے بعد کھجوہ کی لڑائی میں شریک ہوکر اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے - اور جب جسونت سنگھہ بادشاہی کارخانجات کو لوٹ * کر کھجوہ سے بھاگ کر جودھپور پہونچا - تو عالمگیر نے راے سنگھہ کو ایک لاکھہ روپیہ نقد مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف اور منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار سے سرفراز کیا - اور خلعت اور اسپ و فیل - اور شمشیر مرصع - اور نقارہ عطا کرکے - قبیلہ راتھور کی سرداری اور جودھپور کی حکومت کا امیدوار کیا - اور نقشبور کے مقام سے معہ امین خاں میر بخشی کے ساتھہ جسونت سنگھہ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا —

جب مہاراجہ جسونت سنگھہ کا قصور معاف ہوگیا - راے سنگھہ حسب الطلب دربار میں حاضر ہوکر جنگ دوم داراشکوہ میں شریک ہوا - سنہ ۷ جلوس میں مرزا - راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ سیواجی بھونسلا کی تنبیہہ پر مامور - اور اس مہم کے حسن خدمت کے صلے میں خلعت و اسپ اور نقد انعام سے سر بلند ہوا - اس کے بعد سنہ ۸ جلوس میں راجہ موصوف کے ساتھہ مہم بیجاپور پر متعین ہوا —

* دیکھو مہاراجہ جسونت سنگھہ کا حال —

سنہ ۱۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبۂ دکن میں مامور ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں جبکہ خانجہاں بہادر کوکلتاش کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں تعینات تھا - عبدالکریم میانہ کے مقابلہ میں اپنی فوج کی صفیں درست کر رہا تھا کہ فرشتۂ اجل نے آ دبایا اور نہ معلوم کیا مرض پیدا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں کام تمام ہوگیا —

اورنگ آباد کے باہر راؤ رائسا پورہ اس کا آباد کیا ہوا موضع اس کی یادگار سے باقی ہے - راجہ اندر سنگھ راٹھور اس کا پوتا تھا جس کا حال علحدہ قلمبند ہو چکا ہے —

## راجہ رائے سنگھ سیسودیہ

**مہاراجہ بھیم**

مہاراجہ بھیم کا بیٹا - اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا - سنہ ۹ جلوس جہانگیری میں شاہزادہ خورم رانا امر سنگھ کی تادیب پر مامور ہوا - جب رانا تنگ ہوا - شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کی التجا کی اور اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادہ کی مصاحبت میں داخل کیا - بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے مستغنی ہوکر شاہزادہ کے

مزاج میں ایسا دخل پیدا کیا - کہ اُس کی سرکار کی بہت سی خدمتیں اس کے سپرد ہوگئیں زمینداران گجرات کی تنبیہہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ میں اس کی شجاعت رستمانہ اور شیردلی کا سکہ تمام ھندوستان میں بیٹھہ گیا - جب نورجہاں بیگم کی حسن تدبیر سے زمانہ نے شاھجہان سے بے وفائی کی * - تو راجہ بھیم وفاداری میں ثابت قدم رھے - اور جانبازی کو حد سے گذار دیا - ھر معرکہ میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھا - جب شاھجہان بنگالہ سے الہ آباد کی طرف آرہا تھا - اِدھر سے خانخانان مہابت خان اور شاھزادہ پرویز شاھی فوجیں لئے ہوئے جا پہونچے - دونوں فوجوں میں سخت لڑائی ہوئی - اور اسی لڑائی میں یہ وفادار بندہ اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر اپنی جان کو حق نمک پر نثار کر گیا - خوشا نصیب کہ دنیا سے سرخرو سدھارا —

راجہ رائے سنگھہ

جب شاھزادہ کا آفتاب اقبال چمکا - اور شاھزادگی سے شہریاری کا رتبہ حاصل ہوا - پہلے سال جلوس میں مہاراجہ بھیم کا بیٹا رائے سنگھہ دربار میں حاضر ہوا - اگرچہ اس وقت وہ بچہ ہی تھا - مگر قدرداں بادشاہ نے باپ کی جاں نثاری اور خدمات کو یاد کر کے بیس ہزار روپے نقد - خلعت فاخرہ اور سرپیچ - اور جمدھر مرصع اور کل لوازمات امارت مرحمت فرماکر منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار سے مفتخر کیا - اور اسی عمر میں خطاب راجگی سے بھی موصوف کیا —

---

* راجہ بکرماجیت سندرداس کا حال دیکھو -

سنہ ۵ جلوس میں منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار پر ترقی ہوئی - سنہ ۸ جلوس میں ججھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ہوا —

سنہ ۱۲ جلوس میں شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر تعینات ہوا - سنہ ۱۴ جلوس میں نقارہ مرحمت ہو کر سعید خاں ظفر جنگ کے ساتھہ راجہ جگت سنگھ کی تادیب پر مامور ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر مفتخر ہوکر دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر روانہ ہوا - سنہ ۱۸ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں پر متعین ہوا - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب پنجہزاری ذات - دوہزار و پانصد پر سر بلند ہوا - اور اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا- سنہ ۲۸ جلوس میں نواب سعداللہ خاں کے ساتھہ مہم چتوڑ پر روانہ ہوا - سنہ ۳۱ جلوس میں میر جملہ معظم خاں کے ساتھہ اورنگ زیب کی کمک پر مہم بیجا پور میں متعین ہوا - اور اس مہم میں شجاعت و کارگذاری کے ایسے جوہر دکھائے کہ ایک لاکھہ روپیہ نقد مرحمت ہوکر منصب پنجہزاری ذات اور چہار ہزار سوار پر سرفراز ہوا اور خلعت - اور شمشیر مرصع - اور عربی گھوڑا معہ زین زرین - اور ہاتھی - عطا ہوکر وطن جانے کی رخصت مرحمت ہوئی —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں وطن سے ہوکر مہاراجہ جسونت سنگھ

کے ساتھہ مالوے تعینات کیا گیا —

جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت کے ساتھہ - لیکن عین حالت جنگ میں اورنگ زیب اور مراد بخش کی فوج کا غلبہ دیکھکر کھسک گیا - اور بھاگ کر وطن جاپہونچا —

سموگڈہ کی لڑائی کے بعد رائے سنگھہ ملازمت عالمگیری میں حاضر ہوکر خدمات شاہی میں سرگرم ہوا - جنگ دوم دارا شکوہ کے وقت بادشاہ نے قصبہ تورہ میں جو اُس کی جاگیر میں تھا فاضل اسباب اور بیگمات کو چھوڑ دیا - اور رائے سنگھہ کو اُنکی حفاظت پر مامور کیا - اِس کے بعد کھجوہ کی لڑائی میں شریک ہو کر دلاوری کے جوہر دیکھائے —

سنہ ۷ جلوس میں راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ اول سیواجی بھونسلا - اور سنہ ۸ میں مہم بیجاپور میں شریک ہو کر شجاعت وکار گذاری کا حق ادا کیا - اور حسن خدمات کے صلے میں منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے مفتخر ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھہ دکن میں تعینات ہوا - سنہ ۱۶ جلوس ۱۰۸۳ ھ میں وفات پائی - مان سنگھہ - جہان سنگھہ - انوپ سنگھہ تین بیٹے تھے جو باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوئے - بادشاہ نے تینوں کو خلعت مرحمت فرما کر منصب

مناسب پر مقرر کیا —

## رائے سنگھ جھالا

شاہجہاں کے عہد کا منصبدار تھا - سنہ ۱۱ جلوس شاہجہانی میں منصب ہشت صدی ذات چہار صد سوار پر سر فراز ہوا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات - چہار صد سوار - اور سنہ ۱۴ جلوس میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سر بلند ہوا - اور اسی سال خلعت و اسپ مرحمت ہو کر راجہ جگت سنگھہ کی سر کوبی پر مامور ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں خلعت و اسپ عطا ہو کر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر متعین ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں منصب ہزاری ذات - ہفت صد سوار پر مفتخر ہو کر مہم بلخ وبدخشان پر تعینات ہوا —

## راجہ روپ سنگھ راتھور

راجہ کشن سنگھہ راتھور کا پوتا - اور مہاراجہ جسونت سنگھ کا چچا زاد بھائی تھا - سنہ ۱۷ جلوس شاہجہانی میں جب ہری سنگھہ اُس کے چچا نے لا ولد انتقال کیا - تو شاہجہان نے اس کو خلعت و اسپ عطا کر کے کشن گڑہ

کی حکومت پر سر فراز کیا - منصب ہزاری ذات - ہفت صد سوار پر مفتخر کیا - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی دوہزار وبست سوار پر سربلند ہو کر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر مامور ہوا - سنہ ۲۳ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی -

سنہ ۲۵ جلوس میں نقارہ عطا ہوا - اور منصب چہار ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ مہم قندھار میں متعین ہوا سنہ ۲۶ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات دوہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۸ جلوس میں منصب چہار ہزاری - ذات سہ ہزار سوار پر سر بلند ہو کر علامی سعداللہ خان کے ساتھہ قلعہ چتوڑ کے انہدام کے واسطے مامور ہوا - اسی سال پرگنہ مالدل گدہ سرکار چتوڑ بہ تعین اسی لاکھہ درم جمع کے بادشاہ نے جاگیر میں مرحمت کیا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ سموگدہ میں دارا شکوہ نے روپ سنگھہ کو اپنی فوج ہراول کا سردار مقرر کیا - اس لڑائی میں اُسکی جرات و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارتا تھا - آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے توپ خانے سے گذر کر صفوں کو چیرتا پھاڑتا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا

اور کمال دلیری کے ساتھہ اپنی تلوار سے اُسکے ہاتھی کی عماری کے رسوں کو کاٹنا شروع کیا - اورنگ‌زیب اس جوان مرد اور پرجوش افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلا اٹھا - کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور زندہ گرفتار کر لینا - مگر لڑائی کے ہڑبولنگ میں جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے منہ سے نکلا - آناً فاناً میں سیکڑوں تلواریں اُس پر پڑگئیں - جنہوں نے اس بے نظیر بہادر کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا —

راجہ مان سنگھہ راتھور اس کے بھتیجے کا حال علیحدہ لکھا جائیگا —

## راؤ روپ سنگھہ چندراوت

چندراوت پرگنہ رام پور متصل (چتوڑ) کا رہنے والا - اور روپ مکند پسر راؤ چاندہ ابن رائے درگا داس سیسودیہ کا بیٹا تھا - جب اُس کا چچا زاد بھائی راؤ تہی‌سنگھہ لاولد مر گیا - تو ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۴ ھ کو یہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خطاب راؤ سے موصوف کر کے منصب دہ صدی ذات - دہ صد سوار پر سر بلند کیا - اور پرگنہ رام پور جاگیر میں مرحمت فرمایا —

سنہ ۱۰۵۵ ھ میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ پر مامور ہوا - اور نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلہ

میں اپنی بہادری کے کارنامے دکھا کر منصب ہزار و پانصدی
ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - اس کے بعد قندھار
وغیرہ کی مہمات میں شریک ہو کر منصب دو ہزاری ذات
ہزار و دویست سوار پر مفتخر ہوا -

سنہ ۲۴ جلوس شاہجہانی میں لاولد انتقال کیا - بادشاہ
نے راؤ چاندہ کے دوسرے پوتے امر سنگھہ کو جس کا حال
علحدہ قلمبند ہو چکا ہے - اُس کا جانشین مقرر کیا —

## رتن سنگھہ راتھور

مہش داس راتھور مہابت خانی کا بیٹا تھا - باپ کی
زندگی میں منصب چہار صدی دویست سوار پر سرفراز
تھا - سنہ ۱۰۵۷ ھ میں باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار
و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادہ
اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ پر مامور ہوا - اس کے بعد
دیگر خدمات پر مامور ہوکر - سنہ ۳۰ جلوس میں منصب
دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سر بلند ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ
شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے
صوبہ مالوہ میں متعین ہوا - جنگ اُجین میں مہاراجہ
جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا - اور نہایت دلاوری سے اورنگ زیب
کے توپ خانے پر جا پڑا - اور وہاں سے گذر کر صفوں

کو تہ و بالا کرتا ہوا اورنگ زیب کے ہاتھی کے قریب جا پہونچا - اور نہایت بہادری سے اڑ کر مارا گیا —

## راجہ راج روپ

راجہ باسو کا پوتا - اور راجہ جگت سنگھہ کا بیٹا تھا - سنہ ۱۲ جلوس شاہجہانی میں ملازمت شاہی میں منسلک ہو کر فوجداری کوہ کانگڑہ پر سرفراز ہوا - جب باپ نے بادشاہ سے بغاوت اختیار کی - یہ بھی وفاداری میں ثابت قدم نہ رہا - اور باپ سے مل گیا - جب باپ کا قصور معاف ہوگیا - باپ کے ساتھہ دربار میں حاضر ہوا —

سنہ ۱۹ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب هزار و پانصدی ذات - هزار سوار پر مفتخر هوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوا - اور پرگنہ جموں کی خانداني حکومت پر سرفراز ہوا - اسی سال شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا - اور اس مہم میں اپنی شجاعت و دلاوری کے کارنامے دکھا کر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر ترقی پائی - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار

پر سر بلند هو کر خلیل بیگ کی جگه کہمرو کا قلعدار مقرر هوا —

سنه ۲۵ جلوس میں منصب سه هزاری ذات سه هزار سوار پر مفتخر هو کر شاهزادهٔ اورنگ زیب کے ساتهه مهم قندهار پر متعین هوا - اس کے بعد سلیمان شکوه پسر داراشکوه کے ساتهه صوبهٔ کابل میں تعینات هوا —

سنه ۲۶ جلوس میں داراشکوه کے ساتهه مهم قندهار میں شریک هوا —

سنه ۲۹ جلوس میں کہمرو سے دربار شاهی میں حاضر هوا - اور رخصت حاصل کرکے جموں روانه هوا —

سنه ۱۰۶۸ هـ میں جب داراشکوه سموگذه کی لڑائی میں شکست کها چکا - راجه روپ حسب الطلب اُس کے دهلی اور سهرند کے درمیان میں اُس سے آ ملا - لیکن جب داراشکوه لاهور سے ملتان روانه هوا - صورت حال سے انجام کار کو سمجهکر سپاهیوں کے بهرتی کرنے کے بہانے سے اُس سے جدا هو کر دریاے بیاس کے کنارے خلیل الله خاں سے جو داراشکوه کے تعاقب پر مامور تها آ ملا - اور اُس کی سفارش سے منصب سه هزار و پانصدی ذات - سه هزار و پانصد سوار سے سرفراز هو کر چاندی سرحد سری نگر پر اِس غرض سے متعین هوا - که شاهزاده سلیمان شکوه جو کوهستان سری نگر سے اِس طرف نه آنے دے —

جنگ دوم دارا شکوہ

دارا شکوہ ملتان اور گجرات ہوتا ہوا حسب تحریر مہاراجہ جسونت سنگھ اجمیر آپہنچا - ادھر سے اورنگ زیب بھی مقابلہ پر جا پہنچا ۲۹ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۹ھ کو موضع دیورائی میں فریقین کا مقابلہ ہوا - راجہ راج روپ بھی حسب الطلب اس مہم میں آکر شریک ہوا - دارا شکوہ نے اجمیر کے قرب جوار کی پہاڑیوں گھاٹیوں کو اچھی طرح روک کر مورچہ بندی کی تھی - اس کا توپخانہ بھی اچھی جگہ قائم تھا اس وجہ سے دور اندیش اور تجربہ کار اورنگ زیب کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا - کہ اس پر حملہ کرے اس طرح دو تین دن گذر گئے - اور صرف توپ اور بندوق سے دور دور کی لڑائی ہوتی رہی - اس عرصہ میں راجہ راج روپ کے پہاڑی سپاہی کو کلا پہاڑی کے نیچے ایک ایسی جگہ دیکھہ آئے کہ جہاں سے پیادے سپاہی چڑھکر مخالف کے مورچے پر حملہ کرسکتے تھے - راجہ راج روپ نے اورنگ زیب کو اس حال کی اطلاع دیکر اول اپنے کچھہ پہاڑی سپاہی ادھر روانہ کئے - اور پیچھے سے اپنی باقی ماندہ فوج لیکر ان کی امداد کے واسطے روانہ ہوا - اتفاقاً اس وقت اورنگ زیب کے توپ خانے سے توپیں چلنا بند ہوگئی تھیں - اس وجہ سے دارا شکوہ کی فوج کے ایک ہزار سوار راجہ راج روپ پر حملہ کرنے کو اپنے مورچوں سے باہر نکل آئے - یہ حال دیکھکر اورنگ زیب کی طرف سے دلیر خاں اور شیخ میر

اپني فوجيں ليکر ايسے زور سے جهپٹے که دارا شکوه کے
مورچوں تک جا پهونچے - خوب گهمسان کی لڑائی هونے
لگی - شيخ مير جو هاتهی پر سوار اپني فوج کو لڑا رها
تها - بندوق کی گولي سے تير اجل کا نشانه هوا - اس کے
ايک هم قوم سيد نے جو اس کے پيچهے هاتهی پر سوار
تها - بڑا کمال کيا - وه نهايت هوشياری سے اُس کے تن
بے جاں کو اس طور سے تهامے رها - جس سے دشمنوں کو بلکه
خود اُس کے سپاهيوں تک کو لڑائی کے هاتهه تک اس
کے مارے جانے کا حال معلوم نه هوا - دلير خاں دليری
کر کے دارا شکوه کے مورچوں ميں جا گهسا - اسی عرصے
ميں راجه راج روپ کے سپاهيوں نے کوکلا پهاڑی پر
اپنا نشان جا گاڑا - راجه جے سنگهه بهی معه اپنی فوج
کے مدد کو پهنچ گيا - دارا شکوه کی سپاه اور خود
دارا شکوه راج روپ اور دلير خاں کی جرات اور دليری
سے همت هار کر بهاگ گئے - راجه جے سنگهه دارا شکوه
کے اتنے قريب پهنچ گيا تها - که اگر وه چاهتا تو اس کو
گرفتار کرسکتا تها - مگر يه دور انديش راجه اس موقع
کو ٹال گيا - اس لڑائی ميں اگرچه بهت سے امير شامل
تهے - مگر صاحب عالمگير نامه اس فتح کو صرف راجه
راج روپ - شيخ مير - دلير خاں - بهادر خان - راجه
جے سنگهه هی کی کار گذاری سے منسوب کرتے هيں —

مہم سری نگر | سنہ ۲ جلوس میں راجہ راج روپ - راجہ پرتھی سنگھہ والی سری نگر کی تنبیہہ
پر مامور ہوا - کیونکہ اُس نے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے
حوالے کرنے یا اپنے ملک سے نکال دینے سے انکار کر دیا تھا۔
راجہ کے بعد تربیت خاں اور رعد انداز خاں بھی مدد
کے واسطے پہنچ گئے - جب پرتھی سنگھہ نے اپنے ملک کی
تباہی دیکھی تو راجہ جے سنگھہ اور راجہ راج روپ کی
معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کر دینے کا وعدہ کر کے معافی
کا خواستگار ہوا - اور راجہ رام سنگھہ پسر جے سنگھ
سلیمان شکوہ کو وہاں سے جدا کر لے آیا —
سنہ ۴ جلوس میں راجہ سیف شجاعت خاں کی جگہہ
سرحد غزنین پر تعینات ہوا - اور اسی سال سنہ ۱۰۷۱ ھ
میں ملک عدم کو روانہ ہوا —

پہاڑ سنگھہ مرید خان | راجہ راج روپ کا چھوٹا بھائی پہاڑ سنگھہ جو باپ کے ساتھہ مہم بدخشاں میں شریک
تھا - آخر سال سنہ ۳ جلوس میں مسلمان ہو گیا - بادشاہ
نے اس کو مرید خاں کے خطاب سے موصوف کیا - مدت تک
غوربند کی تھانہ داری پر مامور رہا - صاحب مآثرالامرا
تحریر کرتے ہیں کہ اس وقت تک اس کی اولاد اس کے
وطن شاہ پور بھروئین پر جو تارا گدہ سے پچھم کی طرف
واقع ہے - قابض چلی آتی ہے - اور ان میں سے جو گدی
نشین ہوتا ہے وہ مرید خاں کے خطاب سے موسوم کیا جاتا ہے —

# راج سنگھہ راتھور پرتھان

کھیوان راتھور کا بیٹا تھا - ابتدا میں راجہ گج سنگھہ راتھور کی سرکار میں وکیل مطلق تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں شاہجہاں نے خلعت مرحمت فرماکر منصب ہزاری ذات - چہار صد سوار پر مفتخر کیا - اور راجہ گج سنگھہ کے بیٹے جسونت سنگھہ کا اتالیق مقرر کیا - ۸ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۸ ھ کو اُس نے ایک ہاتھی پیشکش کیا —

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوا - اور سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا -

# رائے - رایان راجہ رگھناتھہ داس سعدالله خانی

راجہ رگھناتھہ داس حساب کتاب - معاملہ فہمی - اور تحریر و تقریر - دیانت و امانت میں بے نظیر اہلکار تھے - نواب سعدالله خاں کے عہد وزارت میں اول عام متصدیوں کے زمرہ میں ملازم ہوئے - پھر اپنی حسن لیاقت کاردانی - دیانت و امانت سے خان موصوف کے منظور نظر ہوکر ترقی کرتے ہوئے ان کی نیابت پر پہنچ گئے - جو کام ان کے سپرد کیا گیا اسے انھوں نے نہایت سلیقہ اور ذوق سے انجام دیا —

سنہ ۱۰۶۰ ھ میں کمال کے جوہری (شاہجہاں) نے ان کی کارگذاری سے خوش ہوکر خطاب رائے سے موصوف کیا - اور خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت فرما کر سونے کا قلمدان عطا کیا —

سنہ ۱۰۶۲ ھ میں خالصہ شاہی کی دیوانی کی خدمت بھی انھیں کو مرحمت ہوئی ان عہدوں پر مامور ہوکر انھوں نے ایسی لیاقت دکھائی - کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی - چنانچہ جب سنہ ۱۰۶۶ ھ میں نواب سعداللہ خاں وزیر اعظم نے انتقال کیا تو بادشاہ نے انھیں رائے رایاں کے خطاب سے موصوف کر کے منصب ہزاری ذات - چہار صد سوار پر سرفراز کیا - اور کل وزارت کا کام ان کے سپرد کر دیا —

**شاہجہاں کے عہد کا عدل و انصاف**

اسی سال وقائع بلند ر سورت سے معلوم ہوا کہ محمد امین حاکم بندر سورت تشخیص مال و ابواب میں بہت سختی کرتا ہے - دربار شاہجہانی سے فوراً اس کی جاگیر اور منصب کی ضبطی کا حکم صادر ہوا - اور گرز بردار متعین ہوا - کہ اس کو گرفتار کرکے دربار میں پیش کرے - جب گرز بردار نے گرفتار کرکے دربار میں پیش کیا - شاہجہاں نے حکم دیا - کہ سر بازار اس کی آستین میں سانپ چھوڑا جاوے - چند امرا نے رحم کی سفارش کی - مگر نہایت سختی سے نا منظور کی گئی - اس وقت میں بندر سورت

شاہجہاں کی بڑی بیٹی جہاں آرا بیگم کی جاگیر میں تھا۔ محمد امین کے متعلقین اور دربار کے اکثر متصدیوں نے جب دیکھا کہ کسی طرح اس کی جان بچتی نظر نہیں آتی تو بیگم صاحبہ کی خدمت میں نہایت عجز و الحاح کر کے سفارشی رقعہ لکھوایا۔ جب یہ سفارشی رقعہ بادشاہ کے ملاحظہ سے گذرا تو اس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ محمد امین کو تو حوالات میں بھیجا اور خود محل سرا میں پہنچ کر بیٹی کو بہت برا بھلا کہا۔ کہ تم لوگ عدل سے سلطنت نہیں کرنے دیتے۔ باوجود اس کے بندر سورت تمہاری جاگیر میں ہے مگر تم نے ایسے ظالم ناپاک کی سفارش کی۔ جس نے محض اظہار خیر خواہی کے واسطے میری رعیت کو تباہ و برباد کیا ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ مالگذار رعیت باعث آبادی ملک۔ موجب افزونی خزانہ و اشکر ر شاہی ہے۔ کیا ایسے ظلم سے رب العالمین کا غضب نازل نہیں ہو سکتا۔ شاہزادی صاحبہ کو چونکہ ان حالات کی بالکل خبر نہ تھی۔ لہذا بادشاہ سے معافی چاہی۔ اور سفارش سے در گذر کی۔ دوسرے روز دربار میں بادشاہ نے محمد امین کو طلب کر کے پھر وہی حکم صادر کیا۔ تمام دربار میں کسی کی اتنی جرات نہ ہوئی۔ کہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اسی سناٹے کے عالم میں راجہ رگھناتھ داس نے زمین خدمت کی چومی اور

نہایت عجز و انکسار سے دست بستہ ہوکر عرض کیا۔
کہ جہاں پناہ کے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ خط
نصف النہار پر رہے۔ اگرچہ ظالم کی سفارش کرنا خود
بھی اس کے ظلم میں شریک ہونا ہے۔ اور جو ایسی
شہادت کرے وہ خود سزاوار عقوبت ہے مگر بندگان
عالی یہ تو خیال فرمائیں۔ کہ مظلوم رعایا کا بہت سا
روپیہ اس ظالم کے ذمے ہے۔ جب تک اس کی تحقیقات
ہوکر مظلوموں کا روپیہ واپس نہ ہوجاوے۔ اس وقت
تک اس کے قتل میں تامل فرمایا جاوے۔ شاہجہاں نے اس
تقریر کو سن کر محمد امین کو راجہ کے حوالے کیا۔
کہ اس کو محاسبہ کے شکنجے میں کسکر جس قدر روپیہ
رعایا سے زیادہ لیا گیا ہے۔ واپس کرایا جاے۔ راجہ نے
سزاول متعین کر کے جتنا جتنا روپیہ زیادہ وصول کیا
گیا تھا۔ واپس کرا دیا۔ اور راجہ کی اس سفارش سے
محمد امین کی جان بخشی بھی ہوگئی۔ اور مظلوم
رعایا بھی اپنی داد کو پہنچ گئی —

سنہ ۱۰۶۸ھ تک راجہ رگھناتھ داس کل دیوانی
کا کام انجام دیتے رہے۔ جب سموگدہ کی فتح کے
تیسرے دن اورنگ زیب آگرہ میں داخل ہوا۔ رفتہ
رفتہ جملہ اراکین سلطنت اس کی خدمت میں حاضر
ہو گئے تو راجہ رگھناتھ داس بھی معہ اپنے کل عملہ
کے بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوے۔ اور خلعت سے

سرفراز ہوکر اسی عہدے پر قائم رہے —

پہلے سال جلوس میں اورنگ زیب نے منصب ہر ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار سے سرفراز کر کے خطاب راجگی سے مفتخر کیا —

کھجوہ کی لڑائی میں جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی اور جنگ دوم دارا شکوہ میں راجہ رگھناتھ داس نے قلم کے بجائے تلوار کو ہاتھ میں لیا - اور اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے - کہ بادشاہ کے ملقوظ خاطر ہوگیا - کہ وہ قلم ہی کا دھنی نہیں بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے —

سنہ ۱۰۷۳ ھ تک راجہ وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز رہے - بادشاہ ان کی حسن لیاقت اور تحریر و تقریر اور دیانت و امانت کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا - اس سال جب کشمیر کی سیر کو چلا - تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ لے چلا - اسی سفر میں کشمیر کے قریب پہنچ کر ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۷۳ ھ کو انہوں نے انتقال کیا —

عالمگیر نے اس با لیاقت وزیر کے مرنے کے بعد فاضل خان اور اس کے بعد دوسرے مسلمان امیروں کو اس عہدے پر سرفراز کیا - مگر اس نے اپنے رقعات میں سوائے سعداللہ خان اور رگھناتھ داس کے کسی وزیر کی تعریف نہیں کی - اور اپنے خطوط اور فرمانوں میں شاہزادوں اور امیروں کے نام لکھے ہیں - ان دونوں کی رایوں اور کاموں کو اس طرح

لکھا ھے کہ سب لوگ اُن کی پیروی کریں - اِس پر بڑی متعصب مورخ اُس پر هندؤں کو ملازمت شاهی سے خارج کرنے کا الزام لگاتے هیں —

اِس موقع پر رقعات عالمگیری سے دو رقعوں کا وہ مضمون جو راجہ رگھناتھ داس کے متعلق ھے نقل کیا جاتا ھے —

رگھناتھ سعداللہ خانی خدمات عالی بہ برادران خود نمیداد - و میگفت کہ خانہ برانداز متصدیان همین بلادانند ( رقعہ ۵۶ رقعات عالمگیری ) —

رگھناتھ سعداللہ خانی درا دیانتکہ راتق مہمات دیوانی بود - میگفت کہ کار سرکار والا بہ کسے باید فرمود کہ جوهر کاردانی و دماغ معاملہ آرائی داشتہ باشد نہ علیل غرض - ( رقعہ ۱۳۹ رقعات عالمگیری ) —

## رام سنگھ راٹھور

کرسی راٹھور کا بیٹا - اور رانا جگت سنگھ کا بھانجا تھا - سنہ ۱۳ جلوس میں اپنے ماموں کی ملازمت ترک کرکے ۱۱ - ربیع الاول سنہ ۱۰۵۰ ھ کو دربار شاهجانی میں حاضر هوا - بادشاہ نے خلعت عطا فرما کر منصب هزاری ذات - ششصد سوار پر سرفراز کیا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب

هزاري ذات - هفت صد سوار پر مفتخر هوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں خلعت واسپ مرحمت ہوکر شاهزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندهار پر مامور هوا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هشت صد سوار پر سر بلند هوا - سنہ ۱۹ جلوس میں شاهزادۂ مراد بخش کے همراہ مہم بلخ و بدخشاں میں متعین هوا - اور اس مہم میں شجاعت و کارگذاری کے جوهر دکھاکر سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو هزاری ذات - هزار سوار پر سرفراز هوکر قلعۂ بلخ کی محافظت پر تعینات هوا - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی ذات - هزار و دویست سوار پر سر بلند هوکر شاهزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندهار پر روانہ هوا - سنہ ۲۳ جلوس میں منصب سہ هزار و پانصدی ذات - و هزار سوار پر مفتخر هوا - سنہ ۲۵ جلوس میں دوسری مرتبہ - اور سنہ ۲۶ جلوس میں تیسري مرتبہ مہم قندهار میں شریک هوا - سنہ ۲۸ جلوس میں خلیل الله خاں کے ساتھہ راجہ سری نگر کی تنبیہ پر مامور هوا —

جنگ سموگڈھ میں دارا شکوہ کے ساتھہ تھا - اور نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھہ دشمن کی فوج میں جا گھسا اور حملہ هائے مردانہ اور شجاعت رستمانہ سے صفوں کو تہہ و بالا کرتا هوا مراد بخش کے هاتھی کے پاس جا پہنچا - قریب تھا کہ مراد بخش کو هاتھی سے

گرائے - مگر مراد بخش کی پھرتی اور شجاعت کے سبب سے
ناکامیاب رہا - مرادبخش اگرچہ زخمی اور راجپوتوں کے
نرغہ میں تھا - لیکن ڈھال سے اپنے سات برس کے بچے کو
جو پہلو میں بیٹھا ہوا تھا بچائے ہوئے بڑے استقلال
سے بدستور لڑتا رہا - اور تاک کر ایسا تیر مارا - کہ
تیر اجل کا ہوکر اس بہادر پر لگا - اور بے نظیر بہادر
اپنی بہادری کا نقش چھوڑ کر اُسی وقت مُلک عدم کو
سدھار گیا دارا شکوہ کو اُس کے مارے جانیکا حال معلوم
ہوکر بہت رنج ہوا —

## راجہ رامسنگھہ کچھواہا

مرزا - راجہ جے سنگھہ کچھواھہ کا بڑا بیٹا تھا - ۵ ذی الحجہ
سنہ ۱۰۵۰ کو باپ کے ساتھہ دربار شاھجہانی میں
حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک ھاتھی مرحمت کیا - ۱۵ - رمضان
سنہ ۱۰۵۳ ھ کو خلعت واسپ مرحمت ہوا - ۲۴ صفر
سنہ ۱۰۵۶ ھ کو معہ پانسو سواروں کے آنبیر سے آکر
لاھور اور کابل کے درمیان میں بادشاہ کی خدمت میں
حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر
سرفراز کیا اسکے بعد منصب میں متواتر اضافہ ہوکر -
سنہ ۲۷ جلوس تک منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا - اور
باپ کے ساتھہ خدمات شاہی بجالاتا رہا —

جنگ سموگدہ میں داراشکوہ کے ساتھ تھا - جب باپ
نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی - یہ بھی باپ کے
ساتھہ دربار عالمگیری میں حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا -

سنہ ۳ جلوس عالمگیری میں سلیمان شکوہ کے لانے
کے واسطے سری نگر بھیجا گیا - اور وہاں سے سلیمان
شکوہ کو لیکر دربار میں حاضر ہوا - اور خلعت و
انعام سے مفتخر ہوا -

**سیوا جی کا دربار میں آنا اور پھر بھاگنا -**

سنہ ۸ جلوس میں سیوا جی سرہٹہ
نے صلح * ہونے کے بعد اول اپنے بیٹے
سنبھا جی کو دربار عالمگیری میں بھیج دیا - اس کے بعد
مہا راجہ جسونت سنگھہ کے ذریعے سے اپنی جان اور
عزت کی حفاظت اور حسن سلوک کا وعدہ لے کر دربار
جشن سالانہ کے موقع پر بادشاہ کو سلام کرنے کے لئے
خود اکبر آباد چلا آیا بادشاہ نے رام سنگھہ اور مخلص خاں
کو اُس کے استقبال کے واسطے روانہ کیا - اور دربار جشن
میں اُس کے کھڑے ہونے کو جگھہ بھی ایسی معقول دی
کہ جو اُمرائے خاص کے لئے تھی - اور اُسی دن کچھہ اور
اعزاز و اکرام بھی ہونے والے تھے - اور یہ امر مقرر ہوچکا
تھا - کہ چند روز حاضر دربار رہکر عزت و توقیر کے
ساتھہ رخصت کر دیا جائیگا - مگر سیوا جی کو اپنے کھڑے
ہونے کی جگھہ اور رسوم درباری کچھہ ایسے ناگوار
اور اپنی عزت کے منافی معلوم ہوئے کہ اُس

---

* دیکھو مرزا - راجہ جے سنگھہ کا حال -

نے رام سنگھ کو علحدہ لے جا کر سخت شکایت کی ،
اور نہایت رنجیدگی کا اظہار کیا - بادشاہ کو یہ حرکت
نا گوار گذری اور بغیر اُن مراسم اعزاز و عنایت کے جو اُس کے
واسطے تجویز ہوئے تھے حکم دیا کہ ڈیرہ کو چلا جائے اور
رام سنگھ کو حکم ملا کہ اس کو اپنے قیام گاہ کے پاس جو شہر سے
باہر تھا اتار کر نگرانی کرتا رہے ۔ اور اس کے بیٹے
سنبھاجی کو جو منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوچکا تھا -
کبھی کبھی اپنے ساتھ دربار میں لاتا رہے - اور اس کے
بھاگ جانے کے اندیشہ سے فولاد خان کوتوال کو حکم دیا
کہ اس کے ڈیرہ کے ارد گرد پہرے مقرر کر دے - اور
راجہ جے سنگھ کو فرمان لکھا گیا - کہ اس معاملے میں
جو مناسب جانے رپورٹ کرے - راجہ جے سنگھ نے جواب
لکھا - کہ چونکہ میں اس کے ساتھ عہد کر چکا ہوں اور
ہنوز مہم بیجا پور میں مشغول ہوں - اگر در گزر کیجاوے
تو اس میں میری سرخ روئی ہے - اور کاروبار مہم کے
لئے بھی یہ امر مناسب اور قرین مصلحت ہے - اس جواب
کے آنے پر بادشاہ نے اس کی خطا معاف کرکے پہرے اٹھوا
دیئے - اور سنبھاجی پر بھی کچھہ اور زیادہ اظہار عنایت
کرنے لگا - اور ارادہ تھا کہ چند روز بعد خود اس کو
بھی حاضر دربار ہونے کی اجازت دیکر باعزاز و اکرام
رخصت کر دیا جائےگا - مگر سیواجی کو اپنی سابقہ حرکتوں
کے باعث ایسی بیقراری تھی کہ جب اس نے دیکھا کہ

پھرے اٹھ گئے اور رام سنگھ نے بھی غفلت خواہ سازش سے نگرانی میں کوتاھی کی تو ۲۷ صفر سنہ ۱۰۷۷ ھ کو بھیس بدل کر آگرہ سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو میں نہ آیا اور آٹھ نو مہینے کے بعد بڑی بڑی حکمتوں اور تدبیروں سے اپنے تعقب کرنے والوں سے جان بچاکر ماہ ستمبر سنہ ۱۶۶۶ ع میں راجگڈہ جا پہنچا —

عالمگیر کو سیواجی کے اِس طرح سے بھاگ جانے سے رام‌سنگھ پر سازش کا شبہ پیدا ہوا - اور اُس کو منصب سے معطل کر کے دربارمیں آنے کی ممانعت کردی —

سنہ ۱۰ جلوس میں ۲۸ - محرم سنہ ۱۰۷۷ ھ کو راجہ جے سنگھ نے برھان پور میں انتقال کیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - رام‌سنگھ کا قصور معاف کر کے خلعت معہ جمدھر مرصع - شمشیر معہ ساز مرصع - اسپ عربی معہ ساز طلا - فیل معہ جل زر بفت و ساز نقرہ مرحمت کیا - اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار سے مفتخر کیا - اور باپ کی کل جاگیر اس کو عطا کی —

اسی سال بنگالہ کی سرحد پر گواھٹی میں آسامیوں نے فساد برپا کیا - بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سر بلند کر کے اس مہم پر مامور کیا - اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ معہ ساز طلا جمدھر مرصع معہ علاقۂ مروارید کے مرحمت کیا —

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوے —

سنہ ۱۳ جلوس میں منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی —

سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۸۶ ھ میں خلعت و اسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام میں مرحمت ہوئے ۔ اور اسی سال وفات پائی —

**راجہ کشن سنگھہ کچھواہا**

راجہ رام سنگھہ کا بیٹا کشن سنگھہ باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل اور صوبہ کابل میں تعینات تھا سنہ ۱۳ جلوس میں حاضر دربار ہوا - بادشاہ نے خلعت اور سرپیچ مرصع مرحمت کیا سنہ ۱۷ جلوس میں خلعت و شمشیر اسپ و فیل اور نقد انعام سے سر فراز ہوا - سنہ ۲۰ جلوس میں باپ کے مرنیکے بعد کابل سے دربار میں حاضر ہوا ۔ اور خلعت و جاگیر اور خطاب راجگی سے مفتخر ہوکر چار مہینے کی رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا سنہ ۲۵ جلوس میں کسی خانہ جنگی میں زخمی ہوکر دو دن بعد ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ھ کو انتقال کیا —

**راجہ بشن سنگھہ کچھواہا**

راجہ کشن سنگھہ کا بیٹا بشن سنگھہ باپ کے مرنیکے بعد ۱۵ - ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۳ ھ کو منصب ہزاری ذات چہار صد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر اول راٹھوروں

کی قلعیہ پر مامور ہوا - اسکے بعد اسلام آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو کر سنہ ۴۴ جلوس ۱۱۱۱ ھ میں وفات پائی بادشاہ نے اسکے بھتیجے بجے سنگھہ کو خطاب راجہ جے سنگھہ کا مرحمت فرمایا - جو راجہ جے سنگھہ سوائی کے نام سے مشہور ہوئے - اُن کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے —

## رام سنگھہ ہاڈا

**کشور سنگھہ ہاڈا** — مادھو سنگھہ ہاڈا کا پوتا تھا - جب سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۹۲ ھ عالمگیری میں جگت سنگھہ مکند سنگھہ ہاڈا لاولد فوت ہو گیا تو بادشاہ نے کوٹھہ کی حکومت پر مکند سنگھہ ہاڈا کے بھائی کشور سنگھہ کو سرفراز کیا - اس کے بعد کشور سنگھہ مذکور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھہ مہم بیجاپور میں متعین ہوا اور اس مہم میں شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا - سنہ ۳۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھہ مہم حیدرآباد میں مامور ہوا سنہ ۳۸ ھ میں نقارہ مرحمت ہوا اور اسی سال مر گیا —

**رام سنگھہ** — بادشاہ نے ذوالفقار خان بہادر کی سفارش سے کوٹھہ کی حکومت پر اُس کے بیٹے رام سنگھہ کو سرفراز کیا - اور اُس کا منصب جو اس وقت تک شش صدی تھا ہزاری کر دیا —

رام سنگھہ نے مرہٹوں کی لڑائیوں میں ذوالفقار خان بہادر کے ساتھہ نہایت جانفشانی اور اخلاص سے خدمتیں

انجام دیں اور اس کے صلے میں سنہ ۴۴ جلوس میں نقارہ مرحمت ہوکر سنہ ۴۸ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا۔ اور مرمہدانہ کی زمینداری جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی —

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے اس کو منصب چہار ہزاری سے سرفراز کیا — وہ شاہزادہ عظیم الشان کی لڑائی میں نہایت مردانگی سے لڑ کر مارا گیا —

**بھیم سنگھ ہاڈا**

رام سنگھ کے بعد بھیم سنگھ اس کا بیٹا کوٹھہ کی حکومت پر سرفراز ہوا — سنہ ۱۱۳۱ ھ میں سید دلاور علی خاں اور نواب نظام الملک آصف جاہ کی لڑائی میں یہ دلاور علی خاں کے ساتھ تھا — جب دلاور علی خاں مارا گیا — اس کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے — مگر اس بہادر نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا اور میدان جنگ میں قدم جما کر خوب لڑا — آخرکار مارا گیا —

## رگھناتھ سنگھ سیسودیہ

اول رانا اودے پور کی سرکار میں ملازم تھا — سنہ ۱۲ جلوس عالمگیری میں رانا کی ملازمت ترک کرکے دربار عالمگیری میں حاضر ہوا — بادشاہ نے جوہر

مرصع قیمتی ایک ہزار روپیہ مرحمت فرما کر منصب
ہزاری سے سرفراز فرمایا —
سنہ ۴۳ جلوس میں تھانہ داری سبانہ اور امان پر
سر بلند ہوا —

# رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خاں

گوپال سنگھ کا بیٹا - اور راؤ امر سنگھ چندراوت
کا پر پوتا تھا - سنہ ۳۳ جلوس عالمگیری میں جب
گوپال سنگھ اس کا باپ ملازمت شاہی میں داخل ہوا -
اس نے اپنی جاگیر پرگنۂ رام پور کے انتظام کے واسطے
بیٹے کو وطن روانہ کیا - بیٹا ناخلف نکلا - اور
تھوڑے دنوں بعد باپ سے بغاوت اختیار کرکے خود
مختار ہو بیٹھا - اور جاگیر کی آمدنی باپ کے پاس
بھیجنا بند کردی —

سنہ ۴۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۰۹ ھ میں مختار خاں
صوبہ دار مالوہ کے ذریعے سے مسلمان ہو کر راجہ اسلام خاں
کے خطاب سے موصوف ہوا اور خاں موصوف کی سفارش سے
رام پور کی حکومت پر سرفراز ہوا - سنہ ۱۱۲۳ ھ تک
نہ صرف پرگنہ رام پور بلکہ قرب و جوار کے علاقوں اور
صوبہ مالوہ کے مشہور شہر اجین پر قابض رہا - جب
امانت خاں صوبہ مالوہ کا ناظم مقرر ہوا - اور اجین

وغیرہ پر اپنا دخل کرنا چاہا - تو اسلام خاں تیس چالیس ہزار فوج کے ساتھ لڑائی کے واسطے مستعد ہوا - سارنگ پور کے قریب لڑائی ہوئی -- چونکہ اسلام خاں کی بد زبانی سے اس کے تمام افسر ملال تھے -- عین حالت جنگ میں پہلوتہی کرگئے - فوج بر سر پیکار تھی وہ تن تنہا گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھا - راستے میں تیر اجل کی طرح گولہ لگا - اور مرگیا - امانت خاں فتحیاب ہو کر رام پور کی طرف بڑھا - رانیوں نے خبر پاکر دو ہاتھی اور کسی قدر زر نقد اس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا - کہ راجہ نے جیسا کیا تھا اس کی سزا پائی - ہم بیواؤں پر حملہ کرنا بزرگوں کے طریقے کے خلاف ہے - آئندہ آپ کو اختیار ہے - جب امانت خاں نے یہ پیغام سنا عالی ہمتی کو کام فرما کر اپنا ارادہ ترک کردیا - اور رانیوں کی عقل مندی سے رام پور لوٹ مار سے بچ گیا —

## راجہ رتن چند

قوم کا بنیا اور سید عبداللہ خاں صوبہ دار الہ آباد کا دیوان تھا - جب جہاندار شاہ کے عہد سلطنت میں سید عبداللہ خاں اور ان کے بھائی سید حسین علی خاں نے جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا فرخ سیر کی رفاقت اختیار کی - اور سنہ ۱۱۲۳ ھ میں اپنی اپنی فوجیں لیکر

فرخ سیر کے ساتھ جہاندار شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوئے - توجہاندار شاہ نے راجی محمد خاں نام ایک امیر ...د عبداللہ خاں کی جگہہ الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا - اور سید عبدالغفار کو جو شجاعت و بہادری میں بے نظیر سمجھا جاتا تھا اس کا نائب مقرر کرکے ساتھہ کیا - کرّہ مانک پور کے مقام پر ابوالحسن خاں بخشی سید عبداللہ خاں کے لشکر اور اس فوج سے مقابلہ ہوا - رتن چند بھی تین چار سو سواروں کے ساتھہ ابوالحسن خاں کی کمک پر آموجود ہوا - بڑی سخت لڑائی ہوئی - آخر میں ابوالحسن خاں کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - اور سپاھیوں نے بھاگنا شروع کیا - اور میدان جنگ میں صرف ابوالحسن خاں اور رتن چند اور تین چار سو سپاھی قدم جمائے باقی رہ گئے - اور وہ بھی سید عبدالغفار کے لشکر سے محصور ہوگئے - تو سید عبداللہ خاں کے اقبال نے زور مارا - عبدالغفار کا فتحیاب لشکر غنیم کی لوٹ میں مصروف تھا کہ یکایک عبدالغفار کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوگئی - اس خبر کا اڑنا تھا کہ اس کے لشکر نے اڑنا شروع کردیا ھرچند بہادر عبدالغفار خود چلایا کہ میں زندہ ہوں مگر لڑائی اور بھاگنے کی ھر بونگ میں کسی نے نہ سنا - اس تائید غیبی کو دیکھہ کر رتن چند اور ابوالحسن خاں نے فتح کے شادیانے بجوانا شروع کردئے - بہادر مگر بد قسمت عبدالغفار کو بھی بھاگتے ھی بن پڑا - رتن چند اور ابوالحسن خاں

موچھوں پر تاؤدیتے ہوے سید عبداللہ خاں کے پاس واپس آئے -

اس کے بعد جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی میں رتن چند نے خدمات نمایاں انجام دیں - فتح کے بعد ۱۴ - محرم سنہ ۱۱۲۴ھ کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان کو قطب الملک کا خطاب دے کر منصب ہفت ہزاری ذات - ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز کرکے وزیر اعظم - اور سید حسین علی خاں کو امیرالامرا کا خطاب دے کر میر بخشی کے عہدے پر سر بلند کیا - اور رتن چند کو خطاب راجگی عطا کرکے منصب دو ہزاری سے مفتخر کیا —

رفتہ رفتہ دونوں بھائیوں اور ان کے ساتھ رتن چند کا ایسا اقتدار بڑھا کہ بادشاہ کا نام برائے نام رہ گیا - رتن چند کو ایسا غرور اور گھمنڈ پیدا ہوا کہ ہر کام میں دخل دینے لگا - دیوان خالصہ دیوان تن سب بے اختیار اور معطل محض ہوگئے - مجبور ہوکر اعتصام خاں دیوان خالصہ اور رائے رایان جہاں شاہی دیوان تن نے اپنے عہدوں سے استعفے دیدئے —

احمد آباد میں ہندو اور مسلمانوں کا فساد

سنہ ۱۱۲۵ھ میں احمد آباد گجرات میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد اور کشت و خون ہوا صورت یہ ہوئی کہ ہولی کے ایام میں ایک ہندو نے جو ایسے محلہ میں رہتا تھا جس میں ہندو مسلمان دونوں آباد تھے اپنے

مکان کے سامنے کل محلہ کے مشترکہ چوک میں ہولی
جلانا چاہی - مسلمانوں نے ممانعت کی - بڑھتے بڑھتے یہ
مقدمہ داؤد خاں صوبہ دار گجرات تک پہنچا - اُس نے
اس حجت پر کہ ہر شخص کو اپنے مکان کے سامنے اپنے
رسوم مذہبی کے بجا لانے کا اختیار حاصل ہے اجازت
دے دی اور خوب دھوم دھام سے ہولی جلائی گئی -
دوسرے دن اتفاق سے بارہ وفات کا دن تھا - مسلمانوں
نے اُسی حجت پر اپنے مکانوں کے سامنے فاتحہ کے واسطے
گائے کو لاکر ذبح کیا جب ہندؤں کو یہ حال معلوم ہوا
اکھٹے ہوکر مسلمانوں پر حملہ کیا - مسلمان تعداد میں
کم تھے - بھاگ کر اپنے گھروں میں جا چھپے - ہندؤں نے
قصائی کے لڑکے کو جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی
تھی پکڑ کر اُسی مقام پر لاکر ذبح کر ڈالا - جب یہ
حال شہر کے مسلمانوں اور فوج معینہ احمد آباد کے
پٹھان سپاہیوں کو معلوم ہوا - اُنھیں بہت جوش آیا -
اور سب اکھٹا ہوکر انصاف کے واسطے قاضی شہر کے مکان
پر پہونچے - چونکہ داؤد خان صوبہ دار کے مزاج میں
کپور چلد نامی جوہری کو جو اُس کا مصاحب اور نہایت
متعصب آدمی تھا - بہت دخل تھا لہذا قاضی نے اُس
کے خوف سے اِس معاملے میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا -
اور اپنا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا - مسلمانوں نے
انصاف سے نا امید ہوکر اول قاضی جی ہی پر ہاتھ

صاف کیا - اور اُس کے مکان سے آگ لگاتے ہوئے کپور چند کے مکان پر پہونچے - کپور چند کو پہلے حال معلوم ہو چکا تھا - اور اُس نے بہت سی جمعیت اکٹھا کر رکھی تھی غرضکہ فریقین میں بہت کشت و خون ہوا - دونوں طرف کے ہزاروں آدمی قتل و زخمی ہوے - تین چار روز تک شہر کے تمام بازاروں میں ہڑتال رہی - اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا آخر کار داؤد خاں نے بہت مشکل سے فساد کو رفع کیا - دونوں طرف کے لوگ انصاف کے واسطے دہلی روانہ ہوے - داؤد خاں نے کپور چند کی خاطر سے قاضی اور دیگر حکام شہر سے مسلمانوں کی زیادتی کا محضر مرتب کراکر اپنے دستخطوں کے ساتھہ ہندؤں کے ہاتھہ دہلی روانہ کیا - وہاں اندھیر نگری چوپٹ راج کا مضمون تھا - رتن چند نے بجاے انصاف کرنے یا فریقین میں مصالحت کرا دینے کے بلا فریقین کے بیان سنے ہوے عبدالعزیز اور شیخ عبدالوحید اور شیخ محمد علی واعظ اور دوسرے ہمراہی مسلمانوں کو قید کر دیا —

سنہ ۱۱۳۰ ھ میں عنایت اللہ خاں اس شرط پر دیوان خالصہ اور دیوان تن مقرر کیا گیا کہ بغیر اطلاع اور اجازت قطب‌الملک اور راجہ رتن چند کے کوئی کام بادشاہ کے سامنے پیش نہ کرے - اور رتن چند محالات خالصہ کے انتظام میں دخل نہ دے - لیکن یہ قول و قرار قائم نہ

رہا - عنایت اللہ خاں نے بادشاہ سے کہکر جزیہ لئے جانیکا
حکم حاصل کیا اور رتن چند کے خاص متوسلوں کے منصب
ضبط اور کم کرنیکی تجویز بادشاہ کی خدمت
میں پیش کر کے منظوری حاصل کی - قطب الملک
نے رتن چند کی خاطر سے ان دونوں حکموں کے اجرا سے
انکار کیا - اسی عرصے میں معاملات خالصہ کا ایک عامل
جو رتن چند کا متوسل تھا زیر محاسبہ ہوا - اور حساب
میں بہت سا روپیہ اُس کے ذمے نکلا - عنایت اللہ خاں
نے اسے قید کیا - رتن چند کو یہ امر ناگوار گذرا -
وہ عامل بھی کسی طرح موقع پا کر قید سے بھاگ کر
رتن چند کے پاس جا پہنچا - عنایت اللہ خاں نے بادشاہ سے
یہ حال عرض کیا - بادشاہ نے اپنے خاص حکم کے ساتھ
سپاہیوں کو اس کی گرفتاری کے واسطے رتن چند کے
مکان پر بھیجا - بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل بھی
رتن چند نے نہ کی - بادشاہ کو اس پر غصہ آیا - اور
اسی وقت قطب الملک کو اس کی برخاستگی کے واسطے
لکھا - قطب الملک نے بھی اس تحریر کی کچھ
پروا نہ کی —

واہ کیا خدا کی قدرت اور اقبال و ادبار کی طلسم
کاری ہے - ابھی چند مدت پیشتر جس فرخ سیر نے
عبداللہ خاں کو قطب الملک بنا کر ہفت ہزاری کے منصب
پر پہنچایا - وہی فرخ سیر آج ایک معمولی عہدہ دار

کے بر خاست کرنے سے قاصر ہے - امیر خسرو نے سچ فرمایا ہے :-

اقبال را بقا نبود دل برو مبند
عمریکہ برغرور گزاری بہا بود
گر نیست باورت ز من ایں نکتۂ شریف
اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

غرض کہ اس قسم کی باتوں سے بادشاہ اور بادشاہ گروں * میں روز بروز کدورت بڑھتی گئی - نتیجہ یہ ہوا - کہ دونوں بھائیوں نے راجہ اجیت سنگھہ کو اپنا ہمدم و ہمراز بنا کر بادشاہ کا کام تمام کر دیا - اور ۹ ربیع‌الاول سنہ ۱۱۳۱ ھ کو بہادر شاہ کے پوتے ابوالبرکات رفیع‌الدرجات کو بیس برس کی عمر میں تخت نشین کیا - اور جلوس کے پہلے ہی دن رتن چند نے معافی جزیہ کا حکم جاری کر دیا - رفیع‌الدرجات مرض سل میں گرفتار تھا - ۳۱ رجب سنہ ۱۱۳۱ ھ تک برائے نام سلطنت کر کے بیچارہ ملک عدم کو سدھارا - دونوں بھائیوں نے مشورہ کر کے اس کے بھائی رفیع‌الدولہ کو اس کا جانشین قرار دیا - اور جب ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ھ میں وہ بھی مر گیا - تو ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ھ کو شاہزادۂ روشن اختر کو محمد شاہ کے نام سے بادشاہ بنا یا —

* مورخین نے سید عبداللہ خان اور سید حسین علی خاں کو اس خطاب سے موسوم کیا ہے —

**رتن چند کا اقتدار محکمۂ قضا پر**

فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ نام کے واسطے علاحدہ علاحدہ عہدے دار مقرر کئے جاتے تھے - لیکن حقیقت میں کل عہدے داران مالی و ملکی حتی کہ حکام عدالت تک اپنے آپ کو رتن چند کا نائب سمجھکر اس کے اشاروں پر چلتے تھے - اور صوبہ دار - سپہ سالار سے لے کر خدمتگار - رکاب دار - فراش وغیرہ تک کی خدمتوں پر سادات بارہ اور رتن چند کے بھائی بند مامور تھے - آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ مذہبی محکمہ قضا میں بھی رتن چند کی دست اندازی ہونے لگی - ایک دن رتن چند نے ایک شخص کو سید عبداللہ خاں کے سامنے پیش کیا - کہ یہ شخص فلاں شہر کا قاضی مقرر کیا جاوے - اس وقت ان کے پاس ایک گستاخ مصاحب بیٹھا ہوا تھا - سید صاحب نے اس کی طرف دیکھا - اور مسکرا کر کہا کہ " میرا رتن چند قاضی بھی تجویز اور مقرر کرتا ہے " - اس مصاحب نے رتن چند کی طرف دیکھکر کہا کہ " راجہ جی کیا مالی اور ملکی انتظام سے فارغ ہو گئے - جو اب امور شرعی کے انتظام میں مشغول ہوے ہو" —

۲۲ رمضان سنہ ۱۱۳۱ ھ کو جمعہ کے دن اکبرآباد میں ایک ہندو عورت کسی مسلمان مرد کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئی اس

کے رشتہ داروں نے رتن چند کے پاس پہنچکر شکایت کی۔
رتن چند نے اسی وقت کوتوال اکبرآباد کے نام حکم
بھیجا۔ کہ اُس عورت کو نہایت ذلت و خواری سے شہر
میں تشہیر کراکر رشتہ داروں کے سپرد کردو۔ اور
اس مرد کو بے آبرو کر کے جلا وطن کردو۔ جب اس
حکم کی تعمیل ہوئی مسلمانوں کو بہت جوش آیا۔
مگر زمانہ کا رنگ دیکھکر چپ ہو رہے۔

اس قسم کے واقعات سے جملہ امیر و غریب۔ ہندو۔
مسلمان سخت نالاں اور پریشان تھے۔ امرائے تورانی
مثل نظام الملک آصف جاہ۔ اور محمد امین خاں وغیرہ
دونوں بھائیوں اور رتن چند کے اقتدار کی وجہ سے
مدتوں خاموش رہے لیکن جب اپنی بربادی دیکھی تو
ان کی بیخ کنی پر آمادہ ہوئے۔ اور سازش کا جال
پھیلا کر بادشاہ کو ہاتھ پاؤں ہلانے پر آمادہ کیا۔
نواب نظام الملک آصف جاہ دکن کا صوبہ دار تھا۔
امیر الامرا کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر اور بادشاہ
کو ساتھ لیکر اس کی سرکوبی کے واسطے دکن روانہ
ہوا۔ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو فتح پور سیکری سے
۳۵ کوس آگے کسی جگہ پر مقام تھا۔ جب کوچ ہوا۔
راستے میں میر حیدر خاں کاشغری جو دلیری اور مردانگی
میں بے نظیر اور اس سازش میں شریک تھا۔ اپنی جان
کو ہتیلی پر رکھکر عرضی دینے کے بہانے سے امیرالامرا

کی پالکی کے پاس پہنچا - جب امیرالامرا اس کی عرضی کے پڑھنے میں مشغول ہوا - اُس نے کمر سے پیش قبض نکالکر اُس کے پیٹ میں دے مارا - بیچارے کا اسی وقت دم نکل گیا - نوراللہ خان امیرالامرا کے چچا زاد بھائی نے یہ حال دیکھکر حیدر خاں پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اسی وقت قاتل بھی مقتول کے پاس جا پہنچا - قریب ھی ایک مغل سپاھی کھڑا تھا - اس نے نوراللہ خاں پر ھاتھہ صاف کر کے اس کا بھی کام تمام کر دیا - اور آناً فاناً میں تین جانیں ضائع ھو گئیں - اور نظر عبرت سے دیکھنے والوں کے دل میں دنیا کے مکافات کا خاکہ کھنچ گیا - کسی نے سچ کہا ھے —

از دور نیفتد قدم تلخ مکافات
زھرے کہ چشیدن نتوانی نچشانے

رتن چند بھی اس لشکر میں موجود تھا - امیرالامرا کے مارے جانے کے بعد اس نے عزت خاں ان کے بھانجے کے ساتھہ بادشاھی لشکر اور تورانی امیروں کا خوب مقابلہ کیا - جب عزت خاں مارا گیا - محمد امین خاں نے اس سے کہلا بھیجا کہ اب فضول لڑنے سے کیا فائدہ ھے بہتر ھے کہ واپس چلے جاؤ ورنہ اچھا نہ ھوگا - رتن چند اس پیغام کو سن کر ھاتھی سے اُترا - اور پالکی میں سوار ھو کر اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ھوا - لشکر کے لچوں اور شہدوں نے پالکی کو جا گھیرا - اور اس کو پالکی سے

نکال کر گھونسوں اور لاتوں سے مارنا شروع کیا - اور ننگا مادر زاد کر کے محمد امین خاں کے پاس لے آے - محمد امین خاں نے کپڑے پہنوا کر قید خانے میں بھیج دیا - اور تھوڑی ھی دیر میں کل سلطنت مغلیہ کا مالک فیل اقبال سے اتر کر ادبار کے گڑھے میں جا گرا —

از فروغ صبح دولت اے جوان غافل مباش
خندۂ شیر است لطف آسماں غافل مباش

رتن چند نے امیرالامرا کے مارے جانے کے وقت ایک سانڈنی سوار کو سید عبدالله خاں کے پاس دوڑا دیا تھا - انھوں نے بہت ھاتھ پاؤں پٹکے لیکن اقبال اپنا چارج ادبار کو دے چکا تھا باوجود شجاعت و بہادری کے کچھ نہ ھو سکا - ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۳ ھ کو بادشاھی فوج سے لڑ کر شکست کھائی - اور قید ھو گئے - اور حالت قید ھی میں انتقال کیا —

رتن چند کا پور کچھ حال نظر سے نہیں گذرا - کہ قید ھونے کے بعد اس کا کیا حشر ھوا —

## راے سرجن ھاڑا

ھاڑا چوھان راجپوتوں کی ایک گوت کا نام ھے - اس گوت کے راجپوت ھاڑوتی سرکار رنتھنبور مضافات صوبہ اجمیر میں زیادہ رھتے ھیں - راے سرجن

هاڈا رانا ادے سنگھہ والیء ادے پور کے عزیزوں میں تھا۔ اور اس کی طرف سے قلعہ رنتھنبور کا حاکم تھا۔ اس قلعہ کو شیر شاہ نے فتح کیا تھا۔ اور اس کے بعد حاجی خاں اس کا غلام وہاں کا حاکم تھا۔ اس نے اکبری اقبال سے ڈرکر سنہ ۹۶۶ ھ میں اس قلعہ کو رانا کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ راے سرجن نے اس میں بہت سے محل اور مکانات بنوائے۔ باہر بھی دور دور تک عملداری پھیلائی —

مہم رنتھنبور

سنہ ۱۳ جلوس ۹۷۶ھ میں جب اکبر قلعہ چتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو رنتھنبور کے قلعہ پر فوج کشی کی۔ یہ قلعہ راجگان سلف کی عالی ہمتی نے پہاڑوں کے بیچ میں جاکر کوہ رن کی چوٹی پر بنایا تھا۔ اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہیں۔ اور درختوں میں چھپے ہوے ہیں۔ رن پہاڑ کو کہتے ہیں۔ تھنبور جوشن پوش۔ یعنی جوشن پوش پہاڑ۔ براے نام قلعہ تھا۔ مگر حقیقت میں ملک خدائی تھا۔ جس کے گرد کھنچی ہوئی تھی۔ کہیں فصیلیں تھیں۔ کہیں پہاڑوں کی دھاروں پر قدرتی فصیلیں تھیں۔ غرض کہ محاصرہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بے قدموں کے کامیابی ممکن نہ تھی۔ بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خاں میر بحر کے سپرد کیا۔ انھوں نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اس کا بندوبست کیا۔ بہادروں نے دروں

میں گھس کر اور پہاڑوں پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام
پیدا کئے - جن کی بلندی قلعہ کی عمارتوں کو قہر کی
نظر سے گھورتی تھی - ان پر ساٹھہ ساٹھہ منی توپیں
چڑھائیں - ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل اور سات
سات آٹھہ آٹھہ سو کہاروں نے کھینچا - اور ان پہاڑوں
کی چوٹیوں اور دھاروں پر مورچوں میں جما دیا کہ
جہاں چیونٹی کے پاؤں پھسلتے تھے - جب ان توپوں کے
فیر ہونا شروع ہوے - تمام قلعہ کے مکانات فرش زمین
ہوگئے - راجہ چتوڑ کا حال دیکھہ چکا تھا - گھبرا گیا -
اسی عرصے میں ایک دن جب کہ رمضان کی آخری
تاریخ تھی - بادشاہ نے ارشاد فرمایا - کہ اگر آج رات
تک راجہ یا اس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار
نہ ہوا - تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعہ کے اندر
مناویں گے - یہ حال سنکر راے سرجن کے اور بھی چھکے
چھوٹ گئے - بعض ٹھاکروں اور سرداروں کو بیچ میں ڈالا -
اور دودا - اور بھوج اپنے دونوں بیٹوں کو دربار میں
بھیجا - اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر مجھے بھی
لے جاے تو میں بھی حاضر ہوں —

جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہوے - بادشاہ نے بہت خاطر داری کی - دونوں کو
خلعت مرحمت ہوے - جب لوگ خلعت پہنا نے کے واسطے
دربار سے باہر لاے - ان کے ایک ہمراہی نے اپنی

جہالت سے یہ سمجھا - کہ بادشاہ نے ان کے قید کرنے کا حکم دیا ہے - اور لوگ انہیں قید خانے میں لئے جاتے ہیں فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا - ہر چند راجہ بھگوان داس کے ایک نوکر نے جو وہاں کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اس کو یقین نہ آیا - اور مجنونانہ حالت میں ننگی تلوار ہاتھہ میں لئے ہوے بارگاہ شاہی کی طرف دوڑا - راستے میں راجہ پورن مل اور دو تین اور آدمیوں کو زخمی اور شیخ بہاؤالدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا - یہ حال دیکھہ کر مظفر خاں کے ایک نوکر نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھہ میں کام تمام ہوگیا - اس ناگوار واقع کو دیکھہ کر راے سرجن کے بیٹوں کو بہت خجالت ہوئی - اور خوف بڑی پیدا ہوا - مگر چونکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے ان کو خلعت پہنوا کر نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا - اور حسین قلی خاں کو راے سرجن کے پاس بھیجا - راے سرجن قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا - بہت تعظیم و احترام کیا - اور قلعہ میں لے جا کر اتارا - خان موصوف نے بھی راجہ کی بہت تشفی کی - اور اپنے ساتھہ دربار میں لا کر حضور میں پیش کیا - اس نے سونے کی کنجیاں اور گراں بہا پیشکش نظر کی - اور تین دن کی مہلت لے کر تیسرے دن قلعہ سپرد کر دیا -

اکبر نے راے سرجن کو منصب دو هزاری پر سرفراز کرکے اول گڈہ کی جاگیر عطا فرمائی - سنہ ۲۰ جلوس میں گڈہ کے بجاے چلادہ کی جاگیر مرحمت هوئی - اور اس کے وطن بوندی کی حکومت پر بھی اس کو سرفراز کیا —

دوداهادا | سنہ ۲۲ جلوس میں دودا بلا حصول رخصت دربار سے چلاگیا اور بوندی پہونچکر لوٹ مار شروع کردی -

اکبر نے راے سرجن کو سعد زین خاں کوکلتاش کے اس کی تنبیهہ کے واسطے روانہ کیا - سنہ ۲۳ جلوس میں شہباز خاں کنبوہ کی سفارش سے اس کا قصور معاف هوگیا - اکبر نے صوبۂ پنجاب میں اس کو تعینات کردیا - سنہ ۳۰ جلوس میں مرگیا -

راے سرجن نے بھی سنہ ۳۰ جلوس میں انتقال کیا - اس کے دوسرے بیتے راے بھوج کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے —

## راجہ سورج سنگھ راتھور

راجہ اُدے سنگھ راتھور کا بیتا اور راجہ مالدیو فرماں رواے جودھپور کا پوتا تھا سنہ ۴۰ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب هزاری پر سرفراز هوا - اور شاهزادۂ مراد کے ساتھہ صوبۂ گجرات میں متعین هوا —

جب شاهزادۂ موصوف گجرات سے مہم دکن پر مامور هوا - راجہ بھی اس کے ساتھہ روانہ هوا - سنہ ۴۲ جلوس میں بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا - راجہ فوج لے کر اس کی

تنبیہہ کے واسطے روانہ ہوا - بہادر بغیر لڑے مارا گیا —

سنہ ۱۰۰۷ ھ میں مراد نامراد دنیا سے سدھارا - بجائے اس کے شاہزادۂ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا - راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھہ تعیناتی ہوا - سنہ ۴۵ جلوس میں میاں راجو دکھنی اور سنہ ۴۷ جلوس میں خداوند خاں حبشی نظام شاہی کے مقابلے میں مصدر خدمات پسندیدہ ہوکر سنہ ۴۸ جلوس میں شاہزادۂ دانیال کی سفارش سے نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا —

سنہ ۳ جلوس جہانگیری میں دکن سے دربار میں آیا - سنہ ۴ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خانخاناں مرزا عبدالرحیم کی کومک پر پھر مہم دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۸ جلوس میں شاہزادۂ خورم کے ساتھہ مہم رانا پر مامور ہوا - اور مہم کے بعد شاہزادۂ موصوف کے ساتھہ دکن میں تعینات ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا - جہانگیر نے منصب پنجہزاری پر سر بلند کیا - اسی سال رن راوت - اور سنگار نام دو ہاتھی پیش کئے - جہانگیر کو رن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اس کی قیمت تشخیص کی —

اسی سال سورج سنگھ اور اس کے بھائی کشن سنگھ میں خانہ جنگی ہوئی * - کشن سنگھ مارا گیا - اس کے بعد راجہ دو ماہ کی رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا - اور وہاں سے اپنے بیٹے گج سنگھ کے ساتھہ دربار میں آکر پھر دکن میں متعین

---

* اس کا حال کشن سنگھ راٹھور کے حال میں دیکھو -

ہوا - اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۲۸ ھ سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا۔

جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس کے حالات میں اپنی توزک میں لکھا ھے " راجہ سورج سنگھ ملازمت میں حاضر ہوا اور ھندی زبان کے ایک شاعر کو اپنے ساتھہ لایا جس نے میری مدح میں شعر موزوں کرکے سنائے - چونکہ میں نے ھندی شاعروں کی زبان سے ایسے تازہ اور عالی مضامین کم سنے تھے لہذا اس شاعر کو میں نے ایک ھاتھی مرحمت کیا ایک شاعر نے ان اشعار کے مضمون کو اپنی زبان میں اس طرح نظم کیا ھے -

گر پسر داشتے جہاں افروز     شب نہ گشتی ھمیشہ بودے روز
زانکہ چوں او نہفتہ افسر زر     بہ نمودی کلاہ گوشہ پسر
شکر کز بعد آنچناں پدرے     جانشیں گشت ایں چنیں پسرے
کہ ز شلقار گشتن آں شاہ     کس بہ ماتم نہ کرد جامہ سیاہ

**سبل سنگھ راتہور**

گج سنگھ اور سبل سنگھ دو بیٹے راجہ سورج سنگھ کے تھے - گج سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا - سبل سنگھ شاھی ملازمت میں داخل - اور سنہ ۱۰ جلوس شاہجہانی تک منصب نہ صدی ذات - ہشت صد سوار سے سرفراز اور احمدآباد گجرات میں متعین تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات - ہزار سوار - اور سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو ہزاری - ہزار و پانصد سوار سے سر فراز ہوا - اور اسی سال انتقال کیا —

# راجہ سورج مل

راجہ باسو کا بڑا بیٹا تھا - باپ اس کی حرکتوں سے ہمیشہ ناراض رہتا تھا - چنانچہ اُس نے اس کو قید کر رکھا تھا - باپ کے مرنے کے بعد جہانگیر نے ۱۰۲۲ ھ میں منصب دو ہزاری سے سر فراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا - اور باپ کی کل جاگیر اور وطن کی حکومت پر اُس کو مقرر کیا - سنہ ۱۱ جلوس میں شاہزادہ خورم کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا - سنہ ۱۲ جلوس میں خلعت و فیل اور گھوڑہ مرصع مرحمت ہو کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر متعین ہوا - سنہ ۱۳ جلوس میں نمک حرامی پر کمر باندھکر اپنی جاگیر کا ملک دبا کر بیٹھ گیا - جہانگیر نے راجہ بکرماجیت کو قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر مامور کیا - اُس نے اول اس کے پہاڑی ملک میں گھس کر شکست پر شکست دی - اور قلعہ مئو وغیرہ کو فتح کر لیا - یہ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں مر گیا - جہانگیر نے اس کے بھائی جگت سنگھ کو جس کا حال علیحدہ تحریر ہو چکا ہے خطاب راجگی سے موصوف کیا —

## رائے سورج سنگھہ المعروف بہ راؤ سور بھور تیہ

رائے رائے سنگ بیکانیری کا چھوٹا بیتا تھا - باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاھتا تھا * لیکن جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلیپ سنگھہ کو جانشین مقرر کیا - اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ ۷ جلوس میں دلیپ سنگھہ نے نمک حرامی پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی - تو جہانگیر نے اس کو اس کی سر کوبی کے واسطے روانہ کیا - اس نے بھائی کو شکست دے کر بھگا دیا - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب میں پانصدی کا اضافہ کردیا —

جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھہ منصب سہ هزاری ذات دوهزار سوار تک پہنچا - شاهجہاں نے پہلے سال جلوس میں علم نقارہ دیگر منصب چہار هزاری ذات دو هزار سوار سے مفتخر کیا - اور خانخانان مہابت خان کے ساتھہ نذر محمد خاں والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا - متعین کیا - سنہ ۲ جلوس میں خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور هوا سنہ ۳ جلوس میں مہم دکن میں تعینات هوا - اور خدمات نمایاں انجام دیکر سنہ ۴ جلوس ۱۰۴۰ ھ میں انتقال کیا —

---

* دیکھو رائے دلیپ سنگھہ کا حال —

| | |
|---|---|
| ستر سال پسر | راؤ کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے - |
| راؤ سورج سنگھ | راؤ کرن جس کا حال علحدہ لکھا جائیگا - |

باپ کا جانشین ہوا - ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا - سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا —

# عمدۃ الملک رائے رایان راجہ بکرماجیت سندر داس

ذات کے برہمن تھے - اول عام منشیوں کے زمرے میں ولی عہد سلطنت شاہزادہ خورم کی سرکار میں ملازم ہوئے اور اپنی حسن لیاقت اور تحریرو تقریر - اور وفاداری کے جوہر سے معمولی محرروں کے زمرے سے منتخب ہوکر امارت کے درجے پر پہنچے - اور میر سامانی کی خدمت پر سرفراز ہوگئے - اور جب اس عالی ہمت نے دیکھا کہ اس زمانے میں وہی شخص ترقی کر سکتا ہے کہ جو ملک گیری کے میدان میں اپنی تلوار کے جوہر اور شجاعت اور بہادری کے کار نامے دکھائے تو قلم کے بجائے تلوار ہاتھ میں لے کر کاغذی میدان سے دلاوری کے میدان میں قدم رکھا - اور شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ

اس کی کاردانی اور کارگذاری شاہزادہ کے منقوش خاطر ہوگئی —

سنہ ۹ جلوس جہانگیری میں جہانگیر نے شاہزادہ خورم کو بڑے ساز و سامان کے ساتھ رانا امرسنگھ کی تادیب کے واسطے روانہ کیا - اس مہم میں انہوں نے اپنی دلاوری کے خوب جوہر دکھائے - اور رانا کے ملک کو تاخت و تاراج اور اس کی بنیاد مملکت کے ضعیف کرنے میں کوئی کسر اتھا نہ رکھی - اور جب رانا بہت تنگ ہوا تو اس نے عفو تقصیر کی التجا کی جہانگیر کی اجازت کے بعد یہ معافی کا فرمان لے کر رانا کے پاس گئے - اور اپنی حسن تدبیر اور شیریں کلامی سے اس وحشی کو رام کر کے معہ کنور کرن اس کے بیٹے کے شاہزادہ کی ملازمت میں لے آئے رانا امرسنگھ نے بادشاہ کی اطاعت کا وعدہ کیا - اور کنور کرن کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا - اور مہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے ہوا - جہانگیر نے اس خدمت کے صلے میں منصب میں اضافہ کر کے خطاب رائے رایاں سے مفتخر کیا —

**سفارت بیجاپور**

سنہ ۱۲ جلوس میں جوہر اعتبار اور حسن تدبیر سے منتخب ہو کر افضل خاں کے ساتھ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور

نے دربار میں سفارت پر بھیجے گئے - اور وہاں پہنچ
کر اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے منصب سفارت
کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ پندرہ لاکھ روپیہ نقد
اور بہت سے تحفہ تحائف پیشکش میں لے کر واپس
ہوئے ابراھیم عادل شاہ ان کے منتروں سے ایسا تسخیر
ہوا کہ علاوہ شاہی پیشکش کے دو لاکھ روپیہ نقد ان
کو علحدہ مرحمت کیا - اس روپیہ سے انہوں نے بندرگوہ
سے ایک لعل وزنی ۱۷ مثقال ۵ $\frac{1}{2}$ سرخ جو آب و تاب
سنگ و رنگ میں بے نظیر تھا خرید کر کے شاہزادہ
کی خدمت میں پیش کیا - شاہزادہ نے اپنی پیشکش
کے ساتھ باپ کے نذر کیا جہانگیر نے اس حسن خدمت
کے انعام میں ان کے منصب میں ترقی کرکے سب سے
معزز خطاب راجہ بکرماجیت سے سر بلند کیا —

سنہ ۱۰۲۶ ھ میں گجرات کا صوبہ شاہزادہ خورم
کی جاگیر میں مرحمت ہوا - راجہ بکرماجیت شاہزادہ
کی نیابت میں وہاں کی حکومت پر سرفراز ہوئے -
انہیں ملک گیری کا چٹخارا لگ چکا تھا - راجہ جام
اور راجہ بہارا کے ملک پر جن کے راج صوبہ گجرات
کی سرحد سے ملے ہوئے تھے فوج لے کر جا پہنچے اور
ایسا میدان مارا کہ دونوں تابعدار ہو گئے - اور
جہانگیری حکومت کی سرحد سمندر سے جا ملی -
راؤ بہارا احمد آباد میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر

ہوا - اور چالیس اشرفیاں ۵ و ہزار روپیہ - سو گھوڑے پیشکش کئے —

سہم کانگڑہ

سنہ ۱۲ جلوس میں جہانگیر نے قلعہ کانگڑے کی تسخیر اور راجہ سورج مل پسر راجہ باسو کی تادیب پر مامور کیا - شہباز خاں لودی - ہردے نرائن ہاڈا - رائے پرتھی چند وغیرہ امراء کو ان کی ماتحتی میں ساتھ کیا - رخصت کے وقت راجہ نے زمرد کی تسبیح جس کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی پیشکش کی -- بادشاہ نے خلعت و شمشیر عطا کر کے بدھانہ کا پرگنہ جس کی مالگزاری بائیس لاکھ دام تھی جاگیر میں مرحمت کیا —

اس مہم میں راجہ بکرماجیت نے بکرماجیت کا نام روشن کیا -- اور اس خطاب کی لاج رکھ لی -- اول سورج مل کے ملک پر دھاوا بول دیا -- اور بہت جلد مئو وغیرہ کو فتح کرلیا -- سورج مل اس فوج کی ٹکر نہ اٹھا سکا -- بھاگ کر پہاڑوں میں جا گھسا -- جہانگیر نے اس فتح کا حال سن کر راجہ کے واسطے نقارہ ارسال کیا —

سنہ ۱۴ جلوس میں راجہ کسی مشورے کے واسطے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوے -- اور مشورہ لے کر پھر مہم مذکور پر واپس گئے -- اور نہایت سختی سے قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ شروع کیا - اور بڑی ہوشیاری اور تدبیر کے

ساتھ غلہ کا جانا قلعہ میں بند کر دیا ۔ اور غنیم کو
تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایسا تنگ کیا ۔ کہ اُنھوں
نے یکم محرم سنہ ۱۰۳۰ ھ کو جان کی امان کا وعدہ لیکر
قلعہ راجہ کے حوالے کر دیا —

قلعہ کانگڑے کی تسخیر کے بعد راجہ بکرماجیت کا
دربار میں بہت اعزاز و احترام ہوا ۔ عمدۃ الملک القاب
میں داخل ہوا ۔ منصب میں ترقی ہوئی ۔ خلعت و شمشیر
اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے —

**مہم دکن**

سنہ ۱۵ جلوس میں دکن میں ملک عنبر نے
زیادہ ہاتھ پاؤں پھیلائے ۔ اور بادشاہی
علاقہ پر دست درازی شروع کی جہانگیر نے شاہزادہ
خورم کو اس مہم پر مامور کیا ۔ شاہزادہ موصوف نے
برھان پور پہنچ کر تیس ہزار سوار معہ پانچ سرداروں
داراب خاں ، عبداللہ خاں ، خواجہ ابو الحسن ، راجہ بھیم ،
راجہ بکرماجیت کی ماتحتی میں ملک عنبر کی سرکوبی
کے واسطے روانہ کئے ۔ اگرچہ اس کل فوج کی سپہ سالاری
برائے نام داراب خاں کے نام تھی لیکن در اصل کل اختیار
اور انتظام راجہ بکرماجیت کے ہاتھ میں تھا ۔ غرض کہ
یہ فوج کئی معرکوں کے بعد آٹھویں دن قصبۂ کھرکی میں
جو ملک عنبر اور نظام شاہی حکومت کا دار الحکومت
تھا جا پہنچی ۔ اور کھرکی کی شاہی عمارتوں کو جڑ سے
اُکھڑوا کر پھنکوا دیا ۔ ملک عنبر نے تنگ ہوکر نہایت

عجز وانکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی- اور کل شاہی علاقہ
جو دیا تھا واپس کرکے چودہ کروڑ درم اس کی مالگذاری
کے بابتہ بھی ادا کئے - اس کے بعد راجہ نے پچاس لاکھ
روپیہ عادل شاہی حکومتوں سے وصول کرکے دربار شاہی
میں ارسال کیا - اور قصبۂ تھرنی کے پاس ایک نہایت
مستحکم قلعہ تعمیر کراکر ظفر نگر کے نام سے موسوم
اور حسب الحکم معہ فوج کے اس قلعہ میں مقیم ہوا —

شاہجہاں کا مجبور ہوکر باپ سے باغی ہونا

جہانگیر کے عہد سلطنت خصوصاً آخری عہد میں نور جہاں بیگم
کل سلطنت کی مالک بنی بیٹھی تھیں - لوازم سلطنت
میں صرف خطبہ میں نو بیگم کا نام نہ تھا - باقی
سب میں بیگم کا نام شامل تھا - سکہ پر یہ ضرب
ہوتی تھی —

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہاں پادشاہ بیگم زر

اور فرمانوں پر یہ طغرہ ثبت ہوتا تھا - " حکم
علیۃ العالیہ نور جہاں بیگم پادشاہ "

پھر یہاں تک نوبت پہنچی - کہ خود بادشاہ کہنے
لگے - " کہ میں نے سلطنت نور جہاں کو بخش دی -
مجھے سیر بھر شراب - اور آدھ سیر گوشت کے سوا کچھ
نہیں چاہئیے " جب جہانگیر کی مستی اور مدہوشی سے اُسے
بیماریوں نے آگھیرا تو یہ شاہ مزاج اور دور اندیش بیگم
ایسی تدبیریں سوچنے لگی - کہ جس سے جہانگیر کے بعد بھی

سلطنت اسی کے قبضہ اور اقتدار میں رہے - اُس کی ایک بیٹی شیر افگن خاں پہلے شوہر سے تھی اس کی شادی سنہ ۱۰۳۰ھ میں جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہریار سے کردی اور اس فکر میں ہوئی کہ شاہجہاں کی جگہہ شہریار کی سلطنت کی بنیاد ڈالے - اب تک وہ معاملے میں اپنے بھائی آصف خاں کے داماد ہونے کی وجہ سے شاہجہاں کی طرف دار تھی اب بقول شخصے -

چوں غرض آمد هنر پوشیده شد
صد حجاب از دل به سوے دیده شد

شاہجہاں کی جڑ اکھیڑنے کی تدبیروں میں مصروف ہوئی - پہلی کوشش یہ ہوئی کہ سنہ ۱۰۳۱ھ میں شاہجہاں دربار میں طلب ہوے - کہ مہم قندھار پر جاکر ملک موروثی کو زیر نگیں کریں - جب شاہجہاں نے دربار میں حاضر ہوکر اس خدمت کو قبول کرلیا - اور یہ وار خالی گیا تو جوڑ توڑ لگا کر دھولپور کے علاقہ پر شہریار اور شاہجہاں کے امیروں میں تلوار چلوادی - اور اس واقعہ کو اس طرح بادشاہ کے گوش گذار کیا - کہ بادشاہ کا دل اپنے پیارے بیٹے سے پھر گیا - شاہجہاں نے افضل خاں اپنے دیوان کو بھیجا - اور بہت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی عرضی لکھی - یہاں آتے ہی افضل خاں قید ہوگیا - بیگم

نے بادشاہ کو بہت سا الٹا بجھا کر کہا کہ شاہجہاں کا دماغ بہت بلند ہوا ہے اسے قرار واقعی نصیحت دینی چاہئے۔ ست السے بادشاہ نے اپنے عالم میں خدا جانے کچھ ہوں ہاں درد ی ہوئی۔ فوراً فوج کو تیاری کا حکم بھیجا۔ اور امرا کو حکم دیا۔ کہ شاہجہاں کو گرفتار کر لاؤ۔ بیگم کو معلوم تھا کہ اُس کے بھائی آصف خاں اور مہابت خاں میں لال ہے۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک مہابت خاں سپہ سالار نہ ہوگا۔ مہم کا بندو بست نہ ہوگا۔ مہابت خاں نے کابل سے لکھا کہ اگر شاہجہاں سے لڑنا ہے۔ تو پہلے آصف خاں کو نکالئے جب تک وہ دربار میں ہے۔ فدوی کچھ نہ کر سکے گا۔ اصف فورا نکالے بھیجے گئے۔ مہابت خاں سپہ سالار شاہجہاں کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہوئے۔ پیچھے پیچھے بادشاہ بھی لاہور سے آگرہ چلے۔ غرضکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ شاہجہاں سا سعادت مند اور فرمان بردار بیٹا مجبور ہوکر باپ سے باغی ہوگیا —

بیگم نے مہابت خاں کے ساتھ شاہزادہ مراد کو بھی بھائی کے مقابلے پر بھیجا۔ کیا اچھی چال تھی۔ کہ دونوں میں جو مارا جائے۔ شہریار کے لئے ایک پہلو صاف ہو جائے —

غرض جب دونوں لشکر جرار قریب پہنچے تو

مقابلے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ عبداللہ خاں بہادر
فیروز جنگ بادشاہی لشکر میں تھا۔ راجہ بکرماجیت
نے جوڑ توڑ لگا کر اسے توڑ لیا۔ اور اس نے موقع
ملنے پر بادشاہی لشکر سے شاہزادہ کے لشکر میں چلے آنے کا وعدہ
کر لیا۔ اس راز سے سوائے شاہزادہ اور راجہ بکرماجیت
اور عبداللہ خاں کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ جب
دونوں فوجیں مقابل ہوئیں۔ عبداللہ خاں گھوڑا بڑھا کر
راجہ بکرماجیت کے پاس چلا آیا۔ راجہ بکرماجیت
اُسے لیکر داراب خاں کے پاس گیا تاکہ اس واقعہ کی
ان کو بھی اطلاع ہو جائے۔ جب وہاں سے تین چار
آدمیوں کے ساتھہ واپس آرہا تھا راستے میں فرشتہ
اجل نے آدبایا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب عبداللہ خاں
گھوڑا بڑھا کر راجہ بکرماجیت سے جا ملا۔ نوازش خاں
پسر سعید خاں چغتا جو اُس کے ساتھہ فوج ہراول
میں متعین تھا یہ سمجھا کہ عبداللہ خاں دھاوا
کرکے فوج مخالف میں جا گھسا ہے۔ اس کے
جوش بہادری نے بھی زور مارا۔ اور اپنے سواروں کو ساتھہ
لے کر آگے بڑھا۔ راستے میں راجہ بکرماجیت سے مڈبھیڑ
ہوگئی۔ اِس موقع پر راجہ اگر بھاگنا چاہتا تو بخوبی
بھاگ کر اپنی فوج سے جاملتا۔ مگر اُس نے ننگ فرار
کو گوارا نہ کیا۔ اور میدان ہمت میں قدم جما کر مقابلہ
پر آمادہ ہوگیا۔ کچھہ لوگ اور بھی مدد کو آپہونچے

اگرچہ اُس نے نہایت شجاعت و بہادری دکھائی ۔ مگر
موت کا وقت آپہونچا تھا ۔ ایسی حالت میں نہ تدبیر
چلتی ہے نہ شمشیر کام دیتی ہے ۔ آخر کار فوج مخالف
سے ایک تیر آکر اُس کی پیشانی پر لگا ۔ جس نے تیر اجل
کا کام دیکر اس بے نظیر بہادر کا نقش صفحہ ہستی
سے مٹا دیا ۔ اس کے مارے جانے کے بعد دونوں لشکروں میں
کشت و خون ہوا ۔ بڑے بڑے امیر مارے گئے مگر شاہجہاں
کی فوج کو شکست نصیب ہوئی اور وہ راجہ بکرماجیت
کے مارے جانے اور فوج کے شکست کھانے سے نہایت شکستہ
دل ہو کر دکن کی طرف روانہ ہوا —

راجہ بکرماجیت اس زمانے کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری
سے سرفراز تھا ۔ افسوس ہے کہ اس نے کوئی اولاد نہ
چھوڑی ۔ اس کا بھائی کنہر داس اس کی نیابت میں صوبہ
گجرات کی حکومت پر سرفراز تھا —

## راجہ سارنگ دیو

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا ۔ سنہ ۱۴ جلوس میں
منصب ہفت صدی پر سرفراز ہوا ۔ سنہ ۱۵ جلوس میں
منصب ہشت صدی ذات ۔ چہار صد سوار پر ترقی پائی
سنہ ۱۷ جلوس میں خطاب راجگی مرحمت ہو کر منصب
ہزار و پانصدی ذات شش صد سوار پر مفتخر ہوا —

شاهجہاں کے عہد سلطنت میں سنہ ۲ جلوس میں قلعہ عنبر کوٹ کے معرکہ میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں کو پسپا کرتا ہوا قلعہ کے اندر پہونچ گیا - آخر کار قلعہ فتح ہو گیا —

سنہ ۸ جلوس میں ججہار سنگھہ بندیلہ کی سر کوبی کے واسطے مامور ہوا - پھر کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا -

راجہ موصوف نہایت ہوشیار - عقلمند - اور صاحب تدبیر امیر تھا - جہانگیر کے عہد میں کثر منصب سفارت پر مامور ہوا - اور کار مفوضہ کو نہایت عقلمندی سے انجام دیا - پرتھی راج اس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا —

## راجہ سنگرام

جموں کا راجہ تھا - سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا — اور خلعت و فیل مرحمت ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں پرگنہ جموں جاگیر میں عطا ہوا - اور منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار سے سر بلند ہوکر قاسمخان کے ساتھہ کانگڑے میں متعین ہوا - شاہجہاں کے عہد میں

سنہ ۶ جلوس میں قلعہ دولت آباد کے محاصرے میں - اور سنہ ۷ جلوس میں قلعہ پرلیدہ کی تسخیر میں کارہائے نمایاں انجام دیے —

## سنگرام گونڈ

قوم کا گونڈ اور نور صوبہ مالوہ کا زمیندار تھا - سنہ ۶ جلوس شاہجہانی میں خان دوران خان بہادر کے ہمراہ صوبۂ مالوہ میں متعین ہوا - جب خان موصوف نے قلعہ کہاٹا کویری کا جو دہاگیرتوہ بھیل کے قبضہ میں تھا محاصرہ کیا تو سنگرام کے توسل سے دہاگیرتوہ مذکور نے قلعہ خان موصوف کے حوالے کردیا —

سنہ ۱ جلوس میں ججھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اس مہم کے ختم ہونے کے بعد کیپا زمیندار چاندہ سے پیشکش وصول کرنے پر تعینات ہوا - پانچ لاکھ روپیہ نقد پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نقد و جلس فوج متعینہ کے واسطے وصول کرکے واپس آیا اور دو ہاتوی روپ سالکار - اور بھوج نامی اہی پیشکش میں وصول کرکے لایا - اور آئندہ کے واسطے یہ قرار پایا - کہ کیپا ہر سال پانچ ہاتھی - پندرہ ہتنیاں دربار میں بطور پیشکش ارسال کیا کرے یا بالعوض ان کے اسی ہزار روپیہ نقد داخل خزانہ کیا کرے - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز کیا اور خان دوران خان کے ساتھہ مہم دکن میں متعین کیا - اس کے بعد منصب ہزار و

پانصدی ذات - شش صد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۵ جلوس
میں مرگیا - اس کے مرنے کے بعد اس کے غلام مارو گونڈ نے اس
کے خورد سال بیٹے بھوپت کو قید کرلیا - بادشاہ نے سنہ ۱۷ جلوس
میں خان دوران خان کو اس کی تنبیہہ کے واسطے حکم بھیجا -
اس نے دنور کا محاصرہ کرکے قلعہ فتح کرلیا اور بھوپت کو
قید سے چھڑادیا —

## ستر سال کچھواھا

مادھو سنگھ کچھواھہ کا بیٹا اور راجہ بھگوان داس کا پوتا
تھا - اخیر عہد جہانگیری تک منصب هزار و پانصدی سے سرفراز
تھا - پہلے سال جلوس شاھجہانی میں خانجہان لودی کے ساتھ
ججھار سنگھ بندیلہ کی سر کوبی پر متعین ھوا - سنہ ۳ جلوس
میں راجہ گج سنگھ کے ساتھ مہم دکن میں مامور ھوا اور
نظام شاھی فوج کے مقابلہ میں نہایت شجاعت و بہادری سے
لڑکر مارا گیا —

بھیم سنگھ و انند سنگھ | (۱) بھیم سنگھ - (۲) انند سنگھ -
(۳) اگر سین - (۴) عجب سنگھ -

چار بیٹے تھے - بھیم سنگھ اور انند سنگھ دو بیٹے
کے ساتھ سنہ ۳ جلوس کی مہم دکن میں شریک تھے اور نہایت
بہادری سے لڑ کر مارے گئے —

| |
|---|
| اگر سین کچھواھا |

اگر سین کو بادشاہ نے منصب شش صدی ذات - سہ صد سوار سے سرفراز کیا -
سنہ ۱۱ جلوس میں مہم قندھار پر مامور کیا - سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں پر متعین ھوا - سنہ ۲۰ جلوس میں منصب شش صدی ذات - چہار صد سوار سے مفتخر ھوا —

| |
|---|
| عجب سنگھ کچھواھا |

عجب سنگھ منصب ھشت صدی ذات - سہ صد سوار سے سر بلند ھوا اور خدمات نمایاں انجام دے کر سنہ ۹ جلوس میں انتقال کیا —

## راو ستر سال ھاڈا

| |
|---|
| گوپی ناتھ |

راؤ رتن ھاڈا کا پوتا تھا - اس کا باپ گوپی ناتھ بہت لاغر مگر اس قدر شہزور تھا کہ جب درخت کے موٹے موٹے گدوں کے درمیان میں بیٹھ کر پیٹ اور پاؤں کو اڑا کر زور کرتا تو دونوں گدے ایک دوسرے سے جدا ھوکر گر پڑتے تھے - اسے اسی قسم کی زور آزمائی کا شوق تھا - آخر کار انھی شہزوریوں سے بیمار ھوکر اپنے باپ کی زندگی ھی میں مرگیا —

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۴۰ ھ ۴ جلوس شاھجہانی میں بادشاہ نے راؤ ستر سال کو جو گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا - اس کا جانشین مقرر کر کے منصب سہ ھزاری

ذات ۔ دو ہزار سوار سے سر فراز کیا ۔ اور خطاب راؤ
سے مفتخر کر کے بوندی ۔ اور قرب و جوار کے پرگنات
جاگیر میں مرحمت فرمائے —

جب راؤ ستر سال بالا گھاٹ سے دربار میں حاضر ہوا
چالیس ھاتھی پیشکش کئے ۔ بادشاہ نے اٹھارہ ھاتھی
قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کر کے بقیہ
ھاتھی راؤ موصوف کو واپس کردئے اور خلعت فاخرہ اور علم اور
نقارہ اسپ معہ زین نقرہ کے عطا کیا —

سنہ ۶ جلوس میں محاصرہ قلعہ دولت آباد ۔ سنہ
۷ جلوس میں تسخیر قلعہ پرنیدہ میں شریک ہو کر
شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے ۔ اور اس کے صلے
میں سنہ ۱۰ جلوس میں خان زماں خاں صوبہ‌دار بالا گھاٹ
کا نائب مقرر ہو کر بالا گھاٹ میں متعین ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں مہم قندھار میں شریک ہوا ۔
سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا ۔
سنہ ۲۱ جلوس میں وہاں سے واپس آکر رخصت ہو کر
وطن روانہ ہوا —

سنہ ۲۲ جلوس میں واپس آکر منصب سہ ہزار و پانصدی
ذات ۔ سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا ۔ اور شاہزادہ
اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا ۔ اور رستم خاں
اور قلیچ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ بست میں نہایت بہادری

اور بے جگری سے خدمتیں انجام دیں۔

سنہ ۲۵ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ اور سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۹ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ دکن میں متعین ہوا - اور قلعہ بدر اور قلعہ کلیانی کے معرکوں میں خدمات نمایاں انجام دیں —

سنہ ۳۱ جلوس میں جب شاہجہاں بیمار ہوا۔ داراشکوہ نے کار و بار سلطنت میں دخیل ہوکر جملہ اُمرائے متعین دکن کو دربار میں طلب کر لیا - راؤ ستر سال بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے روانہ ہوا اور داراشکوہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشیران خاص میں شامل ہوا عاقل خاں رازی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے " کہ چونکہ دارا شکوہ کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے لڑائی بھڑائی کی بالکل لیاقت نہ تھی اور اُسکی اکثر تدبیریں نامناسب اور خلاف عقل ہوتی تھیں اِس لئے خاندان کے خیرخواہوں نے ہر چند عرض کیا کہ یہ جو آگ بھڑک گئی ہے ( یعنی شجاع اورنگ زیب اور مرادبخش بادشاہ کی بیماری کی خبر سنکر اپنی اپنی فوجوں کے ساتھہ دارالخلافت کی طرف آرہے ہیں ) آپ تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اِس میں بادشاہ

کو ایک فریق بنانا مناسب نہیں ہے - اورنگ زیب
اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہئے جب بادشاہ کے
حکم سے شاہی اُمرا اُن سے علیحدہ ہو جائینگے - تو اُن
میں خود ہی لڑنیکی طاقت نہ رہیگی - بادشاہ نے بھی
اِس رائے کو بہت پسند کیا - مگر دارا شکوہ نے راؤ ستر
سال اور رام سنگھہ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا
بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کر کے علانیہ کوہ اتھا -
من عنقریب این کوتھہ پائچہ ھارا ( یعنی شرعی پائچوں والے
مسلمان امیروں کو ) درجلیب ( اردلی ) - مترسال خو هم ' وانید "
اِس فقرے کے سنتے ہی سب اُمرا کیا تورانی کیا ایرانی
بیدل ہو کر در پردہ فریق ثانی کے طرفدار ہو گئے —

غرضکہ اورنگ زیب معرکہ اُجین* میں جسونت سنگھہ
سے میدان مار کر ایک غیر معروف * گھاٹ سے چنبل اُتر آیا اور
آگرہ کے قریب موضع سموگڈہ میں پڑاؤ ڈال کر مورچے
جمائے - دارا شکوہ بھی دھولپور سے اپنے مورچے چھوڑ کر
آن پہنچا اور اورنگ زیب کے لشکر اور آگرہ کے مابین جمنا کے کنارے
ڈیرے آن لگائے - شاہجہان نے جو حتی الامکان لڑائی کو
روکنا چاہتا تھا باوجود ضعف و نقاہت اور سخت گرمی

---

* اس لڑائی کا حال مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال
میں دیکھو —

† دیکھو مہا سنگھ بھدوریہ کا حال —

کے موسم کے یہ چاہا کہ خود جاکر دونوں لشکروں کے درمیان میں اُتر پڑے - یہاں تک کہ پیش خیمہ بھی بھیجدیا - اور بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بسواری کشتی موقع فساد پر پہونچنا چاہا - مگر دارا شکوہ نے اس تجویز کو اپنے مدعا کے خلاف تصور کر کے عمل میں نہ آنے دیا - تین چار روز تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے - اِس عرصے میں شاہجہاں نے دارا شکوہ کو خط پر خط بھیجے کہ سلیمان شکوہ قریب پہونچگیا ہے - بے موقع جلدی نہ کرنا اور سلیمان شکوہ کے آنے تک لشکر کو کسی مناسب جگہہ پر ٹھیرا کر ارد گرد خندق کھدوا کر مورچے قائم کرلینا مگر دارا شکوہ نے جواب میں صرف یہ لکھہ بھیجا کہ حضور کچھہ اندیشہ نہ فرمائیں انشاء اللہ تعالی تین دن نہ گزرنے پاویں گے کہ اورنگ زیب اور مراد بخش کو ہاتھہ پاؤں باندھکر حاضر کردوں گا - آخر کار ۷ - رمضان سنہ ۱۰۶۸ ھ کو صف آرائی ہوکر لڑائی شروع ہوگئی - اول گولہ چلنا شروع ہوا - اور پھر دارا شکوہ نے نہایت شجاعت و دلیری سے دھاوا بول دیا راؤ ستر سال ہاڑہ - رام سنگھہ راٹھور - روپ سنگھہ راٹھور اور بہت سے راجپوت اس تیزی سے بڑھے کہ اورنگ زیب کی توپوں تک جا پہونچے - اور صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے اورنگ‌زیب اور مرادبخش

تک پہنچ گئے - اور فریقین اس شدت سے لڑے کہ جس قدر سپاهی مارے جاتے اسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا - آخر کار اورنگ‌زیب کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور سوارں نے بھاگنا شروع کیا - اورنگ زیب نے جو هاتھی پر سوار تھا هر چاند سپاہ کے قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کچھہ فائدہ نہ هوا - مگر واہ رے اورنگ زیب تیری دلاوری اور استقلال جب دیکھا کہ تمام فوج بھاگ گئی اور جو لوگ ایتک میدان میں جمے هوے هیں وہ بھی ایک هزار سے زیادہ نہیں تو نہایت استقلال سے اپنے سرداروں کے نام لے لیکر پکارا "- کہ بہادرو خدا پر نظر رکھو - خدا تمہارے ساتھہ هے - بھاگنے سے کیا هوگا - خدا سب جگہ هے کیا تم نہیں جانتے کہ ملک دکن کس قدر دور هے -" اور حکم دیا کہ همارے هاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی جاوے بادشاہ کی اس تقریر کو سن کر اس کے رفقا اور جانثاروں نے وفاداری کی قسم کھائی اور نہایت اصرار سے اُس کو اس ارادہ سے باز رکھا - اس عرصے میں دارا شکوہ کو معلوم هوا کہ رستم خاں اور ستر سال نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر کام آئے - اور رام سنگھہ بھی گھر گیا هے - دارا شکوہ اُس کی مدد کے واسطے اُدھر روانہ هوا لیکن اُس کے پہونچنے سے پہلے اُس کا کام تمام هو گیا - ان سرداروں کے مارے جانے کا اُس کے دل

پر بہت بڑا اثر پڑا اُسی وقت خلیل اللہ خاں نے جو اُس
کے دائیں پرے کا سردار تھا اور جو در پردہ اورنگ زیب
سے ملا ہوا تھا آکر کہا کہ حضور ایسے موقع پر جب
کہ تیر اور گولیوں کی بوچھار ہو رہی ہے۔ اتنے بڑے
ہاتھی پر کیوں سوار ہیں خدا کے واسطے جلد اُتر
آئیے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو لیجیے اب لڑائی ختم
ہو چکی ہے۔ صرف بھگوڑوں کا تعاقب باقی ہے۔
ناتجربہ کار شاہزادہ اس فریب میں آ گیا۔ اور ہاتھی
سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اُس کا ہاتھی سے
اُترنا گویا اوج سلطنت سے گرنا تھا۔ تمام فوج میں
مارے جانے کی افواہ اُڑ گئی۔ اور تمام فوج حواس
باختہ ہو کر تتر بتر ہو گئی اور پاؤ گھنٹہ کے عرصے
میں غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہو گیا۔ اورنگ زیب کے
استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندوستان کا بادشاہ
ہو گیا سچ ہے —

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

بیچارہ اور بد قسمت دارا شکوہ شکست کھا کر آگرہ آیا۔
مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا۔ اور آدھی رات
کے وقت معہ اپنی بیگم اور سپہر شکوہ اپنے بیٹے تین چار
سو رفیقوں کے ساتھ دہلی کی طرف چل دیا۔

راؤ ستر سال کے علاوہ اور بھی بہت سے راجپوت

سردار اس معرکہ میں اپنی بے نظیر شجاعت و دلاوری
کے جوہر دکھا کر کام آے - راؤ بہاؤ سنگھہ راؤ ستر سال
کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا جا چکا ھے —

## راجہ سیو رام گوڑ *

رام بلرام | راجہ بلرام کا بیٹا تھا - جو شاھجہاں کے ایام
شاھزادگی کے رفیقوں میں سے تھا - اور معرکۂ
تھتہ میں شاھزادۂ موصوف کی رفاقت میں نہایت شجاعت
و بہادری سے لڑ کر معہ اپنے باپ راجہ گوپال داس
گوڑ کے مارا گیا † —

شاھجہاں نے تخت نشین ھو کر سیو رام کو منصب
ھزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز کیا —

سنہ ۹ جلوس میں منصب ھزار و پانصدی ذات -
ھزار سوار پر مفتخر ھو کر دھندیرہ (صوبہ مالوہ)
کی تیولداری پر سر بلند ھوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں اندر من زمیندار دھندیرہ نے
جمعیت فراھم کر کے سیو رام پر حملہ کیا - اور کل ولایت

---

* بعض جگھہ شیو رام گوڑ لکھا ھے -

† دیکھو راجہ بیٹھلداس گوڑ کا حال —

دھندیرہ پر قابض ہو گیا - بادشاہ نے یہ حال سن کر راجہ بیٹھلداس اور سید عبدالماجد امروھوی - عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ وغیرہ کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا —

سنہ ۱۷ جلوس میں آسیر کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں شاھزادۂ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں میں تعینات ہوا - سنہ ۲۰ جلوس میں کابل کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۲۱ میں پھر بلخ کو روانہ کیا گیا - سنہ ۲۲ میں اول مرتبہ قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس میں اپنے چچا راجہ بیٹھلداس کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے مفتخر ہو کر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا —

۲۶ جلوس میں شاھزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار - اور سنہ ۲۸ میں علامی سعداللہ خاں کے ساتھہ چتوڑ میں شریک ہو کر خدمات نمایاں بجا لایا —

سنہ ۳۱ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار پر سر بلند ہو کر مانڈو کا قلعدار مقرر ہوا - جب اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج مانڈو کے قریب آ گئی تو خوف زدہ ہو کر مہاراجہ جسونت سنگھہ کے لشکر میں بھاگ آیا - اور معرکۂ اجین میں شریک ہوا - اس کے بعد سموگڈہ کی لڑائی میں دارا شکوہ

کی رفاقت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر
مارا گیا —

## سبحان سنگھہ سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا - اور رانا امر سنگھہ کا
پوتا تھا - سنہ ۱۰ جلوس شاهجہانی تک منصب هشت
صدی سه صد سوار پہ سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں
منصب هزاری ذات پانصد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۹
جلوس میں شاهزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و
بدخشاں پر متعین هوا - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب هزار
و پانصدی ذات - هفت صد سوار پر مفتخر هوکر شاهزادہ
اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندهار میں مامور هوا -
سنہ ۲۵ جلوس میں منصب دو هزاری ذات هشت صد
سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ - اور سنہ ۲۶ جلوس
میں تیسری مرتبہ مہم قندهار میں شریک هوا - سنہ ۲۹
جلوس میں اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کے واسطے
جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھہ سے قرار پائی تھی
رخصت لیکر متھرا روانہ هوا - سنہ ۳۰ جلوس میں
معظم خاں کے ساتھہ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن
روانہ هوا —

جب شاهجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ

نے جملہ اُمرائے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا یہ
بھی حاضر دربار ہوا - دارا شکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھہ
کے ساتھہ مالوہ میں تعینات کیا - جنگ اجین میں
مہا راجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا - اور نہایت بے نظیر
شجاعت کے ساتھہ رام رام کرتا ہوا اورنگ زیب کے
توپ خانے میں جا پڑا - اور ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر
اپنی جاں کو حق نمک پر فدا کر گیا —

| فتح سنگھہ | سبحان سنگھہ کا بیٹا فتح سنگھہ ملازمت شاہی میں داخل اور منصب قابل پر |
|---|---|

سرفراز تھا —

## راجہ سبحان سنگھہ بندیلہ

راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ کا بیٹا تھا - ۲۸ ۸۸ جلوس
شاہجہانی میں باپ کے مرنے کے بعد اس کا جانشین مقرر
ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ میں
مہا راجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ صوبۂ مالوہ میں متعین
ہوا - معرکۂ اجین میں مہا راجہ جسونت سنگھہ کے لشکر
میں تھا لیکن لڑائی شروع ہونے کے بعد فریق مخالف کا
غلبہ دیکھہ کر کھسک گیا - اور بھاگ کر اپنے وطن جا
پہنچا - سموگڈہ کی لڑائی کے بعد بارگاہ عالمگیری میں
حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا - اور کھجوہ کی لڑائی میں

جو شاهزادهٔ شجاع سے هوئی - شریک هوکر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا —

سنه ۴ جلوس میں خانخانان میرجمله کے ساتھه مہم آسام اور کوچ بہار میں متعین هوا - اور اس مہم کے اکثر معرکوں میں نہایت شجاعت و بہادری سے غنیم کو پسپا کیا - خصوصاً متھرا پور کی لڑائی میں چارانگ کے راجه کو جو آسام کا ایک بہت بڑا ذیلدار تھا - اور جس نے متھرا پور کے نزدیک مورچے آن جمائے تھے - ایک سخت لڑائی لڑکر بھگا دیا —

سنه ۷ جلوس میں راجه جے سنگھه اور دلیر خاں کے ساتھه سیواجی کی سرکوبی پر متعین هوا - اس کے بعد راجه موصوف کے ساتھه مہم بیجا پور میں شریک هوا —

سنه ۲۳ جلوس میں قلعهٔ سیوانه سیوا جی سے فتح کرلیا - اور اس کے صلے میں فرمان تحسین اور اضافه منصب کا دربار سے صادر هوا --

سنه ۲۴ جلوس میں شاهزادهٔ شاه عالم کے ساتھه شاهزادهٔ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور هوا - اس کے بعد کا کچھه حال نظر سے نہیں گذرا —

## سبل سنگھه سیسودیه

رانا امر سنگھه کا پوتا تھا - اول شاهزادهٔ شکوه کی سرکار میں ملازم تھا - سنه ۲۳ جلوس میں ملازمان شاهی

میں منسلک ہوکر منصب دوھزاری ذات - ھزار سوار پر مفتخر
ھوا - سنہ ۲۵ جلوس میں پانصدی کا اضافہ ھوکر علم سرحمت
ھوا - اور مہم قندھار میں تعینات ھوا - سنہ ۲۶ جلوس میں
دارا شکوہ کے ساتھہ دربارۂ مہم قندھار پر روانہ ھوا —
عالمگیر کے عہد میں کھجوہ کی لڑائی میں شریک تھا - اس کے
بعد خانخانان میر جملہ کے ساتھہ مہم آسام میں متعین ھوا —

## ستر سال بندیلۂ

**چنپت بندیلہ** چنپت بندیلہ کا بیٹا تھا - چنپت مذکور
جھجہار سنگھہ بندیلہ کے مارے جانے کے بعد
اوندچھہ کے قرب و جوار میں اوت مار میں ایام گذاری کرتا تھا -
سنہ ۱۱ جلوس میں عبداللہ خاں فیروز جنگ اور اس کے بعد
راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ اس کی تنبیہ پر مامور ھوے چنپت نے
تنگ ھوکر اپنے عفو تقصیر کی التجا کی اور اول راجہ پہاڑ سنگھہ
اور اس کے بعد شاہزادۂ دارا شکوہ کی ملازمت اختیار کی —
سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سبھکرن بندیلہ کی سفارش سے
ملازمت عالمگیری میں داخل ھوا - لیکن تھوڑے دنوں بعد
لاھور سے اپنے مکان کو بھاگ گیا - اور پھر اوت مار کا
پیشہ اختیار کرلیا - بادشاہ نے سبھکرن بندیلہ اور اس کے
بعد راجہ دیبی سنگھہ کو اس کی سرکوبی کے واسطے
روانہ کیا - چنپت موضع سھرہ میں جا چھپا - وھاں کے
لوگوں نے ڈر کے مارے اس کا سر کات کر راجہ دیبی سنگھہ
کے پاس بھیج دیا —

ستر سال چنپت کا بیٹا منصب دار تھا - جب باپ کے مارے جانے کا حال سنا - دربار سے بھاگ کر سیواجی کے پاس پہنچا - جب اس نے پناہ دینے سے انکار کیا وہاں بھاگ کر اپنے وطن پہنچا - اور باپ کی قزاقی کا پیشہ اختیار کیا عالمگیر نے سنہ ۲۲ جلوس میں راجہ جسونت سنگھ بندیلہ کو اس کی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا - ستر سال اس کے پاس حاضر ہوگیا - اور اس کے ساتھہ دربار میں چلا آیا - اور نہایت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی بادشاہ نے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں منسلک کیا —

سنہ ۴۴ جلوس قلعہ ستارہ عرف اعظم تارا کا قلعدار مقرر ہوا -

سنہ ۴۸ جلوس میں ملازمت ترک کر کے اپنے وطن چلا گیا —

سنہ ۴۹ جلوس میں حاضر دربار ہوا - اور فیروز جنگ بہادر کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب چہار ہزاری پر سرفراز ہوا —

عالمگیر کی وفات کے بعد پھر نوکری چھوڑ کر چلا گیا اور بہادر شاہ کے عہد میں باوجود کئی مرتبہ طلب ہونے کے حاضر دربار نہیں ہوا - محمد شاہ کے عہد میں مرہٹوں کے ساتھہ شامل ہو کر محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ سے برسر پیکار ہوا - آخر صلح ہوگئی —

**کنور خان چیلہ**

ستر سال بہت کثیرالاولاد تھا اس کا ایک بیٹا کنور خان چند نواب نظام الملک آصف جاہ کے ساتھہ دکن چلا گیا - نواب موصوف نے پرگنہ شیر پور مضاف صوبہ برار اس کو جاگیر میں مرحمت کیا وہ اپنی اخیر زندگی تک خدمات شاہی میں سرگرم رہا -

## راجہ ساہوجی بھونسلا

سنبھا جی کا بیٹا - اور سیواجی مرہٹہ کا پوتا تھا - سنہ ۱۰۱۱ ھ میں ساتھہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھہ قید ہوکر دربار عالمگیری میں آیا - بادشاہ نے اس کی جان بخشی کر کے منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار سے سرفراز کیا - اور خطاب راجگی سے مرصرت کر کے خلعت و جمدھر مرصع اور اسپ و فیل - اور علم و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر کیا - اور اس کی سرکار کے واسطے دیوان بخشی - خانساماں غرض کہ جملہ عملہ علحدہ مقرر کر کے ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو اس کا اتالیق مقرر کیا - اور منصب کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز پرگنے جاگیر میں مرحمت کئے اور ہمیشہ احاطۂ گلال بار (جہاں شاہی خیمے نصب ہوتے تھے) میں اس کے ڈیرے نصب کئے جانے کا حکم صادر کیا - سنہ ۴۷ جلوس میں اڑیسی نگینہ اور سونے کی پہونچی جس میں الماس

جڑے ہوئے تھے ۔ اور پانچ سونے کی انگوٹھیاں جڑاؤ اور جمدھر اور اسپ معہ زین طلا کے عطا کیا ۔ سنہ ۳۸ جلوس میں بہادر جی کی لڑکی سے نہایت دھوم دھام سے شادی کردی اور کمر بند مرصع اور سرپیچ میناکار اور جیغہ مرصع قیمتی دس ہزار روپے مرحمت کیا —

غرض کہ سنہ ۱۱۱۷ ھ تک بادشاہ نہایت ناز و نعمت سے ساہوجی کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرتے رہے اور کبھی اس کو احاطۂ گلال بار سے باہر نہیں کیا ۔ کوچ و مقام سب جگہہ اپنے ساتھہ رکھا ۔ جب سنہ ۱۱۱۷ ھ میں ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ قلعہ بخشندہ کی تسخیر پر متعین ہوا وہ بادشاہ سے عرض کرکے اس کو اپنے ساتھہ لے گیا اسی سال بادشاہ نے انتقال کیا ۔ خان موصوف نے شاہزادہ محمد اعظم شاہ سے سفارش کرکے راجہ ساہوجی کو مطلق العنان کردیا ۔ اکثر مرھٹے سردار اس سے آن ملے ۔ ساہوجی نہایت شان و شوکت سے روانہ ہوکر اول اس مقام پر پہنچا جہاں بادشاہ نے انتقال کیا تھا ۔ اور بہت سا کھانا پکواکر اور اس پر بادشاہ مرحوم کی فاتحہ دلاکر نقد روپیہ کے ساتھہ فقرا مساکین میں تقسیم کرایا ۔ اور بیس ہزار سواروں کے ساتھہ وہاں سے چل کر خلدآباد میں بادشاہ مرحوم کے مزار پر حاضر ہوا ۔ اور بہت سی خیرات کرکے وہاں سے کوچ کردیا ۔ اور صدر مقام پر پہنچ گیا — اس دن سے مرھٹوں کا زور برابر بڑھتا گیا ۔ اور

عالمگیر کا یہ فیاضانہ برتاؤ آخر میں " الفی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خرد مندان نیست " کا مصداق ہو کر سلطنت مغلیہ کی بربادی کا باعث ہوا —

ساھوجی اور اس کے بھائیوں اور اس کی ماں اور دادی کے ساتھ جو فیاضانہ برتاؤ عالمگیر نے کیا اس کی نظیر ھندوستان کی تاریخ میں تو بے نظیر ہے بلکہ اس عہد تک کی کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں بھی ملنا مشکل ہے - ساھوجی کے علاوہ مدن سنگھ اور اودہ سنگھ اس کے چھوٹے بھائیوں اور اس کی ماں اور دادی وغیرہ کے ساتھ بھی جو قیدیوں میں شامل تھے نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا گیا - عورتوں کو احاطہ گلال بار کے اندر علحدہ خیموں میں اتارا - اور سب کے واسطے علحدہ علحدہ بیش قرار منصب اور وظیفے مقرر کر کے قلعۂ دولت آباد میں رھنے کا حکم صادر کیا - اور سب کے واسطے متصدی اور خدمتگار علحدہ علحدہ مقرر کردئے —

## راؤ سبھکرن بندیلہ

بھگوان داس پسر مہاراجہ نرسنگھ دیو کا بیٹا تھا - ایام شاھزادگی میں اورنگ زیب نے اس کو وطن سے بلاکر اپنی ملازمت میں منسلک کر کے منصب ھزاری پر سرفراز کیا - اس کی دلاوری اور حسن تدبیر سے وہ ملک نتم

هو کر مملکت شاهی میں شامل هوا —

جنگ اُجین - اور معرکہ سموگڑھ - اور محاربہ کھجوہ میں راؤ سبھکرن نے اورنگ زیب کی خدمت میں نہایت جانفشانی اور گرمجوشی سے خدمتیں انجام دیں - اس کے بعد چنپت بندیلہ کی سرکوبی پر متعین هوا - سنہ ۷ و ۸ جلوس میں مرزا راجہ جے سنگھ کے ساتھ مہم سیواجی اور بیجاپور میں شریک هوا - سنہ ۱۰ جلوس میں کسی بات پر راجہ موصوف سے آزردہ خاطر هو کر دربار میں چلا آیا - اور محمد امین خان ناظم صوبۂ کابل کے ساتھ کابل میں تعینات هوا سنہ ۱۱ جلوس میں وهاں سے طلب هو کر پھر دکن پر مامور هوا - اس کے بعد راتھہ سهوبہ کی فوجداری پر سرفراز هوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں دلیر خان کے ساتھ بہادر گڑھ میں خدمات شاهی بجالا رها تھا - کہ بیمار هوگیا - اور رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ هوا - اور وهاں پہونچکر سنہ ۲۱ جلوس میں انتقال کیا - راؤ دلیپ سنگھ اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا هے —

## سلطان جی

| دهیراج هنونت راؤ | مرهٹوں کا مشہور سردار اور راجہ ساهو جی کا سپہ سالار تھا - نواب |
|---|---|

نظام الملک آصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانے میں مبارز خان کی لڑائی کے بعد بادشاہی ملازمت میں داخل ہوا - اور منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہو کر تیولداری سرکار بیڑ - اور بعضے محالات سرکار فتح آباد صوبہ اورنگ آباد - اور پرگنہ دیولی پاتری صوبۂ برار پر مفتخر ہوا - تین ہزار سوار ہمیشہ اس کی ملازمت میں رہتے تھے - سنہ ۱۱۶۱ ھ میں اس نے انتقال کیا - اس کے انتقال کے بعد هنونت راؤ اس کا جانشین مقرر ہو کر نواب صلابت جنگ کے زمانے میں خطاب دھیراج سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۱۷۶ ھ میں وہ بھی مر گیا —

## سکھہ جیون

ذات کا کھتری - اور کابل کا رہنے والا تھا - ابتدا میں اشرف‌الوزرا شاہ ولی خاں وزیر احمد شاہ دڑانی کی سرکار میں معمولی متصدیوں کے زمرہ میں ملازم تھا - ایک مرتبہ احمد شاہ دڑانی نے اس کو محالات کابل کی مالگذاری وصول کرنے کو معین الملک کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا - اس خدمت کو اس نے اس عمدگی سے انجام دیا کہ اس کی کار گذاری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی - چنانچہ جب سنہ ۱۱۶۷ ھ

میں احمد شاہ نے اپنے سپہ سالار عبداللہ خان ایشک آغاسی کو کابل سے کشمیر کی تسخیر کو روانہ کیا ۔ تو سکھ جیون کو بھی اُس کے ساتھ متعین کیا ۔ عبداللہ خان مذکور نے صوبہ کشمیر کو مغلیہ صوبہ دار سے فتح کر کے عبداللہ خان عرف خواجہ کچک کو وہاں کا صوبہ دار اور سکھ جیون کو دیوان مقرر کیا اور خود کابل واپس چلا گیا —

جب سکھ جیون نے دیوان ہو کر جمعیت امیرانہ بہم پہونچائی ۔ دماغ میں خیالات شاہانہ سمائے ۔ عبداللہ خان کو اپنی نمائشی اطاعت وفرمان برداری کا ایسا سبز باغ دکھایا ۔ کہ وہ اُس کا غلام بن گیا ۔ اور کُل ملکی اور فوجی انتظام اُس کے ہاتھ میں دیدیا ۔ اُس نے جوڑ توڑ لگا کر بہت جلد عبداللہ خان کو قید کرایا پھر بھی اتنا احسان کیا ۔ کہ جان سے نہیں مارا اور تھوڑے دنوں بعد جب کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہا تو قید خانے سے نکالکر کشمیر سے ملک بدر کردیا —

سکھ جیون حسن قابلیت اور عقلمندی کے جوہر سے موصوف تھا ۔ جب اس نے دیکھا کہ بلا کسی آڑ کے کشمیر پر حکومت کرنا مشکل ہے ۔ تو اظہار خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری کی عرضی عالمگیر ثانی کی خدمت میں لکھی اور معہ کسی قدر زرنقد کے نواب عماد الملک کے توسل سے بادشاہ کے پاس بھیجی ۔ جب وہاں سے منصب اور

صوبہداری کشمیر کی سند آگئی۔ تو رعایا اور امرا کی تالیف قلوب اور دلجوئی کے واسطے اُس کو تمام ملک میں بخوبی مشتہر کراکر خطبہ اور سکے میں بجی عالمگیر ثانی کا نام داخل کیا۔ اور کل صوبہ کو معہ خالصہ شاہی اور جاگیر منصبداراں کے ضبط کر کے خود مختارانہ حکومت کرنے لگا —

سنہ ۱۱۵۷ھ تک اُس نے صوبہداری کے نام سے کشمیر میں بادشاہت کی جب اس سال احمدشاہ درانی ساتویں مرتبہ سکھوں کی سرکوبی کے واسطے ھندوستان میں آیا - اور سکھوں کو شکست دیکر ۷ شعبان سنہ ۱۱۷۵ھ کو لاھور میں داخل ھوا۔ وھاں سے نورالدین خان ابدالی کو جو اُس کے وزیر شاہ ولی خان کا چچا زاد بھائی تھا سکھ جیون کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ سکھہ جیون نے میدان ھمت میں قدم جماکر خوب مقابلہ کیا لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخر لڑائی میں رفیقوں کی ھمت نے بھی دغا کی اور وہ ایسے بھاگے کہ گویا اسی ساعت کے منتظر تھے لیکن یہ برابر لڑتا رھا یہاں تک کہ اپنے چند جاں نثاروں اور عزیزوں کے ساتھہ قید ھوگیا —

سکھ جیون حسن صورت کے ساتھہ حسن سیرت سے بھی موصوف تھا۔ نہایت بے تعصب اور ھر مذھب و ملت کی رعایا سے یکساں سلوک کرتا تھا - ھندؤں میں ھندو اور مسلمانوں میں مسلمان سمجھا جاتا تھا روزانہ کھیری سے

فارغ ہو کر دوسو مسلمانوں کو اپنے سامنے بٹھاکر نہایت
نفیس نفیس کھانے کھلوایا کرتا تھا - ہر قمری مہینے کی
گیارھویں بارھویں تاریخ کو بہت سا کھانا پکوا کر اور
اس پر نیاز دلا کر غربا اور مساکین میں تقسیم کرایا
کرتا تھا - تمام کشمیر کے بزرگان اسلام کے مزاروں اور
شاہی عمارات اور باغات کی مرمت کرا کر ان کے اخراجات
کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کئے - جس قدر مسافر
اور سیاح امیر و غریب کشمیر میں وارد ہوتے ہر ایک
کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق سلوک ہوتا تھا علم اور
اہل علم کا قدر داں تھا - اس کے دربار میں ہر ہفتے
مجلس مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی - جس میں تمام کشمیر
کے شاعر حاضر ہو کر طبع آزمائیاں کرتے تھے - مجلس کے
برخاست ہونے کے بعد جملہ حاضرین کو اپنے سامنے کھانا
کھلواتا - اور انعام و اکرام سے مالا مال کر کے رخصت
کرتا تھا - ابتدائے آبادی سے اپنے عہد تک کی کشمیر کی
تاریخ نظم میں لکھوانے کا ارادہ کر کے اس کا دفتر قائم
کیا تھا - اور پانچ بڑے بڑے شاعروں کو اس کام پر
متعین کر کے دس دس شاعر ہر ایک کی امداد کے واسطے
مقرر کئے تھے - کل دفاتر کا مہتمم محمد توفیق کو جو
کشمیری زبان میں لالہ جو کے نام سے مشہور اور بہت
بڑا فاضل بے نظیر شاعر تھا مقرر کیا تھا - بقیہ شاعروں میں

محمد علی خاں متین پسر حسام الدین خاں مغل کشمیری صاحب تذکرہ حیات الشعرا اور محمد علی پٹنہ بہت مشہور ھیں —

## رانا شنکر *

رانا اُدے سنگھہ کا بیٹا تھا - جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے مخالفت کی - یہ دربار میں حاضر ھو کر ملازمان شاھی میں منسلک ھوا - اور منصب دو صدی پر سر فراز ھوکر خطاب رانا سے موصوف ھوا - جہانگیر نے تخت نشین ھو کر بارہ ھزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - اور خلعت و شمشیر مرصع عطا کر کے شاھزادۂ پرویز کے ساتھہ رانا پرتاب کی تادیب کے واسطے روانہ کیا - اس کے بعد دلیپ سنگھہ بیکانیری کی سرکوبی پر متعین ھوا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے ناگور کے قریب اُس سے لڑ کر اُس کو بھگا دیا - سنہ ۲ جلوس میں علم مرحمت ھوکر منصب دو ھزار و پانصدی ذات - ھزار سوار پر سر فراز ھوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب سہ ھزاری ذات - دو ھزار سوار پر مفتخر ھوکر صوبۂ بہار میں متعین ھوا - سنہ ۱۳ جلوس میں

---

* اکبر نامہ اور آئین اکبری میں سگرا اور توزک جہانگیری میں شنکر نام لکھا ھے —

وفات پائی —

| مان سنگھہ پسر رانا شنکر |
| --- |

بادشاہ نے اس کے بیٹے مان سنگھہ کو منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سر بلند کر کے صوبہ بہار میں متعین کیا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار پر سر فراز ہوا —

## راجہ شیام سنگھہ

| اودے سنگھہ پسر راجہ شیام سنگھہ |
| --- |

شہنشاہ اکبر کے عہد کا منصبدار تھا - سنہ ۱ جلوس جہانگیری میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار دو بست سوار پر سر فراز ہو کر مہم بنگش پر متعین ہوا اور اس مہم میں نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجا لایا - اس کے صلے میں خطاب راجگی سے مفتخر ہو کر منصب دو ہزاری پر سر فراز ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - ہزار و چہار صد سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۱۱ جلوس میں بمقام بنگش انتقال کیا - اُس کا بیٹا اُدے سنگھہ شاہجہاں کے عہد میں منصب ہشت صدی چہار صد سوار پر سر فراز تھا - سنہ ۳ جلوس میں مرگیا —

# شیو سنگھہ

عالمگیر کے عہد میں اول منصب ہزاری ذات - ہزار سوار پر سرفراز اور راھیری کی قلعداری پر سرفراز تھا - سنہ ۴۷ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا - اور فوجداری راھیری کی خدمت بھی سپرد ہوئی - سنہ ۵۰ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و هفتصد سوار پر سرفراز ہوکر قلعداری اور فوجداری بنی شاہ گدہ پر تبدیل ہوا - اور قلعداری چاکنہ کی خدمت بھی سپرد ہوئی —

# راے کلیان مل بیکانیری

بیکانیر کا راجہ اور راٹھور خاندان سے تھا - اس کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں راے مالدیو والی جودھپور سے جا ملتا ہے - جب شہنشاہ اکبر کی قدردانی اور جوہر شناسی کا عام شہرہ ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں راے کلیان معہ اپنے بیتے راے سنگھہ کے بمقام اجمیر بادشاہ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوکر منصب دو ہزاری ذات - ۵ و ہزار سوار سے سربلند ہوا - اور اکبر کی دلداری اور خاطرداری سے ایسا خوش ہوا

که اپنی بھتیجی کو پرستاران محل میں داخل کیا - اور جوھر اعتبار سے ملتخب ھوکر امراے جان نثار میں شامل ھوا —

راے سنگھہ اس کے بھتیجے کا حال علحدہ لکھا گیا ھے —

# راجه کشن داس

شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب سہ صدی پر سرفراز اور فیل خانہ اور اصطبل کی داروغگی پر مامور تھا —

سنہ ۷ جلوس جہانگیری میں منصب ہزاری پر سرفراز ھو کر خطاب راجگی سے موصوف ھوا سنہ ۱۱ جلوس میں راجه کلیان جیسلمیری کے پاس روانہ کیا گیا اور اس کو ساتھہ لے کر حاضر دربار ھوا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب دو ھزاری پر مفتخر ھوا —

جب رانا امر سنگھہ کی وفات کی خبر دربار میں آئی جہانگیر نے اس کے ھاتھہ فرمان عنایت آمیز اور خلعت و اسپ اور فیل کنور کرن کے واسطے روانہ کیا اس نے خدمت سفارت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا —

سنہ ۱۶ جلوس میں منصب دو ھزاری پر سرفراز ھو کر فوجداری دھلی پر متعین ھوا —

# راجہ راول کلیان جیسلمیری

راول بھیم جیسلمیری

اس کا بڑا بھائی راول بھیم جیسلمیر کا راجہ اور شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سرفراز تھا - اس کی لڑکی کی شادی شاہزادۂ سلیم (جہانگیر) سے ہوئی تھی - شاہزادہ موصوف نے اس بیگم کو ملکہ جہاں کے خطاب سے موسوم کیا تھا - جب جہانگیر کے عہد میں راول بھیم ایک خورد سال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر مر گیا - اور وہ بھی تھوڑے دن بعد مر گیا - تو بادشاہ نے سنہ ۱۱ جلوس میں راجہ کشن داس کو جیسلمیر بھیج کر اس کے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار میں طلب کیا - اس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیاں اور ہزار روپیہ بہ طریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکہ راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا - اور ایک قبضہ مرصع اور ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی —

اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے دو ہزار اشرفیاں دو راس گھوڑے پچیس اونٹ - ایک ہاتھی پیشکش میں پیش کیا - بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار سے سرفراز کر کے جیسلمیر کو اس کی جاگیر میں مرحمت کیا - اور خلعت - اور اسپ و فیل - اور شمشیر مرصع ۔

اور کھپوہ مرصع عنایت کر کے وطن کو رخصت کیا —

بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید لاہوری سے معلوم ہوتا ہے کہ راول کلیان شاہجہاں کے جلوس تک زندہ تھا - اور تخت نشینی کے دن اسی منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر قائم رہا - اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

## کشن سنگھہ راٹھور

راجہ ادے سنگھہ راٹھور کا بیٹا اور راجہ سورج سنگھہ کا بھائی تھا - سنہ ۳ جلوس جہانگیری میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ مہم رانا پر متعین ہوا - اور معرکۂ جنگ میں نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں پر جا پڑا - اور حملہ ہائے مردانہ سے غنیم کی صفوں کو تہ و بالا کر کے تین ہزار سپاہی اور سرداروں کو قید کر لیا - اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب داروں کے درجہ سے ترقی کر کے امارت کے درجے کو پہنچا - یعنی منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار سے سر بلند ہوا - سنہ ۹ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا —

اسی سال بادشاہ اجمیر تشریف لے گئے - کشن سنگھہ

اور سورج سنگھ دونوں بھائی ساتھ تھے - ایک دن بادشاہ پشکرتال کی سیر کو تشریف لے گئے - اور رات کو وہیں رہ گئے - دونوں بھائیوں میں عرصے سے رنج چلا آتا تھا - وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھاٹی نے جو سورج سنگھ کی سرکار میں وکیل مطلق تھا کسی خانگی معاملے میں گوپال داس اس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا - راجہ سورج سنگھ نے نہ معلوم کسی مصلحت یا محض گوبند داس کی حسن قابلیت کے لحاظ سے اس سے کچھ باز پرس نہ کی - کشن سنگھ نے بھتیجے کے خون کا بدلا لینے پر زور دیا - بھائی نے نہ مانا آخر کار دونوں بھائیوں کے دلوں میں محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو گئی - اور بول چال کھانا پینا - آنا - جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت کا متلاشی تھا - اس موقع کو غنیمت سمجھا - اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیوں کو مسلح کر کے سورج سنگھ کے پڑاؤ پر جا پہنچا - اور گوبند داس کے خیمے پر پہنچ کر سپاہیوں کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا - گوبند داس شور و غل سن کر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے آدمیوں نے جو اس کی تلاش میں تھے پکڑ کر اس کا کام تمام کر دیا - اسی عرصے میں راجہ سورج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا - اور شمشیر برہنہ لے کر خیمے

سے باھر نکلا - کچھہ سپاھی بھی مدد کو آگئے -
کشن سنگھہ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم
نہ ھوا تھا وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرتے پھرتے
اس کے خیمے میں گھسا - اسی وقت سورج سنگھہ بھی
آپہنچا - دونوں بھائیوں اور ان کے سپاھیوں میں زور
شور سے تلوار چلنے لگی - کشن سنگھہ معہ اپنے بھتیجے
کرن سنگھہ کے مارا گیا - صبح ھوتے ھوتے چھتیس سپاھی
راجہ کشن سنگھہ کے اور تیس سپاھی راجہ سورج سنگھہ
کے مارے گئے - اور آٹھہ جانیں ذراسی دیر میں
اس خانہ جنگی کی نذر ھوگئیں - صبح کو بادشاہ کو یہ
حال معلوم ھوا بہت افسوس کرکے لاشوں کے جلانے اور
امر واقعی کی تحقیقات کا حکم صادر کیا - جب یہ
حال معلوم ھوا سورج سنگھہ کو سرزنش کرکے چپ ھورھا -
راجہ کشن سنگھہ کی یادگار سے اس کا آباد کیا ھوا شہر
کشن گڈہ اب تک موجود ھے - ھری سنگھہ، جگمال،
پہاڑمل، نتھہ مل چار بیٹے تھے - جہانگیر نے تینوں کو ملازمت
شاھی میں منسلک کرکے منصب مناسب پر سرفراز کیا -
ھری سنگھہ کا حال علحدہ لکھا جائے گا —

**جگمال راٹھور پسر کشن سنگھہ راٹھور**

جگمال - شاھجہان کے عہد میں سنہ ۱ جلوس میں منصب ھزار و پانصدی
ذات - ھفت صد سوار پر سرفراز ھوا - سنہ ۲ جلوس
میں انتقال کیا - روپ سنگھہ راٹھور اس کا بیٹا تھا -

جس کا حال علاحدہ لکھا جا چکا ہے —

پہاڑا مل، پسر کشن سنگھہ راٹھور | پہاڑا مل - سنہ ۱ جلوس شاہجہانی تک منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر پہنچنے پایا تھا - کہ انتقال کیا —

نتھہ مل پسر کشن سنگھہ راٹھور | نتھہ مل - سنہ ۱۴ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی پر سرفراز ہوا —

# راجہ کلیان

راجہ تودر مل کا بیٹا تھا - جہانگیر کے عہد میں نواب اسلام خاں صوبہ دار بنگالہ کی ماتحتی میں تعینات تھا —

سنہ ۶ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد منصب ہزار و ہفت صدی ذات - ہزار سوار پر مفتخر ہوکر اڑیسہ کی حکومت پر سرفراز ہوا —

سنہ ۱۲ جلوس میں اس کے خلاف کچھہ شکائتیں دربار میں پیش ہوئیں جہانگیر نے اڑیسہ سے بلا بھیجا - اس نے حاضر ہوکر سولہ ہاتھی پیشکش کئے - بادشاہ نے ان شکایتوں کی تحقیقات آصف جاہ کے سپرد کی - جب تحقیقات سے کوئی قصور ثابت نہیں ہوا تو

سعادت ملازمت حاصل ہوئی - ملازمت کے وقت سو اشرفیاں - ایک ہزار روپیہ - ایک لڑی مروارید کی - جس میں اسی دانے اور دو قطعہ لعل تھے - ایک پہنچی جس میں ایک لعل اور دو دانے مروارید کے تھے - ایک سونے کا بنا ہوا خوشنما گھوڑا جس میں جواہر جڑے تھے پیشکش میں گذارنا -

اس کے بعد خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ مہم بنگش پر متعین ہوا پھر کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

# کیشو داس مارو راٹھور

جیمل * میرتھیہ کا پوتا اور اکبر کے عہد میں منصب سہ صدی پر سرفراز تھا جہانگیر نے پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی پر سرفراز کیا - اور صوبہ بنگالہ میں تعینات کیا - سنہ ۵ جلوس میں ایک گھوڑا طویلہ خاص سے مرحمت ہوا - اور سرکار آرہ میں جاگیر عطا ہوئی —

---

* یہ وہی جیمل ہے جو جنگ چتور میں اکبر سے نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا - اور جس کی بہادری کے گیت اور کبت اب تک لوگوں کے زبان پر ہیں - اکبر نے اس کی اور اس کے بھائی فتا کی مورتیں درشوا کر دو ہاتھیوں پر سوار کرائیں - اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھیں - (دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواہہ کا حال) —

سنه ۱ جلوس میں دربار میں طلب ہوا - حاضر ہوکر ر ھاتھی پیشکش کئے بادشاہ نے منصب دو ہزاری پر سرفراز کیا —

سنه ۱۱ جلوس میں صوبۂ دکن میں متعین ہوا —

سنه ۱۳ جلوس میں حسب الحکم دربار میں حاضر ہوا —

جہانگیر جب گجرات اور مالوہ کی سیر کو تشریف لے گئے تھے موضع جلوت میں بھی قیام کیا تھا اس کی نسبت لکھا ہے "یہ پرگنہ میرے باپ کے وقت سے کیشو داس مارو کی جاگیر میں ہے جو حقیقت میں بہ طور وطن اس کے ہے (یعنی اُس کو استحقاق حکومت موروثی عطا کیا گیا ہے) اُس نے اس مقام پر عمارتیں اور باغات تعمیر کرائے ہیں - منجملہ اُن کے راستے میں ایک باولی نہایت خوش قطع واقع ہے اُس کو دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ راستوں پر اسی نمونے کی باولیاں تعمیر کرائی جایا کریں"

کیشو داس خدمات شاہی کو بکمال عقیدت و اخلاص سے بجا لاتا تھا - جہانگیر اس سے بہت خوش تھا اور اس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا —

راجہ گردھر پسر کیشو داس | کیشو داس کا بیٹا گردھر خطاب راجگی سے موصوف ہوا - پہلے سال

جلوس شاهجہانی میں منصب ہزاری ذات ۔ پانصدی سوار پر سر فراز ہوا ۔ اسی سال ججہار سنگھہ بندیلہ کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ سنہ ۳ جلوس میں مہم خانجہان لودی میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا —

راجہ ادے بھان پسر راجہ گردھر | بادشاہ نے اُس کے بیٹے اُدے بھان کو منصب شش صدی ۔ چہار صد سوار پر سر فراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا —

سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ۔ چہار صد سوار پر مفتخر تھا —

## کرمسی راٹھور

رائے مالدیو کا بیٹا ۔ اور رائے چندر سین والی جودھپور کا پوتا تھا ۔ سنہ ۱۰ جلوس جہانگیری میں بہ اضافہ منصب ۔ منصب ہزاری سے سر فراز ہوا ۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں منصب ہزار و پانصدی ذات ۔ ہشت صد سوار پر سر فراز ہوا ۔ سنہ ۳ جلوس میں خانجہان لودی کی لڑائی میں اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا —

اُس کے بڑے بیٹے رام سنگھہ کا حال علیحدہ قلمبند ہوچکا ہے ۔ دوسرا بیٹا شیام سنگھہ باپ کی وفات کے بعد

ملازمت شاهی میں داخل ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کی سفارش سے منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سربلند ہوا - سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہزار و پانصدی ذات - شش صد سوار پر سرفراز تھا —

## رانا کرن

راجگان میواڑ (اودے پور) اپنے خاندان کا سلسلۂ نسب نوشیروان عادل سے ملا دیتے ہیں - کل ممالک ہندوستان کے راجہ - مہاراجہ ہمیشہ سے اس خاندان کی عزت و عظمت کرتے آئے ہیں - اور راجگان میواڑ نے بھی اپنے اوصاف قومی کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے - عہد سلف میں جو راجہ کسی راج میں گدی پر بیٹھتا تھا - اول اُس عالی دربار میں حاضر ہوتا تھا - رانا اپنے پاؤں کے انگوٹھے میں سے ذرا سا خون نکالکر اُس سے اُس کے ماتھے پر تلک کھینچ دیتا تھا - اس کے بعد تخت نشینی کی باقی رسمیں ادا ہوتی تھیں - جہانگیر نے اپنے تزک کے سنہ ۸ جلوس میں رانا امر سنگھہ کے حال میں لکھا ہے - "رانا - زمیندار ان اور راجہائے معتبر ہندوستان میں سے ہے - اِس کی اور اِس کے آباؤ اجداد کی سروری اور سرداری کو تمام رائے اور راجہ اِس ولایت کے تسلیم کرتے ہیں -

مدت دراز سے دولت و ریاست اِن کے خاندان میں چلی
آتی ھے - پہلے مدت دراز تک سمت مشرق میں حکومت
کرتے رھے - ان دنوں راجہ کے لقب سے موسوم تھے - پھر
دکن کی طرف رخ کیا - اور اکثر ریاستیں ادھر کی
فتح کیں - اور بجائے راجہ کے راول کا لقب اختیار کیا
پھر کوھستان میوات میں ائے - اور رفتہ رفتہ قلعہ چتوڑ
کو فتح کیا - اس وقت سے آج تک کہ میرے جلوس کا
آٹھواں برس ھے ۱۴۷۱ برس ھوتے ھیں ۱۰۱۰ برس کے
عرصے میں ۲۶ فرماں روا اس خاندان کے راول کے لقب سے
نامور ھوئے - اور راول سے رانا امر سنگھ تک کہ جو
اب رانا ھے - ۴۶۱ برس میں ۲۶ فرماں روا ھوئے — "

جب بابر نے آگرہ تک قبضہ کر لیا - اس وقت میواڑ
کا فرماں روا سنگرام عرف رانا سانگا تھا - وہ نہایت
جاہ و جلال سے ۸۰ ھزار سوار - ساتھہ راجہ مہاراجہ - نو راؤ
۱۰۴ راول اور راوت - ۵۰۰ ھاتھی لے کر میدان جنگ میں
آیا کرتا تھا - مارواڑ - آنبیر - دودھپور وغیرہ کے راجہ
اس کا ادب کرتے تھے گوالیر - اجمیر - رسائن - سیکری -
کالپی - چندیری - بوندی - گگراؤں - رامپور الور کے راجہ
اس کے باج گزار تھے - راج کی شمالی حد پر پیلا کھل
(متصل بیانہ) مشرق میں دریائے سلدہ - جنوب میں
مالوہ - مغرب میں میواڑ کے پہاڑ تھے - بابر نے واقعات
بابری میں لکھا ھے - جب میں کابل میں تھا تو رانا

نے رفیقانہ مراسلے لکھے اور وکیل بھیجے کہ جب آپ دلی کی طرف کوچ کرینگے تو میں آگرہ پر حملہ کروں گا - مگر جب میں نے ابراھیم کو شکست دی اور دلی سے آگرہ تک فتح کر لیا تو اس نے میری بات تک نہ پوچھی - اور تھوڑے دنوں بعد کندھار کا محاصرہ کر لیا - کندھار حسن ادی لکن کے پاس تھا - وہ اگرچہ خود میرے پاس نہیں آیا مگر کئی دفعہ وکیل میرے پاس بھیجے - یہاں اٹاوہ - دھولپور - گوالیار - اور بیانہ میرے پاس نہ تھے - افغانوں نے پورب میں شور و فساد مچا رکھا تھا اس سبب سے میں اُسے کمک نہ بھیج سکا - اور اُس نے لاچار ھو کر قلعہ رانا سانگا کے حوالے کر دیا - قلعہ مذکور رن تھنبور سے چند میل مشرق کی جانب ھے - اور نہایت مستحکم ھے - مہدی خواجہ کے خط میرے پاس آگرہ میں آئے - کہ رانا بڑھا چلا آتا ھے - تمام ھندو راجہ اُس کے ساتھہ ھیں - اور حسن خان میواتی بھی شریک ھو گیا ھے -

غرض کہ ۱۳ - جمادی الثانیہ سنہ ۹۳۳ ھ کو نواح موضع خانوادہ مضافات بیانہ ( ریاست بھرتپور میں ھے ) پر بابر اور رانا سانگا سے مقابلہ ھوا - یہ لڑائی اس شان کی تھی کہ بابر اور اُس کی فوج کی جانوں پر بنی ھوئی تھی - رانا کے ساتھہ بڑے بڑے راجہ مہا راجہ ٹھاکر سردار ھندو مسلمان اپنی اپنی فوجیں

لیکر شریک ہوئے تھے - کل فوج کی تعداد دولاکھ ایک ہزار تھی
بابر کی فوج میں کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی - اسی
حالت ناامیدی میں بابر نے اپنے شراب پینے کے کل طلائی
ظروف توڑ کر منت مانی - کہ اگر راناسانگا پر فتح
پاؤنگا تو آئندہ کبھی شراب نہ پیونگا - اب اسے قدرت
الہی کا تماشا سمجھئے - یا اتفاق وقت خیال کیجئے کہ ناکامی
مبدل بہ کامیابی ہو گئی - بڑے سخت معرکے کے بعد جس
میں بہت سے راجہ ٹھاکر اور مسلمان سردار مارے گئے رانا
سانگا نہایت ذلت سے رن سے بھاگا - اور بابر اور اُس کے ساتھی
یہ شعر پڑھتے ہوے ہنسی خوشی واپس ہوے —

اے گر بہک چرانہ نشستی بجاے خویش
بابر پنجہ کردی و دیدی سزاے خویش

رانا سانگا - سنہ ۹۳۴ ھ میں مرگیا - کوئی کہتا ہے کہ اجل
طبعی سے مرا - کسی کا بیان ہے کہ بی بی نے زہر دیا —

**رانا اودے سنگھ**

رانا کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹوں میں چند
روز تک لڑائی جھگڑا ہوتا رہا - آخر میں
سب سے چھوٹا بیٹا اُدے سنگھ گدی پر بیٹھا - اس کے عہد
میں اکبر نے سنہ ۹۷۵ ھ میں * قلعہ چتوڑ اور
سنہ ۹۷۶ ھ میں + قلعہ رنتھنبور فتح کیا اُدے سنگھ
پہاڑوں میں گھس گیا - اسی کے عہد میں اکبر کے حکم

---

* دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواھہ کا حال —

+ رائے سرجن ھاڈا کے حال میں دیکھو —

سے اول مرزا شمس‌الدین نے قلعہ میرٹھہ پر فوج کشی کی جیمل رانا کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا ۔ اُس نے بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا ۔ مگر آخر کو شکست کھاکر بھاگ گیا ۔ اور سنہ ۹۲۹ ھ میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا ۔
اُدے سنگھہ نہ دربار اکبری میں حاضر ہوا ۔ نہ اطاعت پر راضی ہوا ۔ اس نے پیچ در پیچ گھاٹیوں کے جال میں اپنے نام پر اُدے پور آباد کیا ۔ ایک گھاٹی میں کئی طرف سے بند باندہ کر ایک جھیل بنائی ۔ وہ اب اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے ۔ وہ عرصہ دراز تک بدنامی اور بے لیاقتی کے ساتھہ حکومت کر کے ۴۲ برس کی عمر میں مر گیا —

| رانا پرتاب | اُس کے بعد پرتاب اس کا بیٹا جانشین ہوا ۔ وہ بیشک خاندان کا نام روشن کرنیوالا تھا ۔ |
|---|---|

اگر رانا سانگا کے بعد وہی گدی پر بیٹھتا تو بابر اور اُس کی اولاد کو دم نہ لینے دیتا ۔ اکبر نے بھی ہزار جتن کئے مگر اس کی گردن نہ جھکی نہ دربار میں آیا ۔ کئی معرکے * ہوئے شکست کھا کھا کر پہاڑوں میں جا گھسا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوا ۔ سنہ ۴۱ جلوس میں مر گیا —
اُس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا امر سنگھہ گدی پر بیٹھا ۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر شاہزادہ پرویز

* مرزا راجہ مان سنگھہ کے حال میں دیکھو —

کو بہت سے امیروں کے ساتھ اس کی سرکوبی کے واسطے
روانہ کیا ۔ اسی عرصے میں شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی
اور شاہی فوج رانا کے چھوٹے بیٹے باگھہ کو ساتھہ لیکر
واپس چلی آئی ۔ اس کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ
اور پھر خانخانان مہابت خان اس مہم پر مامور ہوئے
مگر کوئی قابل اطمینان نتیجہ نہ نکلا ۔ سنہ ۹ جلوس میں
جہانگیر نے شاہزادہ خورم ( شاہجہان ) کو اس مہم پر
مامور کیا ۔ اس مرتبہ رانا شاہی فوج کی ٹکر نہ اُٹھا سکا ۔
اور مع اپنے بیٹے رانا کرن کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر
ہوکر پیشکش پیش کرنے پر مجبور ہوا اور بادشاہ کی
اطاعت و فرمان برداری کا حلف اٹھا کر کرن کو ملازمت
شاہی کے واسطے دربار میں روانہ کیا ۔ + سنہ ۱۴ جلوس
جہانگیری میں اُس نے انتقال کیا —

کرن نے دربار جہانگیری میں حاضر ہوکر معمولی ادب
و آداب کے بعد بادشاہ کو سجدہ کیا ۔ اور حسب الحکم
اُمرائے دست راست کے زمرے میں کھڑا ہو گیا ۔ بادشاہ
نے اُسی وقت خلعت پہنوا کر شمشیر مرصع کمر سے بندھوائی
اور دلداری اور خاطر داری میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ
رکھا ۔ خود لکھا ہے " چونکہ کرن کو ہمیشہ پہاڑوں میں
رہنے کی وجہ سے کبھی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں
ہوا لہذا وحشی مزاج ہے ۔ ایسے وحشی کے رام کرنے

---

+ عمدۃ الملک راجہ بکرماجیت سندر داس کا حال دیکھو ۔

کے واسطے میں نے روزانہ نئی نئی نوازشوں سے سرفراز
کرنا مناسب سمجھا ۔۔ چنانچہ دوسرے دن خنجر مرصع
اور تیسرے دن عراقی گھوڑا معہ زین مرصع کے اپنی
طرف سے ۔ اور خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور
اسپ و فیل نورجہاں بیگم کی طرف سے مرحمت کیا۔
اس کے بعد نہایت قیمتی مروارید کی تسبیح ۔ تین باز
تین جرے ۔ ایک قبضہ شمشیر ۔ ایک بکتر ۔ ایک
جوشن ۔ دو انگوٹھیاں جن میں سے ایک میں لعل کا
اور دوسری میں زمرد کا نگینہ تھا عطا کیں ۔ آزر
آخیر مہینے میں ہرقسم کے کپڑے ۔۔ ہرقسم کی خوشبوئیں
طرح طرح کے طلائی برتن سو خوانوں میں چن کر اور
احدیوں کے کندھوں پر رکھا کر دربار میں منگائے اور
معہ دو اہل گجراتی کے کرن کو مرحمت فرمائے "۔
غرض کہ اسی قسم کی نوازشوں سے مفتخر کرکے بادشاہ
نے منصب پنج ہزاری ذات و سوار پر سرفراز کیا ۔
اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا ۔ اس کے بعد
اسی سال ( سنہ ۱۰ جلوس ) کرن کا بھتا جگت سنگھ
حاضر دربار ہوا ۔۔ اور نوازش ہائے شاہانہ سے مالا مال
ہو کر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس
گیا ۔ رخصت کے وقت بھی بادشاہ نے خلعت کے ساتھ
بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا ۔ ایک ہاتھی ۔ ایک

پیش قیمت شال جگت سنگھہ کو اور پانچ هزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت هرداس جھالا کو مرحمت کیا —

سنہ ۱۱ جلوس میں رانا کرن پھر حاضر دربار هوا - اور چند روز حاضر دربار رہ کر خلعت اور انعام و اکرام سے مفتخر هو کر واپس گیا - سنہ ۱۳ جلوس میں جب بادشاہ گجرات سے واپس آ رہے تھے رانا امرسنگھہ اور رانا کرن دونوں ملازمت میں حاضر هوے —

سنہ ۱۴ جلوس میں رانا امرسنگھہ کی وفات کے بعد بادشاہ نے کرن کو خطاب رانا سے موصوف کرکے خلعت اور هاتھی اور گھوڑا اُس کے واسطے ارسال کیا - اور جگت سنگھہ اور راجہ بھیم سنگھہ پسر رانا امرسنگھہ کو جو ملازمت شاهی میں تھے - خلعت تعزیت مرحمت هوا —

سنہ ۱۰۳۸ ھ میں جب شاهجہان باپ کی وفات کے بعد جنیر سے اکبرآباد آ رہے تھے - راستے میں رانا کرن ملازمت میں حاضر هو کر عنایت خسروانہ سے سرفراز هوا - اور اسی سال وفات پائی —

جگت سنگھہ سنہ ۱۰۳۸ ھ میں باپ کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر هوا - بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک هزار سوار کے ساتھہ مہم دکن میں خدمت بجا لاے - باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اس کو خطاب رانا سے موصوف کر کے منصب پنجهزاری ذات - پنجهزار سوار سے سرفراز کیا —

سنہ ۷ جلوس میں کلیان جھالا کے ساتھہ پیشکش ارسال کی ۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ ۔ اور اسپ و فیل معہ ساز و سامان کے ارسال کیا —

سنہ ۹ جلوس میں پھر پیشکش ارسال کی ۔ اور خلعت و شمشیر اور سر پیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا —

سنہ ۱۰ اور سنہ ۱۷ اور سنہ ۱۸ جلوس میں راج کنور رانا کا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا ۔ اور انعام و اکرام سے سر فراز ہوا ۔ سنہ ۲۶ جلوس میں جگت سنگھہ نے انتقال کیا —

**رانا راج سنگھہ** | جگت سنگھہ کے مرنے کے بعد شاهجہان نے راج کنور کو خطاب رانا راج سنگھہ سے موصوف کرکے منصب پنجہزاری ذات ۔ پنجہزار سوار سے سر فراز کیا ۔ عالمگیر کے عہد میں سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت و جمدھر مرصع ارسال ہوا ۔ سنہ ۲۲ جلوس میں راٹھوروں کے ساتھہ اس نے بغاوت اختیار کي ۔ شاهی فوجیں سرکوبی پر مامور ہوئیں ۔ رانا ملک چھوڑ کر پہاڑوں میں بھاگ گیا ۔ شاهی فوج اُدے پور اور کل ملک پر قبض ہوگئی ۔ شاهزادہ محمد اعظم شاہ رانا کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ آخر کار سنہ ۲۴ جلوس میں جزیہ کے عوض میں دو پرگنہ نادل پور

اور بعد پور دیگر شاہزادہ مذکور کے توسل سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا - اور شاہزادہ کی سفارش سے قصور معاف ہو کر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سر فراز ہوا - اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا اسی سال اس نے وفات پائی - بادشاہ نے خلعت تعزیت اُس کے بڑے بھائی جے سنگھ کے پاس بھیجکر خطاب رانا عطا کیا - اور منصب پنجہزاری پر سر فراز کیا —

**اندر سنگھ بہادر سنگھ**

سنہ ۴۳ جلوس میں اندر سنگھ رانا راج سنگھ کا بیٹا حاضر دربار ہو کر منصب دو ہزاری - ہزار سوار سے مفتخر ہوا - اُس کا دوسرا بھائی بہادر سنگھ بھی اسی سال منصب ہزاری - پانصد سوار سے سر فراز ہوا —

**رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے بت**

جہانگیر نے سنہ ۱۱ جلوس میں رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے سنگ مرمر کے بت تیار کرا کے قلعہ آگرہ میں جھرو کہ درشن کے نیچے پائین باغ میں نصب کرائے تھے - افسوس ہے کہ اب قلعہ میں ان بتوں کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا —

## راؤ کرن بیکانیری

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا - اپنے باپ

کی وفات کے بعد سنہ ۴ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا۔ اور حسب قاعدہ سابق بھکانیر جاگیر میں مرحمت ہوا۔

سنہ ۵ جلوس میں حاضر دربار ہوکر وزیر خاں کے ساتھہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا۔

سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سر بلند ہوکر بجاے سعادت خاں کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا۔

۲۳ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سوار اور سنہ ۲۶ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات۔ دوہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ جب دولت آباد کی حکومت شاہزادۂ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی۔ یہ شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی میں دکن میں بدستور تعینات رہ کر وہاں کی مہمات میں شریک ہوتا رہا۔

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں جب شاہجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے جملہ امراے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا۔ راؤ کرن وہاں سے روانہ ہوکر بھکانیر چلا گیا۔ شاہنشاہ عالمگیر نے بھائیوں کے جھگڑے سے فارغ ہوکر سنہ ۳ جلوس میں امیر خاں خوافی کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اس سے سواے اس کے کچھہ بن نہ پڑا کہ امیر خاں کے ساتھہ دربار میں چلا آیا۔ اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ

نے تصور معاف فرما کر اور منصب سہ ہزاری ذات - دو
ہزار سوار پر سر بلند کرکے دکن میں تعینات کیا سنہ ۹
جلوس میں دلیر خاں داؤد زئی کے ساتھہ زمیندار چاندہ
کی سرکوبی پر متعین ہوا - وہاں کچھہ ایسا قصور سرزد
ہوا - کہ جاگیر بیکا نیر - اور سرداری قوم اور منصب سے
برطرف کیا گیا - اسی حالت میں بیمار پڑ گیا - اور سنہ
۱۰ جلوس ۱۰۷۷ ھ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا —

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر دکن اور پچھم
کے گوشہ میں راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اس کے نام
سے آباد ہے —

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے - انوپ سنگھہ ' پدم سنگھہ '
کیسری سنگھہ ' موہن سنگھہ - سوائے انوپ سنگھہ کے جس
کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے سب نے لا ولد انتقال کیا -
موہن سنگھہ پر شاہزادۂ محمد معظم کی خاص نظر عنایت
تھی - اس وجہ سے شاہزادے کے سب نوکر اس سے حسد
رکھتے تھے - ایک دن شاہزادے کے میر تزک محمد شاہ
کا پالتو ہرن موہن سنگھہ کے احاطہ میں چلا گیا -
محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھہ سے تقاضا کیا - دونوں
میں باتوں باتوں میں ایسی بات بڑھی کہ تلواریں کھنچ
گئیں - محمد شاہ کے کئی آدمی اس وقت اور موجود
تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھہ کو زخمی کیا -
پدم سنگھہ اور موہن سنگھہ دونوں بھائیوں میں عرصے

سے عداوت چلی آتی تھی - جب اس نے یہ حال سنا - برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھہ میں لے کر موقع واردات پر جا پہنچا اور ایک ھی وار میں محمود شاہ کا کام تمام کر دیا - اور موھن سنگھہ کو پالکی پر سوار کراکر اپنے قیام گاہ کو روانہ ھوا - راستے میں موھن سنگھہ بھی مر گیا - جب شاھزادے کو یہ حال معلوم ھوا بہت افسوس کیا - اور بدم سنگھہ سے کچھہ باز پرس نہ کی —

## راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ

بھداور اس قطعہ ملک کو کہتے ھیں جس میں بھدوریہ گوت کے راجپوتوں کی آبادی ھے - یہ آگرہ سے چودہ پندرہ کوس پورب ارنوتہ ندی کے پار سے دریاے جمنا کے حدود کے اندر اور دریاے چنبل کے دونوں طرف واقع ھے تحصیل باہ ضلع آگرہ کا کل علاقہ اور کچھہ علاقہ چنبل پار ریاست گوالیار کا بھداور میں شامل ھے - بھدوریہ راجپوت زمانہ قدیم سے دلاوری اور شجاعت میں مشہور ھیں یہ اکثر شاھان سلف سے سرتابی کرتے رھتے تھے - خانخانان بیرم خاں آدم خاں سے ناراض تھا اس نے یہ ملک اس کی جاگیر میں دیدیا - آدم خاں سنہ ۳ جلوس میں بہادر خان خانجہاں

سید محمد محمود بارھہ شاہ قلی خاں محرم - صادق خاں وغیرہ کے ساتھ تھکانت (پرگنہ باہ میں ایک موضع ھے) میں جو اس وقت پرگنہ کا صدر مقام تھا پہنچا - اور نہایت بہادری سے اس قوم کے سر گروہ کو جو نہایت مفسد تھا - گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا اور جب وہ اطاعت پر راضی نہ ھوا تو اکبر نے اسے ھاتھی کے پاؤں کے نیچے کچلوا دیا مکتمن بھدوریہ کو اس قوم کا سرگروہ مقرر کر کے منصب پانصدی سے سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف کیا - یہ سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات اور سنہ ۳۰ جلوس کی مہم سوار با درۃ میں شریک تھا - سنہ ۴۰ جلوس کے بعد منصب ھزاری سے مفتخر ھوا —

**راجہ بکرماجیت بھدوریہ** | راجہ مکتمن کے بعد جہانگیر نے بکرماجیت کو اس کا جانشین مقرر کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا - وہ اول عبداللہ خاں فیروز جنگ کے ساتھ مہم رانا پر متعین ھوا - اس کے بعد صوبۂ دکن میں مامور ھوا - اور مہمات دکن میں خدمات انجام دیتا رہا - سنہ ۱۱ جلوس میں وھیں مر گیا —

**راجہ بھوج بھدوریہ** | راجہ بکرماجیت کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بھوج دکن سے دربار میں حاضر ھوا - اور سو اشرفیاں پیشکش کیں - جہانگیر نے اس کو

خطاب راجگی سے مفتخر کر کے باپ کے منصب اور جاگیر پر سرفراز کیا ــ

راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ | اس کے بعد شاہجہاں کے عہد میں کشن سنگھہ بھدوریہ سردار قوم مقرر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا پہلے سال جلوس میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ ججھار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر تعینات ہوا - سنہ ۳ جلوس میں امیرالامراء شایستہ خاں کے ساتھہ مہم بیجا پور میں شریک ہوا - سنہ ۶ جلوس میں قلعۂ دولت آباد کے محاصرے اور تسخیر میں شجاعت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر مورد نوازش ہوا - سنہ ۷ جلوس میں خانزماں کے ساتھہ ساہوجی بھونسلا کی سرکوبی پر متعین ہوا ــ

سنہ ۱۰۵۳ ھ میں جب کہ منصب هزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا انتقال کیا - چونکہ اس کی خاص رانی سے کوئی اولاد نہ تھی اور باندی سے جو بیٹا تھا وہ حسب رواج خاندان جانشین نہیں ہو سکتا تھا - لہذا بادشاہ نے بدن سنگھہ کو جو اس کے چچا کا پوتا تھا جانشین مقرر کیا - اس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے ــ

## کیرت سنگھہ کچھواھا

مرزا راجہ جے سنگھہ کچھواھہ کا چھوٹا بیٹا تھا -

سنہ ۲۳ جلوس شاہجہانی میں منصب ہشت صدی ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز ہوکر کاما پہاڑی کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔ اور اس ملک کو فساد پیشہ میواتیوں سے جو چوری اور ڈکیتی کا پیشہ کرتے تھے۔ پاک و صاف کیا۔ سنہ ۲۸ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ ہشت صد سوار پر سربلند ہوکر نواح آگرہ کا فوجدار مقرر ہوا۔

عالمگیر کے عہد میں اول اسی عہدے پر مامور رہا۔ سنہ ۱۰۷۵ھ میں باپ کے ساتھ سیوا جی کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس مہم میں نہایت شجاعت و بہادری سے خدمتیں بجا لایا۔ اس کے صلے میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اس کے بعد باپ کے ساتھ مہم بیجاپور میں شریک ہوا۔ اور باپ کی وفات کے بعد منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ اور بدستور سابق دکن میں متعین رہا۔ اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۸۴ھ میں انتقال کیا —

# راے کاشی داس

شاہجہاں کے عہد میں اہل قلم کے زمرے میں ملازم ہوکر سنہ ۵ جلوس میں خدمت دیوانی اور امیلی چکلہ

سهولت پر مفتخر ہوے - وہاں سے ترقی پاکر دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہوگئے - بعد اس کے صوبۂ کابل کے بخشی مقرر ہوے - سنہ ۱۱ جلوس میں زادہ جگت سنگھ کے ساتھہ ایرانی فوج کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوے - اور اس مہم کی حسن خدمت کے صلے میں منصب ہزاری پر سرفراز ہوے - سنہ ۱۷ جلوس میں کابل سے دربار میں طلب ہوے - سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھہ پھر صوبہ کابل میں تعینات ہوے - سنہ ۲۰ جلوس میں دارالخلافت آگرہ کے دیوان مقرر ہوے - اس کے بعد صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر تبدیل ہوے -

## کانہوجی دکھنی

مرہٹوں کا سردار اور ابتدا میں شاہان دکن کی ملازمت میں منسلک تھا - سنہ ۲۵ جلوس عالمگیری میں ملازمان شاہی میں منسلک ہوکر منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار پر سرفراز ہوا اور عقیدت و اخلاص سے دکن میں خدمات شاہی بجا لاتا رہا - سنہ ۴۹ جلوس میں منصب شش ہزاری ذات - شش ہزار سوار سے مفتخر ہوا - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا -

**ساندھاتا** | ساندھاتا اس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور نصرت جنگ کے ساتھہ تعینات تھا - سنہ ۴۹ جلوس

میں قلعہ سہپت گڈہ اور پر یچہت گڑہ تسخیر پر مامور ہوا ـــ

## رائے گوردھن سورج دھج

گنگا کے کنارے قصبہ کہاتی کے رہنے والے تھے۔ اول کچہری میں عرضی نویسی کے پیشہ سے تین چار پیسے روز پیدا کرکے ایام گذاری کرتے تھے۔ افلاس کی وجہ سے باو جود تنہا کے تانبے یا پیتل کی دوات بھی خرید کرنے سے معذور تھے۔ اسی عرصے میں ان کا ایک دوست هرکرن جو کنول کہالی کا رہنے والا تھا۔ ان کے پاس آیا اور اندیں کمانہ کرکے امید وارانہ حیثیت سے خواجہ ابوالحسن تربتی دیوان شہنشاہ جہانگیر کی کچہری میں لوا لے گیا جب ان دونوں کی عرضی خواجہ موصوف کی خدمت میں پیش ہوئی۔ دونو ں کو اپنے روبرو طلب کیا اور نظر قیافہ سے دونوں کی طرف دیکھکر کہا کہ هر کرن سیاق داں ہے مگر چور معلوم ہوتا ہے اور گوردھن بیوقوف ہے۔ خواجہ صاحب کو یہ کیا معلوم تھا کہ کسی وقت یہ ہی بیوقوف بڑے بڑے امیروں کو بیوقوف بناوے گا۔ غرضکہ هر کرن کو تیس روپیہ ماہوار اور گوردھن کو پچیس روپیہ ماہوار کی جگہ ملی ان کے لئے اس وقت یہ بھی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھی ـــ

خواجہ ابوالحسن کے بعد اعتمادالدولہ دیوانی کے عہدے پر سرفراز ہوے۔ انہوں نے اُن کی کاردانی کو دیکھکر پچاس

روپیہ ماہوار پر شاگرد پیشوں کا بخشی کردیا ۔ اب گوردھن کو اپنی لیاقت کے جوہر دکھانے کا موقع ملا اور انہوں نے ایسی لیاقت دکھائی کہ ان کی لیاقت اور کاردانی کو دیکھہ کر اعتمادالدولہ نے اپنی سرکار کے دیوان اور سرکار شاہی کے پیشکار دیوان کے عہدے پر سرفراز کردیا ۔ اس عہدے پر سرفراز ہوکر یہ اکثر بادشاہ کے سامنے بھی جانے اور خود کاغذات پیش کرنے لگے ۔ قاعدے کی بات ہے کہ جب اقبال رفیق حال ہوتا ہے تو عالم دلمہمات کو بھی مت کردیتا ہے اور خود بخود اسباب بہتری کے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ چنانچہ بہت جلد یہ اپنی مزاج دانی اور خدمت گذاری کی سفارش سے بادشاہ کے بھی منظور نظر ہوکر خطاب رائے سے موصوف ہوے ۔ رفتہ رفتہ ایسا اعزاز بڑھا کہ بڑے بڑے امرا ان کا منہ تکنے لگے مرزا عبدالرحیم خان خاناں تک ان کے در دولت پر حاضر ہوکر اپنے معاملات میں عرض معروض کرتے تھے —

ہمیشہ سے قاعدہ چلا آتا ہے کہ جس شخص کا عروج ہوتا ہے اُس کے بہت سے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں ۔

سنہ ۱۲ جلوس میں جب کہ بادشاہ گجرات کے دورہ میں تھے ۔ دریائے شور کی سیر کو تشریف لے گئے ۔ رائے صاحب بھی حضوری رکاب کی عزت سے مفتخر تھے ۔ ایک دن شام کے وقت جب کہ اندھیرا ہو گیا تھا دریا سے

اشنان کر کے واپس آ رہے تھے - راستے میں شریف الملک اعتماد الدولہ کے بخشی کے اغوا سے ایک شخص نے تلوار کا وار کیا جو خوبی قسمت سے خالی گیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - تحقیقات کا حکم دیا - اور اُس دن سے انہیں اور بھی زیادہ عزیز رکھنے لگے -

عصمت بیگم اعتماد الدولہ کی بیگم تھیں اعتماد الدولہ کو اُن کے ساتھ ایسی محبت تھی - کہ اُن کے مرنے کے بعد دو تین مہینے کے عرصے میں وہ بھی ان کے فراق میں چل بسے - یہ کسی بات پر رائے صاحب سے ناراض ہو گئیں بہتیرا چاہا کہ انہیں کسی قسم کا نقصان پہونچائیں - مگر کوئی نقصان نہ پہونچا سکیں —

اعتماد الدولہ کے مرنے کے بعد رائے گوردھن نور جہاں بیگم کی سرکار کے دیوان مقرر ہوئے - نور جہاں بیگم کل سلطنت کی مالک تھیں - ان کی بڑی عزت ایک سے ہزار ہو گئی - اور ان کا آفتاب اقبال خط نصف النہار پر پہونچ گیا —

سنہ ۱۰۳۵ ھ میں مہابت خان نے نمک حرامی سے جہانگیر کو اپنے قبضے میں کر لیا - افسوس اور سخت افسوس کہ رائے صاحب نے بھی باوجود اس اعزاز اور اقتدار کے بیوفائی سے اپنا منہ سیاہ کیا - اور بقول مولانا 'حالی' —

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ
پڑے رہ گئے جو نکل جاتے ہیں وہ

هر ایک سانچے میں جاکے ڈھل جاتے ہیں وہ
جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ

گرگٹ کی طرح فوراً ہی رنگ بدلا - اور مہابت خان کو بادشاہی خزانوں اور دفینوں کے راز سے مطلع کر کے اس کی سرکار کے دیوان بن بیٹھے - جب نور جہاں بیگم کی حسن لیاقت سے بادشاہ نے مہابت خان کے پنجے سے رہائی پائی - آصف خان نے رائے صاحب کو گرفتار کر کے قید خانہ کی ہوا کھلائی - اسی حالت قید میں تھوڑے دن بعد نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے چل دئیے —

رائے صاحب نے قاضی کھاڑی میں اپنے وطن میں پختہ فصیل - عالیشان عمارتیں - چوڑے چوڑے راستے - خوش نما دوہرا کے بازار تعمیر کر کر اس کو گوردھن نگر کے نام سے موسوم کیا - اپنے صرف سے تمام قصبہ کے مکانات نہایت سلیقے سے از سر نو پختہ تعمیر کرائے - اور رعایا کو آباد کر کے دوکانوں اور مکانوں کا کرایہ غریب اور مفلس رعایا - اور اہل حرفہ کے واسطے وقف کیا - ہزاروں گائے - بھینس - اونٹ - بکری - گھوڑا - گھوڑی - گنگا کی ترائی میں پال رکھی تھیں - ان کا دودھ - دہی - گھی رعایا کے صرف میں آتا تھا - لاہور کے راستے میں پختہ تالاب - سرائیں مسافروں کے آرام کے واسطے بنوادی تھیں - متھرا اور اجین میں دو عظیم الشان مندر اور تالاب تعمیر کرائے تھے —

# راجہ گردھر کچھواہا

راجہ رائے سال دربارى کے بیٹے تھے - سنہ ۱۳ جلوس جہانگیری میں منصب هزاری ذات - هشت صد سوار پر سرفراز هوئے —

سنہ ۱۶ جلوس میں منصب هزار دو صدی ذات - نہ صد سوار پر مفتخر هو کر مہم دکن میں متعین هوئے -

سنہ ۱۷ جلوس میں دربار میں حاضر هو کر منصب دو هزاری ذات - هزار و پانصد سوار پر سرفراز هو کر خطاب راجگی سے موصوف هوئے - اس کے بعد مہابت خان کی ماتحتی میں پھر دکن میں مامور هوئے —

ایک راجپوت کے قصاص میں ایک سید کا قتل کیا جانا —

سنہ ۱۸ جلوس میں لشکر شاهی متعینہ صوبۂ دکن میں عجیب فساد برپا هوا - سید کبیر کے ایک بھائی نے جو شاهزادۂ پرویز کی فوج میں نوکر تھا اپنی تلوار صیقل کرانے کے لئے ایک صیقلگر کو جس کی دوکان راجہ گردھر کے مکان کے پاس تھی دی - دوسرے دن سید اور صیقلگر میں مزدوری پر کچھہ جھگڑا هونے لگا - سید کے نوکروں نے غصہ میں آکر صیقلگر کے دو تین لکڑیاں ماریں - راجہ گردھر کے راجپوت سپاهیوں نے صیقلگر کی حمایت کی - اور سید اور اس کے نوکروں

کو مارنا شروع کیا ۔ اسی عرصے میں دو تین سید اور
آگئے یہ حال دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا ۔ اپنی تلواریں
سونت کر ان راجپوتوں پر حملہ کر دیا ۔ فریقین میں
زور شور سے تلوار چلنا شرو ہو گئی جب سید کبیر کو یہ
حال معلوم ہوا تیس چالیس سواروں کو ساتھ لے کر موقع
واردات پر جا پہنچا ۔ اور وہاں سے راجہ گردھر کے
مکاں پر روانہ ہوئے ۔ راجہ گردھر معہ اپنے بھائی بندوں
کے چوکے میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے سید کبیر کے
اس طرح آنے اور سادات کے غلبہ پانے کا حال معلوم
کر کے چوکے سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور اپنے سپاهیوں کو
حویلی کے اندر کرکے دروازہ بند کر لیا ۔ سید کبیر جلال میں
بھرے ہوئے راجہ کے دروازے پر پہونچے ۔
اور دروازہ بند پاکر آگ لگا دی ۔ اور
کود پھاند کر حویلی کے اندر گھس گئے ۔ وهاں پر راجپوتوں
اور سیدوں میں تلوار چلنا شروع ہوئی ۔ آخر کار راجہ
گردھر معہ چھبیس راجپوتوں کے مارے گئے ۔ چار سید
قتل ہوئے ۔ سید کبیر راجہ گردھر کے گھوڑے لے کر وهاں
سے چل دئیے —

جب لشکر کے راجپوت سرداروں کو یہ حال معلوم ہوا
اپنی اپنی فوجوں کو لے کر میدان میں جمع ہوے ۔
اسی طرح سادات بارہ جمع ہوکر سید کبیر کی امداد
کو پہونچے ۔ قریب تھا کہ فریقین میں کشت وخوں شروع

ہوجاے کہ مہابت خان سپہ سالار کو خبر پہنچ گئی -
اور اُسی وقت موقع واردات پر پہنچ گئے - اول حکمت
عملی سے سادات کو قلعہ کے اندر پہنچا دیا - پھر راجپوتوں
کے جوش کو دلداری اور خاطر داری اور تسلی و دلاسا
سے ٹھنڈا کرکے اپنے اپنے قیام گاہ کو واپس کیا - اور چند
خاص سرداروں کو ساتھہ لے کر خان عالم کی حویلی میں
گئے - اور اُن کو سمجھا بجھا کر نہایت اعزاز سے رخصت
کیا - دوسرے دن راجہ گردھر کے مکان پر گئے - اور اُنکے
بیٹوں نے زخم پر دلداری اور خاطر داری کا مرہم
رکھا - سید کبیر کو اُسی وقت حوالات میں بھیجدیا -
اور تحقیقات کے بعد راجہ گردھر کے قصاص
میں قتل کرا دیا - دوآرکا داس راجہ گردھر کا بیٹا تھا
جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے —

## راجہ گج سنگھہ راٹھور

راجہ سورج سنگھہ راٹھور کا بیٹا تھا - سنہ ۱۰ جلوس
جہانگیری میں باپ کے ساتھہ دربار جہانگیری میں حاضر ہوا
سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری میں باپ کے انتقال کے بعد
منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر
خطاب راجگی سے موصوف ہوا - اور متواتر ترقی پاکر
منصب پنجم ہزاری ذات و پنجم ہزار سوار سے

سرفراز ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں مہابت خاں اور شاہزادہ پرویز کے ساتھ شاہزادہ خورم (شاہجہاں) کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ اور جہانگیر کے آخیر عہد تک دکن میں تعینات رہا —

جب جہانگیر کی جہانگیری ختم ہوئی ۔ اور شاہجہاں نے تخت سلطنت کو رونق بخشی ۔ گج سنگھ دکن سے اول اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوگیا ۔ اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر پہلے ہی سال جلوس میں حاضر دربار ہوگیا ۔ شاہجہاں نے منصب سابقہ پر بحال کر کے خلعت ۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ ۔ شمشیر مرصع علم و نقارہ ۔ اور اسپ وفیل مرحمت فرمایا —

سنہ ۳ جلوس میں مہم نظام الملک اور اس کے بعد مہم بیجاپور میں متعین ہوکر کارہائے نمایاں انجام دئے —

سنہ ۹ جلوس میں دربار میں حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں ایک برس کی رخصت لےکر جودھپور روانہ ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں معہ اپنے بیٹے جسونت سنگھ کے واپس آیا ۔ اوراسی سال ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو انتقال کیا ۔ بادشاہ نے اُس کے چھوٹے بیٹے جسونت سنگھ کو جس کا حال لکھا جا چکا

ہےاس کی وصیت کے بموجب جانشین مقرر کیا - اور دوسرے
بیٹے امرسنگھ کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کرکے خطاب
راؤ سے موصوف کیا - اُس کا حال بھی قلمبند ہوچکا ہے—

راجہ گنج سنگھہ کی یادگار سے آگرہ میں اُس کا تعمیر کیا
ہوا محل اِسوقت تک موجود ہے جو محلۂ پیپل منڈی میں
کالے محل کے نام سے موسوم ہے—

## گوردھرداس گوڑ

راجہ بیٹھلداس گوڑ کا چھوٹا بھائی تھا - سنہ ۲ جلوس
شاہجہانی میں خانجہان لودی کے تعاقب میں مامور ہوکر
کار ہائے نمایاں انجام دئے —

سنہ ۹ جلوس میں قلعہ جھانسی کے فتح ہونے کے بعد
وہاں کا قلعدار مقرر ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہزاری ذات چہار صد
سوار پر سرفراز ہوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہزاری ذات - ہشت صد
سوار پر ترقی پائی —

سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات -
ہزار دو بست سوار سے ممتاز ہوا - اور مہمات قندھار
میں شریک ہو کر اپنی مردانگی کے جوہر دکھائے —

سنہ ۲۹ جلوس میں سیادت خاں کی جگہ منصب دو

هزاری پر مفتخر ہو کر اکبر آباد کا قلعدار مقرر ہوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو هزاری ذات - دو هزار سوار سے سر بلند ہو کر علاوہ قلعداری کے فوجداری اکبر آباد کی خدمت بھی سپرد ہوئی —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سمو گڈھ کی لڑائی میں دارا شکوہ کی فوج میں تھا - اور عالمگیر نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیر کے عہد میں بھی خدمت شاہی میں سرگرم تھا —

## گوکل داس سیسودیہ

شاهجہاں کے عہد میں سنہ ۱۰ جلوس تک منصب نہ صدی ذات - پانصد سوار پر سر فراز تھا - سنہ ۸ جلوس میں مہم ساهو جی بھونسلا میں شریک ہوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب هزاری ذات پانصد سوار اور سنہ ۱۲ میں منصب هزاری ذات - شش صد سوار پر سر فراز ہوا - سنہ ۱۴ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ہو کر راجہ جگت سنگھ کی سر کوبی پر متعین ہوا - اور اُس کے ملک کے فتح ہونے کے بعد دستاں کی حکومت پر سر بلند ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں شاهزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر مامور ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں منصب هزاری ذات - هشت صد سوار پر سر فراز ہو کر

شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں علامی سعداللہ خان کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار پر سر بلند ہوا —

## گوردھن راٹھور

ابتدا میں راجہ گج سنگھ راٹھور کی سرکار میں ملازم تھا۔ سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی میں ۱۶۔ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۹ ھ کو ملازمان شاہی میں منسلک ہو کر منصب ہفت صدی پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس میں ۱۰۔ شعبان سنہ ۱۰۵۴ ھ کو بجائے سیو رام گور کے قلعہ آسیر کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہشت صدی ذات ۔ چہار صد سوار پر سر بلند ہوا۔ اس کے بعد مہم قندھار وغیرہ میں شریک ہو کر خدمات ۔ ۔ بجا انجام دیتا رہا۔ سنہ ۔ ۔ ۔ ھ میں راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں تعینات ہوا۔ اور جنگ اجین میں شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا —

## گوپال سنگھ چندراوت

محکم سنگھ کا بیٹا ۔ اور راؤ امر سنگھ چندراوت کا

پوتا تھا - سنہ ۳۳ جلوس عالمگیری میں حاضر دربار ھوکر
ملازمان شاھی میں منسلک ھوا - اور پرگنہ رام پور جاگیر
میں قرار پا یا - رتن سنگھہ اُس کا بیٹا وطن میں تھا
اُس نے باپ سے بغاوت کی اور جاگیر پر قابض ھو گیا -
گوپال سنگھہ بلا اجازت شاھزادہ بیدار بخت کے پاس سے بھاگ
گیا - جب بیٹے کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی وھاں سے بھاگ
کر رانا کے ملک میں چلا گیا - سنہ ۴۶ جلوس میں پھر
حاضر دربار ھوکر عفو تقصیر کا خواستگار ھوا - بادشاہ نے
تصور معاف کر کے گولاس کا قلعدار کر دیا - سنہ ۴۰ جلوس
میں کسی قصور پر وھاں سے معطل ھو کر طلب ھوا لیکن
حاضر نہیں ھوا اور سرھٹوں سے جاملا پھر اُس کا کچھہ
حال نظر سے نہیں گذرا —

## راجہ گوپال سنگھہ گوڑ

راجہ گو پال سنگھہ کے بزرگ اندر کھی صوبہ الہ آباد کے
زمیندار اور ھمیشہ سے راجگان اوندچھہ (اُرچھا) کی ملازمت
کیا کرتے تھے - بہادر سنگھہ راجہ گوپال سنگھہ کے دادا نے
عالمگیر کے عہد میں بغاوت کی اور معہ اپنے بیٹے بھگونت
سنگھہ کے جو راجہ گوپال کا باپ تھا ملوک چند نائب
صوبہ دار مالوہ کے ھاتھہ سے مارا گیا - باقی اولاد وطن
سے بھاگ کر ادھر اُدھر جا بسی - راجہ گوپال سنگھہ نے

نواب نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی میں ملازمت شاہی اختیار کرلی - اور اُن کے ساتھ دربار سے دکن روانہ ہوا اور دکن کی مہمات میں کارہائے نمایاں انجام دیکر قلعہ قندھار ( صوبہ بدر ) کا قلعدار مقرر ہو گیا - سنہ ۱۱۶۲ ھ میں اُس نے انتقال کیا - دلپت سنگھ - رتن سنگھ - راجے چند نرپت سنگھ چار بیٹے تھے - دلپت سنگھ باپ کے سامنے مر چکا تھا - راجہ گوپال سنگھ کی وصیت کے بموجب اجے چند قندھار کا قلعدار مقرر ہوا —

## راجہ گردھر بہادر

ذات کے ناگر برھمن تھے - ان کا باپ دیا رام شاہزادہ عظیم الشان کی سرکار میں ملازم تھا -- یہ اپنے چچا چھبیلا رام ناگر کے ساتھ رہے - جب چھبیلا رام الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور ہوے - یہ ان کی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوے - اور لشکر کو اپنی ذاتی لیاقت سے ترتیب دے کر شجاعت و بہادری میں نامور ہوے - سنہ ۱۱۳۱ ھ میں چچا کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوے —

امیرالامرا حسین علی خاں اور چھبیلا رام سے رنج

تھا - امیرالامرا نے انہیں معزول کراکر قلعۂ الہ آباد کو خالی کرانا چاہا - مگر انہوں نے قلعہ نہ چھوڑا امیرالامرا نے حیدر قلی خاں کو فوج دے کر قلعہ خالی کرانے کے واسطے روانہ کیا - مدت تک نامہ و پیام ہوتے رہے - آخرکار سنہ ۱۱۳۲ ھ میں راجہ رتن چند کے ذریعے سے صلح ہوگئی - دربار سے انہیں راجگی کے ساتھہ منصب پنج ہزاری اور صوبۂ اودہ کی صوبہ داری اور چند دیگر پرگنوں کی فوجداری کا خلعت ارسال ہوا - اور شروع جمادی الثانیہ سنہ ۱۱۳۲ ھ میں انہوں نے الہ آباد کا قلعہ خالی کردیا - اور اودہ روانہ ہوے —

سنہ ۱۱۳۳ ھ میں محمد شاہ نے انہیں دربار میں طلب کیا - اسی سال ان کی اور راجہ جے سنگھہ سوائی کی سفارش سے محصول جزیہ معاف ہوا - اسی سال جشن شادی کے موقع پر انہوں نے ایک لاکھہ روپیہ بادشاہ کی خدمت میں پیشکش کیا —

سنہ ۱۱۳۷ ھ میں مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوے —

سنہ ۱۱۳۹ ھ میں ملہر نے دکن سے مالوہ میں آکر لوٹ کھسوٹ مچائی - راجہ گردھر نے نہایت شجاعت و بہادری سے مقابلہ کیا - اور اسی لڑائی میں مارے گئے —

# رائے لونکرن کچھواھا

کچھواھا راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تھا -- پرگنہ سانبھر کی زمینداری قدیم سے اس کے خاندان میں چلی آتی تھی -- راجہ بہارا مل کے ساتھہ یہ بھی ملازمت اکبری میں داخل ہوا -- اور مزاج دانی اور خدمت گذاری کی سفارش سے اکبر کا منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے موصوف ہوا —

سنہ ۲۱ جلوس میں کنور مان سنگھہ کے ساتھہ رانا اودے پور کی مہم پر مامور ہو کر شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے —

سنہ ۹۸۴ ھ میں اکبر نے راجہ بیربر کے ساتھہ راجہ ڈونگر پور کے پاس روانہ کیا -- راجہ مذکور اپنی بیٹی کو حرم سرائے شاہی میں داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض باتوں کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ انھوں نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راجہ نے انہیں کے ساتھہ اپنی لڑکی کو حرم سرائے شاہی میں بھیج دیا —

سنہ ۲۴ جلوس میں راجہ ٹوڈر مل کے ساتھہ مہم بنگال میں نہایت جانفشانی سے خدمتیں بجالایا سنہ ۲۸ جلوس میں مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے ساتھہ مہم گجرات میں متعین ہوا —

آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۴ جلوس تک منصب چہار صدی سے سرفراز تھا۔ لیکن اکبر اس کی حسن لیاقت اور نیک نیتی کی وجہ سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ رائے منوہر داس اس کا بیٹا تھا اس کا حال علاحدہ قلمبند کیا جائے گا —

## فرزند - مرزا - راجہ مان سنگھہ کچھواھا

مغلیہ خاندان کی تمام تاریخیں اس عالی خاندان راجہ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفوں سے مزین اور مرصع ہیں۔ ہندو امرا میں جو شہرت اس منتخب روزگار کے نام کو نصیب ہوئی وہ کسی کے نام کو میسر نہیں ہوئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کے عالی خاندان کی مبارک رفاقت اکبر کی ہمدم اور رفیق حال نہ ہوتی تو آج تیموری خاندان کے ہندو امرا کی ایسی وسیع فہرست نظر نہ آتی۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کی تاریخ میں جہاں اکبر کا نام سنہرے حروف سے لکھا چلا آتا ہے۔ وہیں راجہ مان سنگھہ کا نام بھی جگمگا رہا ہے۔ اکبر نے ہندوؤں کی تالیف قلوب کے لئے ان کا طرز معاشرت۔ رسم و رواج اختیار کرکے ان کے دلوں میں اپنی محبت کا بیج بویا۔ لیکن راجہ مان سنگھہ نے اپنے مذہب۔ رسم و رواج پر قائم

رهکر مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت اور عزت و عظمت کا ایسا نقش جمایا کہ وہ اس کے جھنڈے کے نیچے لڑنا اور جہاد اور اُس میں مارے جانے کو شہادت سمجھنے لگے - اکبر کی دلداری اور خاطرداری - اور مان سنگھ اور اس کے خاندان کی وفاداری اور جان نثاری کا اثر ہے - کہ باوجود اس کے کہ زمانہ بہت سے کچھ ہوگیا مدتیں گذر گئیں - کہ سلطنت مغلیہ صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوگئی مگر آج تک اس کا خاندان چغتائی خاندان کی محبت کا دم بھرتا ہے اور بے تعصبی میں شہرۂ آفاق ہے - اور نظر غور سے دیکھنے والوں کے نزدیک بہت سی باتوں میں یہ اثر صاف طور سے محسوس ہوتا ہے * —

راجہ مان سنگھ کے دادا راجہ بہارا مل اور باپ راجہ بھگوان داس کے حالات علحدہ قلمبند ہو چکے ہیں - یہ سنہ ۹۶۸ ھ میں رتن پور کے مقام پر باپ کے ساتھ دربار اکبری میں حاضر ہوے - اکبر نے دونوں باپ بیٹوں کو ساتھ لیا - اور دار الخلافت کو روانہ ہوے - اور راجہ بہارا مل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ ساماں کرکے

---

* مہا راجہ رام سنگھ والی جے پور کی بے تعصبی اور مسلمانوں پر خاص نظر عنایت ہونے کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں - اسلامی ریاستوں کی طرح ریاست جے پور میں بھی اب تک ہفتہ کی تعطیل جمعہ کے دن ہوتی ہے - وغیرہ وغیرہ —

جاله چلے آنا —

| مہم گجرات
سنہ ۹۷۹ ھ میں جب اکبر گجرات پر خود فوج لے کر گیا - راجہ مان سنگھ باپ کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوے اور میدان ہمت میں قدم جما کر ہمت مردانہ کے جوہر دکھاے *- باوجود اس کے کہ نوجوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہنچا - اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیوں کو سنبھالا تو مان سنگھ نے آگے بڑھ کر عرض کی "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "بندہا لشکر تقسیم افواج تواں کرد - وقت است کہ ہمہ یک دل و یک رو کار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا - "در ہر صورت قدمی پیشتر جاں نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص است" اکبر کو اس کی خاطر عزیز تھی چند بہادروں کے ساتھ آگے روانہ کر دیا —

| یلغار گجرات
سنہ ۹۸۰ ھ میں خان اعظم مرزا عزیز گجرات میں تھے - محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ مل گیا - دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے - اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف میں پھیل گئے - انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد میں گھس بیٹھے - غنیم نے ۱۴ ہزار لشکر جمع کرکے احمد آباد کا محاصرہ کیا -

---

* راجہ بھگوان داس کا حال دیکھو —

خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائیں
تو جانیں بچیں گی - ورنہ کام تمام ہے - اکبر فتح پور
میں دربار کر رہا تھا کہ دفعتاً یہ پرچہ پہنچا - اسی وقت
راجہ بھگوان داس - راجہ مان سنگھ اور عمدہ عمدہ
سرداروں اور سپاہیوں کو لیکر سانڈنیوں پر سوار ہوا
اور ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن میں نپیٹ کر ساتویں دن
گجرات سے تین کوس پر دم لیا - ملک الشعرا فیضی
اکبر نامہ میں جو سکندر نامہ کے جواب میں لکھنا
شروع کیا تھا - لکھتے ہیں —

بہ یک ہفتہ تا احمد آباد رفت
تو گوئی کہ بر مرکب باد رفت
یلان بر شتر ترکش اندر کمر
شتر چوں شتر مرغ در زیر بر

غرض کہ بڑا سخت معرکہ ہوا - مان سنگھ بھگوان داس
اور بہت سے راجپوتوں نے جانفشانی اور جانبازی کو حد سے
گذار دیا - محمد حسین مرزا قید ہو گیا - اختیار الملک
محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال
سن کر بے اختیار ہو گیا - اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا -
راستے میں سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا - اور
سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا - دو دن کے بعد
بادشاہ وہاں سے روانہ ہو کر دار الخلافت کو واپس آئے -
فیضی نے غزل سنائی —

نسیم خوش دلی از فتح پور می آید
که بادشاه من از راه دور می آید

> راجه مان سنگهه اور رانا پرتاپ کی ملاقات

ٹاڈ صاحب تاریخ راجستان میں لکھتے هیں که راجه مان سنگهه شعله پور کی مهم مار کر آتا تها۔ اودے پور کی سرحد سے گذرا۔ سنا که رانا پرتاپ کملمیر میں هے وهاں بهیجا اور لکها که آپ سے ملنے کو بهت دل چاهتا هے۔ رانا نے بهت خوشی سے مدعو کیا اودے ساگر تک خود استقبال کو آیا۔ اور جهیل کے کنارے ڈیرا کر ضیافت کا سامان کیا۔ جب کهانے کا وقت هوا تو رانا کا بیٹا امرا سنگهه آیا بیٹهے نے آکر کہا " رانا جی کے سر میں درد هے۔ وه اس وقت حاضری سے مجبور هیں۔ آپ کهانے پر بیٹهئے اور اچهی طرح کهائیے" مان سنگهه نے جواب میں کهلا بهیجا " که جو مرض هے عجب نهیں که وهی هے۔ جو میں سمجها هوں۔ مگر یه مرض تو لاعلاج هے۔ اور جب وهی مهمانوں کے آگے تهال نه رکهیں گے تو کون رکهے گا۔ رانا نے کهلا بهیجا " مجهے خود اس کا رنج هے۔ مگر کیا کروں۔ مجبور هوں که جس شخص نے اپنی بهن ترک سے بیاه دی تو اس کے ساتهه کهانا بهی ضرور کهایا هو گا " ۔ جب راجه مان سنگهه نے یه جواب سنا اپنے آنے پر بهت پچهتایا۔ اور دل پر سخت صدمه هوا۔ چاول کے چند دانے لیکر ان دیوی کو چڑهائے۔ وهی اپنی پگڑی میں رکهه لئے۔

اور چلتے وقت کہا - تیری عزت بچانے کو ہم نے اپنی عزت کھوئی - اور بہنیں بیٹیاں ترک کو دیں - تمہاری یہ ہی مرضی ہے کہ عزت میں رہیں تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اس لئے کہ اس ملک میں تمہارا گذر نہ ہو گا - جب گھوڑے پر سوار ہوا - رانا پرتاب بھی آ گیا - اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا " رانا جی اگر تمہاری شیخی نہ جھاڑوں تو میرا نام مان نہیں - رانا پرتاب بولا " ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا کسی بے لحاظ نے برابر سے یہ بھی کہا " جی اپنے پھوپھا ( اکبر ) کو بھی ساتھ لیتے آنا - جس زمین پر یہ ضیافت ہوئی تھی اسے کھدوایا - گنگا جل سے دھلوا کر چھڑک کیا - سب سرداروں نہائے - پوشاکیں بدلیں - گویا سب مان سنگھ کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے -

مہم رانا پرتاب | جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا - بہت غصہ آیا - چند روز بعد رانا پر فوج کشی ہوئی - سلیم کے نام سپہ سالاری ہوئی - مان سنگھ اور مہابت خاں ساتھ ہوئے - بادشاہی لشکر رانا کے ملک میں داخل ہوا - ہلدی گھاٹ کے میدان میں کشت و خون کا بازار گرم ہوا - راجہ اور ٹھاکر جانوں سے ہاتھ اٹھا کر شاہی لشکر پر آن گرے - رانا قرمزی جھنڈا لئے تیار تھا کسی طرح راجہ مان سنگھ نظر آئے - اور اس سے دو دو ہاتھ ہوں - یہ ارمان تو نہ نکلا

ایکی شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا ۔ اس پر حملہ کیا ۔ فیلبان مارا گیا ۔ مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا ۔ اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان بچ گئی ۔ یہاں بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے ۔ رانا پرتاب نے سات زخم کھائے مگر میدان نہ چھوڑا قریب تھا کہ اس کا خاتمہ ہو جائے ۔ اسی عرصے میں جہالا کا سردار دوڑا ہوا آیا ۔ اور اس بلا سے رانا کو نکال کر لے گیا ۔ خود مع جاں نثاروں کے مارا گیا ۔ مگر رانا بھاگ کر نکل گیا ۔ بائیس ہزار راجپوتوں میں فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں ۔ رانا پرتاب چتک نامی گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا ۔ دو مغلوں نے اس کے پیچھے گھوڑے ڈالے ۔ راستے میں ایک ندی آئی اگر چتک ذرا جھجکتا تو پھنس ہی گیا تھا مگر وہ ہرن کی طرح چاروں پتلیاں دھاڑ کر پانی پر سے اڑ گیا شام ہوگئی تھی ۔ اتنے میں پیچھے سے ایک سوار نے آکر اس کی بولی میں کہا ۔ او نیلے گھوڑے کے سوار " پرتاب نے پیچھے پھر کر دیکھا ۔ تو سکت سنگھ اپنے بھائی کو پایا ۔ یہ کسی خانگی بات پر بھائی سے خفا ہو کر نکل گیا تھا اور اکبر کی ملازمت اختیار کرلی تھی ۔ اور اس لڑائی میں شاہی لشکر کے ساتھ موجود تھا ۔ جب اس نے دیکھا کہ بڑا بھائی اس حالت سے ساتھ جان لے کر بھاگا ہے ۔ اور دو مغل اس کے پیچھے پڑے ہیں

تو خون نے جوش مارا - اور اس کے پیچھے ہو لیا موقع پاکر دونوں مغلوں کا کام تمام کردیا - اور بھائی سے جا ملا - سکت کے بچھڑے تھے گھوڑے سے اُتر کر خوب گلے ملے - یہاں چتک بیٹھ گیا - اور اس کا دم نکل گیا - سکت نے اپنا گھوڑا بھائی کو دیا - اور خود مغل کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلیم کے لشکر میں آیا - لوگوں سے کہا کہ پرتاب نے دونوں مغلوں کو مارا - اور ان کی حمایت میں میرا گھوڑا بھی مارا گیا - لشکر میں کسی کو یقین نہ آیا - آخر سلیم نے بلا کر کہا کہ سچ کہہ دو گے تو میں معاف کردوں گا - اس نے اصل حال کہہ دیا - شاہزادہ اپنے عہد پر قائم رہا اور اس سے کہا کہ تم اب اپنے بھائی کے پاس جاکر نذر دو اور وہیں رہو - چنانچہ وہ اپنے ملک میں چلا گیا -

| رانا کیکا ہندوستان کے مشہور راجاؤں میں تھا - وہ ملک میواڑ میں حکومت کرتا تھا - | مہم رانا کیکا |
|---|---|

جب سنہ ۹۷۵ ھ میں اکبر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کرلیا تو اس نے ہندوارہ کے پہاڑوں میں قلعہ گوکندہ تعمیر کیا - ملک کنبھیل آسیر پر جو ارولی پہاڑوں میں جانب شمال ادے پور سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے حکومت کرتا تھا اس نے اکبر کی اطاعت قبول نہ کی - سنہ ۹۸۳ ھ میں اکبر مع فوج کے اجمیر گیا - جب درگاہ ایک منزل رہی تو پیادہ ہوا - زیارت کرکے نذر و نیاز

چڑھائی - ایک دن درگاہ میں مان سنگھہ کو بھی ساتھہ
لے گیا دیر تک دعائیں اور التجائیں کیں - اور وہیں
رانا مذکور پر فوج کشی کی رائے قرار پائی - مان سنگھہ
کو خطاب فرزندی کے ساتھہ سپہ سالاری عنایت ہوئی
آصف خان میر بخشی - غازی خان بدخشی - شاہ غازی خان
تبریزی - مجاہد خان - سید احمد خان - سید ہاشم بارہ -
وغیرہ کو ہمراہ جانے کا حکم ملا - ملا عبدالقادر بدایونی -
صاحب منتخب التواریخ غازی اور آصف خان کے پہنچانے
کو اجمیر سے تین کوس تک ساتھہ آئے تھے - ان کے
دل میں بھی جہاد کا شوق پیدا ہوا - اسی وقت واپس
آکر اول شیخ عبدالنبی صدر اور اس کے بعد نقیب خان
سے بادشاہ سے اجازت دلا دینے کے واسطے کہا - نقیب خان
نے بادشاہ سے کہا - بادشاہ نے انہیں بلا کر دریافت کیا -
اور اجازت دی - اور رخصت کے وقت دونوں ہاتھوں
میں اشرفیاں ( ۹۵ تھیں ) بھر کر عنایت کیں —

غرض کہ راجہ مان سنگھہ وہاں سے روانہ ہو کر
حدود اودے پور میں داخل ہوئے - اور مانڈل گڈہ پر
ٹھیر کر لشکر کا انتظام کیا اور بلدیو کی گھاٹی سے نکلکر
کوکندہ پر جا پہنچے - رانا تین ہزار سواروں کے ساتھہ
مقابلہ پر آیا - اور اپنی فوج کے دو حصے کئے - ایک نے
ہراول شاہی پر حملہ کیا دوسرے نے جس میں خود رانا موجود
تھا - قاضی خان بدخشی پر جو دہانہ روکے ہوئے تھے حملہ کیا -
بادشاہی لشکر کے راجپوت بائیں طرف سے بھاگے لیکن سادات بارہ

نے نہایت شجاعت و بہادری سے رانا کو روکا - بہت سے
بھگوڑے ایسے بھاگے کہ پانچ چھہ کوس تک دم نہ لیا -
ایک دریا بیچ میں تھا - اس سے بھی پار ہو گئے -
لڑائی جاری تھی - اسی عرصے میں مہتر خان نے عجب
کام کیا گھوڑا اڑاتا نقارہ بجاتا آیا - کہ بندگان
بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے - اس منتر نے بڑا
اثر کیا - بھاگتے ہوے تھم گئے - بھاگے ہوے پلٹ پڑے -
اور غنیم کے پاؤں اکھڑ گئے -

اب رانا نے اپنے ہاتھیوں کو بادشاہی ہاتھیوں سے آن دھڑایا -
اور دو ہاتھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے - حسین خان بادشاہی
فیلبان مانسنگھہ کے آگے بیٹھا تھا - وہ گرا - مانسنگھہ خود آگے اڑہ
کر مہاوت کی جگھہ جابیٹھے اور اس استقلال سے ڈٹے کہ اس سے زیادہ
کیا ہوگا - ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی
کو بڑھایا یہ بڑا قوی ہیکل جنگجو ہاتھی تھا - بہت سے نوجوانوں
کو پامال کرکے صفوں کو چاک در چاک کردیا - کمال خان
فوجدار شاہی نے گجراج ہاتھی کو سامنے کیا - دیر تک
آپس میں ریل ڈھیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا
کہ اسی عرصے میں اقبال اکبری نے رام پرشاد کے مہاوت
کو قضا کی گولی ماری - وہ گرا - کمال خان نے ایسا
کمال دکھایا کہ سب دنگ ہوگئے - وہ نہایت پھرتی
سے کود کر رانا کے ہاتھی پر بیٹھا اتنے میں
مان سنگھہ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے - رانا کے ساتھہ

مان سنگھ کا مقابلہ ھوا - اوپر تلے کئی وار ھوئے آخر رانا نہ ٹھیر سکا - مان سنگھ کے ھاتھہ سے زخمی ھو کر بھاگا —

ملا عبدالقادر نے بھی اس لڑائی میں خوب تیر اندازی کی - جب فتح کے بعد رام پرشاد ھاتھی کے ساتھہ کسی سردار کے بھیجنے کی تجویز ھوئی تو آصف خاں نے ملا صاحب کے واسطے کہا - راجہ نے ھنس کر جواب دیا کہ ابھی یہاں بہت کام باقی ھے انھیں چاھئے کہ معرکہ میں ھر جگھہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کریں - ملا صاحب بولے کہ یہاں امامت کی کیا ضرورت ھے میں بادشاہ کی خدمت میں جاکر کرونگا - یہ جواب سنکر راجہ بہت ھنسے - اور تین سو سوار ان کے ساتھہ کر کے روانہ کیا - اور شکار کے بہانے سے ۲۰ کوس تک ان کے ساتھہ آئے اور سفارشی خط لکھکر ان کے حوالہ کیا - یہ رام پرشاد کو لیکر فتح پور میں آئے - بادشاہ کے سامنے اشرفیونکا ڈھیر لگا ھوا تھا ان سے لڑائی کا سب حال دریافت کیا اور دونوں ھاتھوں میں اشرفیاں ( ۹۶ - اشرفیاں ) بھر کر انھیں مرحمت فرمائیں —

**مہم حکیم مرزا**

سنہ ۹۸۹ ھ میں اکبر نے راجہ مان سنگھہ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا - اُس کا ایک ملازم

معصوم خاں دربار اکبری میں آکر درجہ امارت پر پہونچ گیا تھا - وہ بنگالہ میں دوسرے امیروں کے ساتھہ باغی ہوگیا - اور مرزا محمد حکیم کو عرضیاں بھیجکر هندوستان کے فتح کرنے پر آمادہ کیا - بھولا بھالا مرزا فوج لیکر پنجاب کی طرف بڑھا - ادھر سے مان سنگھہ شاهی فوج لیے هوئے راولپنڈی پہونچے - شادمان کوکہ مرزا حکیم کے ایک دلاور سردار سے مقابلہ ہوا - بڑی سخت لڑائی ہوئی - سورج سنگھہ مان سنگھہ کے بھائی نے ایسے حملہ هائے مردانہ کیے کہ اُسی کے هاتھہ سے شادمان زخم کھاکر خاک هلاکت پر گرا —

جب مرزا نے سنا کہ شادمان دنیا سے نا شاد گیا تو سخت غمناک ہوا - اور خود لشکر لیکر چلا - اکبر کا حکم راجہ مان سنگھہ کے نام پہونچا - کہ هم خود آتے هیں - مرزا کو آگے بڑھنے دو - اور روکو مت - مان سنگھہ حسب الحکم پیچھے هٹتے گئے اور وہ بڑھتا ہوا لاهور تک بڑہ آیا - راجہ بھگوانداس - اور مان سنگھہ معہ دوسرے سرداروں کے شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھہ رہے - جب اکبر سر هند تک آپہونچا - تو مرزا خواب غفلت سے بیدار هوکر بھاگا - راجہ مان سنگھہ حسب الحکم پشاور روانہ ہوئے - اور وهاں سے شاهزادہ مراد کے ساتھہ آگے بڑھے اور کئی خوں ریز معر کے مار کر مرزا کو شکست دی - اور کابل میں داخل

ہوئے پیچھے سے بادشاہ پہونچے - مرزا کی خطا معاف کی ۔
اور دوبارہ ملک بخشی کر کے چلے آئے - پشاور اور سرحدی ملک کا
انتظام اور اختیارات راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوئے راجہ نے اٹک
کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا - اور افغانیوں میں
بہت اچھی رسائی پیدا کی - اور سرحدی افغانوں کا
بھی ایسا بندوبست کیا کہ سر شوروں کی گردنیں
ڈھیلی ہو گئیں —

مہم کابل

سنہ ۹۹۳ ھ میں محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا ۔
بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا
کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کراو - جب مان سنگھ
نے دریائے اٹک کو عبور کیا - بڑے بڑے سرحدی پٹھان
اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے کابل میں پہونچکر
اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلوں کو
تسخیر کر لیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہو رہے
تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لا کر حکمت عملی کی
قید میں مسلسل کر لیا - اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو
وہاں چھوڑ کر بہت سے امیروں اور سرداروں کے ساتھ
راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایہ تخت کو بوسہ دیا - اکبر
بہت داداری سے پیش آیا پچیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپیہ
انعام میں دئیے - وظیفے اور جاگیریں مرحمت کیں - یوسف
زئی وغیرہ کہ سرحدی علاقہ مرحمت ہوا - کابل کی حکومت
پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوئے - اور جب وہ

بیمار پڑے تو مان سنگھ انکی جگہ روانہ کیے گئے -
غرض کہ کابل اور سرحدی علاقے میں ان کی خوبی لیاقت
سے خوب انتظام جم گیا - اور عبداللہ خاں اوزبک والی
توران بھی انکی کامیابیوں سے ایسا ڈرا کہ تحفہ ھائے شاھانہ
کے ساتھہ ایلچی بھیجکر عہد نامہ کرلیا —

**صوبہ داری بہار**

سنہ ۹۹۵ ھ میں دربار میں افغانستان
سے شکایتیں پہنچیں کہ راجپوت اہل
ملک پر زیادتیاں کرتے ھیں - اس پر اکبر نے
مان سنگھہ کو صوبہ بہار میں تبدیل کردیا - وھاں پھونچکر
انھوں نے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام وغیرہ
سرکشوں کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا -
اور اُن سے اطاعت کے ساتھہ تحائف گراں بہا لے کر ۵۴
ھاتھیوں کے ساتھہ دربار میں روانہ کئے —

سنہ ۹۹۷ ھ میں راجہ بھگوان داس نے لاھور میں
انتقال کیا - بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھہ فرمان
خطاب راجگی - اسپ با زین زرین - اور پنجم ھزاری
منصب کا خلعت ارسال کیا —

**مہم اُڑیسہ**

اسی سال راجہ نے اُڑیسہ پر چڑھائی کی -
قتلو خاں وھاں کا حاکم مارا گیا -
افغانوں میں پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ
سے آن ملے - جو باقی رھے ان سے آخر میں اس شرط
پر صلح ھوگئی کہ ملک میں اکبری خطبہ پڑھا جائیگا -

خراج اور تحائف سالانہ پیشکش کیا کرینگے جب حکم ہوگا ۔ ادائے خدمت کو حاضر ہونگے ۔ غرضکہ راجہ نے ۱۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُن سے لے کر دربار میں ارسال کئے —

جب تک عیسیٰ خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا ۔ چند سال کے بعد نوجوان افغانوں کی ہمت نے زور کیا ۔ انہوں نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا ۔ پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے ۔ مان سنگھ خود عہد شکنی کے لئے بہانا ڈھونڈھتے تھے ۔ فوج جرار لے کر مقابلہ پر آمادہ ہوئے ۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں ۔ بہادروں نے ہمت کے کارنامے دکھائے ۔ آخر کار مان سنگھ نے فتح پائی ۔ اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریائے شور تک پہونچا دیا ۔ جگناتھ کا ملک معہ بندر کے قبضے میں آ گیا ۔ شہر شہر میں اکبری خطبہ پڑھا گیا —

**صوبہ داری بنگالہ**

سنہ ۱۰۰۲ ھ میں جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادۂ خسرو کو جو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا ۔ منصب پنجہزاری پر سر فراز کر کے صوبۂ اُڑیسہ کو جاگیر میں مرحمت کیا ۔ راجہ مان سنگھ کو اتالیقی کا اعزاز بخش کر اُس کی سرکار کا انتظام بھی راجہ ہی کے سپرد کیا ۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالہ کی صوبہ داری پر مفتخر کر کے بنگالے روانہ کیا ۔ اور اُسی ملک پر اُن کی تنخواہ

متھرا دی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے دربار میں حاضر ہو کر اکبری اطاعت کا سجدہ کیا بادشاہ نے اس کے صلے میں راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جونند انعام میں مرحمت کیا —

بغاوت بنگالہ

سنہ ۱۰۰۷ ھ میں اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا۔ مان سنگھ کو بڑے بڑے امیروں کے ساتھ سپہ سالار کر کے ہمراہ کیا۔ بنگالہ کی حکومت جگت سنگھ اُس کے بیٹے اور اُس کے مرنے کے بعد مہان سنگھ جگت سنگھ کے بیٹے کو مرحمت کی۔ افغانوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کر کے بھدراک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی۔ اور چاروں طرف پھیل کر بنگالہ کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے۔ جہانگیر اُس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا۔ جب یہ حال سنا۔ رانا کی مہم ملتوی کر کے مان سنگھ کو بنگالہ روانہ کردیا۔ اور خود الہ آباد پہنچکر عیش کی بہاریں لوٹنے لگا۔ اکبر اس وقت قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مصروف تھا جب یہ حال سنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا اِس مہم سے واپس آنا۔ مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا —

مان سنگھ نے بنگالہ پہنچکر جا بجا فوجیں روانہ کیں اور تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایک عرصے کے بعد

بغاوت کی آگ بجھائی۔ اور ڈھاکہ میں آکر خاطرجمع سے
حکمرانی کرنے لگے —

سنہ ۱۰۱۳ ھ میں شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب
ملا۔ مان‌سنگھہ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رھکر
منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار پر مفتخر ھوے
اب تک کوئی ہندو مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے
آگے نہیں بڑھاتھا۔ پہلے پہلے یہ اعزاز اِسی نیک نیت راجہ
کو حاصل ہوا —

اُمراے اکبری میں راجہ مان‌سنگھہ اور خان‌اعظم مرزا
عزیز کو کلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت
کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان‌سنگھہ کا بھانجا۔اور
خان‌اعظم کا داماد تھا۔خان‌اعظم تو اس آرزو میں ایسے
مست تھے۔ کہ اپنے راز داروں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ
کاش ایک کان میں کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ھوگیا۔
اور دوسرے کان میں حضرت عزرائیل موت کا پیغام دے
دیں اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لوں
تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ھوگا راجہ مان‌سنگھہ کا
اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش میں
مصروف تھے۔ اکبر کو بھی یہ سب خبریں تھیں۔ مگر
جہانگیر کے ساتھہ اسے محبت نہیں بلکہ عشق تھا۔ جب
سنہ ۱۰۱۴ ھ میں بیمار پڑا مان سنگھہ اور خان اعظم دونوں
دربار میں موجود تھے۔ اور دونوں کے آدمی ہتھار بند چاروں

طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اکبر نے بعض خیر خواہان سلطنت سے مشورہ کر کے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالہ ٹالنا چاہئیے ۔ چنانچہ اُسی حالت میں راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت مرحمت کر کے حکم دیا کہ بنگالے چلے جاؤ باوجود اس کے کہ ۲۰ ہزار لشکر جرار اُن کی ذات خاص کا نوکر تھا - اور تمام قوم کچھواہا اور بہت سے ہندو مسلمان سردار اُن کے ذرا سے اشارے پر مارنے مرنے پر مستعد ہوسکتے تھے مگر انہوں نے اپنے آقا کی خوشی پر اپنی آرزو کو نثار کر دیا - اور خسرو کو لے کر بنگالہ روانہ ہوگئے - خان اعظم نے جب سنا کہ مان سنگھ معہ خسرو کے بنگالہ جاتے ہیں اُسی وقت اپنے قبائل کو اُن کے گھر بھیج دیا - اور کہلا بھیجا کہ اب میرا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں - راجہ نے جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت میں تم سے جدا نہ ہوں - مگر مجبور ہوں —

**اکبر کی وفات اور جہانگیر کی تخت نشینی**

بدھ کے دن ۱۲ - جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ ھ کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر میں دنیا سے انتقال کیا - اور شاہزادہ سلیم جہانگیر کے لقب سے تخت سلطنت پر بیٹھا - جشن تخت نشینی کے موقع پر سب اُمرا دربار میں طلب ہوئے - مان سنگھ بھی بنگالے سے آئے - جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتوں کو دل سے بھلا دیا - خود لکھتا ہے کہ

راجہ مان سنگھہ کو کہ جو میرے باپ کے وفادار اور معتبر امیروں میں تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا - اُس نے بعض باتیں ایسی کی تہیں کہ اپنے حق میں اس عنایت کی اُمید نہ رکھتا تھا - پھر بھی خلعت چارقب - شمشیر مرصع - اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت فرما کر بنگالہ کو جو پچاس ہزار سواروں کی جگہہ ہے روانہ کیا " —

بغاوت شاهزادہ خسرو | چند مہینے بعد شاهزادہ خسرو باغی هو گیا - جہانگیر کو مان سنگھہ اور خان اعظم کی طرف سے شبہہ هوا - مگر نہ تو عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھہ کے کار و بار میں کوئی تغیر کا اثر ظاهر کیا - نہ فرزانہ روز گار راجہ نے کوئی ایسی بات کی جس سے کسی قسم کی بیوفائی کے الزام کا مرتکب سمجھا جاتا —

آخر سال سنہ ۲ جلوس میں راجہ مان سنگھہ بنگالہ سے طلب هوکر دربار میں حاضر هوئے - اس موقع پر جہانگیر نے لکھا هے " راجہ مان سنگھہ نے قلعہ رتواس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار میں واقع هے آکر ملازمت کی - چھہ سات فرمان گئے جب آیا -- وہ بھی خان اعظم کی طرح منافقوں اور اس سلطنت کے پرانے پاپیوں میں سے هے - جو انھوں نے مجھہ سے کیا اور جو مجھہ سے ان کے ساتھہ هوا -- خدائے رازداں بخوبی جانتا هے کہ کوئی کسی سے اس طرح گذارہ نہیں کر سکتا -- راجہ نے سو هاتھی نر و مادہ پیشکش

گذرانے -- ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلانخاصہ میں
داخل ہوسکے -- چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے
نوجوانوں میں سے ہے -- اس لئے میں اُس کی خطائیں اس
کے منہ پر نہ لایا - اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا --

**سہم دکن اور وفات**

خانجہاں وغیرہ اُمرائے بادشاہی سہم
دکن میں کارنامے دکھا رہے تھے - راجہ
مان سنگھہ کو بھی میدان کار زار میں شجاعت و بہادری
کے دکھانے کا پھر جوش پیدا ہوا - اول رخصت حاصل کر کے
وطن گئے - پھر جہانگیر سے عرض کر کے دکن پہونچے
دو برس تک وہاں خدمتیں بجالائے - اور سنہ ۱۰۲۳ ھ
میں وہیں اس دار ناپائدار سے کوچ کر گئے --

**اولاد**

راجہ مان سنگھہ کی پندرہ سو رانیاں تھیں --
جب سرگباش ہوئے تو ساتھہ رانیوں نے ستی
ہو کر اُن کے ساتھہ رفاقت کا حق ادا کیا -- ہر ایک
رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی میں
مرتے گئے - جگت سنگھہ -- ہمت سنگھہ -- درجن سنگھہ
سبل سنگھہ -- سکت سنگھہ -- سگت سنگھہ - بھاؤ سنگھہ
جوانی کو پہونچے -- مگر سب اِن کو داغ مفارقت دے
دے کر ان کے سامنے ہی چل بسے -- صرف بھاؤ سنگھہ
کو جیتا چھوڑا -- جگت سنگھہ اور بھاؤ سنگھہ کا حال
علحدہ قلمبند ہوچکا ہے --

**ہمت سنگھہ**

ہمت سنگھہ بنگالہ میں باپ کے ساتھہ
تھا - سنہ ۱۰۰۵ ھ میں استلا سے اسہال

اورا سہال سے بد حال ہو کر انتقال کیا ۔ ہچکی لگ گئی تھی - اسی میں جان نکل گئی - شیخ ابوالفضل اکبر نامہ میں لکھتے ہیں " جواں مرد تھا - انتظام اور سر براہی کی لیاقت سرشت میں تھی - موقع وقت پر چوکتا نہ تھا ۔ اس کے مرنے سے تمام فوج کچھواہا میں کہرام مچ گیا ۔ بادشاہ کی دلداری نے زخموں پر مرہم رکھا ۔ سب کی تسلی ہوگئی —

**درجن سنگھ** | درجن سنگھ شاہی ملازمت میں منصب پانصدی پر سرفراز تھا - بنگالہ میں باپ کے ساتھ متعین تھا ۔ سنہ ۱۰۰۵ ھ میں عیسا خاں افغان نے بغاوت کی ۔ مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا ۔ سرداروں میں ایک نمکحرام غنیم سے مل گیا ۔ اور خبر دیتا رہا - دشمن ایک دگہہ بے خبر آن پڑا - سخت لڑائی ہوئی ۔ درجن سنگھ بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا —

**سبل سنگھ** | سبل سنگھ سنہ ۴۰ جلوس تک ملصب پانصدی پر سرفراز تھا —

**سکت سنگھ** | سکت سنگھ بھی ملازمان شاہی میں منسلک اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب چہار صدی پر سرفراز تھا —

**سکت سنگھ** | سکت سنگھ یہ بھی شاہی ملازمت میں داخل ۔ اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب دو صدی سے مفتخر تھا —

**راجہ مان سنگھہ کے اخلاق و عادات**

راجہ مان سنگھہ بہت خوش اخلاق نہایت ملنسار - اور شگفتہ مزاج تھے - سب سے بے تکلفی سے باتیں کرتے اور خلق و محبت کے موتی پرو کر اپنے دلربا اور دلفریب کلام سے غلام بنالیتے تھے - مذہب کے پابند اور احکام مذہبی کو خلوص دل سے بجا لاتے تھے - جب اکبر کے دربار میں دین الہی اکبر شاہی کا سوانگ بنا - اور خوشامدیوں نے دین کو دنیا پر نثار کرنا شروع کیا - ایک رات بعض امورات سلطنت کی نسبت جلسۂ مشورت قائم تھا - مان سنگھہ بھی جلسہ میں موجود تھے - اکبر نے اسی جلسہ میں حاجی پور پٹنہ انہیں جاگیر میں مرحمت کیا - جلسہ ختم کرنے کے بعد اکبر مان سنگھہ کو ٹٹولنے لگے - کہ دیکھو یہ بھی مریدوں میں آتا ہے یا نہیں - تقریر کا سلسلہ اس طرح چھیڑا کہ جب تک وہ چار باتیں * نہیں ہوتیں اُس وقت تک اخلاص کامل نہیں ہوتا راجہ نے صاف اور بے تکلف جواب دیا - کہ حضور اگر مریدی سے جان نثاری مراد ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہیں امتحان کی حاجت نہیں - اگر کچھہ اور ہے - اور حضور کی مراد مذہب سے ہے تو ہندو ہوں فرمائیے تو مسلمان ہو جاؤں - اور راستہ جانتا نہیں کہ کونسا ہے - اکبر سمجھہ گئے

---

* راجہ بھربر کا حال دیکھو - ۱۲ —

کہ یہ قابو میں نہیں آئے گا ۔ باتوں باتوں میں ٹال گئے —

ان میں تعصب نام کا نہ تھا ۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے اپنے خلوص اور اخلاص سے ملتے تھے کہ کسی طرح کی دوئی نہ معلوم ہوتی تھی ۔ ہر مذہب کے فقرائے صاحب کمال سے ملتے تھے ۔ بنگالہ کے سفر میں منگیر کے مقام پر شاہ دولت نامی ایک بزرگ کے اوصاف و کمالات سنکر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے دیر تک ملاقات رہی شاہ صاحب راجہ کی پاکیزہ اور سنجیدہ گفتگو سے بہت خوش ہوئے ۔ باتوں باتوں میں بولے کہ راجہ صاحب باوجود اس عقل و دانش کے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے ۔ راجہ نے جواب دیا کہ خدا کے کلام میں ختم اللہ علی قلوبہم + آیا ہے ۔ اگر آپ کے فیض باطنی سے یہ خدائی مہر ٹوٹ جائے تو بندہ مسلمان ہونے کو حاضر ہے ۔ اس کے بعد ایک مہینے تک اس جگہہ قیام کیا ۔ اور روزانہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے —

راجہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک سید صاحب اور ایک مہاتما برھمن میں مذہبی بحث چھڑ گئی ۔ دونوں اپنے اپنے مذہب کو ایک دوسرے کے مذہب پر ترجیح دیتے تھے ۔ آخر

---

+ پارہ اول ترجمہ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر ۔ ۱۲ —

میں اس بات پر تصفیہ ہوا۔ کہ جو راجہ صاحب کہدیں وہ صحیح۔ مان سنگھہ نے کہا کہ اگر میں مذہب اسلام کو ترجیح دوں۔ تو تمام لوگ بادشاہ وقت کی خوشامد پر محمول کریں گے۔ اگر اس کے برعکس رائے دوں تو اپنے مذہب کی جانب داری سمجھی جاے گی۔ دونوں کو راجہ کے تصفیہ پر پورا اطمینان تھا۔ پیچھے پڑ گئے۔ مان سنگھہ نے کہا کہ مجھے علم نہیں جو ایسے مذہبی معاملے میں گفتگو کر سکوں مگر ایک بات دیکھتا ہوں۔ کہ ہندوؤں میں کیسا ہی گیان پھگت۔ دھیانی فقیر ہو۔ جب مرگیا۔ تو جل گیا۔ خاک اڑ گئی۔ رات کو وہاں جاؤ تو آسیب کا خطر ہے۔ اسلام میں جس شہر یا قصبہ یا گاؤں میں گزرو۔ کئی بزرگ پڑے سوتے ہیں۔ چراغ جلتے ہیں۔ پھول مہک رہے ہیں۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ لوگ ان کی ذات سے فیض پاتے ہیں —

غرض کہ راجہ نے مذہبی اور کل معاملات میں ہمیشہ حافظ مرحوم کے اس شعر پر اپنا عملدرآمد رکھا :—

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

جس طرح ان کی سرکار میں ہندو اعلی مناصب پر ممتاز تھے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان جن میں حضرت سیدنا ابوالعلی صاحب قدس سرہ بانی خاندان ابوالعلائیہ

سے بزرگ بھی شامل تھے۔ ان کی رفاقت میں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز تھے —

سخاوت

راجہ مان سنگھ سخاوت میں بے نظیر تھے۔ ان کی عالی ہمتی اور دریا دلی کے افسانے بہت مشہور ہیں۔ ان کی بہات کی سرکار میں سو ہاتھی فیل خانے میں جھومتے تھے۔ ان کے دربار میں ہر فن کے صاحب کمال موجود تھے۔ اور نہایت عزت و عظمت اور خوش حالی سے بسر کرتے تھے —

جہانگیر کے عہد میں جب مہم دکن پر گئے تو خانجہاں لودی سپہ سالار تھے۔ پندرہ پانچ ہزاری امیر، صاحب علم و نقارہ، موجود تھے۔ چار ہزاری سے پانصدی تک ایک ہزار منصبدار اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ کمر بستہ موجود تھے۔ بالا گھاٹ کے مقام پر لشکر شاہی کو سخت تکلیف پیش آئی۔ ملک میں قحط پڑ گیا۔ رسد بند ہونے لگی۔ سب امیر روز جمع ہوتے۔ مشورے ہوتے مگر کوئی نقشہ نہ جمتا تھا۔ ایک دن جلسہ میں مان سنگھ کھڑے ہوکر بولے کہ اگر میں مسلمان ہوتا تو ایک وقت تم سب صاحبوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا۔ اب کہ ڈاڑھی سفید ہوگئی ہے۔ کچھ کہنا مناسب نہیں ہے۔ ایک پان ہے۔ آپ صاحب قبول فرمائیں۔ سب سے پہلے خانجہاں نے دلداری کا ہاتھ سینے پر رکھا۔ اس کے بعد اور امیروں نے بھی قبول کیا۔ اسی دن سے سو

روپیہ روز پنجم ہزاری کو اور اسی حساب سے کل منصبداروں کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ ہر شخص کے واسطے علحدہ علحدہ تھیلیوں میں روپیہ بند کرکے اس کی سرکار میں بھیج دیا جاتا تھا۔ ہر تھیلی پر اس امیر کا نام جس کے یہاں وہ تھیلی روانہ کی جاتی تھی لکھا ہوتا تھا۔ تین چار مہینے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس کے علاوہ اپنے وطن آنبیر سے غلہ منگوا کر وہیں کے نرخ سے لشکر میں فروخت کئے جانے کا انتظام کر دیا۔ بنجاروں نے رسد کا تانتا لگا رکھا تھا۔ لشکر کے بازار میں ہر شے کے انبار لگے رہتے تھے۔ سب سپاہیوں کو ایک وقت کا کھانا راجہ کی سرکار سے مفت ملتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کی رانی کنور بڑی عقلمند اور منتظم بی بی تھیں۔ یہ سب انتظام ان کے سپرد تھا۔ وہ گھر میں بیٹھی ہوئی سب انتظام کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ کوچ اور مقام کے موقع پر مسلمانوں کے لئے حمام اور مسجد کی وضع کے خیمے بھی تیار ملتے تھے —

**شجاعت** راجہ مان سنگھ کی شجاعت اور ملک گیری کے کارنامے اوپر بیان ہوچکے ہیں۔ ملا شیدی نے ایک موقع پر ان کی نسبت خوب زمزمہ سنجی کی ہے :—

شہا فرمان فرستادی بہ راجہ
کہ سازد ہندوان کوہ را رام

چناں رونق گرفت از عدل تو دین
که هندو میزند شمشیر اسلام

مذاق | ایک دن راجہ مان سنگھ اور خانخانان مرزا عبدالرحیم شطرنج یا چوسر کھیل رہے تھے۔ شرط یہ ہوئی کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے۔ خانخانان کی بازی بگڑنی شروع ہوئی۔ مان سنگھ نے ہنسنا شروع کیا۔ اور کہا کہ بلی کی بولی بلواؤں گا۔ خانخانان اول تو ہمت کئے گئے اور چار پانچ چالوں کے بعد مایوس ہوگئے۔ مگر بڑے چالاک تھے۔ گھبرا کر اٹھنا چاہا اور کہا "آے ہا۔ از خاطر رفتہ بود۔ خوب شد کہ حالا ہم بیاد آمد۔" مان سنگھ نے کہا "کجا کجا" خانخانان بولے "جہانبانی چیزے فرمودہ بودند۔ حالا یادم آمدہ۔ بروم کہ زود تر سر انجامش کنم" اور اٹھ کھڑے ہوے۔ راجہ نے دامن پکڑ لیا۔ اور کہا "خوب است صداے پشک بکنید و بروید" خانخانان نے کہا "شما دامنم بگزارید۔ می آیم۔ می آیم۔ می آیم۔ وہ بھی ہنس پڑے۔ یہ بھی ہنس پڑے واہ کیا بات ہے۔ اپنی بات کہی۔ اور حریف کی بات پوری کر دی —

یادگاریں اور راج محل | اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندر بن میں اس نے خوشنما مقام آگ محل میں جسے شیر شاہ نے اپنے زمانے میں اپنی گلگشت اور تفریح کے

واسطے نامزد کیا تھا۔ راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا
بنیادی پتھر رکھا۔ شہر کو بسا کر اکبر نگر۔ اور قلعہ
تعمیر کرا کر سلیم نگر نام رکھا جو راجہ کی نیک نیتی
سے راج محل کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور اس وقت
تک موجود ہے —

بنگالہ۔ کشمیر۔ آگرہ میں انہوں نے بہت سی نفیس
عمارتیں اور باغات اپنی امیرانہ یادگار چھوڑی
تھیں۔ کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے
تزک جہانگیری اور آگرہ کے کٹرہ راجہ مان وغیرہ
کی تعریف منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں
کی ہے۔ مگر افسوس کہ اب ان کے نشانات اوراق تاریخ
پر ہی باقی رہ گئے ہیں —

**خطاب مرزا راجہ کی اصلیت**

خاندان چغتائیہ میں عام طور سے شاہزادے
مرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے۔ چونکہ
اکبر خانگی امورات اور کل کار و بار میں راجہ مان سنگھ
کے ساتھ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا۔ اس وجہ
سے پیار سے جس طرح خانخاناں کو مرزا خان۔ خان اعظم
کو مرزا عزیز کہتا تھا۔ اسی طرح مان سنگھ کو مرزا
راجہ کہکر پکارتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خطاب اس خاندان
کے واسطے مخصوص ہوگیا۔ اکبر کے بعد جہانگیر نے
بھاؤ سنگھ اور شاہجہاں نے جے سنگھ کو اس خطاب
سے موصوف کیا۔ عالمگیر کے عہد میں جے سنگھ کو زیادہ

عروج ہوا - اس نے اس نام کی عزت کر کے اور اسے خطاب کے رتبہ پر پہنچا کر بجے سنگھہ کو جے سنگھہ کے خطاب سے سرفراز کیا —

## راجہ مدھکر ساہ بندیلہ

**قوم بندیلہ کی وجہ تسمیہ**

بندیلے کے راجپوتوں کا اصلی وطن کاشی ( بنارس ) تھا - وہاں سے ترک سکونت کر کے کویرا تنڈہ کنک میں جو کھیر وار کے نام سے مشہور ہے سکونت اختیار کی - مدت تک وہاں رہے - وہاں سے ایک شخص مسمی کاشی راج نے جو راجہ مدھکر سے دس پشت پہلے تھا وہاں کی سکونت چھوڑ کر اس ملک میں سکونت اختیار کی جو اب بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے - یہاں اس کے خاندان نے بندواسی دیبی کی ایسی سیوا کی کہ اس کی مناسبت سے عوام میں بندیلے نام سے مشہور ہو گئے -

**راجہ پرتاب بانی اوندچھہ**

اس خاندان کے لوگ پہلے زمانے میں کچھہ مال و اسباب اور شان و شوکت نہ رکھتے تھے - اور ہمیشہ چوری اور راہزنی میں زندگی بسر کرتے تھے - جب راجہ پرتاب بانی اوندچھہ ( ارچھا ) کا زمانہ آیا - اس خاندان کو نہایت عظمت اور شان و

شوکت حاصل ہوئی ۔ وہ اکثر شیر شاہ اور سلیم شاہ سے سرتابی کرتا رہا ۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا راجہ بہارتھ چند گدی نشین ہوا ۔ اور جب وہ لا ولد مرگیا تو چھوٹا بھائی راجہ مدھکر شاہ گدی پر بیٹھا ۔ اس نے نہ صرف اپنے ملک کا عہدہ بندوبست کیا ۔ بلکہ شجاعت و دانائی اور حیلہ سازی سے قرب و جوار کے علاقوں کو فتح کر کے ایک عظیم‌الشان لشکر اکھٹا کر لیا ۔ اکبر نے اس کی سرکوبی کے واسطے کئی مرتبہ لشکر بھیجا ۔ جب شاہی لشکر اس کے ملک میں پہونچا تو تنگ ہو کر اطاعت قبول کر لیتا ۔ پھر جب کبھی موقع پا تا بگڑ بیٹھتا ۔ اس نے اپنی تمام عمر اسی پریشانی میں بسر کی ۔ اور ۱۰۰۰ ھ میں مرگیا ۔ مہا راجہ نرسنگھہ دیو ۔ اور رام چند دو بیٹے تھے ۔ مہا راجہ نرسنگھہ دیو کا حال علحدہ قلم بند کیا جائیگا اور رام چند کا حال راجہ بھارت اس کے پوتے کے حال میں لکھا جاچکا ہے —

## مادھو سنگھہ کچھواہا

| مادھو سنگھہ کچھواہا | راجہ بھگوان داس کا چھوٹا بیٹا ۔ اور راجہ مان سنگھ کا بھائی تھا ۔ |
|---|---|

گجرات کے مشہور یلغار میں اکبر کے ساتھہ جان نثاری

کے واسطے مستعد تھا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں بادشاہ کے ساتھ صوبۂ بنگالہ کی مہم میں شریک ہوا۔ سنہ ۲۱ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم رانا کیکا پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس میں مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس میں مہم کشمیر میں شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اس کی دلاوری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ اس کے بعد تھانۂ لنگر کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ہزار و پانصدی پر ممتاز تھا۔ سنہ ۴۸ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات ۔ دو ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ ستر سال ۱۰ د هو سنگهه کا بیٹا تھا جس کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے —

## راجہ مہان سنگھہ کچھواھا

راجہ مہان سنگھہ کچھواھا

راجہ جگت سنگھہ کا بیٹا ۔ اور راجہ مان سنگھہ کا پوتا تھا ۔ سنہ ۱۰۰۷ ھ میں بچپن ھی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھہ گیا ۔ اکبر کو بھی بہت رنج ہوا ۔ اور بچپن ھی میں باپ کی جگہہ یعنی صوبۂ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کردیا ۔ اور پرتاب سنگھہ برادر راجہ مان سنگھہ کو اتالیق مقرر کر کے بنگالہ روانہ کیا ۔ سر شور افغانوں نے جو وقیع

کی تاک میں رہتے تھے - اِس موقع کو غنیمت سمجھا - اور مان سنگھہ کو نابالغ اور پرتاب سنگھہ کو ناقابل سمجھکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے - مہان سنگھہ جرأت کرکے آگے بڑھا - نوجوانی کی دوڑتھی۔ٹھوکر کھائی اور باغیوں نے مقام بھدرک پر بادشاهی فوج کوشکست دیکر بنگالہ کا بہت بڑا حصہ دبا لیا - راجہ مان سنگھہ نے مہم رانا سے واپس آکر اِس بغاوت کو فرو کیا * -

سنہ ۵۰ جلوس اکبری تک منصب دو هزاری سے سرفراز تھا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری میں رام داس کی اتالیقی میں مہم بنگش پر متعین هوا - سنہ ۵ جلوس میں علم مرحمت هوکر بکرماجیت زمیندار باندهو کی تنبیہ پر مامور هوا - سنہ ۷ جلوس میں منصب پانصدی ذات - پانصد سوار کا اضافہ هوا —

سنہ ۱۰۲۳ ھ میں راجہ مان سنگھہ نے وفات پائی - کچھواھہ خاندان کے رسم وراثت کے موجب جانشینی کا حق مہان سنگھہ کو پہونچتا تھا لیکن جہانگیر کی بھاؤ سنگھہ پرخاص نظرعنایت تھی-لہذا بھاؤ سنگھہکوراجہمان سنگہ کا جانشین مقرر کیا اور مہان سنگھہ کی دلداری کے لئے اُس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے گڈہ کا ملک انعام میں مرحمت کیا - سنہ ۱۰ جلوس میں خطاب راجگی کے ساتھہ علم و نقارہ عطا هوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب سہ هزار و

---

* راجہ مان سنگھہ کے حال میں دیکھو ۱۲

پانصدی سے مفتخر ہوکر مہم دکن میں متعین ہوا ۔
سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۲۶ ھ میں بالاپور کے مقام پر کثرت
شراب نوشی سے بیمار ہوکر ۳۲ برس کی عمر میں
عدم آباد کو سدھارا —

چ سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - جو راجہ مان سنگھہ کے
بعد اس خاندان کا نام روشن کرنے والا ہوا - اُس کا
حال علحدہ قلمبند ہو چکا ہے —

## رائے منوھرداس کچھواھا ( مرزامحمدمنوھر )

| رائے منوہر داس کچھواھا<br>مرزا محمد منوہر | رائے لون کرن کا بیٹا تھا - بڑا<br>حسین - اور ذھین اور نیک سیرت |
|---|---|

جوان تھا - جس طرح کہ آج ھمارے زمانے میں اکثر
وقت کی تقلید میں اکثر لوگ اپنے ناموں کے ساتھہ
انگریزی حروف لگا کر رام پرشاد متھرا کے بجاے آر-
پی - متھرا یا سید احمد سعید کی جگھہ ایس - اے - سعید
لکھتے ھیں اور فخر کرتے ھیں اسی طرح مسلمانوں
کے عہد میں لوگ اُن کے ناموں کی تقلید کرتے تھے -
چنانچہ رائے لون کرن نہایت فخر سے ھمیشہ اپنے بیٹے کو
مرزا محمد منوھر کہکر پکارا کرتا تھا —

شہنشاہ اکبر کی اس نو جوان پر خاص نظر شفقت

تھی - سنہ ۲۲ جلوس ۹۸۵ھ میں جب کہ اجمیر کے
راستے میں قصبہ آنبھیر میں مقام تھا - کسی امیر نے تذکرہ
کیا - کہ قصبۂ آنبھیر کے قریب جہاں اب موضع موتہاں آباد ہے -
ایک بڑا پرانا شہر اُجڑا پڑا ہے اکبر نے خود جاکر اُس مقام کو
دیکھا - اور حکم دیا کہ یہ شہر ازسر نو آبادکیاجاے اُسیوقت اپنے
ہاتھہ سے بنیاد کا پتھر رکھا ایک قلعہ عالیشان عمارتیں دالانات -
چوہڑ کے بازار - چار دیواری وغیرہ کے بنانے جانیکا حکم دیکر
تھوڑاتھوڑا کامسب امیروں کو تقسیم کردیا - اور ایسی کوشش کی
کہ صرف آٹھہ دن میں نصرت کل عمارتیں ہی تیار ہوگئیں بلکہ
رعایابھی ادھر اُدھرسے آکر آبادہوگئی - چونکہ یہ مقام راے لون
کرنکی زمینداری میں واقع تھا - لہذا اکبرنے اُس کے بھتیجے راے
منوہر داس کے نام پر اُس کا نام منوہر پور رکھدیا - اور وہاں
کی حکومت پر راےمنوہرداس کو سرفراز کیا —

جہانگیر نے تخت نشین ہوکر شاہزادہ پرویز کے ساتھہ
مہم رانا امرسنگھہ پر مامور کیا - سنہ ۲ جلوس میں منصب
ہزار و پانصدی ذات - دش صد سوار پر سر فراز ہوا
اس کے بعد صوبہ دکن میں متعین ہوا - اور وہیں سنہ
۱۱ جلوس میں انتقال کیا —

منوہر داس فارسی میں اچھی لیاقت رکھتا تھا - جہانگیر
اُسکی نسبت لکھتا ہے ,, - منوہر کہ از قوم کچھواہاں سوکواوت
است - وپدر من درخورد سالی با و عنایت بسیار میکردند
فارسی زبان بودہ باآنکہ از و تاپہ آدم ادراک فہم وہ ہیم یکے

از قبیلہ او نمیتواں کرد - خالی از لطفی نیست - و شعر فارسی میگوید ایں بیت ازوست —

غرض زخلقت سایہ همی بود کہ کسے
بلور حضرت خورشید پاے خود ننهد

ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں -
" مرزا منوهر نے بڑے شاهزادہ (جہانگیر) کی خدمت میں نشو ونما پائی ہے - بڑا حسین وذهین اور قابل جوان ہے طبیعت اُسکی بہت موزوں ہے - توسنی تخلص اور یہ شعر اُس کے ہیں " -

شیخ مستغنی بہ دین و برهمن مغرور کفر
مست حسن دوست را با کفر و ایمان کار نیست

وله

بے عشق تو در جگر لبالب نارست
بے درد تو در سرم سراسر خارست
بتخانہ و کعبہ هردو نزدم کفرست
ما را بہ یگانگی ایزد کارست

وله

توسنی بردہ سمند شوق در میدان عشق
مهرسی ایمن بہ مقصد رهبرت چوں اکبرست

صاحب مآثر الامرا نے یہ بیت انتخاب کی ہے —

یگانہ بودن و یکتا شدن زچشم آموز
کہ هر دو چشم جدا و جدائی نکرند

**رائے پرتھی چند** رائے منوهر داس کے بیٹے پرتھی چند کو جہانگیر نے باپ کی وفات کے بعد

منصب پانصدی ذات - سہ صد سوار پر سرفراز کر کے سلوھر پور کی حکومت سے سر بلند کیا - سنہ ۱۲ جلوس میں خطاب رائے سے مفتخر کرکےمنصب پانصدی ذات ، چہار صد سوار پر ممتاز کیا - سنہ ۱۳ جلوس میں منصب ھفت صدی پر سرفراز کر کے راجہ بکر ماجیت کے ساتھہ مہم کانگڑہ پر مامور کیا —

**بہیم چند** | پرتھی چند کے دو بیٹے تھے تلوک چند جس کا حال علحدہ تحریر ہوا ہے ۔ اور بہیم چند یہ شاھجہان کے عہد میں منصب شش صدی ذات - چہار صد سوار پر سرفراز تھا - سنہ ۱۹ جلوس کی مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا -

## رائے مانی داس

جہانگیر کے عہد میں محلات کا داروغہ تھا - سنہ ۱۳ جلوس میں خطاب رائے سے مفتخر ہو کر منصب شش صدی پر سرفراز ہوا - کاردان اور عمدہ اہلکار تھا - شاھجہان کے عہد میں منصب ھزاری پر ممتاز ہو کر خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت ہوا —

دیوانی تن دیوان تنخواہ کو کہتے تھے - سلطنت مغلیہ میں دیوان کل ( وزیراعظم ) کے دو نائب ہوتے تھے - ایک دیوان تن اور دوسرا دیوان خالصہ کے نام سے موسوم ہوتا تھا - پہلے کے متعلق تمام ممالک محروسہ کے ملازمان اور جاگیر داراں

کی تنخواہ کا حساب کتاب تھا دوسرے کے تعلق خالصہ شریفہ کا دفتر رہتا تھا - وزیراعظم کے بعد یہ دونوں عہدے بہت معزز سمجھے جاتے تھے —

رائے مالی داس اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا - سنہ ۵ جلوس شاہجہانی میں انتقال کیا —

## راجہ مان سنگھہ

راجہ مان سنگھہ

جہانگیر کے عہد میں منصب هزاری ذات هشت صد سوار پرسر فراز اور خطاب راجگی سے موصوف تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں جہانگیر نے شیخ فرید کو قلعہ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا - مان سنگھہ کو اس کے همراہ تعینات کیا - شیخ فرید نے ایام محاصرہ قلعۂ کانگڑہ میں انتقال کیا -- اس موقع پر مان سنگھہ نے نہایت عقلمندی سے شاهی فوج کو منتشر نہ ہونے دیا -- اور اپنی حسن تدبیر سے مہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے انجام کو پہونچایا اور راجہ کانگڑہ کے بیٹے کو جس کی عمر ۱۹ برس کی تھی اپنے ساتھہ لے کر دربار میں حاضر ہوا -- بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب هزار و پانصدی ذات -- هزار سوار پر مفتخر کرکے اور دوبارہ سپہ سالار بنا کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا --

رخصت کے وقت خلعت کے علاوہ انعام و اکرام
سے سرفراز کیا —
جب مان سنگھ فوج لئے ہوئے لاہور پہونچا تو سنا
کہ سنگرام پہاڑی راجہ نے اس کی جاگیر کے چند دیہات
پر قبضہ کرلیا ہے .. مان سنگھ کو یہ حال سن کر تاب
نہ رہی - اُسی وقت سنگرام کی طرف چڑھ دوڑا ..
سنگرام نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی بھاگ کر دشوار گذار
پہاڑوں میں جا گھسا .. مان سنگھ نے بہادری کے جوش
میں آ کر چند آدمیوں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا ..
سنگرام نے جب دیکھا کہ کسی طرح چھٹکارا نہیں
تو بقول شخصے —
وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز
پھر کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا - مان سنگھ کے
ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے - مگر اُس نے خوب مقابلہ
کیا - اور غنیم کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا -
اِسی عرصے میں سنگرام کے ایک سپاہی نے پہاڑ کے اوپر
سے جس کے نیچے لڑائی ہو رہی تھی ایک بھاری پتھر
تاک کر ایسا مارا کہ اس بے نظیر بہادر کا کام
تمام ہو گیا —

راجہ اُدے سنگھ — جہانگیر نے اس کے بیٹے اُدے سنگھ
کو خطاب راجگی سے موصوف کرکے
منصب مناسب پر سرفراز کیا .. وہ سنہ ۱۰ جلوس

شاہجہانی تک منصب پانصدی ذات - سہ صد سوار پر مامور تھا - اسی سال انتقال کیا —

## راجہ مان سنگھہ گوالیاری

راجہ مان سنگھہ گوالیاری | شاہجہان کے عہد میں منصب نہ صدی ذات .. اور ہشت صد سوار پر سرفراز تھا - سنہ ۱۵ جلوس میں سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھہ جگت سنگھہ راجہ جموں کی تادیب پر مامور ہوا .. اور اس مہم میں اپنے حملہ ہاے مردانہ سے قلعہ چھت کو فتح کیا .. اور اس مہم کے اکثر معرکوں میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر خلعت و جمدھر مرصع اور اسپ و فیل اور نقد انعام و اکرام سے سرفراز ہوا —

## رائے مکند داس نارنولی

رائے مکند داس نارنولی | ذات کا ماتھر کایستھہ اور نارنول کا رہنے والا تھا - نہایت تجربہ کار - لائق - اور کاردان اہلکار تھا - اول یمین الدولہ آصف خاں کی سرکار میں کسی ادنی خدمت پر دو تین روپیہ ماہوار کا نوکر ہوا - لیکن بہت جلد اپنی خوبی لیاقت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر امارت

کے درجے پر پہونچا - اور اُس سرکار عالی کا
دیوان ہوگیا —

اس معزز عہدے پر سرفراز ہوکر اُس نے نہایت
عالی ہمتی سے اپنی برادری کی فیض رسانی پر کمر
باندھی - اُس کے زمانہ امارت میں شاید ہی کوئی
ایسا بد نصیب کایستھ بچا ہو کہ جو اُس کی سفارش
سے بر سر روزگار ہو کر صاحب نام و نشان نہ ہوا
ہو - اُس کی عالی ہمتی کو دیکھکر اکثر لوگ اُس
کی جانب سے جعلی سفارش نامے بنا بنا کر اپنے مقصد
میں کامیابی حاصل کرتے تھے - اگر اتفاق سے ان جعلی
سفارش ناموں میں سے کوئی اُس کے سامنے پیش ہوتا
تو وہ اُسے اپنا لکھا ہوا تسلیم کرلیتا تھا —

یمین الدولہ کی وفات کے بعد شاہجہاں نے اسے
ملازمت شاہی میں لے کر منصب ہشت صدی پر سرفراز
کیا اور ۳ رمضان سنہ ۱۰۵۱ ھ کو خلعت دیوانی
تن - اور ۴ - رجب سنہ ۱۰۵۲ ھ کو دیوانی بیوتات
( دیوانی اُمور خانگی ) کا خلعت مرحمت کیا —

رائے صاحب نے اپنے زمانے امارت میں لاہور اپنے
وطن میں لاکھوں روپیہ کے صرف سے عالیشان عمارتیں
تعمیر کرائیں تھیں - جن لوگوں کے اُس جگہ مکان تھے
اُنھوں نے دربار میں حاضر ہوکر فریاد کی - اور یہ
بھی بیان کیا - کہ رائے صاحب نے ان محلات کی بنواہ

میں چالیس لاکھ سرکاری روپیہ بھی دفن کیا ہے -
بادشاہ نے حکم دیا - کہ سب عمارت مسمار کردی جائے -
وہاں صرف حکم کی دیر تھی چند روز میں کل عمارت
کھدگئی جب بنیاد میں سے کچھ نہ نکلا - وہ سب
لوگ پھر بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے گئے - بادشاہ
نے اس دروغ گوئی کی وجہ دریافت کی - انہوں نے
دست بستہ ہوکر عرض کیا - کہ رائے صاحب نے اپنی
حکومت کے زور میں ہم غریبوں کے جھونپڑوں کو
زبردستی چھین کر یہ عمارتیں بنوائی تھیں - انہیں
دیکھ دیکھکر ہماری آنکھوں میں خون اُترتا تھا - ہم
سے جھوٹ - سچ جس طرح سے ہوسکا - اپنا بدلا لیا -
اب جہاں پناہ کو اختیار ہے - جو سزا ہمیں دی جاوے
ہم اُس کے سزاوار ہیں - رحم دل بادشاہ کو ان کا
معقول جواب سن کر رحم آگیا - اور سب کو چھوڑ
دیا - سچ ہے —

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت ہر در حق بہر استقبال می آید

## مہیش داس راٹھور مہابت خانی

| مہیش داس راٹھور مہابت خانی | دلپت سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا - اول مہابت خاں |
|---|---|

خانخانان کی سرکار میں ملازم تھا۔ سنہ ۸ جلوس شاہجہانی میں اس کی وفات کے بعد شاہجہاں نے منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار پر سرفراز کرکے ملازمان شاہی میں منسلک کیا۔ اور لشکر شاہی کے ساتھ ججھار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور کیا سنہ ۹ جلوس شاہجہانی میں خان دوران خاں کے ساتھ نانديڑ میں تعینات ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ شش صد سوار پر اور سنہ ۱۵ جلوس میں ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اسی سال خلعت و علم مرحمت ہوکر مہم قندھار پر متعین ہوا —

سنہ ۱۶ جلوس میں ۱۵۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ ھ کو شاہجہاں نے منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر کرکے پرگنہ جالور بہ طریق وطن جاگیر میں مرحمت کیا۔ سنہ ۱۸ جلوس میں لاہور کا قلعدار مقرر کیا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی پر سرفراز کرکے شاہزادۂ مراد کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں میں مامور کیا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں خدمات مہم مذکور کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار پر سربلند کیا۔ اور اسی سال ۹ صفر سنہ ۱۰۵۷ ھ کو انتقال کیا —

مہیش داس نہایت شجاع اور بہادر جوان تھا۔

شاهجہاں اس کو وفاداری اور جان نثاری کے جوہر سے
بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ دربار شاہجہانی میں خاص
بادشاہ کے تخت کے پیچھے کھڑا ہوتا تھا۔ اور حالت
سواری میں ہاتھی بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ اس کی
وفات سے بادشاہ کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے بھتیجے
رتن سنگھ کو جس کا حال تحریر ہو چکا ہے۔ منصب
پر سرفراز کرکے جالور کی حکومت پر سر بلند کیا —

| جسونت برادر مہیش داس | مہیش داس کا بھائی جسونت منصب پانصدی ذات۔ دو صد و پنجاہ سوار |
|---|---|

پر سرفراز تھا ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۰۵۷ ھ کو بادشاہ
نے خلعت و اسپ مرحمت کرکے راجہ جے سنگھ کے ساتھ
مہم بلخ پر روانہ کیا —

# مہیش داس راٹھور

| مہیش داس راٹھور | ابتدا میں راجہ گج سنگھ اور مہا راجہ جسونت سنگھ کی سرکار میں |
|---|---|

ملازم تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس میں ۸ رجب سنہ ۱۰۴۸ ھ کو
شاہجہاں نے خلعت مرحمت کرکے منصب ہشت صدی
ذات۔ سہ صد سوار پر سرفراز کیا۔ یکم ربیع الاول سنہ
۱۰۵۰ ھ کو طویلہ خاص سے اسپ مرحمت کیا۔ یکم محرم
سنہ ۱۰۵۱ ھ کو راج سنگھ راٹھور کے مرنے کے بعد خلعت

و اسپ مرحمت کرکے راجہ جسونت سنگھہ کا اتالیق مقرر کیا - ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ھ کو منصب هزاری ذات - هشت صد سوار سے ممتاز کیا —

سنہ ۱۵ جلوس ۱۰۵۲ ھ میں خلعت و اسپ اور علم مرحمت کرکے شاهزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندهار پر متعین کیا —

سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور هو کر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا - اس کے بعد مہمات قندهار وغیرہ میں شریک هو کر همت مردانہ کے جوهر دکھاے —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ اجین میں شریک تھا - اس کے بعد راجہ موصوف کے ساتھہ بارگاہ عالمگیری میں حاضر هوا - اور کھجوہ کی لڑائی میں راجہ کے ساتھہ شاهی لشکر میں موجود تھا - اور اسی کے ساتھہ بھاگ گیا - پھر کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

## مادهو سنگھہ

| راؤ رتن هاڑا کا چھوٹا بیٹا تھا - سنہ ۱ جلوس شاهجہانی میں منصب | مادهو سنگھہ هاڑا |
|---|---|

هزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز هوا - سنه ۲ جلوس میں خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور هوا - سنه ۳ جلوس میں شایسته خاں کی ماتحتی میں مهم دکن میں متعین هوا - اس کے بعد سید مظفر خاں کے ساتهه خانجہاں لودی کی سرکوبی پر تعینات هوا - اثنائے تعاقب میں ایک مرتبه خانجہاں کے برابر جا پهنچا - اور گهوڑے سے اتر کر اس پر برچهے کا وار کیا - دونوں میں ایسا معرکه هوا که رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آ گئے - شاهجہاں نے اس حسن خدمت کے صلے میں علم مرحمت کر کے منصب دو هزاری و هزار سوار پر سرفراز کیا - اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو هزار و پانصدی ذات دو هزار سوار پر مفتخر هوا - اور بادشاہ نے پرگنه کوته پلاتیه جاگیر میں مرحمت کیا -

سنه ۲ جلوس میں شاهزادهٔ شجاع کے ساتهه مهم دکن میں مامور هوا - اور مهابت خاں کی وفات کے بعد خاندوران بهادر صوبه دار دکن کی نیابت میں برهان پور کا صوبه دار مقرر هوا - سنه ۱۰ جلوس میں منصب سه هزاری - دو هزار سوار پر ترقی پائی - سنه ۱۱ جلوس میں شاهزادهٔ شجاع کے ساتهه کابل میں تعینات هوا - سنه ۱۴ جلوس میں منصب سه هزار و پانصدی - اور سنه ۱۶ میں منصب چهار هزاری سے مفتخر هوا - سنه ۱۷ جلوس میں امیرالامرا صوبه دار کابل کی کمک

پر مامور ہوا - اس کے بعد باھم کی قلعداری پر سرفراز ہوا - سنہ ۲۱ جلوس میں بیمار ہو کر رخصت پر وطن گیا - اور اسی سال (سنہ ۱۰۵۷ ھ) انتقال کیا —

**موھن سنگھہ ھاڈا** | مکند سنگھہ - موھن سنگھہ - کشور سنگھہ تین بیٹے تھے - مکند سنگھہ کا حال ذیل میں تحریر کیا جاتا ھے - کشور سنگھہ کا حال رام سنگھہ ھاڈا کے بیان میں لکھا جا چکا ھے - موھن سنگھہ باپ کے مرنے کے بعد ملازمان شاھی میں متسلک ھوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا اور بے نظیر شجاعت و بہادری کے ساتھہ لڑ کر مارا گیا —

## مکند سنگھہ ھاڈا

**مکند سنگھہ ھاڈا** | مادھو سنگھہ ھاڈا کا بڑا بیٹا - باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۱ جلوس میں دربار شاھجہانی میں حاضر ھوا - بادشاہ نے منصب دو ھزاری ذات - ھزار و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوتھہ وغیرہ بدستور جاگیر میں عطا کیا - اسی سال منصب دو ھزار و پانصدی پر ترقی ھوئی - سنہ ۲۲ جلوس میں شاھزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر متعین

ہوا - سنہ ۲۵ جلوس میں علم و نقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا - اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ دو بارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا - سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ تیسری مرتبہ مہم قندھار میں شریک ہوا - وہاں سے واپس آکر منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا -

سنہ ۲۸ جلوس میں علامی سعداللہ خاں کے ساتھہ قلعۂ چتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا -

سنہ ۳۱ جلوس ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ متعین ہو کر جنگ اجین میں شریک ہوا - اس معرکے میں اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا - اور سب سے پہلے ہمت کر کے معہ اپنے چھوٹے بھائی موھن سنگھہ کے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر جا گرا - اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفوں کو تہہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا - اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھہ لڑکر اپنی جان عزت پر قربان کر دیا -

جگت سنگھہ ھاڈا

عالمگیر کے عہد میں مکند سنگھہ کا بیٹا جگت سنگھہ حاضر دربار ہو کر باپ کا جانشین مقرر کیا گیا - جب سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۹۲ ھ میں اس نے لا ولد انتقال کیا - تو بادشاہ نے اس کے چچا کشور سنگھہ کو اس کا جانشین مقرر کیا - کشور سنگھہ

کا حال رام سنگھہ اس کے بیٹے کے حال میں لکھا گیا ہے -

# مالوجی بھونسلہ

کھیلوجی اور پرسوجی کا بھائی تھا - کھیلوجی کی معذوری * کے بعد منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سرفراز ہوکر مہمات دکن میں شریک ہوتا رہا - اور اپنی شجاعت و بہادری لیاقت و کاردانی سے جملہ صوبہ داران دکن کو خوش رکھکر علم و نقارہ کے اعزاز سے موصوف ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس شاہجہانی میں شاہزادہ محمد اورنگ زیب صوبہ دار دکن نے محمد طاہر خان کے ساتھہ مہم بکلانہ پر مامور کیا - اس نے بہت ہشیاری اور تدبیر کے ساتھہ اس مہم کو سرانجام دیا - اور ولایت بکلانہ کو فتح کر کے واپس ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں شاہجہان کی بیماری کے ایام میں دارا شکوہ نے کل امراے متعینہ دکن کے ساتھہ اسے بھی بلا بھیجا - یہ اورنگ زیب کی بلا اجازت وہاں سے روانہ ہوکر دارا شکوہ کے پاس حاضر ہوا - دارا شکوہ نے بہت خاطر کی - اور ایرج اور بھانڈیر - اور اس کے قرب و جوار

---

* پرسوجی کے حال میں دیکھو —

کے پرگنہ جاگیر میں مرحمت کئے اور مہاراجہ
جسونت سنگھہ کے ساتھہ مالوہ میں متعین کیا - اوجین
کی لڑائی میں راجہ نے اس کو خیمہ جات وغیرہ کی
حفاظت پر مامور کیا - جب راجہ کو شکست ہوئی - یہ
بھاگ کر آگرہ پہنچا - اور سموگڈہ کی لڑائی میں دارا شکوہ
کے ساتھہ شریک ہوا - دارا شکوہ کی شکست کے بعد
بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوکر بدستور منصب پنجہزاری
پر سرفراز ہوا - اور سنہ ۳ جلوس عالمگیری تک اس
منصب پر قائم رہکر خدمات شاہی بجا لاتا رہا —

عالمگیر مالوجی اور پرسوجی دونوں بھائیوں
سے ایام محاصرہ قلعہ گولکنڈہ میں کسی بات پر سخت
ناراض ہو گیا تھا - نہ معلوم کیا ایسا قصور تھا کہ اس
وقت تک دونوں کی طرف سے دل میں ملال موجود تھا -
لہذا سنہ ۳ جلوس میں دونوں کو ملازمت سے برخاست
کر دیا - لیکن خدمات سابقہ کا لحاظ کر کے مالوجی کی
تیس هزار روپیہ سالانہ اور پرسوجی کی بیس هزار
روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی —

مالوجی نہایت فہیم و لئیق - اور مروت و محبت کا آدمی
تھا - تمام اُمراے دکن اس سے محبت رکھتے تھے —

سنہ ۱۰۷۲ ھ میں اس نے انتقال کیا - اس کی یادگار سے
اورنگ آباد میں اُس کا آباد کیا ہوا پورہ مالجی پورہ
کے نام سے مشہور اور حصار شہر کے باهر واقع ہے —

# راجه مہا سنگھه بهدوریه

راجه مہا سنگھه بهدوریه

راجه بدن سنگھه بهدوریه کا بیتا تہا - باپ کے مرنے کے بعد سنه ۲۶ جلوس شاهجہانی میں منصب هزاری ذات هشت صد سوار پر سرفراز اور خطاب راجگی سے مفتخر هوا - سنه ۲۸ جلوس میں صوبه کابل میں تعیناات هوا - سنه ۳۱ جلوس میں منصب هزاري ذات - هزار سوار پر سر بلند هوا —

سنه ۱۰۶۸ ه کی جنگ سموگڈه میں دارا شکوه کے ساتهه تها - اس کی شکست کے بعد بارگاه عالمگیری میں حاضر هوا - بادشاه نے سبکیرن بندیله کے ساتهه چمپت بندیله کی تدیب کے واسطے روانه کیا - سنه ۱۰ جلوس میں کامل خاں کے ساتهه یوسف زئی پٹھانوں کی سرکوبی پر مامور کیا - اس نے اس خدمت کو اس عمدگی سے انجام دیا که بادشاه نے اس کے منصب کو پانسو سوار دو اسپه و سه اسپه مقرر کر دئے —

سنه ۱۲ جلوس ۱۰۸۲ ه میں اس نے وفات پائی اُوت سنگهه اس کا بیتا تها جس کا حال علحده لکها گیا هے جب اورنگ زیب مہاراجه جسونت سنگهه کو اجین

میں شکست دے کر آگے بڑھا۔ دارا شکوہ نے یہ حال سن کر آگرہ کوچ کیا۔ او چنبل کے کنارے پہنچ کر چنبل کے سب گھاٹ خصوصاً دھولپور کا گھاٹ جہاں سے گوالیار اور دکن کا عام راستہ تھا روک لیا۔ بھداور کے راجہ نے نواح گوالیار میں اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوکر چنبل سے عبور کرا دینے کی خدمت بجا لانے کا اپنا ذمہ کرلیا۔ اورنگ زیب نے کارخانجات شاہی کو کواری کی سوالے میں چھوڑا۔ اور راجہ کے مشورے سے چودہ کوس کی مسافت کو دو منزلوں میں طے کرکے رمضان کی پہلی تاریخ۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ کو ایک غیر معروف گھاٹ (واقع الحروف کے نزدیک یہ گھاٹ موضع گونسلی پرگنہ باہ کا گھاٹ تھا) سے عبور کرکے دارا شکوہ کے خبر ہونے سے پہلے سموگڈھ آں پہنچا —

فارسی تاریخوں میں راجہ کا نام نہیں لکھا۔ ڈاکٹر برنیر نے چمپت نام لکھا ہے۔ لیکن اس زمانے میں بھداور کے راج پر مہا سنگھ سرفراز تھا۔ ممکن ہے کہ چمپت اس کے کسی رشتہ دار یا سردار کا نام ہو اور مہا سنگھ نے دونوں شاہزادوں کے رضا مند رہنے کے واسطے یہ ترکیب کی ہو — کہ خود دارا شکوہ کے ساتھ رہا ہو۔ اور خفیہ طور سے اپنے کسی رشتے دار کو اورنگ زیب کے پاس بھیج کر یہ کارروائی کی ہو اس

خیال کی اس امر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ مہا سنگھہ کے بیٹے اوت سنگھہ نے اورنگ زیب کے عہد میں اپنے خاندان میں سب سے زیادہ ترقی کی - اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہوا —

## مان سنگھہ راٹھور

مان سنگھہ راٹھور

راجہ روپ سنگھہ راٹھور کا بیٹا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا - بادشاہ نے کشن گڈہ بدستور سابق جاگیر میں مرحمت کیا - اور پورہ ماندل کی فوجداری پر سرفراز کیا - مدت تک اسی عہدے پر مامور رہا - سنہ ۳۵ جلوس میں ذوالفقار خاں بہادر کے ساتھہ قلعہ چنجی کی تسخیر پر متعین ہوا - اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور کو فتح کر لیا - سنہ ۴۳ جلوس میں منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا - بہادر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں کشن گڈہ کی حکومت پر راج سنگھہ عرف راجہ بہادر کو سرفراز کیا - اور مان سنگھہ کو بدستور منصب سہ ہزاری پر قائم رکھا —

# راجه منوهر داس

راجه منوهر داس

شهنشاه عالمگیر کے عهد میں شولا پور کا قلعدار تها - سنه ۲۰ جلوس مطابق سنه ۱۰۸۷ ھ میں پچاس هزار روپیه پیشکش کرکے خطاب راجگی سے موصوف هوا - تمام عمر اسی عهدے پر سرفراز رها - سنه ۲۶ جلوس مطابق ۱۰۹۳ ھ میں انتقال کیا - بادشاه نے کشور داس اس کے بیٹے کو شولاپور کا قلعدار مقرر کیا —

# رائے - رایان ملوک چند

شهنشاه عالمگیر کے عهد میں شاهزاده محمد اعظم شاه کی نیابت میں صوبه مالوه کی حکومت پر سرفراز تها - جب سنه ۱۰۹۶ ھ میں پهاڑ سنگهه گوڑ نے احین میں شورش بربا کی -- اس نے بڑی همت دکهائی - اور اس باغی پر جا پڑا -- اور لڑائی میں اُسے گرفتار کرکے اس کا سر کاٹ لیا - اور عرضداشت کے ساتهه بادشاه کے پاس بهیج دیا - بادشاه نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب میں اضافه کرکے خطاب راے رایان سے موصوف کیا - اور خلعت و شمشیر و اسپ مرحمت کیا - اور اس کی

سفارش میں شاہزادہ محمد اعظم کو ذیل کا رقعہ تحریر فرمایا —

" فرزند سعادت توام محمد اعظم حفظ اللہ تعالیٰ وسلم از وقائع صوبہ مالوہ بعرض رسید - کہ پہاڑ سنگھہ کو رنا طی کہ از کمال نخوت و پندار مایہ شور و فساد شدہ مصدر ہنگامہ ارائی بود - از دست ملوک چند پیشدست دیوان آن فرزند ارجمند اقبال پیوند کشتہ شد - و بہ جہنم واصل گشت - الحمد للہ علی کل حال - بیت

اے خدا قربان احسانت شوم　　این چہ احسان ست قربانت شوم

فی الحقیقت ظہور این امر نتیجہ فیض تربیت آن فرزند ست کہ نوکران را دل دادہ سرگرم کار ہائے عمدہ بادشاہی میکنند - بہ این توجیہ کہ تہنیت خالی بر زبان نیامد مالائے مروارید قیمتی پنجاہ ہزار روپیہ برائے آن فرزند مرحمت نمودیم - چون این ہندو ( ملوک چند ) ہمان مثل راست آوردہ کہ گویا کنجشک مردانہ بازے راز دہ او رابہ منصب پانصدی ذات وصد سوار خطاب رائے رایان و خلعت وشمشیر و اسپ سر بلندی بخشیدیم - ہم رعایتے در خور کہ موجب امتیاز او در اقران و امثال تو اند بود البتہ مع نشان ( شاہزادوں کے فرمان کو نشان کہتے تھے ) تحسین و آفرین و استقلال نیابت صوبہ بفرستاند - تا نوکران دیگر را ہوس حسن خدمت و امید نتیجہ افزاید - " ملوک چند نے اسی سال وفات پائی —

ملوک چند نے آگرہ کے قریب چار سو باسٹھہ بیگھہ آراضی

میں ایک محلہ آباد کر کے اُس میں نفیس عمارتیں اور باغات تعمیر کرائے تھے - اگر چہ ان عمارتوں میں سے اب کسی کا نشان باقی نہیں رہا - لیکن یہ آراضی معہ آبادی کے اب تک سرائے سارک چند کے نام سے موسوم اور چک پنجم سواد شہر آگرہ میں واقع ہے —

## راجہ محکم سنگھ

راجہ محکم سنگھ | ذات کا کھتری تھا - ابتدا میں امیرالامرا سید حسین علیخان کی سرکار میں کم رتبہ نوکروں میں ملازم ہوا - اس کے بعد اپنی لیاقت کے جوہر دکھا کر اُن کی سرکار کا دیوان ہو گیا - سنہ ۱۱۲۷ ھ میں داؤدخان کی لڑائی میں کارھائے نمایاں انجام دئے - سنہ ۱۱۱۹ ھ میں ذوالفقار بیگ کے ساتھ کھدو دیہاریہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - اور مرھٹوں کی فوج کو جو نواح احمد نگر میں لوٹ مار کر رھی تھی شکست دیکر ستارہ تک تعاقب کیا - سنہ ۱۱۳۲ ھ میں امیرالامرا کے قتل کے بعد حیدر علی خاں کی سفارش سے ملازمت شاھی میں داخل ہوا - اول منصب شش ہزاری - اور پھر منصب ھفت ہزاری سے سرفراز ھوا - سنہ ۱۱۳۳ ھ میں قطب الملک عبداللہ خان اور شاھی فوج کی لڑائی میں قطب الملک سے جاملا - اور اسی لڑائی میں مارا گیا -

# مہاراجہ نرسنگھ دیو

مہاراجہ نرسنگھ دیو

راجہ مدھکر کا بیٹا تھا - اکبر کے عہد میں رہزنی کر کے ایام گذاری کرتا تھا - شاہزادہ سلیم ( جہانگیر ) شیخ ابوالفضل کو اپنا چغلخور سمجھکر ہمیشہ اس سے ناراض رہتا تھا - جب سنہ ۱۰۱۱ ھ میں سلامت روی کا راستہ چھوڑ کر باپ سے بگڑا بیٹھا تھا - سنا کہ ابوالفضل دکن سے حسب الطلب دربار میں آرہا ہے اسی وقت خفیہ طور سے نرسنگھدیو کو لکھا کہ " راستے میں جس طور سے ممکن ہو شیخ کا کام تمام کردے - اگر خدا نے تخت نصیب کیا تو خاطر خواہ رتبہ اور انعام سے سرفراز کروں گا - "

اس نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو قبول کیا - اور ہمراہیوں کو لیکر راستے میں آبیٹھا جب شیخ ابوالفضل اُجین میں آئے تو یہ حال سنا ۔ رفیقان جان نثار نے ہر چند سمجھایا کہ ہماری جمعیت تھوڑی ہے بہتر ہے کہ اس راستے کو چھوڑ کر چاندہ کی گھاٹی سے چلیں مگر قضا کا وقت قریب آگیا تھا شیخ نے نہایت بے پروائی سے کہا کہ کیا بکتے ہو - اُس چور کا کیا حوصلہ ہے جو بندگان شاہی کا راستہ روکے - یہ کہکر آگے کو روانہ ہوئے - یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ ھ کو قصبہ آنتری

(ریاست گوالیار کے قریب واقع ہے) سے تین کوس پر نرسنگھدیو معہ اپنی جمعیت کے شیخ پر آپڑا شیخ نہایت بہادری سے تلوار کھینچکر مقابلے پر آمادہ ہوگیا - چلہ افغان ساتھ تھے سب جاں نثاری کر کے سرخرو ہوئے شیخ نے کئی زخم کھائے مگر ایک برچھی کا زخم ایسا لگا کہ فوراً گھوڑے سے گرکر جنت کو سدھارا - نرسنگھہ دیو نے سر کاٹ کر الہ آباد میں شاہزادے کے پاس بھیج دیا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا - کئی دن تک نہ دربار کیا نہ کسی امیر سے بات کی بار بار افسوس کرتا اور کہتا تھا - " ہائے شیخو جی (جہانگیر کو پیار سے کہا کرتا تھا) بادشاہت لینی تھی تو مجھے مارنا تھا - بیچارے شیخ کو مارنا کیا ضرور تھا " اس کے بعد رائے پتر داس اور شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو نرسنگھہ دیو کی گرفتاری کے واسطے بھیجا دونوں مدتوں جنگل اور پہاڑوں میں اس کے پیچھے مارے مارے پھرے - مگر وہ کہیں نہ ٹھیرا - آخر تھک کر چلے آئے - اس کے بعد بھی کئی مرتبہ فوجیں روانہ کی گئیں مگر مگر وہ ہاتھہ نہ آیا -

جہانگیر نے تخت نشیں ہوکر اس کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا - اس کے نسبت اپنی توزک میں لکھا ہے - " بندیلہ راجپوتوں میں راجہ نرسنگھہ دیو پر میری خاص نظر عنایت ہے - وہ شجاعت، نیک ذاتی، سادہ لودی میں اپنے ہمرتبہ لوگوں میں امتیاز تمام رکھتا ہے - میں

نے اس کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا"۔ اس کے
بعد ترقی اور رعایت کا سبب یعنی واقعہ مندرجہ صدر
کا حال لکھا ہے —

سنہ ۳ جلوس میں جہانگیر نے مہابت خاں کے ساتھ مہم رانا
پر متعین کیا۔ سنہ ۴ جلوس میں مہم دکن میں مامور ہوا۔
سنہ ۷ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار
سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۸ جلوس میں شاہزادہ خورم (شاہجہاں)
کے ساتھ مہم رانا پر تعینات ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس میں پھر
مہم دکن میں متعین ہوا —

سنہ جلوس میں خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہو کر
شاہزادہ خورم کے تعاقب کی خدمت سپرد ہوئی۔ سنہ
۱۰۳۶ ھ میں انتقال کیا —

جہانگیر کے اخیر عہد کی بد انتظامی اور بادشاہ کی
خاص نظر شفقت اور رعایت کی وجہ سے نرسنگھ دیو نے
اپنے علاقہ اوندچھہ (اُرچھا) کے قرب و جوار کے بہت سے
علاقوں کو اپنے علاقۂ جاگیر میں شامل کرایا۔ اور بہت
سے راجاؤں سے رشوت لے کر ایسی ثروت اور مملکت بہم
پہنچائی۔ کہ ہندوستان کے کسی راجہ کو اُس عہد میں
نصیب نہ ہوئی تھی —

نرسنگھ دیو نے تینتالیس لاکھ روپیہ کے صرف سے
متھرا میں نہایت عالی شان اور نفیس مندر تعمیر کرایا
تھا اوندچھہ میں عمدہ عمدہ عمارتیں۔ مندر ایک اور بہت

بڑا پختہ تالاب شیو ساگر - پرگنہ متھرا میں تالاب سمندر ساگر اور تین سو اور چھوٹے بڑے تالاب بنواے تھے —

**بھگوانداس بندیلہ** | نرسنگھہ دیو کے بہت سے بیٹے تھے - منجملہ ان کے ججھار سنگھہ ' پہاڑسنگھہ ' بیگوان داس ' بینی داس ' چندر من ' نرھر داس - امارت کے درجہ پر پہنچے - ججھار سنگھہ اور پہاڑ سنگھہ - اور چندر من کے حالات علحدہ علحدہ قلمبند ہو چکے ھیں - بھگوان داس سنہ ۱ جلوس شاھجہانی میں منصب ھزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ھوا - اس کے بعد خانخانان مہابت خاں کے ساتھہ اپنے بھائی ججھار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ھوا - سنہ ۹ جلوس میں سہم ساھوجی بھونسلا پر تعینات ھوا - سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۵۰ ھ میں ایک راجپوت کے ھاتھہ سے مارا گیا - سبکھرن اس کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ھے —

**بینی داس بندیلہ** | بینی داس سنہ ۴ جلوس شاھجہانی میں منصب پانصدی پر سرفراز ھوا - سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۵۰ ھ میں ایک راجپوت کے ھاتھہ سے مارا گیا —

**نرھر داس بندیلہ** | نرھر داس سنہ ۱ جلوس شاھجہانی میں منصب پانصدی پر سربلند ھوا - سنہ ۷ جلوس میں انتقال کیا —

# نیبا سندھیا

نیبا سندھیا مرھٹہ

مرھٹوں کا مشہور و معروف اور نہایت شجاع و بہادر سردار تھا۔
سنہ ۱۱۱۹ ھ میں بہادر شاہ اور کام بخش کی لڑائی میں بہادرشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شریک جنگ ہوا۔ اور فتح کے بعد ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کے توسل سے منصب ہفت ہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے مفتخر ہو کر دو لاکھ روپیہ نقد۔ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ۔ مرحمت ہوا۔ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں سب کا علحدہ علحدہ منصب قرار پایا۔ کل خاندان کا منصب چہل ہزاری ذات۔ بست و پنجہزار سوار شمار میں آیا۔ اس منصب کی تنخواہ میں بڑے بڑے زرخیز پر گنے صوبۂ خجستہ بنیاد وغیرہ کے جاگیر میں مرحمت ہوئے۔

۱۱۲۵ ھ میں امیر الامرا حسین علی خان اور داؤد خان کی لڑائی میں یہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ اول دور سے تماشا دیکھتا رہا۔ جب امیر الامرا کی فتح کے نشانات ظاہر ہوئے اُن کی خدمت میں آکر حاضر ہوا۔ اور فتح کی مبارک باد دیکر داؤدخان کے مال و اسباب کی لوت میں شریک ہوگیا۔ اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

# راجہ نول رائے

**راجہ نول رائے**

ذات کا سکسینہ کایستھ چکوا خاندان سے تھا۔ پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا راجہ رتن چند کے زمانۂ امارت میں اپنی خوش لیاقتی۔ اور اُس کی نظر عنایت کی وجہ سے ترقی کرکے امارت کے درجہ پر پہونچا۔ احمدشاہ کے عہد میں جب عبدالمنصور خاں صفدرجنگ وزیر کو اودھ اور الہ آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ یہ اُن کی نیابت میں دونوں صوبوں کی حکومت پر سرفراز ہوا —

سلطنت مغلیہ کے تنزل کے زمانے میں صوبہ الہ آباد اور اودھ کے قرب و جوار میں پٹھانوں کی دو بڑی طاقتور ریاستیں رهیلکھنڈ اور فرخ آباد میں قائم ہوگئی تھیں اور اُن کا اقتدار روز بروز ترقی جاتا تھا صفدرجنگ اپنے صوبہ کے قرب وجوار میں پٹھانوں کے اس اقتدار کو بری نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن کی بربادی کے منصوبے سوچا کرتا تھا۔ جب تک علی محمد خاں والی رهیلکھنڈ زندہ رہا۔ اُس کا کوئی منصوبہ نہ نکلا اُس کے انتقال کے بعد جوڑ توڑ لگا کر سعد اللہ خاں اُس کے بیٹے اور نواب قائم خاں والی فرخ آباد کو بھڑا دیا۔ جب قائم خاں اس لڑائی میں مارا گیا۔ فوراً (سنہ ۱۱۶۲ ھ) فوج لے کر

اُس کے ملک میں جا پہونچا - اور نول رائے کو معہ فوج کے انہوں سے بلا بھیجا - پٹھان اول تو مقابلے پر آمادہ ہوئے - لیکن بھولے بھالے سپاہی صفدر جنگ اور نول رائے کی چاپلوسی اور خوشامدانہ گفتگو کے شکار ہوگئے - دونوں نے صلاح و مشورہ کرکے نہایت مکر وفریب سے بی بی صاحبہ (زوجہ نواب محمد خاں بنگش) سے پینتالیس لاکھہ روپیہ بھی وصول کرلیا اور بی بی صاحبہ کو نظر بند اور اُن کے پانچ بیٹوں اور بڑے بڑے سرداروں کو قید کرلیا صفدرجنگ تو دیلوں کو قید کرکے دهلی لے گیا - نول رائے نے پانچوں بیٹوں کو قید کراکر الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دیا اور خود بی بی صاحبہ کو ساتھہ لیکر قنوج روانہ ہوا —

نول رائے نے قنوج کی مشہور عمارت موتی محل میں سکونت اختیار کی - اور کل ملک میں اپنے عمال اور سزاول مقرر کر کے حکومت کرنے لگا - پٹھانوں میں اگرچہ بہت جوش پھیلا ہوا تھا - اور وہ شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے سر نہیں هلاتے تھے کہ بی بی صاحبہ اور شاهزادے دشمنوں کی قید میں تھے —

منشی صاحب رائے کا بیٹا نواب محمد خاں بنگش کے ایک وفادار ملازم کی وفاداری سے بی بی صاحبہ نے نول رائے کی قید سے رہائی پائی * اور وہ بخیریت

---

* اس کا حال انشاءاللہ تعالیٰ حصہ دوم میں صاحب رائے کے حال میں لکھا جائیگا —

ننھو جا پہنچیں ۔ نول رائے نے پانسو سوار پیچھے دوڑائے
مگر وہ ان تک نہ پہنچ سکے ۔ اور ناکام واپس آئے ۔
نول رائے نے اس کی طلام مدسب پیرایہ میں صفدر جنگ
کو دی ۔ اور اس دن سے پٹھانوں پر اور بھی زیادہ
ظلم کرنے لگا ۔ جب نول رائے کا ظلم حد سے بڑھ گیا ۔ تو
پٹھانوں نے مقابلے کی فکر کرنا شروع کی ۔ اسی عرصے
میں ایسی واردات ظلم کی پیش آئی ۔ جس نے پٹھانوں
کے دلوں کو اور بھی بھڑکا دیا ۔ ایک پٹھان عورت بازار
میں سوت بیچنے کے واسطے گئی ۔ اس کا سوت کوتوالی کے
ایک ہندو سپاہی نے خریدا ۔ اور قیمت دے کر چلا گیا ۔
ایک مہینے کے بعد سپاہی مذکور سوت واپس لایا ۔ اور
اس عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام
مجھے واپس دے ۔ عورت نے جواب دیا کہ دنیا میں
کہیں ایسا دستور نہیں کہ ایک مہینے کے بعد سودا
واپس دیا جائے ۔ اس جواب پر سپاہی نے اس کو گالی
دی ۔ اس پٹھانی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا ۔
سپاہی نے غصے میں آکر جوتے سے اس پٹھانی کو خوب
مارا ۔ وہ اپنا سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی تمام پٹھان
رئیسوں کے پاس گئی ۔ اور نہایت جوش سے کہنے لگی
" کہ کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیاں دیتا ۔ تمہیں
خدا کی قسم ہو کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے
کچھ نہیں ہوتا تف ہے تمہارے اوپر کہ ایک ادنی

هلدو سپاهی نے آفریدی کی جورو کو جوتے سے مارا ۔ اور تم سے کچھہ نہ ہو سکا "

جب پٹھانوں نے اس عورت کی یہ گفتگو سنی ۔ اُن کے دل ہل گئے ۔ سب جمع ہو کر بی بی صاحبہ کے پاس گئے اور نول رائے سے لڑنے کے واسطے مستعدی ظاہر کی ۔ بی بی صاحبہ نے کہا میرے داس داس چیلے دھلی میں اور پانچ بیٹے الہ آباد میں قید ہیں ۔ میں ایسی حالت میں لڑائی کی کس طرح رائے دے سکتی ہوں اس کے بعد یہ لوگ احمد خاں پسر محمد خاں بنگش کے پاس فرخ آباد پہنچے ۔ اور اس کو سمجھا بجھا کر مئو لے آئے ۔ اور بی بی صاحبہ کو بھی رضا مند کر کے ان کے ہاتھہ سے احمد کو نوابی کا خلعت پہنوا دیا ۔ اور قرب و جوار کے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے نول رائے کے تمام تھانوں کو اٹھا دیا ۔ اور بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے اکٹھا کر کے نول رائے کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے ۔

جب نول رائے کے مئو کے تھانہ دار بھاگ کر اُس کے پاس پہونچے ۔ اور اُس کو یہ حال معلوم ہوا تو گالیاں دے کر کہنے لگا " کہ اگر پٹھانوں اور کونڈوں کو مع اُن کی عورتوں کے ننگا کر کے اپنے ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے نہ روندوا ڈالوں تو نول رائے نام نہیں " ۔ اور اسی وقت لشکر کی تیاری کا حکم دیا ۔ اور بے شمار فوج اور ایک ہزار توپیں لیکر قنوج سے روانہ ہوا ۔ اور خدا کو بھولکر

پڑاؤ ڈالا - اسی عرصے میں صفدر جنگ کا حکم پہونچا کہ میں خود آتا ہوں جبتک میں نہ پہونچ جاؤں جنگ ملتوی رکھنا - اس مرتبہ میں پٹھانوں کا تخم سر زمیں ھند میں باقی نہ رکھونگا - اور ان جانوروں میں سے لڑائی کے بعد جو زندہ بچ رھیں نے سب کو گردن میں پتھر بندھوا کر دریا میں ڈبوادوں گا - اس حکم کے موصول ہونے پر نول رائے نے اپنے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھدوادی - اور خندق پر توپیں لگا کر انہیں زنجیروں سے جکڑا دیا - نواب احمدخاں نے بھی اس پڑاؤ سے دو میل کے فاصلے پر آکر پڑاؤ ڈالدیا - جب صفدر جنگ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی - نواب احمدخاں نے اس کے آنے سے پہلے حملہ کرنے کا ارادہ کیا - اور ۹ - رمضان سنہ ۱۱۶۳ ھ کو میاں دل لے جاسوس کی رہبری سے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ کے بعد نول رائے کے لشکر سے تین کوس فاصلے - علیحدہ کوچ کیا - اورطلوع آفتاب سے تیرہ گھنٹہ پیشتر نول رائے کے پڑاو کی پشت پر جہاں توپیں نہ تھیں اور سادات بارھہ متعین تھے حملہ کیا - سادات بارھہ اور پٹھانوں میں خوب زور شور سے اول بندوق اور پھر تلوار چلنا شروع ہوئی - توپیں بھی دغنا شروع ہو گئیں - اول سادات بارھہ نے پٹھانوں کو پیچھے ہٹا دیا جب احمد خاں نے یہ حال دیکھا بہت لعنت ملامت کر کے کہا ,, کہ کیا مجھے اسی

غرض سے ساتھ لائے تھے کہ میں تم کو نامردوں کی
طرح بھاگتا دیکھوں کل دیکھنا کہ تم زندگی اور تمہاری
عورتیں بے آبرو کیجاویں گی " یہ کہکر چھرا نکالکر
خودکشی کرنا چاہا ۔ رستم خان وغیرہ نے ہاتھ پکڑ لیا
اس کارروائی کا یہ اثر ہوا کہ کل پٹھان گھوڑوں سے
اتر پڑے ۔ اور اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھکر
نہایت جوش سے نول رائے کی فوج میں گھس پڑے ۔
سادات بارھا نے ان کے روکنے میں اگرچہ اپنی جانیں
لڑادیں مگر اس مرتبہ نہ روک سکے ۔ کچھ مارے گئے ۔
اندر بھاگے ۔ اب پٹھان مورچوں کے اندر گھس آئے ۔
اسی عرصے میں قاصد نے دوڑ کر نول رائے کو خبر دی
وہ پوجا پاٹ کا بڑا پابند تھا ۔ جب تک پوجا نہ کرلیتا
کوئی کام شروع نہ کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ بغیر پوجا کئے گھر
سے بھی باہر نہ نکلتا تھا یہ خبر سن کر بولا ۔ کہ مضائقہ نہیں ہے
ان کنجڑوں کو اپنی کمان کے گوشہ سے زندہ لاؤں
گا " ۔ یہ کہکر پوجا پر بیٹھ گیا اسی عرصے میں پٹھان
بہت قریب آگئے ۔ قاصد پھر دوڑا ہوا پہونچا ۔ اور اپنی
جان پر کھیل کر بولا ۔ کہ اے بیوقوف تو یہاں پوجا
کرنے بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آن پہونچے
ہیں ۔ تھوڑی دیر میں اس پوجا کا مزہ معلوم ہو جائیگا
گا " ۔ یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا ۔ اور ہتھیار لگا کر

گر ہاتھی پر سوار ہوا ۔ اور دو تیر ایک ساتھ چلے میں
رکھکر پٹھانوں پر یہ کہکر مارے ،، مار موورے سارے کونجڑوں کو ۔
اب خوب صبح ہوگئی تھی لڑائی خوب زور شور سے ہونے لگی رستم خان
اور محمد خان آفریدی نول رائے کو ڈھونڈھتے ہوئے اُس کے قریب
جا پہونچے ۔ اسی عرصے میں نول رائے کی فوج کے ایک پٹھان
نے (شیلائی زبان پشتو میں کہا " اے کفرو کہاں
چلے آتے ہو ۔ خبردار یہاں کوئی نہ آنے پائے ۔ یہاں
فوج کے سردار رونق افروز ہیں " ۔ محمد خان کا ایک
بھائی حال ہی میں افغانستان سے آیا تھا ۔ وہ اس زبان
کو سمجھتا تھا ۔ اُس نے ترجمہ کرکے سب کو سنایا ۔
محمد خان آگے بڑھکر نول رائے کے قریب پہونچا ۔ اُس نے اُس
کی طرف دیکھکر کہا " کہ اے کونجڑوں میں تم کو ایسی قرار
واقعی سزا دوں گا ۔ کہ تمہارا نام و نشان اس ملک میں باقی نہ
رہے گا ۔ " یہ کہکر محمد خان نے تیر مارا جو اُس کے سینے پر لگا
اُس نے تیر کو سینے سے نکالکر کہا ۔ کہ اے تیر تو کس نامرد
کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا ۔
نول رائے نے دوسرا تیر مارا اسی عرصے میں ایک قادر
الانداز آفریدی نے تاک کر گولی کا ایسا نشانہ مارا کہ
نول رائے اُس کے لگتے ہی سرد ہوگیا ۔ فیلبان نے جب
یہ حال دیکھا ہاتھی کو فوج کیطرف بھگا لے گیا ۔ راجہ
کے ہاتھی کو بھاگتا دیکھکر کل فوج نے بھاگنا شروع کیا

پٹھانوں کے ہاتھ اسقدر مال غنیمت لگا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ روپیہ ملا —

اس لڑائی میں نول رائے کے علاوہ تیس بڑے بڑے عہدہ دار مثل میر مسعود صاحب - خدا داد خان وغیرہ مارے گئے - ہزاروں نجیب و شریف شیخ و سید بلگرام وغیرہ کے رہنے والے حق نمک پر جان کو فدا کر گئے - نواب بقاء اللہ خان نے بڑا کام کیا کہ رنجہ کے بال بچوں کو قنوج سے اُسی وقت لے کر لکھنؤ روانہ ہوگئے —

نواب احمد خان کامیاب ہوکر نہایت شان و شوکت سے فرخ آباد میں داخل ہوئے - تمام ملک میں اپنا انتظام کیا - خوب جشن منائے - جشن کے موقع پر موضع کھائی پور پرگنہ قائم گنج کے ایک بھاٹ مسمی ہیرو بی نے ایک گیت تصنیف کر کے نواب کو سنایا - جس کے انعام میں ایک مسلم موضع اس کو مرحمت کیا گیا - وہ گیت یہ ہے

عجب یہ صاحب قدرت ہے جس نے جگ سنوارا ہے
خدا ہی پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
گھوڑا باندھا کمر کس کر غنیم اوپر لئے لشکر
اگے اسکے عجب چکر غروری کا نظارا ہے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھی بات پاجی کو
نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہے
نول ہو دہ سے مکھ مرتا کہیں ہاتھی کہیں گھوڑا

قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سبھارا ہے
چلیں توبیں دھڑا دھڑ سے رھکلے بھی پڑا پڑ سے
شتر نالیں پڑا بڑ سے تہور کا بھارا ہے
چلیں تیریں سنا سن سے چلیں گولی سنا سن سے
کٹیں سکر جوناجھن سے پڑی تلوار دھارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا - عطائی پور میں ڈیرا
یہی ہے منو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ نول رائے کی امداد کے واسطے دھلی سے دو منزل آگے بڑھ آیا تھا کہ اس شکست کی خبر سنی کمال غم و غصے سے کہنے لگا "افسوس اس خود بیں دائم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا - اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانوں کو فتح نصیب نہ ہوتی" یہ کہکر کثرت رنج و الم سے پلنگ پر ھاتھہ دے مارا اور بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو نواب احمد خاں کے پانچوں بیٹوں اور پانچوں چیلوں کے قتل کئے جانے کا حکم لکھا کر دھلی اور الہ آباد روانہ کیا - اور یہ بیچارے نول رائے کے بدلے نہایت بیدردی سے قتل کئے گئے —

**مسلمانوں کے ابتدائی اور اخیر زمانہ کا مقابلہ**

اس زمانے کے مسلمانوں کے عروج کے زمانے سے مقابلہ کیا جائے تو عجیب تعجب ہوتا ہے - ایک وہ زمانہ تھا کہ بھجانگر کے عظیم الشان راجہ دیورائے کو معمولی مسلمان

سپاھی بھی سلام کرنا اپنی کسر شان سمجھکر اس کی نوکری کو عار سمجھتے تھے - اگرچہ راجہ نے اُن کی تالیف قلوب کے لئے بیجانگر میں ایک مسجد تعمیر کرادی تھی اور بڑی بڑی جاگیرین اُن کو دے رکھی تھین مگر اس پر بھی انھون نے اس شرط پر اُسکی ملازمت قبول کی تھی کہ راجہ کو سلام نہ کرنا پڑے - چنانچہ روزانہ دربار میں نہایت ادب سے ایک بلند مقام پر قرآن شریف رکھا جاتا تھا - اور مسلمان سپاھی اور افسر راجہ کی تعظیم و تکریم کے بجائے قرآن شریف کی تعظیم و تکریم بجالاتے تھے - ایک یہ زمانہ تھا کہ ھندو مسلمان آپس کے برادرانہ سلوک سے ایسے شیر و شکر ھوگئے تھے کہ قومیت اور فاتح مفتوح کا لحاظ بالکل مفقود ھو گیا تھا - بڑے بڑے شریف مسلمان ادنیٰ ادنیٰ ھندوں کی ماتحتی میں خدمتین بجالاتے تھے - ھندو مسلمانوں کی طرف سے ھندؤں سے لڑنے اور ان کے قتل و غارت کرنے کو سعادت دارین سمجھتے تھے - اسی طرح مسلمان ھندؤں کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے اور ان کے تباہ و برباد کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے - چنانچہ اسی لڑائی میں راجہ نول رائے کی ماتحتی میں بڑے بڑے شریف خاندانوں کے مسلمان سردار اور سپاھی اور خود صفدر جنگ کے قریب کے رشتہ دار شامل تھے - اور بےتعصبی ملاحظہ کیجئے کہ ایک مسلمان نے نول رائے کو مذھبی

شہید کا رتبہ دے کر دوزوں سے ہمکنار کردیا —

روان کرد دون بلان جو بجو　　ادا کرده حق نمک سو بسو

زیزدان رسیده دور و ملک　　بیارد برو اے نول سر خرو
سنه ۱۱۶۳ ھ

# ھری سنگھ راتھور

| ھری سنگھ راتھور | راجہ کشن سنگھ راتھور کا بیٹا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد ملازمت |
|---|---|

شاہی میں داخل ہوا - اور کشن گڈھ وطن جاگیر میں مرحمت ہوا —

سنہ ٥ جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سر فراز ہوا —

سنہ ۹ جلوس میں خانجہان بارھہ کے ساتھہ مہم بیجاپور میں متعین ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار سے مفتخر ہوکر شاہزادۂ محمد شجاع کے ساتھہ کابل میں تعینات ہوا - اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ کابل میں مامور ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں خلعت و اسپ اور علم عطا

هو کر شاهزادهٔ دارا شکوهٔ کے ساتھ مہم قندهار میں
متعین هوا —

سنه ۱۷ جلوس میں ۲۳ صفر ۱۰۵۴ ھ کو لاولد انتقال
کیا بادشاه نے روپ سنگھ اُس کے بھتیجے کو خلعت
و اسپ مرحمت فرماکر جانشین مقرر کیا - اور کشن
گڈھ جاگیر میں مرحمت کیا اُس کا حال علیحده قلمبند
هو چکا هے —

## هردے رام کچھواها

**هردے رام کچھواها اور بانکا کچھواها**

اس کا باپ بانکا کچھواها اکبر کے عہد
میں سنه ۴۰ جلوس تک منصب
چهار صدی پر سر فراز تها - سنه ۲۶ جلوس میں
راجه مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی مہم
میں شریک تها - اس کے بعد دیگر مہمات میں شریک
هو کر خدمتیں بجا لاتا رها - اُس کے انتقال کے بعد
هردے رام ملازمت شاهی میں منسلک هوا پهلے سال
جلوس شاهجهانی میں منصب هزاری ذات - شش صد
و پنجاه سوار سے سر فراز هوا - سنه ۲ جلوس میں
منصب هزاری ذات - هفت صد سوار پر ترقی پائی
سنه ۳ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هزار

سوار سے سر بلند ہوا - سنہ ۸ جلوس میں انتقال کیا۔ بکرام اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

## ہمیر سنگھ سیسودیہ

ہمیر سنگھ سیسودیہ ایشر داس سیسودیہ کا بیٹا اور دودا سیسودیہ کا پوتا تھا - ابتدا میں رانا جگت سنگھ کی سرکار میں ملازم تھا وہاں سے ملازمت ترک کر کے سنہ ۱۸ جلوس میں ۱۲ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۵ ھ کو دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت مرحمت فرماکر منصب پانصدی سے سر فراز کیا - سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - وہاں سے ۱۱ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۷ ھ کو راجہ جے سنگھ کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت فرماکر دوبارہ بلخ کو روانہ کیا —

## ضمیمہ نمبر ۱

اصل کتاب میں بہت سے ہندو اُمرا اور ارکان سلطنت

کے حالات محض اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ اُن کے مفصل حالات دستیاب نہیں ہوئے ۔ لہذا ضمیمہ ہذا میں عربی کے مشہور مقولہ مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کی بنا پر ہم بقیہ مشہور امرا کی ایک اجمالی فہرست عہدوار درج کرتے ہیں —

———— ⁂ ————
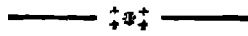
# عہد اکبری

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| لونک | دو صدی | اوڑیسہ کا زمیندار اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سرفراز تھا — |
| بلبھدر راٹھور | سہ صدی | سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے ممتاز تھا — |
| جانکا کچھواہا | چہار صدی | ایضاً |
| بہادر گوہلوت | سہ صدی | ایضاً |
| بھارتی چند | | سنہ ۴۰ جلوس میں وزیراعظم کی ماتحتی میں ہر صوبہ کا علحدہ وزیر مقرر کیا گیا۔ یہ صوبہ اجمیر کے وزیر مقرر ہوئے — |
| رائے بھگوانداس | | سنہ ۱۹ جلوس میں کل ممالک محروسہ کے مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوئے۔ سنہ ۴۱ |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | جلوس تک اس عہدہ پر سرفراز رہے - ۱۰۰ سال انتقال کیا — |
| بھوپت رائے | | سنہ ۲۲ جلوس میں مہم گجرات میں شریک تھا — |
| باگھار راٹھور | | ایضاً |
| پرمانند کھتری | پانصدی | راجہ ٹوڈرمل کے خوشامدیوں میں سے تھا - بنگ و بہار کی مہم میں نواڑوں اور کشتیوں کا انتظام اس کے سپرد تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا — |
| پرتاب سنگھ | دو صدی | راجہ بھگوانداس کا بیٹا تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا - آگرہ میں اس کا آباد کیا ہوا محلہ پرتاب پورہ اب تک آباد ہے — |
| رائے پرکھوتم (پرسوتم) | | اکبری عہد کے بخشیان عظام سے تھا — |
| پیاگ داس | | سنہ ۲۱ جلوس میں صوبۂ گجرات کا دیوان مقرر ہوا - معرکۂ دولقہ میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | شریک تھا ۔ |
| تلسی داس جادون | سہ صدی | سنہ ۲۸ جلوس میں مہم گجرات میں شریک تھا ۔ |
| تارا چند | | سنہ ۳۱ جلوس میں صوبۂ اجمیر کا بخشی مقرر ہوا ۔ |
| جگمال پلوار | پانصدی | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا ۔ سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر مامور ہوا ۔ |
| چنپ | دو صدی | سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سر بلند تھا ۔ |
| چیتہ بڑگوجر | ۔ | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا ۔ لڑائی کے وقت غنیم کے ایک سوار نے بادشاہ پر نیزہ کا وار کیا اس نے آگے بڑھکر سوار پر برچھا مارکر اس کا کام تمام کر دیا ۔ اس حسن خدمت کے صلے میں نوازش ہائے شاہانہ سے مفتخر ہوا ۔ |
| راجہ چتر بھوج | ۔ | راجہ جگمن کا لڑکا تھا ۔ باپ کے |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | مرنے کے بعد اپنے وطن صوبہ مالوہ سے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کرکے صوبۂ دکن میں تعینات کیا۔ سنہ ۴۴ جلوس میں دربار میں حاضر ہوا۔ |
| راجہ دلیپ چند | | سنہ ۱۸ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ |
| راجہ دھر سنگھ | | سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا۔ اور راجہ بیربر کے ساتھ اسی مہم میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا جگت رائے سنہ ۱۹ جلوس میں مہم چندر سین اور سنہ ۲۱ جلوس میں مہم مرزا محمد حکیم میں شریک تھا۔ |
| رام چند کچھواہا | چہار صدی | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۹ جلوس |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | میں صوبہ گجرات میں مامور ہوا ۔ سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھہ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا ۔ |
| رائے رام داس دیوان | دوصدوپنجاهی | سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ احمد آباد گجرات کا وزیر مقرر ہوا ۔ |
| رائے رام رائے | ۔ | سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ دہلی کا وزیر مقرر ہوا ۔ |
| رام داس | ۔ | سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ بہار کا وزیر مقرر ہوا ۔ |
| راگہو داس کچھواہا | ۔ | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھہ تھا ۔ اور اسی لڑائی میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا ۔ |
| روپ رائے گجراتی | ۔ | صوبۂ گجرات میں متعین تھا ۔ معرکۂ دولقہ میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھہ شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا ۔ |
| رام داس چوهان | | سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھہ مہم حکیم مرزا میں |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | اور اس کے بعد سنہ ۲۹ جلوس میں مہم گجرات میں شریک تھا - |
| راجہ رام ساہ گوالیاری | - | سنہ ۹۸۳ ھ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم راناکیکا میں شریک اور فوج ہراول میں متعین تھا - اور اس لڑائی میں معہ اپنے تین بیٹوں کے مارا گیا — |
| سلطان راٹھور | | جے مل کا بیٹا تھا راجہ بھگوان داس کچھواھا کی طرف سے نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا ( دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواھا کا حال ) یہ ملازمت شاہی میں داخل ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں رائے سنگھ کے ساتھ چندر سین راٹھور کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات میں شریک تھا — |
| سانولداس جادول | دو صدی | سنہ ۱۸ کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا سنہ ۲۶ |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | میں مہم حکیم مرزا پر متعین ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں شہبازخاں کے ساتھ صوبۂ بنگالہ میں مامور ہوا - سنہ ۳۱ میں مہم دکن میں تعینات ہوا - |
| سلهدی | چارصدی | راجہ بہاری مل کا بیٹا تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور پر مامور تھا - |
| سانگھا پنوار | دوصدی | سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا - |
| سندر | دوصدی | اوڑیسہ کا زمیندار اور سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا - |
| کانہا درباری | - | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا - |
| کشن داس تولور | سہ صدی | سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شریک تھا - |
| کشنداس تونور | سہ صدی | سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شریک تھا - |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| کلا کچھواھا | دوصدی | سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مانسنگھہ کے ساتھہ شریک تھا — |
| کیشوداس راٹھور | دوصدی | اسکی بیٹی کی شادی شاھزادہ سلیم سے ھوئی تھی شاھزادی بہار بانو بیگم اُسی کے بطن سے تھی - اکثر مہمات میں شریک ھوکر خدمات نمایاں انجام دیں — |
| کلا راٹھور | - | سنہ ۳۸ جلوس میں مرزا شاھرخ کے ساتھہ صوبۂ مالوہ میں تعینات ھوا — |
| رائے کیشوداس | - | سنہ ۴۰ جلوس میں صوبہ آگرہ کا وزیر مقرر ھوا — |
| رائے کشن داس | - | سنہ ۱۰ جلوس میں صوبۂ آگرہ کا وزیر مقرر ھوا — |
| کنارو بڑ گوجر | - | سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھہ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا - |
| راجہ گوپالداس جادول | | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھہ تھا - |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | سنه ۲۸ جلوس میں شہباز خان کے ساتھ صوبۂ بنگالہ میں تعینات ہوا سنہ ۳۴ میں مر گیا ۔ |
| گور دھن راٹھور | | نہایت شجاع و بہادر تھا ۔ سنہ ۳۵ جلوس میں مرزا عبدالرحیم خانخانان کے ساتھ مہم ٹھٹھہ میں شریک تھا — |
| مان سنگھ کچھواھا | سہ صدی | سنہ ۱۸ جلوس یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا اس کے بعد مرزا راجہ مان سنگھ کے پاس تعینات ہوا ۔ اور اکثر مہمات میں شریک ہو کر خدمات نمایاں انجام دیتا رہا ۔ |
| متھرا داس کھتری | دو صدی | سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ لاھور کا وزیر مقرر ھوا — |
| میدنی رائے چوھان | ھفت صدی | صوبہ گجرات میں مامور تھا ۔ اور وھاں کی مہمات میں شریک ھوتا رھا — |
| مدن چوھان | | سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | مان سنگھ کے ساتھ مہم حکیم مرزا میں متعین ہوا۔ سنہ ۲۹ میں۔ مہم گجرات میں شریک تھا |
| بابو منگلی | ہفت صدی | سنہ ۲۸ جلوس میں شہباز خاں کے ساتھ بنگالہ میں متعین ہوا اس کے بعد راجہ مان سنگھ کے ساتھ اکثر مہمات میں شریک ہوا — |
| نیل کنٹھ | سہ صدی | اُڑیسہ کا زمیندار تھا — |
| رائے نرائن داس | | ایدر کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات میں شریک تھا — |
| ہرداس | | سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا سنہ ۳۸ میں مرزا شاهرخ کے ساتھ صوبۂ مالوہ میں تعینات ہوا |
| کلیان رائے | - | بندر کھنبات کا ناظم تھا۔ اس نے کھنبات میں پختہ چاردیواری تعمیر کرائی تھی — |
| راجہ دیپ چند | - | مجھولہ کا راجہ تھا۔ سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں |

| نام | مناصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | بادشاہ کے ساتھ تھا - ایک دن دربار میں گانے کی بحث تھی اس سے کہا کہ اگر گانے خدا کے نزدیک معظم نہ ہوتی تو سب سے پہلے قرآن شریف میں سورۂ بقر کیوں مذکور ہوتی — |

## عہد جہانگیری

| نام | مناصب | کیفیت |
|---|---|---|
| راجہ [illegible] | ہزاری ذات پانصد سوار | [illegible] کے زمیندار تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور سے مفتخر ہوا - اور تنخواہ میں وطن میں جاگیر مرحمت ہوئی — |
| بیردو | چہار صدی | بکرنڈ کا زمیندار تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور پر سرفراز ہوا — |
| دیبی چند گوالیاری | ہزار و پانصدی ذات - پانصد سوار | سنہ ۱۵ جلوس میں منصب مذکور پر مامور ہوا — |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| حکیم رگھناتھ | هشت صدی ذات | سنه ۱۴ جلوس میں منصب شش - صد سوار مذکور پر مامور هوا — |
| راے کنور چند | - | جہانگیر کے عہد میں عهدہ مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) پر سرفراز تھا - سنه ۱۴ جلوس میں بادشاہ نے ایک هاتھی عطا کیا — |
| راے کھلسور | - | جہانگیر کے ایام شاهزادگی میں صوبه بہار کا دیوان تھا پھر شاهزادہ موصوف کی سرکار کا دیوان مقرر هوا - جہانگیر نے تخت نشیں هوکر صوبه گجرات کا دیوان مقرر کردیا - سنه ۱۳ جلوس میں صوبه مالوہ کی دیوانی پر تبدیل هوا — |
| موهن داس | هشت صدی و پانصد سوار | صوبه گجرات کی دیوانی پر مامور تھا سنه ۲ جلوس میں منصب مذکور سے سرفراز تھا - |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| راے سنگت بھدوریہ | - | مہم بنگش میں راجہ شیام سنگھ کے ساتھ شریک تھا۔ سنہ ۷ جلوس میں منصب میں اضافہ ہوا۔ |
| راے مان سنگھ | | شاہی پیادہ فوج کا سردار تھا۔ |
| راجہ نتھہ مل | دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار | مجہولی کا زمیندار تھا۔ سنہ ۱ جلوس میں پانچ ہزار روپیہ انعام میں مرحمت ہوکر منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار یک صد سوار سے سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہوکر منصب دو ہزار ذات ہزار و دو صد پر ترقی پائی۔ |
| ہربھان | دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار | چندر کوٹ کا زمیندار تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔ |
| ہردے نارائن ہاڈا | نہ صدی ذات شش صد سوار | سنہ ۱۳ جلوس میں راجہ بکرماجیت کے ساتھ مہم کانگڑہ میں متعین ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس میں منصب میں ترقی |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | ہو کر منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔ |

## عہد شاہجہانی

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| اگر سین کچھواہا | ہشت صدی ذات پنج صد سوار | سنہ ۷ جلوس میں مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔ |
| راجہ اُدے سنگھ | پانصدی سہ صد سوار | راجہ مان سنگھ زمیندار جموں کا بیٹا تھا۔ سنہ ۲۰ میں مر گیا۔ |
| اگر سین | پانصدی دو صد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔ |
| راجہ امر سنگھ کچھواہا | | سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔ |
| بھوج راج | ہزاری پانصد سوار | ابتدا میں عادل شاہ بیجاپوری کی طرف سے اودگیر کا قلعدار تھا۔ جب سنہ ۹ جلوس میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا۔ تو خان دوران بہادر کی سفارش |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا — |
| بیر نرائن | ہفت صدی سہ صد سوار | بچیت صوبۂ بہار کا زمیندار تھا - سنہ ۲ جلوس میں مر گیا - |
| رائے بہاری داس | ہفت صدی دو صد سوار | |
| بیر بہان | پانصدی سہ صد سوار | چندر کونہ صوبۂ بنگال کا زمیندار تھا — |
| پرتھی سنگھ کچھواہہ | پانصدی دو صد پنجاہ سوار | راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا - سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا - |
| پرتاب سنگھ چوہان | شش صدی پانصد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا — |
| پرتاب چورہ | ہزاری ہزار سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا — |
| پانڈ ( [illegible] ) ولد بہار سنگھ | شش صدی صد سوار | سنہ ۱۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا — |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| راول پونجا | ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار | ڈونگر پور کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا — |
| رائے جسونت رائے | | سنہ ۱۰۴۰ھ میں احدیوں کا بخشی مقرر ہوا۔ اس کے بعد دیوان تن کے عہدے پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۰۵۱ھ میں دیوانی خالصہ کا خدمت مرحمت ہوا۔ |
| جادون رائے | | دیوان بیوتات کے عہدے پر سرفراز تھا — |
| راجہ جگناتھہ راٹھور | هشت صدی چہار صد سوار | سنہ ۳ جلوس میں مر گیا۔ |
| رانا جودھا | هشت صدی سہ صد سوار | امر کوٹ کا زمیندار تھا سنہ ۱۲ جلوس میں مر گیا۔ |
| جگناتھہ راٹھور | هفت صدی چہار صد سوار | سنہ ۱۰ جلوس تک منصب هفت صدی سہ صد سوار پر مامور تھا۔ اس کے بعد منصب مذکور پر سرفراز ہوا سنہ ۱۳ میں انتقال کیا — |
| راجہ جگمن جادول | پانصدی چہار صد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور سے مفتخر تھا — |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| چتربهوج سونکرا | پانصدی پانصد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور سے سفتخر تھا — |
| چندر بہان | پانصدی سہ صد سوار | کانگڑہ کا زمیندار تھا — |
| چیت سنگھ | هزاری | سنہ ۳۰ جلوس میں وفات پائی - |
| راٹھور | پانصد سوار | یہ ایام شاهزادگی کے رفیقوں میں سے تھا تخت نشینی کے دن علاوہ منصب مذکور چھبیس هزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت هوا — |
| خدمت رائے | پانصدی صدسوار | سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا - |
| والی داس میرتھیہ | . | سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا - |
| دلپت راٹھور | پانصدی سہ صد سوار | ساندن راٹھور کا بیٹا تھا - سنہ ۳ جلوس میں ملک عدم کو سدھارا - |
| رایبا | هزار و پانصدی شش صد سوار | جادون رائے کا بھائی تھا - |
| زلی رائے دکھنی | دو هزاری هزار سوار | سنہ ۳ جلوس میں حسب سفارش اعظم خاں ملازمت شاهی میں |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | داخل ہوکر منصب مذکور سے مفتخر ہوا - سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا |
| رگھناتھ | پانصدی دوصد سوار | سوسنگ کا زمیندار تھا - سنہ ۷ جلوس مہم ججھار بندیلہ میں شریک تھا — |
| روپ سنگھہ کچھواہا | ہفت صدی سہ صد سوار | جگناتھ کچھواہہ کا پوتا تھا - سنہ ۸ جلوس میں مہم جھجھار سنگھہ بندیلہ میں شریک تھا — |
| راوت رائے دھنگر دکھنی | سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز رہا - سنہ ۱۰ جلوس تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا — |
| رائے سبھا چند | ہفت صدی چہار صد سوار | سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہفت صدی پر سرفراز ہوکر صوبۂ دہلی کا دیوان مقرر ہوا — |
| سنگرام کچھواہا | ہفت صدی چہار صد سوار | سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ہوا۔ |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| راول سرمسی | هزاری - هزار سوار | بانسوله کا زمیندار تھا - |
| سکت سنگھه | پانصدی | |
| چوهان | درصد وپنجاه | |
| کشن سنگھه کچھواها | پانصدی - دوصد و پنجاه | ۱۴ - شوال سنه ۱۰۵۵ ه کو منصب مذکور پر مامور هوا - سنه ۱۹ جلوس میں مهم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا - راجه مان سنگھه کا پوتا تھا - |
| کیسری سنگھه راٹھور | پانصدی صد سوار | ابتدا میں مهابت خان کی سرکار میں ملازم تھا - اُس کے مرنے کے بعد ملازمت شاهی میں داخل هوا - سنه ۱۹ جلوس میں مهم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا — |
| سرمست بڑگوجر | شش صدی سه صد سوار | اعتماد رائے بڑگوجر کا بیٹا تھا — |
| راجه کشن سنگھه تونور | پانصدی پانصد سوار | سنه ۱۹ جلوس میں مهم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا - سنه ۱۰۶۸ ه کی معرکه سموگڑه میں دارا شکوه کے ساتھه تھا - |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| فتح سنگھہ | ھشت صدی | مہاراجہ بھیم کا بیٹا تھا ۔ |
| سیسودیہ | دو صد سوار | سنہ ۱ جلوس میں سفر آخرت اختیار کیا ۔ |
| سری سنگھہ راٹھور | ھزاری ھشت صد سوار | سنہ ۹ جلوس میں منصب مذکور سے مفتخر ھوا ۔ |
| راجہ کنورسین گشتواری | ھزاری چہارصد سوار | کشتوار کا زمیندار تھا ۔ اس کی لڑکی کی شادی شاھزادہ محمد سجاع سے ھوئی تھی ۔ شاھزادہ بلند اختر اُسی کے بطن سے تھا ۔ |
| کرپا رام گور | ھشت صدی ھفت صد و پنجاہ سوار | سنہ ۱۰۴۱ ھ میں چکلہ فوجداری پر مامور ھوا ۔ سنہ ۱۱ جلوس میں مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا ۔ |
| شیام سنگھہ سیسودیہ | ھزاری پانصد سوار | سنہ ۱۰ جلوس تک اس منصب پر سر فرار تھا ۔ |
| گوبند داس راٹھور خانہ ورانی | پانصدی ۔ دو صد و پنجاہ سوار | اول خان دوران بہادر نصرت جنگ کی سرکار میں ملازم تھا ۔ ۸ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ ھ کو ملازمت شاھی |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | میں داخل ہو کر مہم بلخ و بدخشان میں مامور ہوا ۔ |
| لکھمی سین چوہان | ہشت صدی پانصد سوار | سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا ۔ |
| محکم سنگھ سیسودیہ | | سنہ ۱۱ جلوس کی مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا ۔ |
| سنگو جی بھانکر دکھنی | سہ ہزاری ہزار پانصد سوار | ۲۶ ۔ ذیقعد ۱۰۳۹ ھ کو ملازمت شاہی میں داخل ہوا ۔ |
| مترسین تونور | ہزاری پانصد سوار | راجہ شیام سنگھ تونور کا بیٹا تھا ۔ سنہ ۶ جلوس میں انتقال کیا — |
| بکنداس راتھور | شش صدی صد و پنجاہ سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر سرفراز تھا — |
| متھرا داس کچھواہا | ہفتصدی چہار صد سوار | ایضاً |
| مکند بادرن | پانصدی ۔ سہ صد سوار | سنہ ۱۰ جاوس تک اس منصب پر سرفراز تھا — |
| ملی سنگھ | پانصدی ۔ دو صد پنجاہ سوار | راجہ بکرماجیت کا بیٹا تھا |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر سرفراز تھا — |
| مدن سنگھ بھدوریہ | پانصدی دو صد سوار | |
| مادھو سنگھ سیسودیہ | پانصدی دو صد و پنجاہ سوار | سنہ ۸ جلوس میں مرگیا — |
| مکندداس گوڑ | پانصدی صد و پنجاہ سوار | راجہ گوپال داس گوڑ کا بیٹا تھا سنہ ۴ جلوس میں مہم خانجہاں لودی میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا — |
| میدکو رام دکھنی | پانصدی ہشتاد سوار | |
| منوہر داس گوڑ | پانصدی دو صد سوار | راجہ بیٹھلداس گوڑ کا بھائی تھا۔ |
| راوت نرائن داس سیسودیہ | ہفتصدی سہ صد سوار | سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا — |
| نادرالملکی | ہشت صدی چہارصد سوار | سنہ ۱۱ جلوس میں ہاتھی مرحمت ہوا - سنہ ۱۴ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | ساتھ کابل میں تعینات ہوا ۔ وہاں سے مہم دکت سنگھ میں شریک ہوا ۔ سنہ ۱۷ جلوس میں ایک ہاتھی پیشکش کیا ۔ |
| ہر نرداس جہالا | پانصدی ۔ درصد سوار | سنہ ۳ جلوس میں مہم خانجہاں لودی میں اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر مارا گیا ۔ |
| ہردے نرائن | پانصدی ۔ صد سوار | سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا ۔ |
| ہرداس جہالا | پانصدی ۔ درصد سوار | ابتدا میں رانا اُدے پور کی سرکار میں ملازم تھا ۔ نہایت عقلمند ۔ تجربہ کار امیر تھا ۔ رانا کی طرف سے دربار میں اکثر وکیل بنکر آیا کرتا تھا اور اپنی حسن قابلیت اور خدمت گذاری سے ہمیشہ بادشاہ کو خوش رکھکر انعام و اکرام پاتا تھا اس کے بعد |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | ملازمت شاہی میں داخل ہوا - سنہ ۳ جلوس میں ملک عدم کو رخصت ہوا — |
| ہررام کچھواہا | ہفتصدی - سہ صد سوار | بھگوان داس کچھواہا کا بیٹا تھا — |
| راؤ ہر چند کچھواہا | نہ صدی - چہار صد سوار | سنہ ۴ جلوس میں انتقال کیا — |
| ہتاجی | دو ہزاری | ۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۹ ھ کو |
| دیوریہ | ہشت صد سوار | ملازمت شاہی میں داخل ہوا - |
| ہوپور رائے | چہار ہزاری | سنہ ۷ جلوس میں انتقال کیا — |
| دکھانی | دو ہزار و پانصدی سوار | |

## عہد عالمگیری

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| راجہ اودت | دو ہزاری و | اوندچھہ کا زمیندار تھا - |
| سلکھم | پانصدی ہزار و پانصد سوار | سنہ ۳۲ جلوس میں خطاب |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | راجگی سے مفتخر ہو کر منصب هزار و پانصدی سے سرفراز ہوا - سنہ ۳۶ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی هزار و پانصد سوار سے سر بلند ہوکر ایرج کی فوجداری پر مامور ہوا ۔ |
| ایسو جی دکھنی | دوهزاری هزار سوار | سنبهاجی کی طرف سے ساتهیر کا قلعدار تھا ۔ سنہ ۳۰ جلوس میں حاضر دربار ہوا اور خلعت و علم و طوغ و نقارہ ۔ اسپ و فیل اور بیس هزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت ہوکر منصب مذکور پر سرفراز تھا ۔ |
| اچلاجی | پنجهزاری دو هزار سوار | سیواجی کا داماد تھا ۔ سنہ ۲۹ جلوس میں خلعت و نقارہ اور علم اور پہونچی مرصع اور اسپ و فیل عطا ہوکر منصب مذکور سے مفتخر ہوا ۔ |
| ارجوجی | دوهزاری هزار سوار | سنبهاجی کا چچا زاد بھائی تھا ۔ سنہ ۲۸ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ہوکر منصب مذکور |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | سے سر بلند ہوا ۔ |
| بکرم سنگھ گوالیاری | دو ہزار و پانصدی | سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت و جمدھر مرصع اسپ مع ساز طلا مرحمت ہوکر منصب مذکور سے سرفراز ہوا ۔ |
| بسونت راؤ دکھنی | چہار ہزاری ہزار سوار | سنہ ۲۵ جلوس میں منصب بہار مذکور سے مفتخر ہوا ۔ سنہ ۲۸ جلوس میں خلعت مرحمت ہوا ۔ |
| برہم دیوکی | ۔ | سنہ ۲۹ جلوس میں مسلمان ہوگیا ۔ اور دیندار کے نام سے موسوم ہوکر جانماز خانہ کا داروغہ مقرر ہوا ۔ |
| بداجی | سہ ہزاری دو ہزار سوار | سوراجی کا چچا زاد بھائی تھا ۔ تھانہ داری بدرپا نبگاؤں پر منصب دو ہزار و پانصدی پر مامور تھا ۔ سنہ ۴۹ میں منصب مذکور پر ترقی پائی ۔ |
| راجہ بھیم | پنجہزاری | راجہ جے سنگھ کا بھائی تھا ۔ سنہ ۲۴ جلوس میں حاضر دربار ہوا ۔ سنہ ۳۸ جلوس میں انتقال کیا ۔ |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| بھاگو بلجارہ | پنجہزاری - چہار ہزار سوار | منصب مذکور پر مامورتھا۔ اس کے بعد بھاگ کر مرہٹوں سے جا ملا۔ سنہ ۲۲ جلوس میں حاضر دربار ہوکر عفو تقصیر کا ملتجی ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف کرکے منصب مذکور پر بحال کر دیا۔ |
| پرتھی سنگھ | | جموں کا راجہ تھا۔ شاہزادہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ نے اس کے ملک میں پناہ لی تھی اس نے اول شاہزادہ مذکور کو بادشاہ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا لیکن پھر حوالہ کردیا (دیکھو مرزا راجہ جے سنگھہ کا حال) اور ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سنہ ۱۸ جلوس میں لودی خان کے ساتھہ کابل میں تعینات ہوا۔ |
| پرتھی سنگھہ راٹھور | | ملازمت شاہی میں داخل تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | خلعت کے ساتھہ دو هزار روپیه نقد انعام میں مرحمت هوا — |
| راجه جسونت سنگهه بندیله | | سنه ۲۱ جلوس میں چنپت بندیله کے بیٹوں کی سرکوبی پر مامور هوا - سنه ۲۹ جلوس میں خلعت کے ساتھه فیل اور نقارہ مرحمت هوا — |
| چھتیر مل | | کل ممالک محروسه کے وقائع نگاروں کا افسر تھا - سنه ۴۲ جلوس میں مرگیا - اس کا بیٹا بهولا ناتهه مسلمان هوکر هدایت کیش کے نام سے موسوم هوا - اور اپنی لیاقت اور مزاج دانی سے بادشاہ کے دل میں ایسا اعتبار اور اعزاز پیدا کیا که عهدہ عهدہ خدمتوں پر مامور رها — |
| درگا داس راتهور | سه هزاری دو هزار سوار | مهاراجه جسونت سنگهه راتهور کا رشته دار اور اس کی سرکار |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | میں ملازم تھا اس کے انتقال کے بعد اپنی چرب زبانی اور افسون سازی سے تمام راجپوتوں کو بادشاہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ اور شاہزادۂ محمد اکبر کو بھی سلطنت کا سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ جب اورنگ‌زیب کی حکمت عملی سے یہ فتنہ و فساد رفع ہوگیا تو محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر کو جو انہیں دنوں پیدا ہوا تھا ساتھ لیکر پہاڑوں میں جا چھپا۔ (دیکھو مہاراجہ اجیت سنگھہ کا حال) سنہ ۴۲ جلوس میں شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھہ باندھے ہوئے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں داخل کیا۔ |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | اور خلعت و جمدھر مرصع عطا کر کے منصب مذکور سے سرفراز کیا ــ |
| دوندی راؤ | ہزار و پانصدی | سنہ ۴۰ جلوس میں تربیت خاں کے توسل سے ملازمت شاھی میں داخل ھو کر منصب مذکور پر سرفراز اور تھانہ داری کوہ مہادیو پر مامور ھوا ــ |
| رام چند | سہ ہزاری | گھاٹوں کی تھانہ داری پر سرفراز تھا - سنہ ۴۰ جلوس میں منصب دو ہزاری اور سنہ ۴۳ میں منصب سہ ہزاری پر سربلند ھوا ــ |
| راگھو داس جھالا | ہفت صدی پانصد سوار | ابتدا میں رانا اُدے پور کی سرکار میں ملازم تھا - وھاں کی ملازمت ترک کر کے سنہ ۱۸ جلوس میں حاضر دربار ھوا - بادشاہ نے منصب مذکور پر مامور کیا ــ |
| رام سنگھ راٹھور | - | سنہ ۲۰ جلوس میں خلعت کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | العام میں مرحمت ہوا — |
| سوبھان | پنجہزاری دو ہزار سوار | مرہٹوں کی طرف سے ستارہ کا قلعدار تھا - جب سنہ ۴۳ جلوس میں شاہزادہ اعظم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا - اور محاصرہ کا عرصہ تنگ ہوا - اور قلعہ کے ایک طرف کی فصیل بھی گر گئی تو اُس نے قلعہ شاہزادہ کے حوالہ کر دیا - اور شاہزادہ کی سفارش سے ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منصب مذکور پر سرفراز ہوا اور خلعت و کٹار - اسپ و فیل - طوغ و علم - اور نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا - |
| سیوادللیہ | شش ہزاری پنجہزار سوار | سنہ ۴۲ جلوس میں منعم خان کے ذریعے سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا - اور خلعت و نقارہ اور علم مرحمت ہو کر منصب مذکور پر مامور ہوا — |
| راجہ عالم سنگھہ | ۔ | اُجین کا زمیندار تھا - سنہ ۱۰۶۸ ھ |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | ... میں معرکہ اجین کے بعد بادشاہ ... خطاب راجگی سے مفتخر کر کے خلعت و فیل - شمشیر و جمدھر وغیرہ مرحمت کیا - اور عنایت خان کے ساتھ صوبہ مذکور کی حکومت پر سر بلند کیا — |
| راجہ کلیان بھدوریہ | [illegible]صدی شش صد سوار | بھدور کا زمیندار تھا - اول منصب ہفتصدی پر مامور تھا - سنہ ۴۰ جلوس میں منصب نہصدی پر مفتخر ہوا — |
| گردھر داس سیسودیہ | | ملازمت شاہی میں داخل اور دھلی میں متعین تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں حسین پاشا حاکم بصرہ کے استقبال کے انتظام میں لاھوری دروازہ پر یکہ تاز خان سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا - دونوں میں لڑائی ہوئی اور دونوں زخمی ہو کر گرے - اس کا زخم کاری تھا کام تمام ہو گیا — |
| رائے لعل چند | | دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں تشخیص |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | مالگزاری و تصفیہ مقدمات خالصہ واسطے کابل بھیجا گیا — |
| راے مکرند | - | ی کا ناظم تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں صوبہ بنگالہ میں تعینات ہوا — |
| راجہ ساندھاتا | - | سنہ ۲۰ جلوس میں غور بند کا تھانہ دار مقرر ہوا — |
| سانکوجی | دوہزاری ہزار سوار | سنبھاجی کی طرف سے سانوبہ کا قلعدار تھا - سنہ ۳۰ جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں داخل ہوا - اور خلعت و علم و نقارہ وغیرہ عطا ہوکر بیس ہزار روپیہ نقد انعام میں ملا — |
| مکتا | سہ ہزاری دو ہزار سوار | نصرت آباد کا ناظم تھا - اول منصب دوہزار و پانصدی پر سرور تھا - سنہ ۵۰ جلوس میں منصب سہ ہزاری پر ترقی پائی — |
| مرلیدھر | - | ابتدا میں امیرالامرا نواب شایستہ خاں کی سرکار میں دیوان تھا - سنہ ۳۸ میں ان کے انتقال کے |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | میں معرکہ اُجین کے بعد بادشاہ نے خطاب راجگی سے مفتخر کر کے خلعت و فیل - شمشیر و جمدھر وغیرہ مرحمت کیا - اور کفایت خان کے ساتھ صوبہ مذکور کی حکومت پر سر بلند کیا — |
| راجہ کلیان بھدوریہ | نہصدی شش صد سوار | بھداور کا زمیندار تھا - اول منصب ہفتصدی پر مامور تھا - سنہ ۴۰ جلوس میں منصب نہصدی پر مفتخر ہوا — |
| گردھر داس سیسودیہ | - | ملازمت شاہی میں داخل اور دہلی میں متعین تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں حسین پاشا حاکم بصرہ کے استقبال کے انتظام میں لاہوری دروازہ پر یکہ تاز خان سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا - دونوں میں لڑائی ہوئی اور دونوں زخمی ہو کر گرے - اس کا زخم کاری تھا کام تمام ہو گیا — |
| رائے لعل چند | | دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں تشخیص |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | مالگزاری و تصفیہ مقدمات خالصہ کے واسطے کابل بھیجا گیا — |
| رائے مکرند | - | بریلی کا ناظم تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں صوبہ بنگالہ میں تعینات ہوا — |
| راجہ ساندھاتا | - | سنہ ۲۰ جلوس میں غور بند کا تھانہ دار مقرر ہوا — |
| سانکوجی | دوهزاری هزارسوار | سنبھاجی کی طرف سے سانوبہ کا قلعدار تھا - سنہ ۳۰ جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں داخل ہوا - اور خلعت و علم و نقارہ وغیرہ عطا ہوکر بیس ہزار روپیہ نقد انعام میں ملا — |
| سکتا | سہ هزاری دو هزار سوار | نصرت آباد کا ناظم تھا - اول منصب دوهزار و پانصدی پر سامور تھا - سنہ ۵۰ جلوس میں منصب سہ هزاری پر ترقی پائی — |
| مرلیدھر | - | ابتدا میں امیرالامرا نواب شایستہ خاں کی سرکار میں دیوان تھا - سنہ ۳۸ میں ان کے انتقال کے |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا ۔ |
| مان سنگھ ہاڈا | ۔ | ایام شاہزادگی کے ملازموں میں سے تھا ۔ معرکہ سموگڑہ میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا — |
| ہر رائے | ۔ | سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے تجارتی شہر سورت کا ناظم تھا ۔ اسے حضرت سید سعداللہ نواسہ شیخ پیر محمد سلونی کی خدمت میں بہت عقیدت تھی وہ بھی اِس سے بہت محبت رکھتے تھے ۔ ایک مرتبہ سید موصوف نے اُس کے خط میں القاب کے بجائے یہ بیت تحریر فرمائی :—<br>بنام آنکہ اونامے نہ دارد<br>بہر نامش کہ خوانی سر برآرد<br>اس پر بعض علماء نے یہ اعتراض کیا کہ ایک ہندو کے القاب میں یہ بیت تحریر کرنا پاس شریعت کے خلاف ہے ۔ |

# عہد بہادر شاہ لغایتہ محمد شاہ

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| بندرابن داس بہادر شاہی | - | بٹالہ ( پنجاب ) کے رہنے والے تھے شاہ عالم بہادر شاہ کی سرکار میں دیوان تھے سنہ ۱۰۹۵ ھ کی جنگ گولکنڈے میں شاہزادہ موصوف کے ساتھ شریک تھے ۔ اور لڑائی میں زخمی ہوئے ۔ بہادر شاہ ان کی حسن لیاقت کی وجہ سے انھیں بہت عزیز رکھتے تھے ۔ انھوں نے ابتدائے زمانے سے سنہ ۴۰ جلوس عالمگیری تک ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے جو خلاصتہ التواریخ کے نام سے مشہور ہے — |
| رائے رایاں ۔ جہاں شاہی | - | جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے عہد میں دیوان تن کے عہدے پر سر فراز تھا ۔ جب راجہ رتن چند کا اقتدار زیادہ ہوا ۔ اور سب عہدہ دار |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | بے اختیار اور معطل ہو گئے تو اُس نے نوکری سے استعفاء دیدیا۔ |
| راجہ بخت مل | | محمد شاہ کی عہد سلطنت میں راجہ گوجرمل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا — |
| رائے شیوداس | | محمد شاہ کے عہد میں صوبۂ آگرہ کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا۔ اس نے اپنی یادگار سے آگرہ میں ایک عالیشان باغ چھوڑا تھا مگر اب اس کا نشان باقی نہیں — |
| کیھورائے | | راجہ رتن چند کا بہلوئی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے شروع عہد تک صوبہ دارالخلافت دہلی کا صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید ہوا۔ یہ بیمار تھا اِس خبر کے سنتے ہی دم نکل گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ۔ زہر کھا کر مر گیا — |
| راجہ گوجر مل | | محمد شاہ کے شروع عہد میں |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | خالصہ کا دیوان تھا ۔ |
| راجہ ناگر مل | | راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا ۔ جب نادر شاہ ہندوستان میں آیا اور اُمرا کی حیثیت کے موافق سب سے روپیہ وصول کیا اس سے بھی تین لاکھ روپے وصول کئے — |

# ضمیمہ نمبر ۲

## عہدے اور تنخواہ

شہنشاہ اکبر کے عہد میں دہ باشی (یعنی دس سواروں کا افسر) سے لیکر پنجہزاری (پنجہزار سواروں کا افسر) تک کے عہدے دار تھے اخیر میں صرف میرزا - راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا - اس کے بعد اُمرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا - اور شاہجہاں کے عہد میں صرف یمین الدولہ آصف خان خانخاناں کو بطور رعایت خاص منصب نہ ہزاری حاصل ہوا - ہندو اُمرا میں سوائے میرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر سنہ ۲۰ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہیں بڑھا - مگر دور اخیر میں میرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا —

تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی - ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے - ہاتھی - اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود

# عہد بہادر شاہ لغایتہ محمد شاہ

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| بندرابن داس بہادر شاہی | - | بٹالہ ( پنجاب ) کے رہنے والے تھے شاہ عالم بہادر شاہ کی سرکار میں دیوان تھے سنہ ۱۰۹۵ ھ کی جنگ گولکنڈے میں شاہزادہ موصوف کے ساتھہ شریک تھے - اور لڑائی میں زخمی ہوے - بہادر شاہ ان کی حسن لیاقت کی وجہ سے انھیں بہت عزیز رکھتے تھے - انھوں نے ابتدائے زمانے سے سنہ ۴۰ جلوس عالمگیری تک ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے جو خلاصتہ التواریخ کے نام سے مشہور ہے — |
| رائے رایاں - جہان شاہی | | جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے عہد میں دیوان تن کے عہدے پر سر فراز تھا - جب راجہ رتن چند کا اقتدار زیادہ ہوا - اور سب عہدےدار |

| نام | منصب | کیفیت |
|---|---|---|
| | | بے اختیار اور معطل ہو گئے تو اُس نے نوکری سے استعفاء دے دیا۔ |
| راجہ بخت مل | | محمد شاہ کی عہد سلطنت میں راجہ گوجرمل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا — |
| رائے شیوداس | | محمد شاہ کے عہد میں صوبۂ آگرہ کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا - اس نے اپنی یادگار سے آگرہ میں ایک عالیشان باغ چھوڑا تھا مگر اب اس کا نشان باقی نہیں — |
| چھبورائے | | راجہ رتن چند کا بہنوئی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے شروع عہد تک صوبہ دارالخلافت دہلی کا صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید ہوا۔ یہ بیمار تھا اِس خبر کے سنتے ہی دم نکل گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ - زہر کھا کر مر گیا — |
| راجہ گوجر مل | | محمد شاہ کے شروع عہد میں |

| نام | منصب | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| | | خالصہ کا دیوان تھا ۔ |
| راجہ ناگر مل | | راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا۔ جب نادر شاہ ہندوستان میں آیا اور اُمرا کی حیثیت کے موافق سب سے روپیہ وصول کیا اس سے بھی تین لاکھ روپیہ وصول کئے — |

# ضمیمہ نمبر ۲

## عہدے اور تنخواہ

شہنشاہ اکبر کے عہد میں دہ‌باشی (یعنی دس سواروں کا افسر) سے لیکر پنجہزاری (پنجہزار سواروں کا افسر) تک کے عہدے دار تھے اخیر میں صرف میرزا - راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کےمنصب هفت هزاری پر سرفراز کیا گیا - اس کے بعد اُمرا کی انتہائی ترقی کا درجہ هفت هزاری مقرر کیا گیا - اور شاهجہاں کے عہد میں صرف یمین‌الدولہ آصف خان خانخاناں کو بطور رعایت خاص منصب نہ هزاری حاصل هوا - هندو اُمرا میں سوائے میرزا راجہ مان‌سنگھہ کے کوئی امیر سنہ ۲۰ جلوس شاهجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہیں بڑھا دور اخیر میں میرزا راجہ جے سنگھہ اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کو منصب هفت هزاری کا اعزاز حاصل هوا -

تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی - هر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے - هاتھی - اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود

رکھنا لازمی امر تھا - فوج کی تنخواہ جو اُس کو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علاحدہ ملتی تھی - چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا - سوار کی تنخواہ بہ لحاظ قسم گھوڑا بارہ روپیہ سے تیس روپیہ تک تھی - پیادے چھہ روپیہ سے بارہ روپیہ آٹھہ آنے تک تنخواہ پاتے تھے —

فہرست ذیل سے ہر منصب کی ماہانہ تنخواہ اور چوپائے اور باربرداری کی تعداد جس کے رکھنے کا حکم تھا ظاہر ہوگی —

($ ——— $)

# انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن

اپنے ان مہربان اصحاب کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو ' وہ بغیر ان سے دوبارہ دریافت کئے ' تیار ہوتے ہی ان کی خدمت میں بذریعہ وی پی روانہ کردی جایا کرے - ہمیں امید ہے کہ قدر دانان زبان اردو ہمیں عام طور پر اس کی اجازت دیدیں گے کہ ان کے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج کرلئے جائیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو ' فوراً بغیر دریافت کئے روانہ کردی جایا کرے - یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہوجائے گی - ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ معاونین جو اردو کی ترقی کے دل سے بہی خواہ ہیں ' اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے —

ایسے اصحاب انجمن کے رکن سمجھے جائیں گے اور ان کی خدمت میں کل کتابیں جو آئندہ شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کرکے روانہ ہوں گی —

المشتہر

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

# اردو

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپیے سکۂ انگریزی
[ آٹھہ روپیے سکہ عثمانیہ ]

---

# سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دانوں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوں گے، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے —

سالانہ چندہ آٹھہ روپیے سکۂ انگریزی (نو روپیے چار آنے سکۂ عثمانیہ)

امید ہے کہ اردو زبان کے بہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے —

المشتہر
انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)